فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

الحمد للہ والمنۃ کہ ایں خزینۂ علوم فقہیہ و ذخیرۂ فتاوی ہے

جلد پنجم

فتاوی دار العلوم دیوبند

کہ مشتمل ست بر

عزیز الفتاوی

از افاضات زین مسند الافتاء والتدریس مفتی اعظم حضرت مولنا عزیز الرحمن صاحب
قدس سرہ مفتی دار العلوم دیوبند

و

امداد المفتین

از جناب مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی مدظلہ سابق مفتی دار العلوم دیوبند

ناشر

غالب اختر صدیقی مالک کتبخانہ رحیمیہ دیوبند یوپی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بقیہ کتاب النکاح از رجسٹر ۱۳۳۴ھ

بالغہ حرہ سے اگر ولی قریب کے سوا کوئی اجازت نکاح طلب کرے تو بہ تکلم اجازت ضروری ہے

سوال (۶۹۰) ایک نا کتخدا بالغہ لڑکی سے ایک اجنبی شخص نے اجازت نکاح طلب کی وہ اجنبی لڑکی کا محرم ہے اور نہ لڑکی اُسکے سامنے آتی ہے اور لڑکی کے ولی یعنی لڑکی کے باپ کے چچا زاد بھائی موجود ہیں لیکن اُنکو کچھ اطلاع نہ کیگئی اور یہ محض اس خیال سے کہ اگر انکو اطلاع ہوئی تو معاملہ درہم و برہم ہو جائیگا۔ غرض خفیہ طور سے اُس لڑکی سے اجازتِ نکاح طلب کی لڑکی نے کچھ جواب نہیں دیا بالکل ساکت رہی باہر آکر اُسکا نکاح پڑھادیا اور اُسکے سکوت کو اجازت بتایا۔ آیا صورتِ مذکورہ میں یہ سکوت اجازت ہوگا یا نہیں اور یہ نکاح جو بلا اجازت و بغیر اطلاع ولی محض اجنبی کے کہنے سے کردیا گیا منعقد ہوگا یا نہیں ؟

الجواب - از مولوی ریاض الدین مدرس مدرسہ عالیہ میرٹھ و مولوی محمد شاہ۔
اگر نا کتخدا بالغہ سے اجازت لینے والا ولی قریب کے علاوہ کوئی اور اجنبی شخص ہے تو تاوقتیکہ وہ زبانی اجازت نہ دے اور بہ تکلم رضامندی کا اظہار نہ کرے تو از روئے شرع رضامندی نہیں ہوسکتی اجنبی کے دریافت کرنیکی صورت میں سکوت رضامندی کے قائم مقام نہیں ہوسکتا۔ سکوت کا رضامندی پر دلالت کرنا صرف اُسی صورت میں ہوسکتا ہے کہ جب اجازت لینے والا ولی قریب ہو چونکہ صورت مذکورہ میں بالغہ مذکورہ نے زبانی اجازت نہیں دی اور رضامندی نہیں پائی گئی اور صحتِ نکاح کیلئے رضامندی اسکی ضروری تھی لہٰذا یہ نکاح منعقد نہیں ہوا۔ ہدایہ میں ہے وان فعل هذا غير الولى يعنے استامر غير الولى او ولى غير اولى منه لم يكن رضا حتے تتكلم [محمد شاہ] اس صورت میں چونکہ اجنبی نے نکاح کی اجازت مسماۃ سے طلب کی ہے مسماۃ کا زبانی اجازت دینا ضروری ہے خاموش رہنا کافی نہیں جب خاموش رہی نکاح نہیں ہوا۔ فی الدر المختار فان استاذنها غير الاقرب كاجنبي او ولى بعيد فلا عبرة لسكوتها بل لابد من القول كالثيب البالغة فقط واللہ تعالیٰ اعلم - کتبہ ریاض الدین۔

الجواب - از حضرت مفتی صاحب مدظلہ۔ سکوت بالغہ کا اس صورت میں اجازت اور رضا نہیں ہے اور اس سکوت کا اعتبار نہیں ہے فان استاذنها غير الاقرب كاجنبي او ولى بعيد فلا عبرة لسكوتها الخ در مختار۔ پس وہ نکاح موقوف رہیگا بالغہ کی اجازت پر اگر بعد نکاح اُسنے صراحۃً اُس نکاح کو جائز رکھا یا کوئی ایسا فعل کیا جو رضا پر دال ہو جیسے تمکین وطی و طلبِ مہر و نفقہ و خلوت برضاء بالغہ۔ تو وہ نکاح

صحیح ہوجاویگا۔ ورنہ ناجائز اور باطل ہوگا جیساکہ درمختار میں ہے۔ عبارتِ مذکورہ کے بعد یہ مذکور ہے:۔
بل لابد من القول الخ او ماھو فی معناہ من فعل یدل علی الرضاء کطلب مہرھا ونفقتہا وتمکینہا من الوطی وخلوتہ بہا برضاھا الخ وفی الشامی عن الظہیریہ ولو خلا بہا برضاھا ھل یکون اجازۃ لارِوایۃ لہذہ المسئلۃ وعندی ان ھذا اجازۃ وفی البزازیہ الظاہر انہ اجازۃ الخ شامی؁ وفی الدرالمختار ونکاح عبد وامۃ بغیر اذن السید موقوف علی الاجازۃ کنکاح الفضولی الخ وفی الشامی ایضاً واما الضحک فذکر فی فتح القدیر او لا انہ کالسکوت لایکفی ومسلم ھہنا انہ یکفی الخ فقط

ان الفاظ سے کہ جان و عزت و حرمت بتو دادم بشرطِ نیتِ نکاح صحیح ہوتا ہے

سوال (۶۹۱) ہندہ بالغہ عاقلہ پیش پدر و پسر بالغ خود بہ الفاظی کہ مفید معنی نکاح تواند بود با خالد عقد بست صراحۃً لفظ نکاح نہ گفتہ بلکہ بالکنایہ بایں طور کہ من جان و عزت و حرمت خود بتو سپردم خالد گفت قبول کردم سوائے ایں دو کس کسے دیگر شاہد نبود عقد ثابت شد یا نہ؟ اگر ہندہ بر دو پسر ش اکنوں انکاری کنند دریں صورت عند القاضی ایں نکاح ثابت باشد یا نہ و مجامعت جائز است یا نہ؟ و ایں صورت مسافحت است یا نہ؟

الجواب - اگر بالفاظِ مذکورہ بارادۂ نکاح گفتہ شد نکاح منعقد گشت قال فی الدرالمختار وما عداھما کنایۃ وھو کل لفظ وضع لتملیک العین الخ کہبۃ وتملیک وصدقۃ وعطیۃ الخ بشرط نیۃ او قرینۃ الخ وفیہ ایضاً وشرط حضور شاہدین الخ ولو فاسقین الخ او ابنی الزوجین وفی الشامی ولیس ھذا خاصاً بالابنین الخ و نکاح مذکور اگرچہ عند القاضی ثابت نہ شود لیکن عند اللہ نکاح صحیح است و مقاربت و مجامعت درست است و دریں صورت مجامعت نیست فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

اگر عورت کہے کہ میں بیوہ ہوں تو اُسکے ساتھ نکاح بایں شرط جائز ہے کہ اُسکے صدق کا ظن غالب ہو

سوال (۶۹۲) اگر کوئی عورت دوسری جگہ سے آکر یہ کہے کہ میں بیوہ ہوں تو اُس سے نکاح کرنا درست ہے یا نہیں۔ نکاح خواں اور شریک اور شہود گناہ گار ہونگے یا نہیں؟۔

الجواب مسئلہ یہ ہے کہ اگر عورت کہیں باہر سے آکر یہ کہے کہ میں بیوہ ہوں تو اُسکے قول پر اعتماد کرکے اگر اُس سے نکاح کرلیا جاوے تو درست ہے۔ شوہر اور نکاح خواں اور شہود گنہ گار نہیں ہیں اور اگر بعد میں ظاہر ہوجاوے کہ وہ عورت منکوحہ کسی شخص کی ہے اور اُس نے طلاق نہیں دی تو نکاحِ ثانی باطل ہوگا۔ شامی میں ہے وکذا لو قالت منکوحۃ رجل لآخر طلقنی زوجی وانقضت عدتی جاز تصدیقہا اذا وقع فی ظنہ عدالتہا کان تام الخ جلد ثانی قبیل الایلاء فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

ایک شخص ولی یا وکیل نکاح کا ایجاب و قبول دونوں خود کرسکتا ہے

سوال (۶۹۳) محمد بخش ایک لڑکی چھ سالہ چھوڑ کر

فوت ہوگیا اور اُسکے دو چچا ہیں حسین و احمد۔ احمد نے بغیر رضامندی اپنے بڑے بھائی حسین کے اسکی لڑکی کا نکاح یعنی محمد بخش متوفی کی لڑکی کا نکاح اپنے لڑکے دس سالہ عبد القادر سے کرلیا۔ کیا یہ نکاح شرعاً جائز ہے؟ اور کیا ایجاب و قبول ایک شخص کرسکتا ہے؟

الجواب۔ نکاح مذکور شرعاً صحیح ہے۔ ہر دو چچا نابالغہ کے ولی ہیں جس نے نکاح کردیا صحیح ہوگیا اور ایک شخص جو کہ فضولی نہ ہو دونوں طرف سے ایجاب و قبول کرسکتا ہے کما فی الدر المختار و یتولی طرفی النکاح واحد بایجاب یقوم مقام القبول فی خمس صور کان ولیا او وکیلا من الجانبین الخ و فی رد المحتار کزوجت ابنی بنت اخی الخ و لو زوجہا ولیان مستویان قدم السابق الخ فقط

شیعہ غالیہ سے نکاح عورت سنیہ کا جائز نہیں | **سوال (۶۹۴)** شیعہ غالیہ سے نکاح عورت سنیہ کا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب۔ شیعہ غالی سے نکاح عورت سنیہ کا جائز نہیں ہے وہ باتفاق علماء کافر ہے قال فی رد المحتار و بہذا ظہر ان الرافضی ان کان ممن یعتقد الوہیۃ علی او ان جبرئیل غلط فی الوحی او کان ینکر صحبۃ الصدیق او یقذف السیدۃ الصدیقۃ فہو کافر لمخالفۃ القواطع المعلومۃ من الدین بالضرورۃ الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

عورت کو ایک ہفتہ میں اپنے ماں باپ کے یہاں جانیکا جواز | **سوال (۶۹۵)** خلاف مرضی خاوند کے ماں اور نانی عورت سے ملنا چاہتی ہیں خاوند کو یہ اعتراض ہے کہ وہ اُسکی عورت کو بہکا کر آمادہ کرینگی کہ وہ خاوند کی متابعت نہ کرے۔ اگر عورت کی ماں اور نانی بدچلن ہوں تو از روئے شرع کیا حکم ہے؟

الجواب۔ ولا یمنعہا من الخروج الی الوالدین فی کل جمعۃ الخ و لا یمنعہما من الدخول علیہا فی کل جمعۃ الخ حاصل اس عبارت کا یہ ہے کہ شوہر اپنی زوجہ کو اُسکے والدین کے پاس جانے سے منع نہ کرے ہر جمعہ میں۔ اسمیں شارح نے آگے قید لگائی ہے کہ یہ حکم جب ہے کہ والدین خود نہ آسکتے ہوں الخ اور دوسری عبارت کا مطلب ہے کہ شوہر زوجہ کے والدین کو اُسکے پاس ہر جمعہ کو آنے سے نہ روکے پس اسکے موافق عملدرآمد ہونا چاہیئے۔ اور اگر خاوند کو یہ اعتراض ہو اور شبہ ہو تو اپنے سامنے ملاوے ایسی حالت میں علیحدہ رکھنا نہ چاہیئے لیکن اگر وہ دیکھنا چاہیں تو اپنے سامنے دکھلادے اور ملادے اُنکی صحبت میں نہ چھوڑے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

بغیر شہود نکاح جیسا عند القاضی صحیح نہیں اسی طرح فیما بینہ و بین اللہ بھی صحیح نہیں | **سوال (۶۹۶)** زید و ہندہ نے خلوۃ میں بلا حضوری شہود میں ایجاب و قبول نکاح کا کیا۔ پس یہ امر تو ظاہر ہے کہ عند القاضی بغیر شہود نکاح صحیح نہ ہوگا لیکن یہ فرمایئے کہ جب ہر دو کی نیت فاسد نہیں ہے اور باسباب خاص اُسکا اعلان نہیں

کیا تو اگر وہ دونوں خلوۃ کریں یا بصورت علیحدگی یا ایک جائے حقوق زوجین کا لحاظ کریں تو درست ہے یا نہیں۔ اور دیگر حقوق زوجیت لازم ہیں یا نہیں۔ ؟

الجواب - بلا موجودگی شاہدین جو ایجاب و قبول ہوا وہ غیر معتبر اور کالعدم ہے وہ نکاح منعقد نہیں ہوتا اور اس حالت میں مقاربت و مجامعت زنا ہے۔ درمختار میں ہے و شرط حضور شاھدین الخ سامعین قولہما معاً الخ قولہ سامعین قولہما معاً فلا ینعقد بحضرۃ النائمین والاصمین الخ شامی پس معلوم ہوا کہ بلا شہود جیسا کہ قاضی کے نزدیک نکاح نہیں ہوتا۔ دیانۃً یعنی ما بینہ وبین اللہ بھی نہیں ہوتا اور حقوقِ زوجیت کچھ لازم نہیں ہوتے اور ضرورت اشہاد کے احادیث لانکاح الا بشہود وغیرہا کی وجہ سے ہے اور تفصیل اس کی فتح القدیر میں ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

سوال (۶۹۸) ایک عورت نے بعد وفات شوہر دوسرا عقد کیا بروزِ قیامت وہ کس شوہر کو ملیگی۔	جو عورت دو شوہروں کے نکاح میں رہی وہ جنت میں پچھلے شوہر کو ملیگی

الجواب - شامی میں منقول ہے کہ صحیح حدیث سے ثابت ہوا کہ عورت پچھلے خاوند کو ملیگی عبارتہ صح الخبر بان المرءۃ لآخر ازواجہا ای اذا مات وھی فی عصمتہ الخ فقط واللہ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

سوال (۶۹۹) مسماۃ ہندہ نے دودھ پیا ہے زید کی عورت مسماۃ زینب کا۔ پس زید کی دوسری عورت مسماۃ میمونہ کے بطن	رضاعی باپ کی جمیع اولاد خواہ دودھ پلانے والی عورت کی اولاد ہو یا دوسری عورت کی مرضع پر حرام ہے

سے جو لڑکے ہیں مسماۃ ہندہ کی لڑکی سے بیاہے جا سکتے ہیں یا نہیں ؟

الجواب صورتِ مرقومہ بالا میں ہندہ زید کی رضاعی لڑکی ہے پس زید کے لڑکے خواہ زینب کے بطن سے ہوں یا میمونہ سے ہندہ کے رضاعی بھائی ہیں اور ہندہ کی لڑکی انکی رضاعی بھانجی ہے۔ ماموں اور بھانجی میں نسباً و رضاعاً مناکحت حرام ہے۔ کما ذکر فی العینی شرح الکنز فی کتاب الرضاع۔ وزوج مرضعۃ لبنہا منہ ای من الزوج والجملۃ صفۃ للمرضعۃ اب للمرضع الی قولہ وابنہ ای ابن زوج المرضعۃ اخ للرضیع وبنت ای بنت الزوج اخت المرضع الی قولہ لاتحل مناکحۃ احد من ہؤلاء کما فی النسب وعند الشافعی بالنسب من الجانبین فکذا بالرضاع ولان الفحل سبب نزول لبنہا بواسطہ احبالہا فینسب الابن الیہ بحکم البینۃ انتہیٰ وذکر فی بعض الکتب الفقہ ــــ ۵ از جانب شیردہ ہمہ خویش شوند + واز جانب خوارہ زوجان و فروع فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد محمد عطاء اللہ عفی عنہ

الجواب صحیح
عزیز الرحمن عفی عنہ مفتی مدرسہ دیوبند

الجواب صحیح
العبد رحمت اللہ عفی عنہ

فوت ہوگیا اور اُسکے دو چچا ہیں حسین و احمد۔ احمد نے بغیر رضامندی اپنے بڑے بھائی حسین کے اسکی لڑکی کا نکاح یعنی محمد بخش متوفی کی لڑکی کا نکاح اپنے لڑکے دس سالہ عبدالقادر سے کرلیا۔ کیا یہ نکاح شرعاً جائز ہے؟ اور کیا ایجاب و قبول ایک شخص کرسکتا ہے؟

الجواب ۔ نکاح مذکور شرعاً صحیح ہے۔ ہر دو چچا نابالغہ کے ولی ہیں جس نے نکاح کردیا صحیح ہوگیا اور ایک شخص جو کہ فضولی نہ ہو دونوں طرف سے ایجاب و قبول کرسکتا ہے کما فی الدر المختار و یتولی طرفی النکاح واحد بایجاب یقوم مقام القبول فی خمس صور کان ولیاً او وکیلاً من الجانبین الخ وفی رد المحتار کزوجت ابنی بنت اخی الخ ولو زوجہا ولیان مستویان قدم السابق الخ فقط

شیعہ غالیہ سے نکاح عورت سنیہ کا جائز نہیں | **سوال (۶۹۴)** شیعہ غالیہ سے نکاح عورت سنیہ کا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب ۔ شیعہ غالی سے نکاح عورت سنیہ کا جائز نہیں ہے وہ باتفاقِ علماء کافر ہیں قال فی رد المحتار و بہذا ظہر ان الرافضی ان کان ممن یعتقد الوہیۃ علیٍ او ان جبرئیل غلط فی الوحی او کان ینکر صحبۃ الصدیق او یقذف السیدۃ الصدیقۃ فہو کافر لمخالفۃ القواطع المعلومۃ من الدین بالضرورۃ الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

عورت کو ایک ہفتہ میں اپنے ماں باپ کے یہاں جانیکا جواز | **سوال (۶۹۵)** خلاف مرضی خاوند کے ماں اور نانی عورت سے ملنا چاہتی ہیں خاوند کو یہ اعتراض ہے کہ وہ اُسکی عورت کو بہکا کر آمادہ کریگی کہ وہ خاوند کی متابعت نہ کرے۔ اگر عورت کی ماں اور نانی بدچلن ہوں تو از روئے شرع کیا حکم ہے؟

الجواب ۔ ولا یمنعہا من الخروج الی الوالدین فی کل جمعۃ الخ ولا یمنعہا من الدخول علیہا فی کل جمعۃ الخ حاصل اس عبارت کا یہ ہے کہ شوہر اپنی زوجہ کو اُسکے والدین کے پاس جانے سے منع نہ کرے ہر جمعہ میں۔ اسمیں شارح نے آگے قید لگائی ہے کہ یہ حکم جب ہے کہ والدین خود نہ آسکتے ہوں الخ اور دوسری عبارت کا مطلب ہے کہ شوہر زوجہ کے والدین کو اُسکے پاس ہر جمعہ کو آنے سے نہ روکے پس اسکے موافق عملدرآمد ہونا چاہیئے۔ اور اگر خاوند کو یہ اعتراض ہو اور شبہ ہو تو اپنے سامنے ملادے ایسی حالت میں علیحدہ رکھنا نہ چاہیئے۔ لیکن اگر وہ دیکھنا چاہیں تو اپنے سامنے دکھلادے اور ملادے اُنکی صحبت میں نہ چھوڑے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

بغیر شہود نکاح جیسا عند القاضی صحیح نہیں اسی طرح فیما بینہ و بین اللہ بھی صحیح نہیں | **سوال (۶۹۷)** زید و ہندہ نے خلوۃ میں بلا حضوری شہود میں ایجاب و قبول نکاح کا کیا۔ پس یہ امر تو ظاہر ہے کہ عند القاضی بغیر شہود نکاح صحیح نہ ہوگا لیکن یہ فرمائیے کہ جب ہر دو کی نیت فاسد نہیں ہے اور باسبابِ خاص اُسکا اعلان نہیں

کیا تو اگر وہ دونوں خلوۃ کریں یا بصورت علیحدہ گی یا ایک جائے حقوق زوجین کا لحاظ کریں تو درست ہے یا نہیں۔ اور دیگر حقوق زوجیت لازم ہیں یا نہیں۔؟

الجواب۔ بلا موجودگی شاہدین جو ایجاب قبول ہوا وہ غیر معتبر اور کالعدم ہے وہ نکاح منعقد نہیں ہوتا اور اس حالت میں مقاربت و مجامعت زنا ہے۔ در مختار میں ہے و شرط حضور شاہدین الخ سامعین قولہما معًا الخ قولہ سامعین قولہما معًا۔ فلا ینعقد بحضرۃ النائمین و الاصمین الخ شامی پس معلوم ہوا کہ بلا شہود جیسا کہ قاضی کے نزدیک نکاح نہیں ہوتا۔ دیانۃً یعنے ما بینہ و بین اللہ بھی نہیں ہوتا اور حقوقِ زوجیت کچھ لازم نہیں ہوتے اور ضرورت اشہاد کے احادیث لا نکاح الا بشہود وغیرہا کی وجہ سے ہے اور تفصیل اُسکی فتح القدیر میں ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

جو عورت دو شوہروں کے نکاح میں رہی وہ جنت میں پچھلے شوہر کو ملیگی

سوال (۶۹۸) ایک عورت نے بعد وفات شوہر دوسرا عقد کیا بروزِ قیامت وہ کس شوہر کو ملیگی۔

الجواب۔ شامی میں منقول ہے کہ صحیح حدیث سے ثابت ہوا کہ عورت پچھلے خاوند کو ملیگی عبارتہ صح الخبر بان المرءۃ لآخر ازواجہا ای اذا ماتت وھی فی عصمتہ الخ فقط واللہ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

رضاعی باپ کی جمیع اولاد خواہ دودھ پلانے والی عورت کی اولاد ہو یا دوسری عورت کی مرضع پر حرام ہے

سوال (۶۹۹) مسماۃ ہندہ نے دودھ پیا ہے زید کی عورت مسماۃ زینب کا۔ پس زید کی دوسری عورت مسماۃ میمونہ کی بطن سے جو لڑکے ہیں مسماۃ ہندہ کی لڑکی سے بیاہے جا سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب صورتِ مرقومہ بالا میں ہندہ زید کی رضاعی لڑکی ہے پس زید کے لڑکے خواہ زینب کے بطن سے ہوں یا میمونہ سے ہندہ کے رضاعی بھائی ہیں اور ہندہ کی لڑکی انکی رضاعی بھانجی ہے۔ ماموں اور بھانجی میں نسبًا و رضاعًا مناکحت حرام ہے۔ کما ذکر فی العینی شرح الکنز فی کتاب الرضاع۔ وزوج مرضعۃ لبنہا منہ ای من الزوج والجملۃ صفۃ للمرضعۃ اب للمرضع الی قولہ وابنہ ای ابن زوج المرضعۃ اخ کل رضیع وبنت ای بنت الزوج اخت المرضع الی قولہ لا تحل مناکحۃ احد من ھؤلاء کما فی النسب و عند الشافعی بالنسب من الجانبین فکذا بالرضاع ولان الفحل سبب نزول لبنہا بواسطۃ احبالہا فینسب الابن الیہ بحکم البینۃ انتہی و ذکر فی بعض الکتب الفقہ ؎ از جانب شیر دہ ہمہ خویش شوند ٭ و از جانب خوارہ زوجان و فروع فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد محمد عطاء اللہ عفی عنہ

الجواب صحیح
عزیز الرحمن عفی عنہ مفتی مدرسہ دیوبند

الجواب صحیح
العبد رحمت اللہ عفی عنہ

۱۷۰۰

غیر کفو میں نکاح باجازت ولی درست ہے۔ اور شیوخ صدیقی و فاروقی اور عثمانی بنی ہاشم کے کفو ہیں

سوال (۷۰۰) مثلاً ہندہ سیّد زادی یتیمہ ہے اُسکے آرام و راحت کا خیال کرکے بنظر خیر خواہی ایک شریف اور معزز خاندان کے ایک رئیس زادہ سے جو دیندار اور مرد صالح بھی ہے اور علاوہ ضروریات کے دس ہزار کی جائداد بھی لڑکی کے نام کرنا چاہتا ہے لیکن سیّد نہیں ہے آیا انکا نکاح آپس میں عند الشرع جائز ہے یا نہیں اور لڑکی کا کوئی جدی وارث بھی اس ملک میں نہیں ہے سوائے ایک چھوٹی بھائی کے بھائی اور والدہ وغیرہ اس عقد پر رضامند ہیں؟

الجواب ـ قال فی الدر المختار فقریش بعضهم اکفاء بعض الخ وفی الشامی فلو تزوجت هاشمیة قرشیاً غیر هاشمی لم یرد عقدها وان تزوجت عربیاً غیر قرشی لهم رده الخ وفی الدر المختار ایضاً ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازه اصلاً وهو المختار للفتوی وفی رد المختار واما اذا لو یکن لها ولی فهو صحیح نافذ مطلقاً اتفاقاً الخ ان روایات سے معلوم ہوا کہ شیوخ صدیقی و فاروقی و عثمانی وغیرہا سب کفو ہیں سادات بنی ہاشم کے پس اگر وہ رئیس زادہ کفو ہے اُس سیّدہ یتیمہ کا اور یتیمہ بالغہ ہے تو نکاح اُسکا برضاء بالغہ صحیح ہے اور اگر وہ رئیس زادہ کفو اُس یتیمہ بالغہ کا نہیں ہے اور سوائے والدہ کے اور کوئی ولی یتیمہ بالغ یتیمہ کا موجود نہیں ہے تو والدہ ولی ہے اور اُسکی رضا معتبر ہے لہذا نکاح صحیح ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

۱۷۰۱

منکوحہ غیر کے ساتھ نکاح کرنا باوجود علم کے موجب حد ہے مگر ناکحین اور شہود پر حکم کفر کا نہیں کیا جا سکتا

سوال (۷۰۱) زید نے اپنی دختر عصمت نابالغہ کا نکاح عرصہ تین سال کا ہوا مسمی عمر نابالغ سے کر دیا تھا۔ ایک سال ہوا کہ عمر کا باپ الٰہی بخش مر گیا اور عمر کو اپنے قریبی مسمی خالد کے سپرد کر گیا۔ زید نے خالد سے کہا کہ عمر کو میرا اپنے گھر لیجاؤ نگا اور عمر نے بھی جانیسے انکار کیا۔ اس بناء پر مسماۃ مقصودا نے زید کو بہکایا اور مسمی حجی کے نواسہ نادر علی کے ساتھ بلا طلاق دینے عمر کے عصمت کا عقد ثانی کر دیا اس صورت میں بکر کہتا ہے کہ زید مقصودا حجی نادر علی و اہل مجلس وغیرہ سب اسلام سے نکل گئے اور سب کی عورتوں پر طلاق پڑ گئی۔ یہ حکم کفر کا کرنا اشخاص مذکورین پر صحیح ہے یا کیا حکم ہے؟

الجواب ـ دوسرے کی منکوحہ کا نکاح کسی دوسرے سے کرنا حرام ہے اور نکاح ثانی باطل ہے اسی لئے فقہاء نے باوجود علم کے منکوحۃ الغیر سے نکاح کرنیکو باطل و وطی کو زنا موجب حد قرار دیا ہے قال فی رد المختار اما نکاح منکوحۃ الغیر ومعتدته فالدخول فیه لا یوجب العدۃ ان علم انها للغیر لانه لم یقل احد بجوازه فلم ینعقد اصلاً ای ولهذا یجب الحد مع العلم بالحرمة لانه زنا کما فی القنیۃ وغیرها الخ پس معلوم ہوا کہ جن لوگوں نے دوسرا نکاح اُس لڑکی منکوحہ کا

کیا وہ عاصی و فاسق ہیں اور وہ نکاح جو انہوں نے اُس لڑکی کا کیا باطل و حرام ہے۔ چاہیئے کہ توبہ کریں اور اعلان اس امر کا کردیں کہ نکاح ثانی صحیح نہیں ہوا وہ لڑکی بدستور عمر کی زوجہ ہے تا وقتیکہ وہ لوگ توبہ نہ کریں مسلمانوں کو تنبیہاً اُن سے متارکت کرنا چاہیئے اُنکی شادی و غمی میں شریک نہ ہوں۔ باقی حکم اُن لوگوں کے کفر کا کرنا اور اُنکے نکاحوں کے بطلان کا حکم کرنا صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ کسی مسلمان کو اگرچہ وہ فاسق و مرتکب فعل حرام کا ہو کافر کہنا درست نہیں ہے۔ در بارۂ تکفیر فقہاء نے بہت احتیاط فرمائی ہے۔ یہانتک لکھا ہے کہ اگر کسی شخص میں ننانوے ۹۹ وجوہ کفر کی ہوں اور ایک وجہ اسلام کی ہو اور اگرچہ وہ وجہ ضعیف ہو تب بھی مفتی کو لازم ہے کہ جانب اسلام کو اختیار کرے اور تکفیر مسلمین میں مبادرت نہ کرے۔ حدیث شریف میں ہے ایما رجل قال لاخیہ کافر فقد باء بہا احدھما۔ الحدیث متفق علیہ۔ بحاصل یہ کہ ان لوگوں کو فاسق کہا جاوے کافر نہ کہا جاوے۔ تشدید اُسی حد تک کیجاوے کہ حد شرع سے متجاوز نہ ہو یہ نہیں کہ عصاۃ کو بوجہ اُنکے اصرار علی المعاصی کے کافر کہکر ڈرایا جاوے تاکہ وہ اپنے فعل بد سے باز آجاویں۔ ایسا کرنا تجاوز عن الحد ہے اور حرام و ناجائز ہے بلکہ بموجب حدیث موصوف فقد باء بہا احدھما کے کفر کا خوف ہے فقط واللہ اعلم

نکاح تعلیق کو قبول نہیں کرتا

سوال (۷۰۳) زید نے اپنے بیٹے عمرو کا نکاح خالد کی لڑکی زینب سے کیا وقت انعقاد نکاح مہر میں گفتگو ہوئی۔ عرض یہ ہے کہ لڑکے کے باپ نے یہ کہا کہ ہم اپنی جائداد میں سے کچھ اُسکو ہبہ کردینگے۔ جائداد کو ہبہ بھی کردیا۔ یہ سب کچھ ہوسکتا ہے مگر اُس سے یعنی سوسو روپے سے زیادہ نہیں باندھا جاویگا۔ پس اس گفت و شنود کے بعد نکاح سواسو پر ہوگیا۔ اب خالد کیطرف سے تقاضا شروع ہوا کہ ایسا ہبہ نامہ لکھو جسکا مضمون جزو مہر یا شرط عقد ہو ورنہ نکاح تام نہیں ہوگا بلکہ معلق رہیگا زید کہتا ہے کہ ہبہ نامہ مطلق لکھینگے۔ اگر یہی جزو مہر یا شرط نکاح قرار دیکر ہبہ نامہ لکھنا تھا تو اُس زیادتی مہر کے قبول کرنے میں کیا عذر تھا تو اب آپ حضرات علماء سے یہ امر دریافت کیا جاتا ہے کہ نکاح تام ہوا یا معلق۔

الجواب۔ اس صورت میں نکاح تام ہوگیا نکاح میں کچھ توقف نہیں رہا۔ زید نے جو کہا صحیح کہا اور خالد کا قول غلط ہے۔ کیونکہ نکاح تعلیق کو قبول نہیں کرتا۔ اور نکاح معلق صحیح نہیں ہوتا۔ کما فی الدر المختار والنکاح لا یصح تعلیقہ بالشرط الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

نفقہ حالت نکاح میں اور عدۃ میں واجب ہوتا ہے۔ بعد عدۃ کے نفقہ واجب نہیں ہے

سوال (۷۰۴) زید کی زوجہ نے بذریعہ نالش زید سے لکھا لیا اپنے نان نفقہ کی رجسٹری کرالی پھر کچھ دنوں بعد زید نے زوجہ کو طلاق دیدی جسکے ماں باپ کو بھی بذریعہ رجسٹری اطلاع دیدی۔ اس کے بعد انقضائے عدۃ زید نے زوجہ کو طلاق پوری دیدی یعنی رجعت نہیں کی بلکہ بالکل نکالدی اور نان نفقہ بند کردیا۔ زوجہ نے جو نان نفقہ کی

نالش کی ہو۔ ایسی بابت طلب امر ہے کہ شریعت میں بعد طلاق وبعد انقضائے عدۃ نان نفقہ فرض ہے؟

الجواب ۔ نفقہ زوجہ کا ذمہ زوج حالتِ نکاح میں اور بعد طلاق عدۃ کے ختم تک لازم ہے اُسکے بعد نفقہ واجب نہیں رہتا۔ قال فی الدر المختار فتجب للزوجۃ علی زوجہا الخ وفیہ ایضاً وتجب لمطلقۃ الرجعی والبائن والفرقۃ بلا معصیۃ الخ النفقۃ والسکنی الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

کتاب الطلاق

اگر کسی شخص نے قسم کھائی کہ فلاں سے جبراً اتنا روپیہ لوں تو میری بیوی پر تین طلاق پھر وہ باختیار خود دیدے تو طلاق نہ ہوگا

سوال (۷۰۴) ایک شخص نے اپنے چچا کو کہا کہ اگر میں پچاس روپیہ جو میرے تمہارے ہیں جبراً نہ لوں تو میری منکوحہ پر طلاق حرام ہے۔ اب اگر یہ چچا مرضی سے روپیہ دیدے تو کیا حکم ہے اور اگر مرضی سے نہ دے اور وہ جبراً نہ لے سکے تو کیا حکم ہے

الجواب ۔ اگر چچا رضا سے روپیہ دیدیوے تو یمین ساقط ہوئی اور وہ شخص حانث نہ ہوگا اور اُسکی زوجہ پر طلاق واقع نہ ہوگی۔ وکذا لو حلف ان یجرہ الی باب القاضی ویحلفہ فاعترف الخصم اوظہر شیء وسقط الیمین لتقیدہ من جہۃ المعنی بحال المکارہ (درمختار) اور اگر وہ رضا سے نہ دے اور یہ جبراً وصول نہ کر سکے تو چونکہ یمین مطلقہ ہے اسلئے آخر حیات میں حانث ہوگا اور اُسکی زوجہ مطلقہ ہوگی اگر وہ اُسوقت تک نکاح میں رہی۔ کذا فی الدر المختار والشامی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

بلا حرف تشبیہ کے بیوی کو کہا کہ تو میری ماں ہے تو طلاق نہیں ہوتی

سوال (۷۰۵) ایک شخص نے حالتِ غصہ میں اپنی زوجہ کو بہ نیت طلاق تین مرتبہ یہ الفاظ کہے کہ اگر میں اُسے رکھوں تو اپنی ماں بہن کو رکھوں اُس صورت میں طلاق ہوگئی یا نہیں؟

الجواب ۔ ظاہر یہ ہے کہ یہ قول اُس شخص کا لغو ہے طلاق کسی قسم کی واقع نہیں ہوئی۔ کیونکہ یہ لفظ نہ کنایات طلاق میں سے کہ نیت طلاق سے اُسمیں طلاق واقع ہوجاوے اور نہ الفاظ ظہار میں سے ہے کہ ظہار ہوجاوے اور نہ ایلاء ہے۔ شامی میں ہے۔ ویدل علیہ ما نذکرہ عن الفتح من انہ لابد من التصریح بالاداۃ الخ وفیہ ایضاً والذی فی الفتح وفی انت امی لایکون مظاہراً وینبغی ان یکون مکروہاً الخ ومثلہ ان یقول لہا یا بنتی او یا اختی ونحوہ الخ شامی فقط واللہ اعلم۔

طلاق بایں لفظ کہ میں نے قطعی طلاق دی ایک رجعی ہے

سوال (۷۰۶) ایک شخص نے ایک مرتبہ اپنی بیوی کو طلاق دی اب عدت میں دس بارہ روز کا وقفہ ہے تو رجعت درست ہے یا نہیں یہ لفظ ہیں طلاق قطعی دی۔

الجواب ۔ اس صورت میں اگر شوہر نے صرف ایک طلاق دی ہے تو عدۃ میں رجعت کرنا درست ہے یعنی بلا نکاح لوٹا سکتا ہے۔ شوہر یہ کہلے کہ میں نے اپنی بیوی سے رجوع کرلیا اور قطعی کا لفظ یقینی کے معنے

میں ہے اس سے طلاق بائنہ نہیں ہوتی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

قال زوج طلقت علی الف درہم بدون قبول زوجہ طلاق واقع نہیں ہوتی

سوال (۷۰۷) شخصے درغیبت زوجہ خود گفت کہ نفس فلانہ بنت فلانہ زوجہ من است در بدل مہر کہ بذمہ من واجب است بیک طلاق بائن حرام کردم مطلقہ گردانیدم زوجہ مذکورہ شنید وگفت کہ ہرگز تو را بعوض از مہر خود بری الذمہ نمی کنم دریں صورت طلاق واقع شود یا نہ؟

الجواب۔ کما لو قال طلقتک علی الف درہم لا یقع مالم تقبل۔ شامی۔ پس معلوم شد کہ دریں صورت طلاق واقع نہ شود۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

شوہر اگر بعض مہر دیدے بقیہ جو اسکے ذمہ مہر واجب ہے اسکے بدلہ طلاق دیا تو اس معجل کو واپس زوجہ سے نہیں لے سکتا صرف باقی ماندہ ساقط ہوا

سوال (۷۰۸) اگر زوجہ قبول خلع در بدل مہر کند دراں بقیہ مہر ساقط شود یا نہ وشوہر مالیکہ پیش از خلع بہ زوجہ در بعض مہر دادہ باشد رجوع خواہد کرد یا نہ از عبارت ذیل چہ مراد است۔ قال الشامی ناقلاً عن البحر۔ قال وقد ظہر لی ان محل البراءۃ ما اذا خالعہا بعد دفع المعجل فانہا براء عن المعجل ویبرء ہو عن الموجل ولذا قال فی المحیط الصحیح انہ یسقط المہر وما قبضت المرءۃ فہو لہا وما بقی فی ذمہ یسقط الخ قال فی الغنا وی الخیریہ لا یرجع بہ ای بالمقبوض سے الصحیح۔ (۲) اگر شوہر مادہ گاؤ در بعض مہر زوجہ وصیں مادہ باشد وزوجہ بیک سال پرورش مادہ گاؤ مذکور کردہ باشد بعد آں شوہرش بدل مہر بایں طور کہ بدل مہر کہ بذمہ دارد نفس زوجہ بیک طلاق بائن حرام کردم زوجہ قبول کند بعد ازاں مادر شوہر براں مادہ گاؤ دعوی ملکیت کند۔

الجواب۔ آنچہ شامی از بحر نقل کردہ ہمیں صحیح است کہ آنچہ از مہر قبل خلع بزوجہ دادہ شد اگر بعض مہر است روان کردہ شود و آنچہ بذمہ شوہر باقیماندہ است ساقط شود۔ پس معلوم شد کہ بعد از خلع چیزے بذمہ شوہر باقی نہ ماندہ است اگر خواہد او ہبہ شمردہ شود۔ اگر مواقع از رجوع یافتہ نہ شود رجوع می تواں کرد و ہم حسب قاعدہ مذکورہ مادہ گاؤ کہ شوہر قبل از خلع بزوجہ دادہ است رجوع نمی تواں کرد اگر مادر شوہر آں را بگیرد واپس کردن آں یا بدل آں بذمہ مادر شوہر است فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

طلاق صریح اور بائن دونوں کیسا تھ بشرط عدت لحق ہو جاتی ہے

سوال (۷۰۹) ہندہ کا عقد ثانی ہندہ کے مکان میں زید سے دو گواہوں کے سامنے ہوا جو مکان و مالک مکان سے خوب واقف تھے لیکن وقت نکاح معرفت ہندہ کی شاہدین کو نہ دی گئی اور زید نے اُنسے یہ کہا کہ ایک عورت اس مکان میں بغرض نکاح آئی ہے میں اُس سے عقد کرنا چاہتا ہوں۔ تم گواہ رہو۔ یہ نکاح صحیح ہوا یا نہ؟ پھر زید نے ہندہ کو طلاق بائن دیا اور پھر ہندہ نے زید پر جبر کرکے تین طلاق دلائی۔ اس صورت میں طلاق بائن کی عدت میں ہندہ کی طلاق واقع ہوئی یا نہ۔

الجواب۔ شامی میں ہے فان کانت حاضرۃ منفیۃ کفی الاشارۃ الیہا اس سے معلوم ہوا کہ اس صورت میں نکاح منعقد ہوگیا اور تین طلاق اُس پر واقع ہوگئی۔ کیونکہ جبریہ طلاق بھی واقع ہوجاتی ہے اور لکھنے سے بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے اور طلاق بائنہ کی عدۃ میں دوسری اور تیسری طلاق واقع ہوجاتی ہے۔ درمختار میں ہے الصریح یلحق الصریح ویلحق البائن بشرط العدۃ الخ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

میں تیرا شوہر نہیں۔ یا تو میری بیوی نہیں۔ یا عورت نے کہا کہ تو میرا شوہر نہیں اور شوہر نے جواب دیا کہ تو سچ کہتی ہے ان سب الفاظ میں بشرط نیت طلاق رجعی پڑجاتی ہے۔

سوال (۷۱۰) ایک شخص نے اپنی زوجہ کے بھائی کو خط لکھا اور اس میں یہ الفاظ لکھے کہ تمکو اپنی ہمشیرہ یعنی میری زوجہ کا اختیار ہے اُسکو جس جگہ تمہارا دل چاہے بٹھلا دو مجھ کو کچھ اُسکی زوجیت کا دعویٰ نہیں ہے۔ یہ خط پڑھتے ہی اُس شخص نے بعد گذرنے عدۃ کے دوسری جگہ نکاح کردیا یہ نکاح صحیح ہے یا نہ؟ اور یہ طلاق بائن ہے یا کیا؟

الجواب۔ اگر نیت شوہر کی ان الفاظ سے طلاق کی ہے طلاق واقع ہوجاویگی۔ لست لک بزوج او لست لی بامرءۃ او قالت لست لی بزوج فقال صدقت طلاق ان نواہ۔ درمختار وفی الشامی واشار بقولہ طلاق الی ان الواقع بہذہ الکنایۃ رجعی کذا فی البحر اس عبارت سے واضح ہوا کہ اس صورت میں نیت کرنے پر طلاق رجعی واقع ہوگی۔ بعد عدۃ کے نکاح اُسکا دوسرے شخص سے صحیح ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

تین طلاق ایک مجلس میں واقع ہوتی ہیں کتاب و سنت و آثار سے ثابت ہیں

سوال (۷۱۱) زید نے اپنی زوجہ مسماۃ ہندہ کو امور خانگی کے جھگڑے میں بحالت غصہ ناراض ہوکر تین مرتبہ بایں الفاظ طلاق ایک وقت اور ایک مجلس میں دی۔ میں نے تجھ کو طلاق دی۔ میں نے تجھ کو طلاق دی۔ میں نے تجھ کو طلاق دی۔ اس صورت میں ایک طلاق پڑی یا تین۔ یہ تو ظاہر ہے کہ یہ طلاق بدعی ہے۔ رجعت درست ہو یا نہیں؟

الجواب۔ اس صورت میں ہندہ زوجہ زید پر تین طلاق واقع ہوگئی اور وہ مغلظہ ہوگئی بدون حلالہ کے شوہر اول سے اُسکا نکاح نہیں ہوسکتا۔ کما قال اللہ تعالیٰ فان طلقہا فلا تحل لہ من بعد حتی تنکح زوجا غیرہ۔ وفی الدر المختار والبدعی ثلثۃ متفرقۃ الخ قولہ ثلثۃ متفرقۃ وکذا بکلمۃ واحدۃ بالاولی وعن الامامیۃ لا یقع بلفظ الثلث الخ وذہب جمہور الصحابۃ والتابعین ومن بعدہم من ائمۃ المسلمین الی انہ یقع ثلث الخ شامی۔ اسکے بعد شامی نے فتح القدیر سے یہ بھی نقل فرمایا ہے۔ وقد ثبت النقل عن اکثرہم صریحا بایقاع الثلث ولم یظہر لہم مخالف فماذا بعد الحق الا الضلال وعن ہذا قلنا لو حکم حاکم بانہا واحدۃ لم ینفذ حکمہ لانہ لا یسوغ فیہ

الاجتہاد فیہ فہو خلاف لا اختلاف الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

زید نے کہا کہ اگر میں فلاں کام کروں ہم پر عمر بھر طلاق ہے

سوال (١٢/٧) زید نے کہا کہ اگر میں فلاں کام کروں ہم پر عمر بھر طلاق ہے اس صورت میں کیا حکم ہوگا۔؟

الجواب۔ قال فی الدر المختار ومن الالفاظ المستعملۃ الطلاق یلزمنی والحرام یلزمنی وعلی الطلاق وعلی الحرام فیقع بلا نیۃ للعرف الخ وفی الشامی قولہ فیقع بلا نیۃ ای فیکون صریحًا لا کنایۃ الخ۔ پس اس صورت میں زید کی زوجہ پر ایک طلاق واقع ہوگی۔ دوبارہ رجوع کرلے یا نکاح کرنے سے طلاق واقع نہ ہوگی لیکن اگر عمر طلاق سے تکرار طلاق مراد اور معروف ہو تو ویسا ہی ہوگا فللاعتبار للعرف۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

زید نے اپنی زوجہ کو ایک مرتبہ کہا کہ میں نے تجھے طلاق دی یہ کہکر تین لکیریں اپنی انگشت سے زمین پر نکالی۔ زید کہتا ہے کہ اس سے میری مراد تین طلاق تھی۔ اس صورت میں تینوں طلاق واقع ہوکر مغلظہ ہوگئی

سوال (١٣/٧) زید نے اپنی زوجہ کو ایک مرتبہ کہا کہ میں نے تجھکو طلاق دی یہ کہکر تین لکیریں اپنی انگشت سے زمین پر نکالی اور زید کا بیان ہے کہ میں نے تینوں لکیروں سے تین طلاق کا ارادہ کیا ہے اس صورت میں طلاق مغلظہ واقع ہوئی یا بائن؟

الجواب۔ تین طلاق مغلظہ زید کی زوجہ پر واقع ہوئی بدون حلالہ کے اُس سے نکاح زید کا درست نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ مفتی دار العلوم دیوبند

اس قول سے کہ اگر میں فلاں عورت سے نکاح نہ کرونگا تو تجھ سے صحبت کرونگا۔ اگر کیا تو ایسا ہوگا جیسا کہ میں نے اپنی ماں سے زنا کیا۔ نہ ظہار واقع ہوا نہ طلاق۔ ہاں کفارہ یمین اگر فلانہ کے نکاح سے قبل وطی واجب ہوگا

سوال (١٤/٧) کسی شخص نے قسم کھائی کہ جب تک میں فلاں عورت سے نکاح نہیں کرونگا تجھ سے کبھی صحبت نہ کرونگا۔ اگر میں نے اس درمیان میں تجھ سے صحبت کی تو ایسا ہوگا جیسا میں نے اپنی والدہ سے زنا کیا اور کسی وجہ سے نکاح نہیں ہو سکا تو اس صورت میں کیا حکم ہے نکاح میں کچھ فرق آیا یا نہیں اگر فرق نہیں آیا تو اپنی عورت کو کس طرح رکھے؟

الجواب۔ کتاب الظہار عالمگیریہ میں منقول ہے۔ ولو قال ان وطئتک وطئت امی فلا شئی علیہ کذا فی غایۃ السروجی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس صورت مسئولہ میں کچھ طلاق وظہار وغیرہ نہ ہوگا اور یہ ایلاء بھی نہیں ہے۔ البتہ اگر قبل نکاح فلانہ اپنی عورت سے صحبت کریگا تو کفارہ قسم ادا کریگا فقط

عورت اگر حقوق ادا نہ کرسکے تو طلاق دینا ضروری ہے

سوال (١٥/٧) ایک شخص اپنی عورت کو پردہ میں رہنے کی اور نماز کی تاکید کرتا تھا اس پر عورت ناراض ہوکر خاوند کے گھر سے باپ کے گھر چلی گئی اور فسق و فجور شرک و کفر کے کام کرنے لگی جھوٹی قبر جیلہ سالار اور پیر غلاف جھنڈ گھونگی وغیرہ چڑھاوہ چڑھاتی ہے اور ہنود کے میلوں میں

جاتی ہے بے پردہ پھرتی ہے اور طلاق چاہتی ہے اور خاوند طلاق نہیں دیتا ؟
اس امر میں کیا حکم ہے اور عورتِ مذکورہ باوجود ارتکاب امور متذکرہ بالا مہر کی مستحق ہے یا نہیں ؟

الجواب - ایسی صورت میں طلاق دیدینا مناسب ہے، اگرچہ واجب نہیں ہے - قال فی الدر المختار لایجب علی الزوج تطلیق الفاجرۃ الا اذا خافا ان لایقیما حدود اللّٰہ فلا باس ان یتفرقا۔ لیکن شامی نے یہ تحقیق کیا ہے کہ جب امساک بالمعروف فوت ہوجاوے تو طلاق دینا واجب ہے، مقتضیٰ اسکا یہ ہے کہ اس صورت میں طلاق دینا ضروری ہے۔ مگر یہ کہ عورت تائب ہو تو پھر طلاق دینا ضروری نہیں ہے - اور عورت اگر مدخولہ ہے تو کُل مہر واجب ہے، اور اگر قبل دخول وخلوۃ طلاق دیگا تو نصف مہر لازم ہوگا فقط

بوقت نکاح خسر سے کچھ شرط کی اور کہا کہ شرط پوری نہ کروں تو آپ کو اختیار ہوگا کہ بیٹی کا نکاح دوسری جگہ کردو اس سے شرط پوری نہ کرنے کی صورت میں طلاق واقع نہ ہوگی

سوال (۱۵/۷) شیخ فدا حسین نے مسماۃ رئیسن کیساتھ عقد کیا اور قبل عقد یہ اقرار لکھدیا کہ شیخ فدا حسین بعد شادی ہونیکے معہ اپنی زوجہ کے برتزمسکن سابق مدۃ العمر رہونگا اور جو کچھ آمدنی ہوگی وہ سب شیخ وزیر اپنے خسر کو دونگا وغیرہ - اگر اس اقرار کے خلاف کرونگا تو میرے خسر کو اختیار ہوگا کہ مسماۃ رئیسن اپنی دختر کی شادی دوسرے شخص کے ساتھ کردیویں مجھکو کچھ عذر نہ ہوگا - اب خلافِ عہد کرنے سے فدا حسین کی زوجہ کا نکاح ثانی جائز ہوگا یا نہ ؟

الجواب - یہ اقرار شیخ فدا حسین کا موجب طلاق اُسکی زوجہ کا نہیں ہے - لہٰذا اس صورت میں خلاف عہد وپیمان کرنے سے اُسکی زوجہ مطلقہ نہیں ہوئی - اور دوسرا نکاح مسماۃ رئیسن کا بدون طلاق دینے شیخ فدا حسین کے اور بدون گذرنے عدۃ کے صحیح نہ ہوگا فقط واللہ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

عورت اگر مدعیہ طلاق ہو اور شوہر منکر ہو تو دو گواہ عادل بلا اختلاف بیان کے شہادت سے طلاق ثابت ہوجائیگی

سوال (۱۶/۷) اگر عورت مدعیہ تین طلاق کی ہو اور شوہر طلاق سے انکار کرتا ہو تو طلاق کے ثبوت کی کیا صورت ہوسکتی ہے - آیا گواہوں کی گواہی سے طلاق ثابت ہوجاویگی یا کیا - اور کیسے گواہوں کی گواہی سے طلاق کا ثبوت ہوگا اور طلاق کے ثبوت کیلئے تحریری طلاق ہونا ضروری تو نہیں اگر زبانی طلاق دیوے تو کیا حکم شریعت مطہرہ دیتی ہے اور عورت نان نفقہ کا دعویٰ کرتی ہے - یہ دعویٰ طلاق کے دعوے کے منافی ہے یا نہیں ؟

الجواب - جس صورت میں عورت دعویٰ طلاق کا کرے اور شوہر منکر ہو طلاق سے تو دو گواہ عادل مسلمان یعنی نمازی پرہیزگار فسق وفجور سے بچنے والوں کی گواہی سے طلاق ثابت ہوتی ہے اور یہ بھی ضروری کہ ہر دو گواہ باہم متفق [illegible] گواہی دیویں [illegible] بیان بھی موجب [illegible] شہادت ہے جیساکہ فاسق وبے نمازی وغیرہا ہوتا گواہوں کا موجب رد شہادت ہے۔ درمختار میں ہے نصابہا فی النکاح الخ

لفظ اشہد بقولہا دالعدالۃ لوجوبہ الخ وایضاً فی الدر المختار ولذا تجب مطابقۃ الشہادتین لفظاً ومعنےً الخ پس صورت مسئولہ میں اور واقعہ مذکورہ میں اگر دو گواہ مسلمان عادل بلا اختلاف بیان طلاق کی گواہی دیویں تو شرعاً طلاق ثابت ہے۔ اور بصورت ثابت ہونے تین طلاق کے علاقہ نکاح مابین زوجین منقطع ہے۔ اور واضح ہو کہ طلاق واقع ہونے کیلئے شرعاً لکھنے کی ضرورت نہیں ہے شوہر اگر زبانی طلاق دیوے اور تحریر میں نہ لاوے تب بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ اور نان ونفقہ کا دعوی کرنا عورت کا دعوے طلاق کو مضر نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

کہا کہ اگر میں عمر کے گھر میں داخل ہوں تو میری زوجہ پر ایک طلاق دو طلاق تین طلاق اگر زوجہ غیر مدخول بہا ہے تو صرف ایک طلاق بائن واقع ہوگی

سوال (۷۱۷) ماقولکم رحمکم اللہ دریں کہ زید قسم کرد کہ اگر من در خانہ عمرو داخل خواہم شد بر زوجہ من کہ اسم او ہندہ است۔ ایک طلاق۔ دو طلاق۔ طلاق واقع خواہد شد اتفاقاً زید دریں قسم حانث شد و در خانہ عمرو داخل شد در انحالیکہ زوجہ زید غیر مدخولہ است پس دریں صورت بر میمونہ زوجہ زید طلاق واقع شود یا نہ۔ اگر واقع شود تو صورت حلت چہ باشد۔ صرف تجدید عقد کافی است یا ضرورت تحلیل خواہد شد۔؟ بینوا بالدلیل توجروا۔

الجواب ۔ قال فی الدر المختار فی باب طلاق غیر المدخول بہا وتقع واحدۃ ان قدم الشرط الخ پس در صورت مسئول عنہا چونکہ شرط مقدم است و عورت غیر مدخولہ است و طلاق متفرق دادہ است لہذا بوقت تحقق شرط یک طلاق واقع گردید زوجہ او بائنہ خواہد شد باقی دو طلاق بروی واقع نخواہد شد ونکاح جدید بدون حلالہ او صحیح خواہد شد وآں فرق بانت بالاولی ولم تقع الثانیۃ الخ در مختار فقط

اگر مجلس ناطہ ہو اسمیں ولی کہے کہ میں نے اپنی فلاں لڑکی کو فلاں کو دیدیا تو اس سے نکاح نہیں ہوا ہاں اگر مجلس نکاح ہو اور ایجاب اور قبول باقاعدہ ہو جاوے تو نکاح ہوگا

سوال (۷۱۸) ایک شخص نے اپنے مکان میں چند آدمیوں کے روبرو یہ الفاظ کہے کہ میں نے اپنی فلاں لڑکی کا ناطہ فلاں شخص کے لڑکے فلاں کو دیدیا اس صورت میں نکاح ہوا یا نہیں بینوا وتوجروا؟

الجواب ۔ اس صورت میں رشتہ اور ناطہ ہوا ہے نکاح نہیں ہوا ناطہ دینا بہ حقیقت میں وعدہ نکاح کا ہے نکاح نہیں ہے نکاح کیلئے ایجاب وقبول بصیغہ ماضی ہونا چاہیئے۔ قال فی الدر المختار وھل ینعقد بما ان المجلس للنکاح وان للوعد فوعد۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

لفظ حرام سے بلا نیت بائن طلاق واقع ہوتی ہے

سوال (۷۱۹) زید زوجہ خود را در حالت جنگ ومجادلہ گفت کہ انت علی حرام از یں لفظ طلاق واقع شد یا نہ؟

الجواب ۔ قال فی الشامی و لفظ حرام وسیاتی ... بائن

زماننا للتعارف پس ہرگاہ در لفظ حرام وقوع طلاق بائنہ بلا نیت متعارف گشت از قول ہے بمانند لی حرام طلاق بائنہ واقع خواہد شد۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

اگر لفظ طلاق مکرر کیا اور نیت تاکید کی ہے تو دیانۃً تسلیم کیا جائے گا قضاءً نہیں۔

سوال (۷۲۰) زید نے اپنی زوجہ نابالغہ کو غصہ میں کہا کہ میں نے تجھ کو طلاق دیدی۔ پھر جب لوگوں نے مختلف اوقات میں زید سے دریافت کیا کہ سنا ہے تم نے اپنی زوجہ کو طلاق دیدی ہے۔ اسپر زید نے یہ جواب دیا کہ ہاں طلاق دیدی ہے یہ زید کا کئی دفعہ کہنا پہلے لفظ کا بیان ہوگا یا کیا اور وہ عورت زید کے پاس آ جا سکتی ہے زید اسکو کسطرح رکھ سکتا ہے؟

الجواب ۔ درمختار میں ہے کرر لفظ الطلاق وقع الکل وان نوی التاکید دین الخ۔ پس اگر زید کی غرض اور نیت مختلف لوگوں سے مختلف اوقات میں طلاق کے اعادہ کرنے سے غرض خبر دینا اسی طلاق سابق سے ہے جیسا کہ ظاہر ہے تو اسکی زوجہ پر ایک طلاق واقع ہوئی۔ نیز واضح ہو کہ زوجۂ غیر مدخولہ ایسی صورت میں ایک طلاق سے بائنہ ہوتی ہے۔ دوسری اور تیسری طلاق اسپر واقع نہیں ہوتی۔ پس اس صورت میں چونکہ اسکی زوجہ نابالغہ ہے لہٰذا غالباً غیر مدخولہ ہوگی۔ پس اسپر ایک طلاق بائنہ واقع ہوئی رجعت اسمیں صحیح نہیں ہے مگر نکاح جدید بلا حلالہ کے صحیح ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

اگر غیر مدخولہ کو متفرق طلاق دیدیا۔ تو اول بائن ہو جائیگی باقی نہیں پڑیں گی

سوال (۷۲۱) ایک شخص نے زوجۂ غیر مدخولہ کو تین طلاق متفرق دی۔ گواہ یہی بیان کرتے ہیں اس صورت میں کونسی طلاق واقع ہوئی؟

الجواب غیر مدخولہ کا حکم یہ ہے کہ اگر ایک کلمہ سے اسکو تین طلاق دیگا تو ہر سہ طلاق واقع ہو جاتی ہیں۔ مثلاً کما یقول انت طالق ثلثاً اور اگر متفرق طور سے طلاق دیگا تو ایک طلاق سے وہ بائنہ ہو جاتی ہے۔ دوسری اور تیسری طلاق اسپر واقع نہیں ہوتی۔ وان فرق بوصف او خبر او جمل بعطف او غیرہ بانت بالاولی لا الی عدۃ الخ درمختار۔ پس صورت مسئولہ میں جیسا کہ بیان شاہدوں کا ہے اسکے موافق اسکی زوجۂ غیر مدخولہ پر ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

چھوڑی کے لفظ سے ایک طلاق رجعی واقع ہوتی ہے

سوال (۷۲۲) زید سے کسی نے کہا کہ تم اپنی عورت کو طلاق دیدو زید نے کہا میں نے اپنی عورت چھوڑی۔ چھوڑی۔ چھوڑی۔ اس صورت میں طلاق رجعی ہوئی یا بائن یا مغلظہ۔ مولانا عبدالحی صاحب اور مولانا اشرف علی صاحب نے طلاق رجعی لکھی ہے؟ بینوا

الجواب ۔ قال فی الشامی فاذا قال رہا کردم ای سرحتک یقع به الرجعی الخ یہ عبارت دلیل ہے قول مولانا عبدالحی صاحب و مولانا اشرف علی صاحب کی کہ ایک طلاق رجعی کے واقع ہونے کی فقط

سامنے ہونا زوجہ کا وقوع طلاق کیلئے شرط نہیں

سوال (۷۲۳) زید نے اپنی زوجہ کو جبکہ وہ اسکے سامنے تھی

تین مرتبہ یہ الفاظ کہے میں نے تجھ کو طلاق دی۔ طلاق ہوئی یا نہیں ؟

الجواب ۔ سامنے ہونا زوجہ کا وقوع طلاق کیلئے شرط نہیں ہے پس اگر شوہر نے غائبانہ اپنی زوجہ کو تین طلاق دی تو تین طلاق اس پر واقع ہوگئی ۔ بدون حلالہ کے اب اس سے دوبارہ نکاح نہیں کر سکتا۔ قال فی الشامی وسیذکر قریباً ان من الالفاظ المستعملة الطلاق یلزمنی و الحرام یلزمنی و علی الطلاق و علی الحرام فیقع بلا نیة للعرف شامی ۔ وفی الشامی ایضاً قبیله ولا یلزم کون الاضافة صریحة فی کلامه لما فی البحر لو قال طالق فقیل له من عنیت فقال امرأتی طلقت امرأته الخ الحاصل حاضر ہونا عورت کا بوقت طلاق شرط نہیں ہے ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم ۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

طلاق میں تسامع سے شہادۃ منظور نہیں ہوتی

سوال (۷۲۴) ایک شخص یہ اقرار کرتا ہے کہ میں نے اپنی زوجہ کو دو طلاق دی ہیں اور زوجہ بھی یہی کہتی ہے کہ میں نے دو طلاق سُنی ہیں لیکن چند آدمی یہ کہتے ہیں کہ ہم نے یہ سُنا ہے کہ تین طلاق دی ہیں اس صورت میں زوج کا قول معتبر ہوگا یا گواہوں کا ؟ اور کونسی طلاق واقع ہوگی ۔ ؟

الجواب ۔ قال فی الدر المختار وان فسر الشاهد للقاضی ان شهادته بالتسامع او بمعاینة الید دونت علی الصحیح وفی الشامی قال فی الحاویة شهدنا بذلک لانا سمعنا من الناس لا تقبل شهادتهم الخ جلد رابع شامی صفحہ ۲۷ ۔ ان روایات سے معلوم ہوا کہ تین طلاق کی گواہی دینے والے چونکہ تسامع سے گواہی دیتے ہیں وہ مقبول نہیں ہے پس موافق اقرار شوہر کے دو طلاق واقع ہوگی فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کہا کہ اگر دوسرا نکاح کروں تو جدیدہ کو طلاق ہے پھر قدیمہ کی عدۃ بائن میں جدیدہ سے نکاح کرے تو طلاق جدیدہ پر واقع نہیں ہوتی

سوال (۷۲۵) زید کہ دو کابین نامہ زوجہ خود نوشتہ داد بزبان خود اقرار و اعتراف ساخت کہ با بقائے نکاح من و شما بدون اذن بالبداہتہ فضلی و یا خفیۃ یا بذریعہ وکیل وغیرہ ہیچ گو حکم تو و والیان تو رجسٹری اذن نامہ دو گرفتہ وجملہ مہر زنانہ ادا ساختہ بوفق شرع نکاح کنم۔ بغیر ایں ہر گاہ زن کنم براں سہ طلاق گردد این است یمین معترفہ زید۔ زید خود کو زن ایک طلاق بائن دادہ بدون استیذان او و بغیر ایفائے مہر زن نو کرد۔ پس موافق یمین مذکورہ بریں زن جدیدہ زید طلاق واقع گردد یا نہ ؟

الجواب ۔ اقول و باللہ التوفیق قول فرق اول صحیح است کہ بقائے نکاح زوجہ قدیمہ در شرط طلاق زوجہ جدیدہ دخل کردہ است ہر گاہ نکاح با زوجہ اولیٰ باقی نماندہ شرط طلاق یافتہ نشدہ کما قال فی الدر المختار لا تطلق الجدیدة فی قوله للقدیمة ان نکحتها ای فلانة علیک فهی طالق اذا نکح فلانة علیها فی عدة البائن لان الشرط مشارکتها فی القسم ولم یوجد فعلم لان الشرط الخ عبارته الحموی لان الشرط لم یوجد لان التزوج علیها ان یدخل علیها من ینازعها

فی الغرائب و براجہا فی القسم ولو یوجز۔ شامی جلد ثانی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

اگر شوہر نے کاتب سے کہا کہ طلاق میری عورت کی لکھو تو طلاق واقع ہوتی ہے اگرچہ بھی لکھا ہو

سوال (۲۶ ۶ ۴) ایک شخص عاقل بالغ کو اُسکے والدین وغیرہ مجبور کیا کہ تم اپنی عورت کو دیدو۔ اور کاتب سے یہ کہا کہ طلاقنامہ تحریر کردو اور کاتب نے اُس شخص سے اجازت لی اُسنے کہا لکھو تو کاتب نے طلاقنامہ تحریر کیا اور تحریر کرنیکے بعد تمام مجلس کے روبرو وہ کاغذ اُس شخص کو سُنا دیا۔ اور حسب رواج اُسکا انگوٹھا بھی لگالیا۔ کاتب نے محض طلاق کا لفظ تحریر کیا اور ثلاثہ وغیرہ کچھ نہیں لکھا۔ اس صورت میں طلاق رجعی واقع ہوئی یا طلاق واقع ہی نہیں ہوئی؟

الجواب۔ قال فی الشامی وقال للکاتب اکتب طلاق امرءتی کان اقرارًا بالطلاق وان لم یکتب الخ پس جبکہ کاتب نے کہا کہ طلاقنامہ لکھوں اور شوہر نے کہا لکھو تو یہ اقرار طلاق کا ہے مگر چونکہ سوال میں درج ہے کہ ثلاثہ وغیرہ کا لفظ طلاقنامہ میں نہیں ہے۔ لہٰذا اس صورت میں ایک طلاق رجعی واقع ہوئی عدت میں رجعت اُس سے درست ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

اسٹامپ پر طلاق لکھوائی اور کاتب نے لکھکر اُسکو سُنا دیا تو طلاق پڑ گئی اگرچہ زبان سے کچھ نہ کہے

سوال (۲۷ ۷) ایک شخص نے طلاقنامہ کیلئے اسٹامپ خریدا اور اپنے والد کو کہا کہ طلاقنامہ لکھو کاتب کو دیکر طلاق نامہ بثلثہ طلاق تحریر کیا اور آمر نے اُسکو پڑھکر اپنے دستخط کر دیئے اور گواہوں نے گواہی کر دی لیکن زوج نے زبان سے طلاق نہیں دی تو اس صورت میں اُسکی زوجہ پر تین طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

الجواب۔ قال فی رد المحتار ص ۴۲۹ ج ۲ ولو استکتب من آخر کتابًا بطلاقہا وقرءہ علی الزوج فاخذہ الزوج وختمہ وعنونہ وبعث بہ الیہا فاتاہا وقع ان اقر الزوج انہ کتابہ الخ اس روایت اور اسکی مثل دیگر روایات سے واضح ہے کہ صورت مسئولہ میں تین طلاق اُسکی زوجہ پر واقع ہوگئیں فقط واللہ اعلم

مجنون اور مخبوط الحواس اور صبی کی طلاق واقع نہیں ہوتی

سوال (۲۸ ۷) میری ہمشیرہ کی شادی کمسنی میں ہوئی تھی اُسکا شوہر مخبوط الحواس ہے دونوں ٹانگیں مع دھڑ ماری ہوئی ہیں اب لڑکی بالغہ ہے اور شوہر اُسکا قابل نہیں اور نہ شوہر اپنی مخبوط الحواسی کیوجہ سے طلاق دے سکتا ہے؟ لڑکی کا دوسرا نکاح جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب۔ کتب فقہ میں لکھا ہے کہ شوہر اگر مخبوط الحواس اور معذور و مریض ہو تو اُسکی زوجہ کو اُسکے نکاح سے علیحدہ نہیں کر سکتے۔ لیکن اگر اُسکی بدحواسی حد جنون و دیوانگی کو نہ پہنچی ہو صرف سفیہ یعنی خفیف العقل ہو تو اُسکی اطلاع واقع ہو جاتی ہے اور اگر مجنون یا معتوہ یعنے دیوانہ اور باولا ہے تو پھر اُسکی طلاق بھی واقع نہیں ہوتی ایسی حالت میں مجبوری ہے۔ درمختار میں ہے ویقع طلاق کل زوج بالغ عاقل ولو عبدًا او مکرهًا الخ او ہازلاً او سفیہًا خفیف العقل او سکران الخ ای لا یقع طلاق

المولی علی امرأۃ عبدہ والمجنون والصبی والمعتوہ من انعدم وھو اختلال فی العقل الخ درمختار فقط واللہ تعالیٰ اعلم

طلاق دینے کے بعد اگر دو برس سے کم میں بچہ پیدا ہوا تو عورت کا دعویٰ صحیح ہے اور لڑکے کا نسب اسی خاوند سے ثابت ہے

سوال (۷۲۹) زید نے اپنی زوجہ کو طلاق دیدی اب وہ عورت دعویٰ کرتی ہے کہ لڑکا زید کے نطفہ سے ہے اور خورش و پوشش کا دعویٰ عدالت میں دائر کیا ہے۔ مگر کوئی پورا ثبوت نہیں تو کیا حکم ہے۔؟

الجواب - اس صورت میں شرعاً نسب لڑکے کا زید سے ثابت ہے اور دعویٰ عورت کا صحیح ہے جیسا کہ درمختار میں ہے کما یثبت بلا دعوۃ احتیاطاً فی مبتوتۃ جاءت بہ لاقل منہما من وقت الطلاق الخ اسکا حاصل یہ ہے کہ اگر مطلقہ بائنہ وقت طلاق سے دو برس سے کم میں بچہ جنے تو وہ شوہر کا ہے الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

شراب وغیرہ کے نشہ میں طلاق دیدی تو واقع ہوجائیگی

سوال (۷۳۰) ایک شخص نے اپنی زوجہ کو شراب کے نشہ میں تین طلاق دی۔ ایا حالتِ نشہ میں طلاق واقع ہوجاتی ہے یا نہیں؟

الجواب - اس صورت میں اُسکی زوجہ پر تین طلاق واقع ہوگئی جیسا کہ شامی میں ہے وفی التتارخانیۃ ایضاً طلاق السکران واقع اذا سکر من الخمر او النبیذ وھو مذھب اصحابنا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ مفتی دارالعلوم دیوبند

طلاق صبی شرعاً معتبر نہیں نور الانوار کی عبارت ظاہر پر محمول نہیں ہے

سوال (۷۳۱) شرعاً طلاق صبی نابالغ کی واقع ہوتی ہے یا نہیں اور جو روایت جواز طلاق صغیر نور الانوار میں موجود ہے وہ معتبر ہے یا نہیں؟

الجواب - طلاق صغیر نابالغ کی واقع نہیں ہوتی جیسا کہ درمختار وغیرہا میں ہے لا یقع طلاق المولی علی امرأۃ عبدہ الخ والمجنون الخ والصبی ولو مراھقاً او اجازہ بعد البلوغ الخ اور نور الانوار فصل بیان الاھلیۃ میں جو شمس الائمہ سے نقل کیا ہے۔ ولکن قال شمس الائمۃ ان طلاق الصبی واقع الخ اُس سے وہی صورتیں مراد ہیں جو نور الانوار میں مذکور ہیں اور درمختار وغیرہا میں بھی ہیں کہ مجبوب کی زوجہ کو زوجہ کی طلب پر قاضی اُس سے علیحدہ کر دیتا ہے یا عورت مسلمان ہوجاوے اور شوہر اُسکا نابالغ ہو تو تفریق کرا دی جاتی ہے وغیرہ تو درحقیقت ان مسائل سے ایقاع طلاق صبی ثابت نہیں ہے مگر چونکہ یہ تفریق مذکور طلاق ہے اسلئے فی الجملہ یہ کہا جاتا ہے کہ صبی کی طرف سے بھی طلاق ہوجاتی ہے۔ الحاصل یہ حکم خاص صورتوں میں ہے حکم اصلی صبی کا یہی ہے کہ طلاق صبی کی واقع نہیں ہوتی۔ تفریقات مذکورہ کو اگر طلاق کہو تو کہو۔ ان صورتوں کے سوا صبی کی طلاق واقع نہیں ہوتی اور ان صورتوں میں بھی درحقیقت صبی کی طلاق واقع نہیں ہوئی بلکہ قاضی نے تفریق کی ہے اور قاضی کی تفریق کو حکم طلاق کا ہے اسلئے کہا جاتا ہے کہ ان صورتوں میں صبی کی طلاق واقع ہوگئی۔ اگر ایسی ہی صورت واقع ہو اور قاضی شرعی موجود ہو اور وہ تفریق کردے تفریق ہوجاوے گی [illegible] اگر خو

طلاق دے تو وہ واقع ہو جاوے۔ یہ مطلب روایت نور الانوار وغیرہا کا نہیں ہے فقط

تین طلاق دینے کے بعد عورت مغلظہ ہو جاتی ہے باتفاق صحابہ

سوال (۷۳۲) ایک شخص نے غصہ کی حالت میں ایک وقت اور ایک ہی مجلس میں دو مرتبہ یا تین مرتبہ یہ کہدیا کہ تجھکو طلاق دیا۔ اس صورت میں امام صاحب کا تو یہی مذہب ہے کہ تین طلاق واقع ہو گئی اور امام شافعیؒ کے نزدیک چونکہ مجلس واحد ہے تو ایک طلاق ہوئی اور رجعت کر سکتا ہے۔ مولانا عبد الحی صاحبؒ کی بھی یہی رائے ہے مگر حضرت مولانا گنگوہیؒ نے فتاویٰ رشیدیہ میں صاف تحریر فرمایا ہے کہ تین ہی طلاق ہو نگی اور ضرورت کچھ لحوظ نہ ہوگی۔ اس صورت میں رجعت یا نکاح جدید ہو سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب۔ اگر دو مرتبہ لفظ طلاق کا کہا تو حکم ظاہر ہے کہ عدت میں رجعت درست ہے اور اگر تین مرتبہ کہا تو عورت مغلظہ بائنہ ہو گئی۔ بدون حلالہ کے کوئی صورت دوبارہ نکاح کرنیکی بھی نہیں ہے اور فتوے حضرت اقدس مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا عین حق وصواب بلا ریب وارتیاب ہے۔ شامی میں محقق صاحب فتح القدیر سے نقل فرمایا ہے کہ اس صورت میں اجماع صحابہ وقوع ثلٰثہ طلاق میں ہے اور شافعیہ کا بھی یہی مذہب ہے۔ بعض حنابلہ نے خلاف کیا ہے جو معتبر نہیں ہے یا روافض کا خلاف ہے جو مردود ہے بہر حال اسمیں کچھ گنجائش نہیں ہے محقق موصوف نے نہایت مدلل اسکو بیان فرمایا ہے اور آخر میں فرمایا ہے وقد ثبت النقل عن اکثرھم صریحاً بایقاع الثلٰث ولم یظہر لہم مخالف فماذا بعد الحق الا الضلال وعن ہذا قلنا لو حکم حاکم بانہا واحدۃ لم ینفذ حکمہ لانہ لا یسوغ الاجتہاد فیہ فہو خلاف لا اختلاف الخ شامی فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

طلاق میں عورت کی طرف اضافہ ضروری ہے مگر اضافۃ معنوی کافی ہے

سوال (۷۳۳) شخصے زوجہ خود را سہ طلاق بائن گفت و اضافہ بسوئے زوجہ نکرد۔ بنا بریں زوجہ اش مطلقہ بائنہ خواہد شد یا نہ؟

الجواب۔ دریں صورت ۳ طلاق بر زوجہ اش واقع شد کما فی رد المحتار ولا یلزم کون الاضافۃ صریحۃ فی کلامہ لما فی البحر لو قال طالق فقیل لہ من عنیت فقال امرأتی طلقت امرأتہ علی انہ فی القنیۃ عازیاً الی البرہان صاحب المحیط رجل دعتہ جماعۃ الی شرب الخمر فقال انی حلفت بالطلاق انی لا اشرب وکان کاذباً فیہ ثم شرب طلقت وقال صاحب التحفۃ لا تطلق دیانۃ وما فی التتمۃ لا یخالف ما فی القنیۃ لان المراد طلقت قضاءً فقط لما مر من انہ لو اخبر بالطلاق کاذباً لا یقع دیانۃ بخلاف الہازل فہذا یدل علی وقوعہ وان لم یضفہ الی المرأۃ صریحاً الخ رد المحتار ص ... جلد ثانی فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

زید نے دو بار غصہ کی حالت میں کہا ایک طلاق، طلاق تیری طلاق تو ... بحالت ... وہ اس کی زوجہ ... ہو گئی

سوال (۷۳۴) زید کا نکاح ہندہ سے ہوا

زید اور ہندہ میں لڑائی ہوئی زید نے غصہ میں کہا ایک طلاق دو طلاق تین طلاق ان الفاظ سے طلاق ہوئی یا نہیں؟

الجواب۔ اس صورت میں تین طلاق اُسکی زوجہ پر واقع ہوگئی اور قرینہ اسکا موجود ہے کہ وہ مخبر اپنی زوجہ کو کہہ رہا ہے۔ قال فی رد المحتار ویؤیدہ ما فی البحر لو قال امرأۃ طالق او قال طلقت امرأۃ ثلاثا وقال لم اعن امرأتی یصدق الخ ویفہم منہ انہ لو لم یقل ذلک تطلق امرأتہ لان العادۃ ان من لہ امرأۃ انما یحلف بطلاقہا لا بطلاق غیرہا فقولہ انی حلفت بالطلاق ینصرف الیہا ما لم یرد غیرہا الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

طلاغ، طلاع، طلاک سب الفاظ مصحفہ سے طلاق واقع ہو جاتی ہے

سوال (۲۳۵۱) زید نے ایک بیوہ عورت سے دو گواہوں کے روبرو خفیہ نکاح کیا چند ماہ بعد عورت کے ورثاء کو معلوم ہوا تو انہوں نے زید پر تشدد کیا اور قتل کی دھمکی دیکر یہ کہا کہ اس عورت کو طلاق دے تو زید نے اس آیت کے موافق [illegible] بجائے طلاق کے تار سے چند مرتبہ تلاق کہا۔ اور ایک ہفتہ بعد پھر نکاح کر لیا۔ یہ نکاح جائز ہوا تھا یا نہیں اور تار سے طلاق واقع ہو جاتی ہے یا نہیں۔ بہشتی زیور کے چوتھے حصہ میں یہ مسئلہ تحریر ہے اور اگر صاف صاف طلاق نہیں دی بلکہ گول گول الفاظ میں اشارہ کنایہ سے طلاق دی تو اگر طلاق کی نیت نہ تھی تو طلاق نہیں ہوئی۔ اسی طرح سے زید نے بلانیت لفظ تلاق کہا ہے اس صورت میں طلاق ہوئی یا نہیں اور اگر خفیہ نکاح شرعاً جائز نہیں ہے تو نکاح ہی نہیں ہوا پھر زید کو حق طلاق دینے کا نہیں ہے اگر زید پھر اس عورت سے نکاح کرنا چاہے تو کر سکتا ہے یا نہیں؟ (۲) بیوہ عورت اپنے نفس کی مختار ہوتی ہے یا نہیں اگر نکاح اُس شہر میں کرے تو ورثہ نہیں ہونے دیتے۔ اگر دوسری جگہ نکاح کرے تو جائز ہے یا نہیں؟

الجواب۔ درمختار میں ہے۔ ویقع ای بہذہ الالفاظ وما بمعناہا من الصریح ویدخل نحو طلاغ وتلاغ وطلاک وتلاک۔ وفی الشامی قال فی البحر ومنہ الالفاظ المصحفۃ وہی خمسۃ فزاد علی ما ہنا تلاق الخ اس عبارت سے معلوم ہوا کہ تلاق اگر کہے تب بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ اور دو گواہوں کی موجودگی میں جو نکاح ہوا وہ خفیہ شرعاً نہیں ہے وہ نکاح صحیح ہو گیا اور طلاق بھی واقع ہو گئی اور اگر تین یا تین سے زیادہ طلاق دی ہیں تو بلا حلالہ کے دوبارہ نکاح صحیح نہیں ہوا اور بہشتی زیور میں جو مسئلہ لکھا ہے وہ طلاق کنایہ کا ہے وہ دوسرا مسئلہ ہے جیسا انت بائن وغیرہ کہنا یعنی تو مجھ سے جدی ہے یا میں نے تجھ کو چھوڑ دیا تو مجھ پر حرام ہے۔ اس قسم کے الفاظ میں اگر قرینہ طلاق نہ ہو تو نیت کی ضرورت ہے۔ (۲) بیوہ اگر غیر کفو میں اپنا نکاح کرے تو بدون ولی کی اجازت کے صحیح نہیں اور اگر کفو میں کرے تو صحیح ہے خواہ اُس شہر میں کرے یا دوسرے شہر میں جا کر کرے فقط

قاعدہ المرأۃ کالقاضی کے بناپر جب خاوند نے لفظ طلاق مکرر کیا تو تین طلاق ہوگئی

سوال (۷۳۶) زید نے اپنی زوجہ کو کہا کہ میں نے تجھ کو طلاق کیا۔ میں نے تجھ کو طلاق کیا۔ میں نے تجھ کو اپنے اوپر حرام کیا۔ اور زید کا یہ بیان ہے کہ لفظین اخیرین سے مقصود اسماع لفظ طلاق تھا زوجہ وغیرہ اہل مجلس کو اور طلاق جدید کی غرض ہرگز نہ تھی۔ اس صورت میں زوجۂ زید مطلقہ ثلثہ ہوگئی یا واحدہ رجعیہ۔ بینوا توجروا۔؟

الجواب چونکہ قاعدہ مسلمہ ہے المرءۃ کالقاضی۔ لہٰذا جبکہ عورت نے شوہر سے الفاظ مذکورہ سُنے تو وہ ان الفاظ سے تین طلاق ہی سمجھیگی۔ جیسا کہ قاضی بھی ان الفاظ پر تین طلاق کا حکم کریگا۔ پس عورت مذکورہ اپنے کو مطلقہ ثلثہ سمجھے گی اور بلا حلالہ شوہر اول کے لئے حلال نہ ہوگی فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ عزیز الرحمن عفی عنہ

سامان جہیز جو لڑکی کو والدین سے ملتا ہے اُسکی مالک تنہا لڑکی ہے شوہر اُسکا مالک نہیں

سوال (۷۳۷) ایک عورت نے ایک شخص سے نکاح کیا اور بعد نکاح خاوند کے گھر جہیز دان بھیجا یعنی خاوند کے گھر اپنے استعمال کیلئے چند اشیاء مثلاً پلنگ لحاف تکیے، سماوار وغیرہ لیگئی۔ بعد چار سال اپنے خاوند کے ساتھ رہی اور بلا قصور اُس عورت کو طلاق دیدی۔ اب دریافت طلب امر ہے کہ جہیز دان کہ جو عورت نے اپنے گھر سے اپنے استعمال کیلئے بھیجا تھا اُس پر اس عورت کا حق ہے یا نہیں اور عند الشرع یہ مال عورت اپنا لے سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب وہ سامان جو عورت کو جہیز میں والدین کے گھر سے ملا تھا اور خاوند کے گھر بھیجا گیا۔ موافق رسم و عادت کے وہ ملک عورت کی ہے شوہر کا اُسمیں کچھ حق نہیں ہے فقط واللہ اعلم۔

طلاق کے ثبوت کیلئے دو مرد عادل یا ایک عادل مرد اور دو عورتیں عادلہ۔ اور یہ بھی کہ اُنکا عداوت دنیاوی نہ ہو شرط ہے

سوال (۷۳۸) شخصے زوجہ خود را بجہت عدم اطاعت امور خود زد۔ زوجہ از مکانِ شوہر خود گریختہ بمکانِ پدرش رفت و یک شب با مشاورت پدر و برادران اظہار نمود کہ شوہرم مرا سہ طلاق بائنہ دادہ و مردے را از مکان شوہر او کہ خانہ اش از خانہ شوہرش دو سہ خانہ فاصلہ دلیس پردہ واقع است والفاظ فاسق وغیرہ بلا طلاق کردہ شود و یکے از دشمنانِ شوہر او ست رشوت دادہ بر استماع الفاظ طلاق از زوجہ زن مذکور شہادت ساخت۔ اما شوہرش گویند کہ من طلاق او را نہ دادم وکسانیکہ در خانہائے کہ متصل خانہ شوہرش بودند بوقت زدن برائے دفع و منع رفتہ اند گویند کہ ما یاں از زبانش کسے نوع است از شتم و کلمہ طلاق نہ شنیدم۔ لہٰذا دریں صورت حسب شہادت یک کہ از شروط شاہدین معری و یک قلم برائے سہ ست نفس طلاق مغلظہ واقع خواہد شد یا نہ؟

الجواب ۔ از شہادت یک مرد خصوصاً در صورتیکہ آں یک ہم عادل نہ باشد۔ یا دشمنِ شوہر بسبب امر دنیاوی باشد۔ طلاقِ زوجہ ثابت نہ خواہد شد۔ کما فی الدر المختار وغیرہا من الحقوق الخ

کتاب ہو طلاق رجلان او رجل و امرأتان الخ ولزم فی الکل لفظ اشہد الخ والعدالۃ الخ درمختار و فیہ والعداوۃ للدنیا لا تقبل الخ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

خاوند نے کہا کہ اگر تو مثلاً ماں کے پاس جاوے تو میرے نکاح سے خارج ہے تو ایکبار طلاق بائن واقع ہو جائیگی دوبارہ عقد کرنیکے بعد طلاق واقع نہیں ہوئی۔

سوال (۳۹۷) اگر زید نے اپنی منکوحہ سے غصہ میں کہا کہ اگر تو اپنے ماں باپ کے گئی تو میرے نکاح سے خارج ہے۔ زوجہ ہنوز ماں باپ کے نہیں گئی۔ دونوں میاں بیوی چاہتے ہیں کہ حیلہ ایسا بتایا جاوے کہ اپنے ماں باپ کے گھر آوے جاوے۔؟

الجواب۔ تدبیر اسکی کہ زید کی زوجہ پر طلاق واقع نہ ہو یہ ہے کہ اُسکے ماں باپ بوجہ زید کے پاس آکر ملجایا کریں اور زوجہ زید اُسکے گھر نہ جاوے۔ نیز ایک صورت دوسری ہے جسمیں ایکبار طلاق واقع ہو کر پھر طلاق واقع نہ ہو گی وہ یہ کہ زوجہ زید اپنے والدین کے گھر چلی جاوے ایکبار موافق شرط کے طلاق بائنہ واقع ہو جاویگی اور یمین ختم ہو جاویگی دوبارہ اُس سے نکاح کرلیا جاوے پھر طلاق نہ واقع ہو گی کیونکہ ایسی یمین ایک دفعہ میں پوری ہو جاتی ہے ہکذا فی کتب الفقہ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

صبی کی طلاق واقع نہیں ہوتی اس کیلئے کوئی حیلہ نہیں نکل سکتا

سوال (۳۹۸) ایک شخص نے اپنے پسر نابالغ کا نکاح عرصہ سے کسی نابالغہ سے کیا تھا۔ اور اب عرصہ دو سال سے عورت بالغہ ہے اور لڑکا نابالغ اب کسی وجہ سے باپ یہ چاہتا ہے کہ نکاح فسخ ہو جاوے۔ اسکی کوئی صورت ایسی ہو کہ حیلہ سے نکاح فسخ ہو جاوے تاکہ لڑکی کا نکاح اور کہیں کر دے اور یہ حیلہ کرنا شرعاً جائز ہے کہ ناجائز ہے۔ اور فسخ نکاح اس وجہ سے چاہتا ہے کہ کہیں یہ لڑکی حرام میں مبتلا نہ ہو جاوے؟

الجواب۔ اقول وباللہ التوفیق جاء فی الحدیث الطلاق لمن اخذ بالساق الخ کتاب الطلاق وفی رد المحتار من کتاب المأذون وکذا لا یقع من غیرہ کابیہ ووصیہ والقاضی للضرر وسیجیٔ ہذہ العبارۃ بتمامہا وفی الدر المختار والصبی لو مراہقاً ای لا یقع الطلاق الخ درمختار کتاب الطلاق وفی کتاب المأذون منہ وان ضاراً کالطلاق والعتاق الخ لا وان اذن بہ ولیہما الخ قولہ وان اذن بہ ولیہما لاشتراط الاہلیۃ الکاملۃ وکذا لا اجازہ بعد بلوغہ الا اذا کان بلفظ یصلح لابتداء العقد کاوقعت الطلاق او العتاق وکذا لا تصح من غیرہ کابیہ ووصیہ والقاضی للضرورۃ قلت والاصح ان الضرورت مستثناۃ عن القواعد الشرعیۃ کما لو کان مجبوباً او ارتد او اسلمت امرأتہ وابی الاسلام او کاتب ولیہ حظر من عبد مشترک واستوفی بدلہا فقد صار الصبی مطلقاً فی قول الخ پس در تولیکہ صبی را درین مواقع منصوص مطلق

گفتہ اند سببش ہمین ست کہ دریں موضع خاص طلاق مطلق بروکردہ خواہد شد نہ آنکہ در غیر ایں مواقع مخصوصہ طلاق صبی واقع کنند پس کدام خیلہ است کہ در صورت مسئولہ بکار آید و طلاق صبی واقع شود ایں محال ست وخیال فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ بندہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

سوال ([illegible]) کوئی شخص کہے کہ اگر میری زوجہ کو جلدی نہ بھیجدی تو اسپر طلاق ہے تو اگر ایک ماہ کے اندر نہ بھیجا تو طلاق واقع ہو جائے گی۔ ایک شخص نے اپنے ساکے نام خط لکھا جسمیں اپنے خسر کو بہت برا بھلا لکھا ہے اور بعد میں یہ بھی لکھا کہ پس مناسب ہے کہ ہزار ہزار تحریر کے یہ ایک تحریر تصور کر کے جلد بڑی بیگم یعنی میری زوجہ کو میرے مکان پر روانہ کردو۔ اگر اسپر بھی کسی لالچ سے روانہ نہیں کیجائیگی تو یہ میرا طلاق ہے۔ اول تو یہ فرمایئے کہ طلاق واقع ہوئی یا نہیں اگر ہوئی تو کس قسم کی۔ مضامین خط سے زوجہ قاضی کے یہاں تفریق کا دعوے کر سکتی ہے یا نہیں ؟

الجواب قال فی الدر المختار الشہر فما فوقہ ولو الی الموت بعید وما دونہ قریب الخ وفیہ الفاظ العاجل ونحوہم کالقریب وبالاجل کالبعید الخ پس شوہر نے صورت مسئولہ میں اپنی زوجہ کے بارہ میں یہ لکھا ہے کہ جلد اسکو بھیجدو اگر نہ بھیجو گے تو یہی میری طرف سے طلاق ہے۔ پس ایک ماہ کی مدت سے کم میں اگر بڑی بیگم یعنی زوجہ کاتب کو نہیں بھیجا گیا تو موافق تصریح فقہاء اس پر طلاق معلق واقع ہوگئی۔ عدت کے گذرنے پر جو مطلقہ کیلئے تین حیض ہیں وہ عورت دوسرا نکاح کر سکتی ہے جبکہ موافق تحریر بالا عورت پر طلاق واقع ہوگئی تو اگرچہ طلاق رجعی ہو تب بھی بعد عدت کے عورت مطلقہ شوہر کے نکاح سے خارج ہو جاتی ہے۔ پس عدت گذرنے کے بعد عورت دعویٰ تفریق بے تامل کر سکتی ہے اور وہ دعویٰ کرے یا نہ کرے خود بخود بعد عدت گذرنے کے نکاح شوہر سے خارج ہو جاویگی فقط

اگر طلاق کے عدد یاد نہ ہوں تو غالب گمان کا اعتبار ہے **سوال ([illegible])** ایک شخص نے بیماری کی حالت میں اپنی زوجہ کو طلاق دی اور اسکو یاد نہیں کہ میں نے کے مرتبہ طلاق کا لفظ کہا ایسی حالت میں کونسی طلاق ہوگی اور تجدید نکاح کی ضرورت ہوگی یا نہیں ؟

الجواب - اس صورت میں طلاق واقع ہوگئی اب گمان غالب کا اعتبار کرے۔ اگر گمان غالب ہے کہ تین یا زیادہ دفعہ طلاق کا لفظ کہا ہے تو بدون حلالہ کے اسکو نکاح میں نہ لاوے اور اگر گمان غالب ایک یا دو کا ہے اور عدت یعنی تین حیض گذر چکے ہیں تو دوبارہ نکاح کر لیوے حلالہ کی ضرورت نہیں ہے ہکذا فی الشامی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ مفتی دارالعلوم دیوبند

باب الکنایات

میرا اس سے کچھ سروکار نہ رہیگا اور تو جانے اور تیرا کام

سوال (۳۳۴۷) زید کی بیوی ہندہ زید کے گھر سے اپنے والدین کے یہاں بوجہ تشدد اور سختی زید چلی آئی مگر زید سے اجازت لیکر اور ہندہ دن میں ایسی کا وعدہ بھی کیا مگر چونکہ زید کی بدخوئی کی وجہ سے جانے میں اسکو تامل ہوا اس وجہ سے وعدہ سے زیادہ دن گذر گئے۔ تو زید نے دو خط بھیجے۔ اول خط ہندہ کے بھائی کے نام بھیجا جسکے الفاظ یہ ہیں کہ یا تو اس خط کے دیکھتے ہی پہنچا دو جس طرح ممکن ہو۔ اگر خدانخواستہ نہ پہنچاؤ گے تو واضح رہے کہ مجھ سے اور آپ کی ہمشیرہ سے کچھ سروکار نہ رہیگا۔ آئندہ آپ جانیں آپکا کام۔ دوسرا خط جو ہندہ کے نام بھیجا ہے کہ جسمیں یہ الفاظ ہیں کہ اگر تو فلاں دن یعنی جمعرات کو اپنے بھائی کے ہمراہ میرے یہاں پہنچ گئی تو خیرہا ورنہ تو جان اور تیرا کام۔ اب وہ بیوی زید کی دن معینہ پر نہ گئی تو اس پر طلاق واقع ہوگی یا نہ؟

الجواب۔ یہ الفاظ "تو جان اور تیرا کام" الفاظ کنایات میں سے ہیں اور ظاہرا بریۃ خلیۃ کے ہم معنے ہیں۔ لہذا اگر شوہر کی نیت ان الفاظ سے طلاق کی ہے تو ایک طلاق بائنہ ہندہ پر واقع ہوگی ورنہ نہیں فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

بعض الفاظ کنایات کا حکم

سوال (۳۳۴۸) ایک شخص نے اپنی زوجہ کو کہا کہ تو میری ماں ہے۔ اس کہنے سے طلاق واقع ہوئی یا نہ؟ اور نیز یہ الفاظ بھی کہے ہیں کہ نہ کوئی میری بیوی نہ میں کسی کا خاوند نہیں خرچ دوں نہ میں اسے بلا کر رکھوں۔ نہ مجھ کو اس سے کوئی تعلق ہے۔ اس صورت میں کیا حکم ہے؟

الجواب۔ اس لفظ کہنے سے کہ تو میری ماں ہے طلاق نہیں ہوئی اور نہ ظہار ہوتا ہے بلکہ درمختار میں لکھا ہے کہ یہ قول لغو ہے اور کہنے والا گنہگار ہے البتہ یہ الفاظ اگر شوہر نے کہے کہ نہ میری بیوی نہیں کسی کا خاوند الخ اور یہ کہ نہ مجھ کو اس سے کوئی تعلق ہے پس اگر بہ نیت طلاق یہ الفاظ کہے ہیں تو اس کی زوجہ پر ایک طلاق بائنہ واقع ہوگئی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

عورت نے کہا بار فارغ خطی دیدیا [illegible] جواب میں کہا تو طلاق نہیں اگر دیدی کہا تو نیت کا اعتبار ہے

سوال (۳۳۴۹) ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا [illegible] بیشتر سے وہ ایک عورت سے ملتا تھا۔ بی بی منکوحہ کو ایک [illegible] اسکے والدین کے گھر [illegible] اور دوسری عورت سے نکاح کر لیا۔ اور منکوحہ اول کی بالکل خبر گیری نہیں کی اس پر عورت نے کہا کہ [illegible] فارغ خطی دیدو [illegible] تو خاوند نے فارغ خطی دینے کیلئے کہا۔ اس صورت میں طلاق ہوئی یا نہیں؟

الجواب - اگر یہ کہا تھا کہ فارغخطی دیدونگا تو طلاق واقع نہیں ہوئی - اور یہ کہا کہ فارغخطی دیدی تو شوہر کی نیت پر موقوف ہے اگر نیت طلاق کی تھی طلاق واقع ہوئی ورنہ نہیں فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بعض الفاظ کنایات کا حکم، دربارۂ ذکر لفظ مثل و عدم ذکر مثل

سوال (۶۳۴) ایک شخص نے غصہ میں اپنی عورت کو یہ کلمات کہے - میں اگر تجھ سے کچھ تعلق رکھوں اپنی ماں بہن سے رکھوں - یا یہ کہا تو میری ماں بہن کی برابر ہے اسکے بعد کہا تجھکو طلاق ہے، تجھکو طلاق ہے - یہ سب الفاظ ایک جلسہ میں کہے کیا کوئی صورت ایسے میل کی ہوسکتی ہے یا نہیں؟

الجواب - لفظ مثل کے لانے اور نہ لانے میں فقہاء نے فرق کیا ہے بنا ءً علیہ جملۂ اولیٰ یعنی یہ کہ اگر تجھ سے تعلق رکھوں اپنی ماں بہن سے رکھوں لغو ہے - اور جملۂ ثانیہ کہ تو میری ماں بہن کی برابر ہے اسمیں نیت کا اعتبار ہے - اگر ظہار کی نیت ہو ظہار ہے اور اگر طلاق کی نیت ہو طلاق ہے اور اگر احترام اور بزرگی میں تشبیہ مراد ہے تو نہ ظہار ہے نہ طلاق لیکن چونکہ یہ لفظ کنایہ ہے اور کنایات میں دلالت حال میں بلا نیت بھی وقوع طلاق کا حکم ہوتا ہے - اسلئے یہ موقع چونکہ ذکر طلاق کا ہے اس لئے ایک طلاق بائنہ ان الفاظ سے واقع ہوگئی - پھر دوبارہ لفظ طلاق سے دو طلاق واقع ہوئی - پس اُسکی زوجہ پر اس صورت میں تین طلاق واقع ہوگئی اور بدون حلالہ کے اُس سے نکاح کرنا جائز نہیں ہے -

قال فی الدر المختار وان نوی بانت علی مثل امی او کامی وکذا لو حذف علی خانیہ برًا او ظہارًا او طلاقًا صحت نیتہ ووقع مانواہ لانہ کنایۃ وان لم ینو شیئًا او حذف الکاف لغا وتعین الادنی ای البر یعنی الکرامۃ الخ وفی الشامی قولہ لانہ کنایۃ ای من کنایات الظہار والطلاق الی ان قال وینبغی ان لا یصدق قضاءً فی ارادۃ البراذا کان فی حال المشاجرۃ وذکر الطلاق الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم - کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

باب العدۃ

رتقاء کے ساتھ خلوت کرنے سے عدت اس پر واجب ہوتی ہے

سوال (۶۳۷) زید کا نکاح ہندہ کے ساتھ ہوا بعد خلوت کے معلوم ہوا کہ ہندہ رتقاء ہے جماع کے لائق نہیں ہے - اب اگر زید اُسکو طلاق دیدے تو ہندہ کو عدۃ پوری کرنی چاہیئے یا نہیں - درمختار میں فلا عدۃ بخلوۃ الرتقاء لکھا ہے؟

الجواب - شامی میں کہا کہ صحیح یہ ہے کہ خلوت فاسدہ میں بھی عدت لازم ہے - وتجب العدۃ بخلوۃ وان کانت فاسدۃ لان تصریحہم بوجوبہا بالخلوۃ الفاسدۃ شامل للخلوۃ الصحیحۃ اور درمختار کا یہ قول فلا عدۃ بخلوۃ الرتقاء قدوری کی اس تفصیل پر مبنی ہے کہ مانع شرعی ہو تو

عدت واجب ہے اور مانع حسی ہو تو واجب نہیں مگر باب المہر میں صاحب درمختار نے اس قول قدوری کو نقل فرماکر فرمایا ہے والمذهب الاول والاول هو قوله وتجب العدة فی الکل پس صورت مسئولہ میں ہندہ مطلقہ کی عدت پوری کرکے اسکی بہن سے نکاح ہوسکتا ہے نہ قبل عدت کے فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ بندہ عزیز الرحمن عفی عنہ مفتی دار العلوم دیوبند۔ ۵ محرم الحرام ۳۴ھ

دودھ پلانیوالی عورت کو اگرچہ دو سال مدۃ دودھ میں حیض آوے عدت تین حیض ہیں

سوال (۷۴۸) ایک عورت کو اسکے شوہر نے طلاق دیدی عورت کی گود میں چونکہ بچہ شیرخوار موجود ہے اور وہ دودھ اسکا پیتا ہے اسوجہ سے اُس عورت کو ایام شیرخوارگی میں حیض نہیں آتا بلکہ دو سال کے بعد جب بچہ کا دودھ چھوڑاتی ہے اسوقت حیض آتا ہے اسوقت عورت نہ حاملہ ہے نہ آیسہ ہے، پس اس صورت میں عدت اس عورت کی بحیض ہوگی یا بالاشہر اور نکاح کب درست ہوگا؟

الجواب۔ قال فی الدر المختار وهی فی حق حرة تحیض الخ ثلثة حیض کوامل الخ۔ پس معلوم ہوا کہ اس صورت میں عدت مسماۃ مذکورہ مطلقہ کی تین حیض ہیں جبتک تین حیض پورے نہ ہونگے نکاح اس کا درست نہیں ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

اگر مطلقہ کسی حیلہ سے حمل کو ساقط کرادے تو اگر حمل کے بعض اعضا ظاہر ہوگئے تھے مثل ہاتھ پیر وغیرہ تو عدت پوری ہوجاتی ہے۔

سوال (۷۴۹) عورت مطلقہ جسکی عدت وضع حمل ہو وہ اپنی مدت حمل پوری ہونے سے پہلے اگر اپنے حمل کو کسی دوا وغیرہ سے ساقط کردیوے تو اسکی عدت پوری ہوجاویگی یا نہ؟

الجواب۔ اگر مطلقہ حاملہ کسی حیلہ وتدبیر سے حمل کو ساقط کرادے تو اگر اُس حمل کے بعض اعضا ظاہر ہوگئے تھے مثل ہاتھ پیر وغیرہ کے تو عدت اُس کی پوری ہوجاتی ہے۔ وسقط ظهر بعض خلقه کید اورجل الخ ولد الخ وینقضی به العدة الخ درمختار فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

کتاب الایمان والنذور

کسی نے نذر مانی کہ حاجت پوری ہونے پر میلاد شریف کرونگا تو وہ نذر مسلمان محتاجوں کو دینا چاہیئے

سوال (۷۵۰) ایک شخص نے منت مانی کہ اگر میرا فلاں کام ہوگیا تو میں میلاد شریف یا مجلس امام حسین رض کرونگا۔ کام ہوجانے پر منت کے روپیہ کا مناسب صرف کس شکل میں ہونا چاہیئے؟

الجواب۔ مسلمان محتاجوں کو دیدینا چاہیئے۔ مجالس مذکورہ میں صرف نہ کرے فقط

بکر کی منکوحہ سے خالد نے قسم کھائی کہ میں اُسکے ساتھ نکاح کرونگا تو یہ لغو ہے،

سوال (۷۵۱) سلمہ بکر کی منکوحہ ہے۔ خالد نے قسم کھائی کہ میں سلمہ سے نکاح کرونگا۔ تو یہ قسم لغو ہوگی یا نہ؟ اور خالد دوسری عورت

سے نکاح کرسکتا ہے یا نہیں ؟

الجواب قسم کا کفارہ دینا لازم ہے۔ اور دوسری عورت سے نکاح کرسکتا ہے فقط

قسم کھائی کہ میں نے اگر زبیدہ سے نکاح کیا تو زبیدہ پر طلاق ہے تو یہ قسم ایک دفعہ میں ختم ہوجائیگی

سوال (۷۵۲) عمر نے قسم کھائی کہ میں زبیدہ سے نکاح نہ کرونگا۔ اگر کروں تو زبیدہ کو طلاق ہے۔ اب اگر ایک مرتبہ نکاح میں لاویگا تو طلاق پڑجاوے گی۔ پھر دوبارہ نکاح میں لاسکتا ہے یا نہیں ؟

الجواب - یہ قسم ایک دفع میں ختم ہوجاویگی دوبارہ نکاح زبیدہ سے کرسکتا ہے۔ وفیہا کلہا تنحل ای بطل الیمین ببطلان التعلیق اذا وجد الشرط مرۃ الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم عزیز الرحمٰن

نذرمانی بقر کے ذبح کرنیکی تو اسمیں شرائط قربانی شرط ہیں جیسا کہ درمختار کے جزیہ سے معلوم ہوتا ہے

سوال (۷۵۳) ایک شخص نے اپنا او پر نذر کی کہ اگر فلاں کام پورا ہوجاوے تو ایک گورُو یعنی بقر خدا کیواسطے ذبح کرکے تقسیم کرونگا۔ اب کام پورا ہوگیا۔ نذر ادا کرنا واجب ہے مگر اس طرف چند علماء میں تفرقہ عظیم واقع ہوگیا ہے۔ ایک گروہ یہ کہتا ہے کہ گورُو یعنی بقر جس عمر کا ہو ذبح کردینا چاہیئے۔ دوسرے گروہ کے علماء یہ کہتے ہیں کہ جو شرائط قربانی میں ہیں وہ اس نذر کے جانور میں بھی ہونگی ورنہ نذر ادا نہ ہوگی۔ ان دونوں قولوں میں سے کس کا قول عند الشرع صحیح ہے۔ اور گورُو اُسے کہتے ہیں جو بڑا اور جوان ہو۔ بینوا توجروا ؟

الجواب - قال فی الدر المختار ولو قال للہ علیّ ان اذبح جزوراً واتصدق بلحمہ فذبح مکانہ سبع شیاہ جاز کذا فی مجموع النوازل ووجہہ لا یخفی قولہ (ووجہہ لا یخفی) ہو ان السبع تقوم مقامہ فی الضحایا والہدایا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شرائط قربانی کا لحاظ اسمیں ضروری ہے فقط

علیّ عہد و عہد الرسول لا افعل کذا سے یمین منعقد نہیں ہوتی

سوال (۷۵۴) ایک شخص مسمی شیرسنگ نے ایک مسلمان سے جو حقہ پیتا تھا بایں الفاظ حقہ کے ترک کرانے کیواسطے معاہدہ لیا کہ میں کلمہ طیبہ پڑھکر اور خدا کو حاضر و ناظر جانکر اور حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو ضامن دیکر اقرار کرتا ہوں کہ آئندہ حقہ نہیں پیونگا۔ کیا یہ صورت قسم کی ہوسکتی ہے یا معاہدہ۔ اگر معاہدہ کنندہ اس معاہدہ کو توڑکر حقہ نوشی کرے تو اسپر کسی قسم کا کفارہ یا کوئی تعزیر شرعی عائد ہوسکتی ہے۔ بینوا توجروا ؟

الجواب - یہ قسم شرعی نہیں ہوئی اور خلاف کرنے میں کچھ کفارہ لازم نہیں ہے۔ ق فی الشامی عن الصیرفیہ لو قال علیّ عہد اللہ وعہد الرسول لا افعل کذا لا یصح لان عہد الرسول صار فاصلاً الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ مفتی دارالعلوم دیوبند

کتاب الشرکۃ

باپ کی مشترک جائداد اگر بڑے بھائی کے نام درج ہوجاوے تو بعد مرنے باپ کے سرکار کیطرف سے بھی اور شرعاً بھی سب شریک ہیں

سوال (۷۵۵) زید، عمرو، بکر، خالد وغیرہ کے مورث اعلیٰ کو سرکار سے بنا بر خرچ قبیلہ زمین نہری و بارانی کا حاصل بتلا دیا گیا۔ اور یہ حکم دیا گیا کہ اس کا حاصل سالانہ تم کھاتے رہو۔ چنانچہ کئی پشت تک داخل خارج راج سے یکے بعد دیگرے ہوتا ہے۔ بعد دو تین پشت تقسیم راج سے ہوکر ہر ایک حصہ دار کے نام علیحدہ علیحدہ داخل خارج ہوگیا۔ بعد انتقال ہر ایک حصہ دار کے اُس کی اولاد میں جو عمر میں سب سے بڑا تھا داخل خارج آراضی مذکورہ کا ہوگیا۔ داخل خارج ہونے سے اسوقت تک زید۔ عمرو۔ بکر۔ خالد وغیرہ باہم حاصل آراضی کھاتے رہے۔ قانون راج میں جو متوفی کی اولاد میں بڑا ہوتا ہے اُسی کو مالک حاصل آراضی کا کردیا جاتا ہے۔ لہذا چونکہ زید کے نام داخل خارج حاصل آراضی کا ہوا ہے۔ اور سرکار نے اُسی کو مالک حاصل آراضی کا کردیا۔ اب زید۔ خالد بکر۔ عمرو وغیرہ کو اُسمیں سے کچھ دینا نہیں چاہتا یہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب۔ قاعدہ شرعیہ ہے المعروف کالمشروط جس طریق سے عملدرآمد چلا آرہا ہے اُسی کے موافق خرچ ہونا چاہیئے۔ اکبر اولاد کے نام کرنے سے وہ تنہا منافع و محاصل کا مالک نہ سمجھا جاویگا کیونکہ معروف یہ ہے کہ راج میں ایک کے نام ہوتی ہے اور سب کھاتے ہیں۔ اُسی کے موافق اور اسی لئے راج سے عملدرآمد ہوتا ہے تو گویا یہ حکم راج سے ہوتا ہے کہ تمہارے نام پر اسکو لکھدیا ہے مگر منافع سب کو دیئے جاویں گے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

بیٹا جبکہ باپ کے شریک ہو۔ تو اگر وہ نوکری پر گیا تو وہ کمائی بھی باپ کی ہے

سوال (۷۵۶) ایک لڑکا بالغ اپنے والد و چچا و دادی کے شریک رہتا تھا۔ کھانا وغیرہ سب ساتھ تھا جب وہ سفر گیا اُسوقت باپ و چچا و دادا کا مشترک روپیہ لیکر سفر کو گیا تھا۔ سفر میں اُس نے روپیہ کمایا۔ باپ نے لڑکے کو خط لکھا کہ اپنی زمین گروی چھوڑانی ہے۔ لہذا پندرہ سو روپیہ بھیجدو۔ اُسنے پندرہ سو روپیہ بھیجدیئے۔ اتفاقاً یہاں دادا اور دادی، چچا، پھوپی کا انتقال ہوا۔ اُسمیں باپ نے پانسو روپیہ صرف کئے بعدہٗ وہ لڑکا سفر سے آیا اُس وقت باپ نے تین سو روپیہ صرف کئے اور چھ سو کا زیور لڑکے کو دیا۔ غرض اس طرح سے پندرہ سو روپیہ باپ نے پورے کردیئے۔ اب لڑکا الگ ہوگیا اور باپ پر پندرہ سو کی نالش کی کہ تم نے قرضہ میں وہ روپیہ نہیں دیئے لہذا وہ روپیہ مجھکو واپس دو شرعاً لڑکا باپ سے وہ روپیہ لے سکتا ہے یا نہ؟

(۲) لڑکا مذکور جب سفر سے آیا پانچہزار روپیہ لیکر آیا۔ باپ کو اسمیں سے کچھ نہیں دیا۔ سفر میں شرکت کا

روپیہ لیکر گیا تھا اور شریک رہتا تھا۔ اُس پانچ ہزار میں باپ کا کچھ حصّہ ہے یا نہیں ؟

الجواب (۱) و (۲) شامی میں ہے۔ ثم ھذا فی غیر الابن مع ابیہ لما فی القنیۃ الاب وابنہ یکتسبان فی صنعۃ واحدۃ ولو یکن لھما شئ فالکسب کلہ للاب ان کان الابن فی عیالہ لکونہ معینا لہ الاتری لو غرس شجرۃ تکون للاب الخ۔ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ صورت مذکورہ میں بیٹا باپ پر دعویٰ نہیں کرسکتا وہ سب مکسوبہ باپ کا ہی ہے اور اس روایت کے موافق تو جو کچھ بیٹا باہر سے کما کر لایا بحالت اشتراک وہ بھی باپ کا ہے۔ باپ جو کچھ چاہے اُسمیں سے بیٹے کو دیدے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ مفتی دارالعلوم دیوبند

جانور کو اس طرح دینا کہ اُنکی اولاد جو پیدا ہوں اسمیں مالک اور مربی شریک ہیں جائز نہیں۔ مربی کو اجر مثل ملیگا

سوال (۷۵۷) بکری گائے وغیرہ کو پالنے کیلئے دینے کی یہ صورت جائز ہے یا نہیں کہ مالک بکری وغیرہ غیر کو دیتا ہے اور یہ شرط ہوتی ہے کہ جو بچّہ پہلے پیدا ہوگا وہ پالنے والے کا ہوگا اور پھر اور جو بچّہ ہوگا وہ نصفا نصف مشترک ہوتا ہے۔ اُس بچّہ کی قربانی جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب۔ یہ صورت شرعاً ناجائز ہے۔ شامی میں لکھا ہے کہ اگر جانور کو اس طرح پرورش پر دیا جائے تو جو بچّے پیدا ہونگے وہ اُس جانور کے مالک کی ملک ہیں اور پرورش کنندہ کو اجرت مثل یعنی قیمت گھاس وغیرہ کی اور اجرت معروفہ جو ایسے کام کی اور ایسی محنت کی ہوتی ہے ملیگی۔ عبارت شامی کی یہ ہے وعلی ھذا اذا دفع البقرۃ بالعلف لیکون الحادث بینھما نصفین فما حدث فھو لصاحب البقرۃ وللآخر مثل علفہ واجر مثلہ تاتارخانیہ۔ شامی جلد ثالث صفحہ ۳۵۱ شرکۃ فاسدۃ۔

لیکن جبکہ مالک بخوشی پرورش کنندہ کو وہ بچّہ دیدے تو وہ مالک ہوگیا۔ اگر وہ قربانی کرے تو درست ہے اور مالک کے حصّہ میں جو بچّہ آئے وہ تو مالک ہی ہے وہ بھی قربانی کرسکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

بیٹا جبتک باپ کے ساتھ شریک ہوتا ہے سارا کمایا ہوا بیٹے کا باپ کا مال ہے چاہے باہر سفر میں نوکری وغیرہ کے ذریعہ یا گھر پر کمایا ہو

سوال (۷۵۸) میں نے اور میرے والد صاحب نے سنگاپور میں جاکر نوکری کی۔ میں نے جو کچھ روپیہ کمایا وہ سب والد صاحب کو دیتا رہا بعد تین سال کے ہم دونوں سفر سے واپس آئے اور جسقدر روپیہ کما کر لائے اُسکی ایک زمین والد صاحب نے اپنے نام خریدی۔ چند روز بعد میں اکیلا سفر میں گیا۔ والد صاحب نے مجھکو خط لکھا جو کچھ تم کماتے ہو مجھکو بھیجدو۔ ایک پختہ مکان کی تجویز کی چنانچہ جو کچھ روپیہ بچتا تھا وہ بذریعہ منی آرڈر والد صاحب کو بھیجتا رہا۔ اور اُس روپیہ سے والد صاحب نے ایک پختہ مکان بنوادیا۔ جب میں سفر سے واپس آیا تو والد صاحب نے لوگوں سے قرض لیکر میرا نکاح کیا۔ اس قرض کی ادائیگی کیلئے مجھکو پھر

سفر کرنا پڑا اور میں نے اپنی کمائی سے یہ قرض ادا کر دیا۔ میری والدہ کا انتقال ہو گیا۔ ہم چار بچے موجود ہیں بعد میں والد صاحب نے دوسرا نکاح کیا اُس سے دو بچے موجود ہیں۔ اور دوسری زوجہ بھی انتقال کر گئی پھر والد صاحب نے تیسرا نکاح ایک کمسن لڑکی سے کیا اور اُسکے بہکانے کیوجہ سے ہم چھ بچوں سے منکر ہو گئے اور کہتے ہیں کہ تم نے ایک پیسہ مجھ کو نہیں دیا زمین مذکورہ کے خریدنے اور مکان کے بنوانے میں تمہارا روپیہ نہیں صرف ہوا۔ اور زمین مذکورہ کو نصف قیمت پر فروخت کر دی اور کہتے ہیں کہ مکان بھی کسی کو دیدونگا لہذا میرا سوال یہ ہے کہ: (۱) میں نے جتنا پیسہ والد صاحب کو دیا ہے اُسکو دعوی کر کے لے سکتا ہوں یا نہ؟ میری شادی کرنا والد صاحب پر فرض ہے یا میں خود اپنی کمائی سے شادی کروں۔ اگر میری شادی کرنیکا حق والد صاحب پر ہو تو یہ جو شادی کا قرض جسمیں نے خود ادا کیا ہے اس روپیہ کا دعوی والد صاحب پر کر سکتا ہوں یا نہ؟ اور جو زمین والد صاحب نے فروخت کی ہے اُسکو روک سکتا ہوں یا نہیں؟ اور مکان کے متعلق بھی میں دعوی کر سکتا ہوں یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب۔ حدیث شریف میں ہے:۔ انت ومالك لابيك اور ردّ المحتار جلد ثالث میں ہے ثم هذا في غير الابن مع ابيه لما في القنية الاب وابنه يكتسبان في صنعة واحدة ولو يكن لهما شئ فالكسب كله للاب ان كان الابن في عياله لكونه معينا له الخ۔ پس بیٹے نے جو کچھ کما کر باپ کو دیا اور باپ نے خرچ کیا بیٹے کو اُسکے مطالبہ کا حق باپ سے نہیں ہے اور باپ اگر بیٹے کی شادی کا خرچ بیٹے کے کسب کے روپیہ سے کرے تو اسمیں کوئی اعتراض نہیں اور بیٹے کو باپ سے مطالبہ اُس روپیہ کا روا نہیں اور دعوی کرنا باپ پر اور نالش کرنا روا نہیں۔ اور روکنا اُسکی بیع کو درست نہیں ہے اور مکان کی بابت بھی بیٹے کو کوئی دعوی کرنیکا حق نہیں ہے۔ یہ امر باپ کے ذمہ ہے کہ وہ اولاد میں سے ایک دوسرے کو ترجیح نہ دے اور کسی کو کم اور کسی کو زیادہ نہ دے بلکہ مساوات کرے اور ظلم نہ کرے ورنہ اُسپر مواخذہ ہو گا لیکن بیٹے کو یہ نہیں پہنچتا کہ وہ باپ کا مقابلہ کرے اور اُسکی نالش کرے اور دعوے کرے۔ حدیث میں ہے۔ قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من اصبح مطيعا لله في والديه اصبح له بابان مفتوحان من الجنة وان كان واحدا فواحدا ومن اصبح عاصيا لله في والديه اصبح له بابان مفتوحان من النار ان كان واحدا فواحدا قال رجل وان ظلماه قال وان ظلماه وان ظلماه وان ظلماه (مشکوٰۃ) فقط واللہ تعالی اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

اپنی زمین کی گھاس سب لوگوں میں مشترک ہے

سوال (۷۵۹) اگر کسے چند بیگہ زمین خراجی باشد یا عشری برائے چرانیدن گاؤ و شاۃ از زراعت خالی و سادہ نہادہ اندریں صورت بحکم شریعت بیضا مردماں را چرانیدن حیوان و کشتن گیاہ اراضی مذکور منع کردن جائز گردد یا نہ؟

الجواب - درحدیث شریف وارد است الناس شرکاء فی ثلث فی الماء والکلاء والنار
پس منع کردن حیوانات ناس از چرانیدن گیاہ زمین خود درست نیست - قال فی الشامی ومعنی الشرکة
فی النار الاصطلاء بہا الی ان قال وفی الکلاء الاحتشاش ولو فی ارض مملوکة غیر ان
لصاحب الارض المنع من دخوله ولغیره ان یقول ان لی فی ارضك حقاً الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتاب الوقف

مشاع کا وقف عند ابی یوسف صحیح ہے
اور یہی مفتی بہ ہے بعد وقف تقسیم کردیا جاویگا
اور قرض وقف کیا نہیں جاسکتا

سوال (۱۰۶۰) مکان وآراضی مشترکہ کا انتقال بذریعہ وقف علی الاولاد جائز ہے یا نہیں ورجسطرح ہبہ مشاع جائداد مشترکہ کا جائز نہیں ہے اُس قسم کا کوئی اعتراض وقف پر پیدا ہونیکا احتمال ہے یا نہ - جو روپیہ جائداد غیر منقولہ کے رہن پر قرض دیا گیاہے ونیز وہ روپیہ جو دستگردان یاکسی دوسکر ذریعہ سے دوسروں پر قرض ہو وہ وقف کیا جاسکتا ہے یا نہیں ؟

الجواب - مشاع کا وقف امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک صحیح ہے اور اسپر فتویٰ ہے اس قول کے موافق بعد وقف ہوجانیکے حصہ موقوفہ علیحدہ کردیا جاویگا اور تقسیم کرکے اسکو جدا کردیا جاویگا خواہ یہ تقسیم باہمی رضامندی سے ہو اور خواہ بذریعہ عدالت کے ہو اور روپیہ جو دوسروں کے ذمہ قرض ہو یا دین ہے اُسکا وقف کرنا صحیح نہیں ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم - کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

سرکار اگر کسی سے زبردستی کوئی چیز لیلے اور پھر اُسکو دوسرا مسلمان سرکار سے خریدے تو اسکی ملک ہوجاتی ہے پھر اس کا وقف کرنا اس کو صحیح ہے -

سوال (۱۰۶۱) زید نے سرکار سے اجازت لیکر ایک زمین میں باغ لگایا اس شرط پر کہ باقی سرکاری سالانہ ادا کرتا رہونگا چنانچہ زید اپنی زندگی میں برابر باقی ادا کرتا رہا بعد مرنے زید کے اُسکے ورثہ نے باقی ادا نہ کی جسکی وجہ سے سرکار نے وہ زمین وباغ خود لے لیا اور ضبط کرلیا اور عمرو کو دیدیا اور وہ عمر کے ورثہ میں وراثۃً منتقل ہوتا رہا اور بکر نے عمرو کے ورثہ سے خریدا اور اسپر ایک مسجد بھی بنائی گئی - اب ورثہ بکر کے کہتے ہیں کہ یہ مسجد مغصوب جگہ میں ہے اسمیں نماز درست نہیں ہے ؟

الجواب - شامی درمختار کے اس قول کی شرح میں ؎ وشرطه شرط سائر التبرعات افاد ان الواقف لابد ان یکون مالکاً له وقت الوقف ملکاً تاماً ولو بسبب فاسد وان لا یکون محجوراً عن التصرف حتی وقف الغاصب المغصوب لم یصح الخ - پس اگر سرکار نے بعد ضبط کرنیکے زید سے عمرو کو وہ باغ وزمین تملیکاً دیدی ہے اور عمرو کو اسکا مالک بنادیا اور تصرف بیع وہبہ کا اُسکو

اختیار دیدیا تو خرید نا بکر کا اُس سے صحیح ہے اور وقف کرنا ایک قطعہ زمین کو اُسمیں سے مسجد کیلئے درست ہے

وہ زمین مسجد ہوگئی اُسکو مغصوب سمجھنا اور مسجد کا نکالنا اُس سے صحیح نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

وقف کرنیکے بعد موقوفہ کا تبدل صحیح نہیں ہے

سوال (۶۲۲) ہندہ و طلحہ ایک گاؤں میں شریک ہیں ہندہ نے اپنا حصہ ایک مسجد کے خرچ کیلئے وقف کردیا۔ طلحہ کے شوہر کا ایک دوسرے گاؤں میں اسی قدر مالیت کا حصہ ہے اور اس گاؤں میں طلحہ کے شوہر کا جو شریک ہو وہ اُسی مسجد کیلئے اپنا حصہ وقف کرنا چاہتا ہے کیا یہ عند الشرع جائز ہوگا کہ ہندہ اپنے موقوفہ حصہ کو طلحہ کے شوہر کے حصہ کا دوسرے گاؤں سے تبادلہ کرلے تاکہ موقوفہ دونوں یکجا ہو جاویں اور طلحہ اور اُسکے شوہر کے حصے یکجا ہو جاویں؟

الجواب - بعد وقف کردینے کے اس طرح تبادلہ درست نہیں ہے۔ ہکذا فی کتب الفقہ فقط

بعد وقف کرنیکے تبدیل جہت وقف صحیح نہیں اور وقف میں مجرد قول ہی سے وقف تام ہوتا ہے

سوال (۶۲۳) زید کی ایک افتادہ زمین تھی جس کے متعلق اسکا خیال تھا کہ اسمیں مدرسہ و کتبخانہ تعمیر کریں مگر دفعتاً اسکا انتقال ہوگیا۔ بعدہٗ اسکے وارث نے اسکو مسجد میں وقف کیا اور وقفنامہ رجسٹری تعمیل کردیا تھا ہنوز وقفنامہ متولی مسجد کے حوالہ نہیں کیا تھا کہ واقف کے خیال میں تبدیلی واقع ہوئی اب وہ اس زمین کو مدرسہ کیلئے وقف کرنا چاہتا ہے۔ بحالت موجودہ (۱) واقف کو تبدیل جہت وقف کا حاصل ہے یا نہیں (۲) نفاذ و تکمیل وقف کی قبل قبضہ متولی کے ہوجاتی ہے یا نہیں؟

الجواب - واقف کو بعد وقف کرنیکے تبدیل جہت وقف کا حق حاصل نہیں ہے۔

(۲) تکمیل وقف و صحت وقف صحیح مذہب کے موافق بدون تسلیم الی المتولی و بدون قبضہ متولی کے ہو جاتی ہے۔ درمختار میں ہے لایجوز الرجوع عن الوقف اذا کان مسجداً الخ قولہ اذا کان مسجداً مبنی علی قول الامامین ان الوقف لایلزم قبل الحکم والتسجیل فمراده [illegible] الخ شامی کتاب الوقف وایضاً فی الدر المختار وجعلہ ابو یوسف کالاعتاق وقولہ وجعلہ ابو یوسف الخ فلذا لم یشترط القبض والافراز ای فیلزم عندہ بمجرد القول الخ شامی والاخذ بقول الثانی الی ابو یوسف احوط واسہل [illegible] وصدر الشریعۃ وبہ یفتی الخ [illegible] شامی قول ابی یوسف وجہ عند المحققین فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

وقف مجرد قول سے تام ہوتا ہے [illegible]

سوال (۶۲۴) زید نے اپنی جائداد منقولہ و غیر منقولہ بذریعہ وقفنامہ مورخہ ۱۲ ربیع الاول ۱۳۲۰ھ تحریر زید کا حسب ذیل ہے۔

[illegible]

نمودم بعدش واقف تولیت مرحمۃ طلبان منکود انتظام املاک موقوفہ تا یکسال برادرم عبدالمجید طال اللہ عمرہٗ قایم مقام شان تبرعاً نمایند و رقم حق تولیت ایکسالہ خود بفرزندانم و دخترانم تقسیم کنند۔ یہ امر مسلمہ ہے کہ واقف تاحیات من ابتدا ۱۳۳۰ھ لغایۃ ۱۳۳۴ھ پانچ سال تک املاک موقوفہ پر قابض رہے موقوف علیہ کی قبضہ میں نہیں دیگئی اپنی جملہ فرزندان کو جائداد موقوفہ صدر میں ایک ایک سال حق تولیت بھی دیا گیا۔ کیا مال منقولہ مثل دیگ و رکابی و شطرنجی وغیرہ کا وقف جائز ہے یا نہ ان حالات میں جائداد موقوفہ جو کہی جاتی ہے اُسپر تعریف وقف کی صادق آتی ہے یا نہیں کیا بموجب وقفنامہ کے یہ جائداد بعد وفات واقف ترکہ ہوگی یا وقف ہوگی؟ بینوا توجروا۔

الجواب۔ اس صورت میں وقف جائداد غیر منقولہ مثل مکان و زمین کا مطلقاً و قطعاً صحیح ہو گیا۔ کیونکہ صحیح و مفتی بہ کے موافق واقف کے صرف اس کہدینے سے کہ میں نے اپنی زمین و جائداد کو مساکین پر وقف کیا وقف صحیح ہو جاتا ہے متولی کو قبضہ میں دینا امام ابویوسف کے مذہب کے موافق شرط نہیں ہے اور امام ابو یوسف ہی کے قول پر فتوی ہے اور اسی کو محققین نے اضح و احوط فرمایا ہے جیسا کہ روایات آئندہ سے واضح ہوگا۔ اسی طرح واقف کا خود متولی ہونا یا اپنی اولاد میں سے کسی کو متولی بنانا جس ترتیب سے وہ موقوف متولی بناوے اور جس مدت کیلئے متولی بناوے صحیح ہے تولیت کی معرفت کرنیسے وقف موقوف نہیں رہتا۔ وقف موبد ہی رہیگا متولی اگرچہ بدلتے رہیں اور واقف کا غلہ وقف اپنے لئے یا اپنی اولاد کیلئے مقرر کر لینا بھی جس شرط کیساتھ واقف مقرر کرے صحیح ہے۔ الغرض وقفنامہ مذکورہ میں کوئی امر مانع عن الوقف موجود نہیں ہے۔ اور منقولات کا وقف کرنا اسمیں تفصیل ہے کہ جن اشیاء منقولہ کا تعامل جاری ہے جیسے دیگ ثوب کتب و مصحف وغیرہ انیں بھی وقف صحیح ہے۔ عبارات مندرجہ تحت ان مطالب مذکورہ کو ثابت کرتی ہیں۔ قال فی الدر المختار و محلہ المال المتقوم ورکنہ الالفاظ الخاصۃ کارضی ہذہ صدقۃ موقوفۃ موبدۃ علی المساکین ونحوہ من الالفاظ کموقوفۃ للہ تعالیٰ او علی وجہ الخیر او البر واکتفی ابو یوسف بلفظ موقوفۃ قال الصدر الشہید ونحن نفتی بہ للعرف وھکذا فی الشامی۔ وفی الدر المختار ایضاً وجعلہ ابو یوسف کالاعتاق واختلف الترجیح والاخذ بقول الثانی احوط واسہل بحر وفی الدر وصدر الشریعۃ وبہ یفتی الخ قولہ وجعلہ ابو یوسف کالاعتاق فلذا لم یشترط القبض والافراز ای فیلزم عندہ بمجرد القول کالاعتاق شامی، وفیہ عن الفتح ان قول ابی یوسف صححہ عند المحققین الخ وفی الدر المختار وجاز جعل غلۃ الوقف والولایۃ لنفسہ عند الثانی وعلیہ الفتوی الخ کذا قال الصدر الشہید وھو مختار اصحاب المتون ورجحہ فی الفتح واختارہ مشائخ بلخ وقد سوحنازۃ وثیابہا ومصحف وکتب الخ در مختار۔ وفیہ ایضاً وما دام احد یصلح للتولیۃ من اقارب الواقف لایجعل المتولی من الاجانب۔ اراد المتولی اقامۃ غیرہ مقامہ فی حیاتہ وصحتہ ان کان التفویض لہ بالشرط عاماً صح الخ وفیہ شرط الواقف کنص الشارع الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ مفتی دار العلوم دیوبند - ۲ / محرم ۱۳۳۶ھ

وقف کا متصرف وہی ہے جسکو حاکم نے متصرف بنایا

سوال (۷۶۵) سید غلام قاسم قادری مولوی سجادہ نشین درگاہ حضرت سید شاہ موسیٰ قادری قدس سرہٗ کو سرکار سے بنا بر مصارف عود و گل مقبرہ حضرت موصوف الصدر جاگیر ملی۔ حضرت موصوف نے اس سائل کے والد کو جو نبیرہ برادر حقیقی ہوتے تھے سجادگی دی اور درگاہ موصوف مع جملہ ابواب اوقاف جاگیر وغیرہ پر قبضہ کرا دیا۔ ایک عرصہ دراز کے بعد اس سائل کے والد نے قریب وفات روبروئے حضار مجلس اپنے برادر علاتی مسمی سید محمد مرتضیٰ کو یہ وصیت کی کہ میری زوجہ کو حمل ہے اگر لڑکا تولد ہو تو خدمت سجادگی مقبرہ اور جاگیر عود و گل وغیرہ جو امانتاً آپ کو تمہیں دیتا ہوں میرے فرزند کو بعد سن شعور تفویض کر دینا پس میرے چچا سید مرتضیٰ صاحب مرحوم نے قبول فرمایا۔ اور منجملہ وصیت صرف سجادگی درگاہ حضرت موصوف نے مجھے دی۔ باقی جاگیر و دیگر ابواب اوقاف باوجود طلب مجھ کو نہ دیئے بلکہ حاکم وقت سے سند کی تجدید کرالی جسکی عبارت ملخصاً یہ ہے کہ جاگیر جملہ کا تری بنا بر مصارف مقبرہ سید شاہ موسیٰ و سید غلام قاسم بنام سید مرتضیٰ با فرزندان مقرر گشتہ پس حسب رواج مشائخی جملہ ابواب اوقاف جاگیر وغیرہ کا مستحق یہ سائل ہوگا۔ اس صورت میں کون متولی ہوگا؟

الجواب جسکے نام جدید سند حکام کی طرف سے لکھے گئی فی الحال وہی متولی و متصرف ہوگا کما ھو قاعدۃ تولیۃ الاوقاف ان من جعلہ الحاکم ناظراً و متولیاً یصیر متولیاً فقط واللہ اعلم

اہل محلہ کو حق ہے کہ بانی مسجد کے بنائے ہوئے امام سے افضل آدمی کو امام بنا دیں

سوال (۷۶۶) زید نے ایک مسجد اور ایک حجرہ اور قطعہ زمین جو جا بکنے وقف کرکے مسمی عمر کو نسلاً بعد نسل متولی بنا دیا ہے کہ تم اسکی مد کا تصرفات مناسب کیا کرو اور مسجد میں نماز پڑھایا کرو۔ عمر اور اسکے بعد اسکا فرزند جو کہ اہل علم ہے اس مسجد کے متولی ہوکر امامت کراتے چلے آئے ہیں ایک شخص مسمی بکر اجنبی جو کہ سرکاری معلم بلکہ اس مسجد میں تعلیم دیا کرتا ہے اس متولی کے ساتھ سلوک مخالفانہ کرکے اسکے بغیر وقت معتاد اور مستحب سے بھی پہلے جماعت کرا لیا کرتا ہے اور اگر وہ متولی امامت کراتے ہیں تو وہ مع طلبہ کے صحن مسجد میں بیٹھا رہتا ہے جماعت میں شامل نہیں ہوتا بعد جماعت اولیٰ کے جماعت ثانیہ کراتا ہے؟

الجواب ۔ درمختار میں ہے البانی للمسجد اولیٰ من القوم بنصب الامام والمؤذن فی المختار الا اذا عین القوم اصلح ممن عینہ البانی الخ اس عبارت سے معلوم ہوا کہ بانی مسجد اگر کسی کو امام و مؤذن مقرر کرے تو وہی امام و مؤذن رہیگا لیکن اگر اہل محلہ و مصلیان مسجد اس امام سے کسی لائق تر امام کو مقرر کریں تو وہ امام ہو جاتا ہے یعنی اس صورت میں بانی مسجد کا مقرر کیا ہوا امام نہ رہیگا۔ اہل محلہ نے جسکو مقرر کیا وہ امام ہوگا پس اسی کے موافق عملدرآمد کیا جاویگا فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

وقف کی تعریف اور وقف کا متولی کون ہو سکتا ہے

سوال (۷۶۷) وقف کیا ہے اور کیا تعریف ہے۔ کونسی چیز میں وقف ہے؟

پھر واقف یا غیر واقف اُس جگہ میں مدرسہ بنا سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب۔ نہیں بنا سکتا۔ قال فی الشامی وفی الاسعاف ولا یجوز لہ ان یفعل الا ما شرط وقت العقد وفیہ علی انہم صرحوا بان مراعاۃ غرض الواقفین واجبۃ الخ وفی الدر المختار شرط الواقف کنص الشارع الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

وقف مفتی بہ قول کی بناء پر صرف لفظ موقوفہ سے تام ہو جاتا ہے

سوال (۳۷۳) وقف کیلئے شرعاً کن کن امور کا ہونا ضروری ہے تاکہ وقف کامل سمجھا جائے؟

الجواب۔ صرف لفظ موقوفہ وغیرہا کہدینے سے مذہب مفتی بہ کے موافق وقف تام و کامل ہو جاتا ہے واکتفی ابو یوسف رحمہ اللہ بلفظ موقوفۃ فقط قال الشہید ونحن نفتی بہ للعرف در مختار فقط

مدارس میں جو چندہ داخل کیا جاتا ہے اس پر جو شبہ کیا جاتا ہے اسکا جواب

سوال (۳۷۴) تذکرۃ الرشید جلد اول صفحہ ۱۶۲ نقل فتویٰ حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ۔ مدرسہ میں جو چندہ وغیرہ کا روپیہ آتا ہے وہ وقف ہے یا مملوک۔ اگر وقف ہے تو بقاء عین واجب ہے اور صرف بالاستہلاک ناجائز۔ اگر مملوک ہے اور مہتمم صرف وکیل ہے تو معطی چندہ اگر مرجائے تو ورثاء و غرباء کا حق ہے اسکی تفتیش وکیل کو واجب ہے زمانہ شارع علیہ السلام و خلفاء میں جو بیت المال تھا اُس میں بھی یہ اشکال جاری ہے۔ بہت سوچا مگر قواعد شرعیہ سے حل نہ ہوا۔ اور مختلف چندوں کو خلط کرنا استہلاک ہونا چاہیئے اور مستہلک ملک مستہلک ہو کر جو صرف کیا جاتا ہے اسکا تبرع ہوگا۔ اگرچہ ہم اہل مدرسہ یا اہل انجمن کو سخت قلق ہے امید کہ جواب باصواب سے تشفی فرما دیں؟

الجواب۔ مہتمم مدرسہ کا قیم و نائب جملہ طلبہ کا ہوتا ہے۔ پس جو شے کسی نے مہتمم کو دی مہتمم کا قبضہ خود طلبہ کا قبض ہے۔ اسکے قبض سے ملک معطی سے نکلا اور ملک طلبہ کا ہو گیا اگرچہ وہ مجہول الکمیۃ و الذوات ہوں مگر نائب معین ہے۔ پس بعد موت معطی کے ملک ورثہ معطی کی اسمیں نہیں ہو سکتی اور مہتمم بعض وجوہ میں وکیل معطی کا بھی ہو سکتا ہے۔ بہرحال نہ یہ وقف مال ہے اور نہ ملک ورثہ معطی کی ہوگی اور نہ خود معطی کی ملک ہی رہی۔ اعطی دراہم فی عمارۃ المسجد او نفقۃ المسجد او مصالح المسجد صح لانہ ان کان لا یمکن تصحیحہ وقفاً یمکن تصحیحہ تملیکاً بالہبۃ للمسجد فاثبات الملک للمسجد علی ہذا الوجہ صحیح فیتم بالقبض کذا فی الواقعات الحسامیۃ۔ ذکر الناطفی اذا وقف لاصلاح المسلمین یجوز وان وقف لبناء القناطیر او لاصلاح الطریق او لحفر القبور او لاتخاذ السقایات والخانات للمسلمین او لشراء الاکفان لہم لا یجوز وہو جائز المفتوی کذا فی فتاوی قاضیخان فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

تولیت وقف کا حق ارشد فالارشد کا ہے خصوصاً جبکہ واقف نے شرط لگادی ہو اور نابالغ مستحق تولیت نہیں ہو سکتا

سوال (۷۷۵) نواب غلام قادر خاں صاحب نے ایک موضع سالم و ایک مکان اپنا مملوکہ مقبوضہ مصرف خیر کیواسطے بموجب تحریر وقفنامہ مورخہ ۲۶ فروری ۱۸۷۶ء کے وقف کیا اور بعد وفات نواب غلام قادر خاں صاحب اصل واقف کے اُنکے دونوں بیٹے محمد شریف و حاجی محمد احمد دونوں بھائی بموجب شرائط وقفنامہ کے دونوں بھائی بحصہ نصفا نصف متولی مقرر ہوئے اور تاحیات شرائط وقف نامہ کے پابند رہے۔ اب محمد شریف و حاجی محمد احمد دونوں بھائیوں کا درمیان دو ماہ کے انتقال ہوگیا۔ محمد شریف پسر اوّل نے چار پسر نابالغ چھوڑے اور حاجی محمد احمد پسر ثانی نے دو پسر بالغ و دو نابالغ چھوڑے ہیں محمد شریف متولی نے اپنی حیات میں ایک دستاویز بابت تولیت کے بحق اپنے بیٹے کے لکھدی ہے۔ اب باہم پسران متولیان مرحومان بابت نمبرداری و تقرر تولیہ کے نزاع ہے۔ محمد شریف متولی متوفی کا ایک پسر کلاں شیر محمد نابالغ بولایت اپنی والدہ کے نمبرداری و تولیہ نصف حصہ کا خواہاں ہے۔ اور احمد سعید بالغ پسر حاجی محمد احمد کُل موضع پر اپنی تولیت و نمبرداری کے خواستگار ہیں نقل وقفنامہ اصل واقف و نقل دستاویز اقراری محمد شریف ہمرشتہ سوال ہذا ارسال کرکے گذارش ہے کہ بموجب شرع شیر محمد نابالغ یا احمد سعید بالغ ان دونوں میں سے ایک شخص متولی ہو سکتا ہے یا دونوں شخص متولی ہو سکتے ہیں جیسا کہ دونوں کے والد تھے

الجواب - اصل واقف غلام قادر خاں متوفی نے وقفنامہ میں یہ شرط لکھی ہے کہ محمد شریف و محمد احمد پسران متوفی جائداد موقوفہ کے بعد جو میری اولاد سے لائق اس منصب کے ہو وہ مستحق تولیت ہے بناءً علیہ صورت مسئولہ میں احمد سعید بالغ بہ نسبت شیر محمد نابالغ کے زیادہ مستحق تولیت کیلئے ہے اگر احمد سعید میں کوئی امر مانع عن التولیت موجود نہ ہو جیسا کہ ردّ المحتار معروف شامی جلد ثالث ص ۳۸۵ کتاب الوقف میں ہے۔ ولاسیما اذا شرط الواقف تولیۃ النظر للارشد فالارشد من اھل الوقف فانہ حینئذٍ اذا ولی غلاما بالغ رشیدا وکان فی اھل الوقف ارشد منہ لا تصح تولیتہ لمخالفتہا شرط الواقف فکیف اذا کان لا یعقل ثم بالغ رشید الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ عزیز الرحمن

اشیاء منقولہ میں محمد صاحب کے قول کی بنا پر وقف کے تصرف رہتی ہے مفتی بہ نہیں ہے بلکہ انکا قول بھی اشیاء منقولہ ...

سوال (۷۷۶) اشیاء منقولہ میں امام محمد صاحب کا مذہب ہے کہ واقف کے بعد وقف کے تصرف کا حق رہتا اور صاحبین کا مذہب ہے کہ نہ جانے ... اگر کوئی امام محمد کے مذہب پر عمل کرے تو گنہگار ہوگا یا نہ؟

(۲) امام محمد رح کے مذہب کے موافق کیا اس شے میں بیع و ہبہ کا اختیار واقف کو ہے یا نہیں؟

(۳) اگر ہے تو اُس کا بعد بیع یا ہبہ واقف کے ... رہتا ہے یا نہیں۔؟

الجواب نمبر ۲ و ۳۔ امام محمد رح کے قول پر فتویٰ دینا نہ چاہیے بلکہ شامی میں فتح القدیر سے منقول ہے کہ امام محمد رح کا قول جملہ اشیائے منقولہ میں ہے۔ بلکہ جب کسی طرح اس مسجد کے قابل انتفاع کے نہ رہیں اسوقت امام محمد رح کا یہ قول ہے۔ بہرحال یہ قول مفتی بہ اور معمول بہ نہیں ہے فقط

احکام المساجد

جس شخص نے مسجد بنائی پھر اسکے ورثا کو اس پر وراثت نہیں پہنچتی

سوال (۷۷۷) ایک شخص نے مسجد تعمیر کرائی تھی۔ بانی مسجد کا انتقال ہو گیا اسکے بیٹے مسجد مذکور کے متعلق دعویٰ ملکیت کرتے ہیں حجرہ مسجد کو اپنے مکان میں شامل کرنا چاہتے ہیں مسجد کی چہار دیواری ناتمام ہے جس سے مسجد میں کتے وغیرہ آتے ہیں اسصورت میں کیا حکم ہے؟

الجواب مسجد مسجد ہے اسکے دعویٰ ملکیت کرنے سے وہ مسجد مسجد ہونے سے خارج نہیں ہوئی دعویٰ ملکیت اور تصرف اسکا باطل اور ناجائز ہے مسلمان اہل محلہ چارہ جوئی کرکے اس شخص کو اسکے تصرفات ناجائزہ سے روکیں اور مسجد کی چہار دیواری وغیرہ بنا دیں اور حجرہ مسجد میں اسکا تصرف نہ ہونے دیں فقط

اگر دو مسجدیں ہوں ایک قریب اور ایک بعید ہو تو نماز قریب کی مسجد میں پڑھنی چاہیئے

سوال (۷۷۸) ایک شخص اس مسجد میں نماز پڑھتے ہیں جو انکے مکان سے قریب ہے۔ اور ایک مسجد ان کے مکان سے کچھ فاصلہ پر ہے تو وہ شخص کون سی مسجد میں نماز پڑھیں؟

الجواب قریب کی مسجد میں نماز پڑھنا چاہیئے کہ اس مسجد کا انپر حق ہے اور ثواب بھی اسمیں زیادہ ہے فقط

اگر مسجد میں سونیوالے کو احتلام ہوا تو مسجد سے نکلکر پیشاب کر سکتا ہے اور غسلخانہ میں غسل کرے

سوال (۷۷۹) اگر مسجد میں سونیوالے کو احتلام ہو جاوے تو مسجد سے کسطرح نکلے اور چونکہ احتلام کے بعد پیشاب کرنا ضروری ہے تو پیشاب کہاں کرے؟

الجواب۔ وہ شخص مسجد سے باہر آکر پیشاب کرے اور غسلخانہ میں غسل کرکے پھر داخل مسجد ہو فقط

مسجد تا عنان السماء اور تحت الثریٰ مسجد ہوتی ہے لہذا اسکے اوپر یا نیچے مکانوں کا حکم بعینہ مسجد کا ہے

سوال (۷۸۰) زید مسجد اس طرح بنانا چاہتا ہے کہ دکانیں یا مکان بناکر اوپر مسجد بنادے یا اول مسجد بناکر اسکے متصل مکانات بنائے اور ان مکانات کو مصالح مسجد کیواسطے وقف کردے اسمیں دریافت طلب چند امر ہیں (۱) ان مکانات کو حکم مسجد کا ہے یا نہ؟ (۲) مصالح مسجد سے کیا مراد ہے؟ اگر کرایہ پر دینا ان مکانات کا جائز ہے یا یہ کہ انمیں سامان وغیرہ مسجد کا رکھے؟ (۳) ابتداءً بناء میں فوق مسجد کیلئے مکان بنانا جائز لکھا ہے کیونکہ وہ مصالح مسجد میں سے ہے

دیا ہے اور جناب نے اسکے خلاف تحریر فرمایا ہے۔ غالباً مجموعہ فتاوی صفحہ ۳۹۲ جلد ثانی ملاحظہ فرمایئے اور اسکے متعلق جو صحیح رائے ہو تحریر فرمایئے۔ نفس مسئلہ تو معلوم ہو گیا مگر مولوی عبد الحی صاحب کے فتوے سے خیال پیدا ہو گیا۔ اگر یہی جواب جو جناب نے تحریر فرمایا صحیح ہے تو اسکے متعلق جو مولوی عبد الحی صاحب نے تحریر فرمایا ہے صحت و سقم جو کچھ ہو اس سے مطلع فرمایئے ورنہ جیسی رائے ہو؟

الجواب۔ فتاوی جلد دوم میں فتوے نمبر ۲۰۵ دیکھا گیا۔ روایات اس مسئلہ میں مختلف ہیں احقر نے جو کچھ لکھا تھا احتیاط اسی میں ہے۔ اسوجہ سے اُن روایات کو اختیار کیا گیا جنمیں حرمت مسجد زیادہ تر ملحوظ رکھی گئی ہے جیسا کہ بعض روایات سے انتقال مسجد معلوم ہوتا ہے۔ مگر دوسری روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو جگہ مسجد ہو گئی وہ ہمیشہ مسجد رہتی ہے۔ اور یہی صحیح و احوط ہے اسلئے روایات اولیٰ کی تاویل کیجاتی ہے یا اُسکو متروک کیا جاتا ہے ایسا ہی حکم اس مسئلہ میں معلوم ہوتا ہے کہ احتیاط اسمیں ہے کہ تحت الثریٰ سے عرش تک مسجد ہی رکھی جاوے اور اسکے نیچے اور اوپر کوئی ایسا فعل نہ ہو جو منافی حرمت مسجد کے ہے مولانا عبد الحی صاحب کی روایات منقولہ سے انکار نہیں ہے بلکہ کلام اسمیں ہے کہ جو روایات مثبت حرمت مسجد من تحت الثریٰ الی عنان السمار ہیں وہ زیادہ تر قابل لحاظ و قابل عمل ہیں اور ظاہر ہے کہ یہ حکم یعنی مسجد کا ثریٰ سے عنان سماء تک مسجد ہونا ہر حال ہے یہ نہیں کہ بعض صورتوں میں مسجد کا یہ حکم ہوتا ہے اور بعض میں نہیں جیسا کہ مولانا عبد الحی صاحب کے فتوے سے ظاہر ہوتا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ یہ حکم اُسوقت ہے جب نیز مسجد الی ان قال الیسی صورت میں فقہاء لکھتے ہیں کہ مسجد کے فوق و تحت السماء و ثریٰ تک سب حکم مسجد میں ہے نہ ہر صورت میں الخ یہ تخصیص بالکل فقہاء کی تصریح کے اور قواعد کے خلاف معلوم ہوتی ہے۔ کما ہو ظاہر۔ بہرحال آپ مولانا عبد الحی صاحب کے فتوے کو دیکھکر کچھ تردد کریں اُنہوں نے بعض روایات کی بناء پر ایسا خیال فرمایا اور یہ اُنکی رائے ہے کہ حکم مسجد از ثریٰ تا عنان سماء کلیۃً نہیں ہے۔ احقر کے خیال میں اسکی تصریح کہیں نہ ملیگی۔ بلکہ کلام فقہاء سے یہ حکم کلی معلوم ہوتا ہے پس جبکہ اس حکم کا کلی ہونا محقق ہے تو پھر کچھ شبہ بھی نہیں ہو سکتا فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ بندہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔ مفتی دار العلوم دیوبند

حسب ضرورت تعمیر مساجد کی اجازت ہے رقبہ کی تعیین شارع سے ثابت نہیں اور مسجد ضرار کا مسئلہ اسی مسجد کی ہر مسجد پر اطلاق نہیں

سوال (۱۳۴۷) (۱) کتنے رقبہ یا آبادی کیواسطے ایک مسجد ہونا فرض واجب یا سنت ہے؟ (۲) رقبہ یا آبادی معینہ شارع علیہ السلام کے اندر ایک سے زائد جسقدر مسجدیں ہوں وہ بھی مسجد اللہ کہلانے کی مستحق ہیں یا مسجد ضرار؟ (۳) کیا مقررہ رقبہ یا آبادی کی جملہ مساجد موجودہ میں سے مسجد اسلام اور مسجد ضرار کا فرق و امتیاز مسجد کے اصل عوارض یا [illegible] واجب گاہ یا آبادی کی زمانی حیثیت سے جو اول قدیم ہو

مسجد اسلامی قرار دی جائے؟ (۴) یا ہر وہ عمارت جو مسجد نما ہو مسجد اسلامی ہے۔ خواہ اُسکا بانی کوئی ہو کیسے ہی عقائد رکھتا ہو اسکی نیت کیسی ہی خراب کیوں نہ ہو مگر ہر مسلمان پر واجب ہے کہ اُسکو خدا کا گھر سمجھے

الجواب (۱) شرعاً اسمیں کوئی تحدید اور قید نہیں ہے حسب ضرورت مطلقاً اجازت تعمیر مساجد کی ہے۔ نصوص کلام اللہ و احادیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کوئی تحدید اسکی نہیں فرمائی نہ مجتہدین و علمائے امت نے اس بارہ میں کچھ تحدید کی ہے بلکہ ضرورت و حاجت و نیک نیتی پر اسکا دار و مدار ہے اور اخلاص اور نیک نیتی سے ایک مسجد کے قریب ہی دوسری مسجد بنائی جائے تو شرعاً وہ مستحق اجر بناء مسجد ہے۔ اور ضرورات بھی مختلف ہیں۔ کوئی محلہ اتنا آباد اور کثیر التعداد آدمیوں کو مشتمل ہوتا ہے کہ اُس محلہ میں ایک مسجد کافی نہیں ہوتی۔ وہاں دو اور تین اور چار یا زیادہ مساجد ہوں تو وہ بھی آباد رہ سکتی ہیں۔ اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک وقت میں وہاں ضرورت تھی دوسرے وقت ضرورت نہ رہی مگر جو مسجد ہو چکی وہ مسجد ہی رہیگی۔ بہر حال مدار اس پر ہے کہ جو مسجد بنائی جائے اللہ کیواسطے اور نیک نیتی سے بنائی جائے۔ اور واضح ہو کہ مسلمان کے کسی دینی کام کو مثل بناء مسجد وغیرہ کو بدنیتی پر محمول نہ کرنا چاہیئے کہ ہم کو حکم مسلمانوں پر حسن ظن کا ہے نہ بدگمانی کا۔ قال اللہ تعالیٰ ان بعض الظن اثم وورد ظنوا بالمؤمنین خیراً۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ بنانیوالے کو محض لوجہ اللہ اور اخلاص و نیک نیتی سے مسجد بنانا چاہیئے اور مال حلال سے بنانا چاہیئے مگر دوسروں کو موقع طعن زنی کا اور بدگمانی کا شریعت نے نہیں دیا ہے (۲) جبکہ معلوم ہوا کہ کوئی تحدید شرعاً در بارہ بناء مسجد نہیں ہے۔ بلکہ مدار ضرورت اور نیک نیتی پر ہے تو جملہ مساجد بناء کردہ مؤمنین مساجد شرعیہ ہیں۔ اور مساجد کہلانے کی مستحق ہیں مسلمانوں کی بناء کردہ مسجد پر حکم مسجد ضرار نہیں لگایا جا سکتا کیونکہ مسجد ضرار کفار و منافقین کی بناء کردہ تھی اور اُنکی بدنیتی اور فساد و تفریق کیلئے بنانا وحی قطعی سے معلوم ہو گیا تھا مسلمانوں کی بناء کردہ مساجد پر یہ حکم کیسے جاری ہو سکتا ہے حالانکہ بناء مسجد کو حق تعالیٰ نے علامت ایمان کی بتلائی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ اِنَّمَا یعمر مساجد اللہ من اٰمن باللہ الآیہ۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من بنی للہ مسجداً بنی اللہ لہ بیتاً فی الجنۃ اور یہ پہلے معلوم ہوا کہ مسلمانوں پر حسن ظن کا حکم ہے کسی کی نیت کا حال دوسروں کو کیسے معلوم ہو سکتا ہے ھلا شققت قلبہ۔ حدیث شریف میں وارد ہے۔ اور حدیث متفق علیہ میں ہے۔ اِنَّما الاعمال بالنیات ولکل امرئ مانوی الحدیث (۳) اوپر کی تحقیق سے واضح ہوا کہ جملہ مساجد مؤمنین مساجد ہیں اُنمیں کسی کو مسجد شرعی اور کسی کو مسجد ضرار کہنا اور یہ تفریق کرنا صحیح نہیں ہے۔ اور قدامت و تاخر زمانہ کو مسجد کہلانے و مسجد شرعی ہونے میں کچھ دخل نہیں

مسجد قدیم بھی مسجد ہے اور مسجد جدید بھی مسجد ہے اور اسمیں کسی کے اجماع رائے اور اتفاق کی ضرورت نہیں ہے البتہ بعض مواقع میں فقہاء نے لکھا ہے کہ بعض صورتوں میں مسجد قدیم میں نماز پڑھنا افضل ہوتا ہے مسجد جدید سے مثلاً کسی کے مکان سے دونوں مسجدیں برابر فاصلہ پر ہیں اور اُنمیں مسجد محلہ کوئی نہیں تو اس صورت میں اُس شخص کے حق میں مسجد قدیم میں نماز پڑھنا افضل ہے مسجد جدید سے اور مسجد محلہ اہل محلہ کیلئے افضل ہے اگرچہ وہ جدید ہو (۴) ہر ایک مسجد کو مسجد ہی سمجھنا چاہیئے اور آداب مسجد اُسمیں بجالانا چاہیئے اور اُسکے آباد کی فکر اور اُسمیں سعی کرنا چاہیئے کسی کی ویرانی اور بربادی میں سعی نہ کرنی چاہیئے قال اللہ تعالیٰ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا الآیۃ اور یہ معلوم ہوا کہ نیت کا حال سوائے عالم الغیب والشہادہ کے کسی کو کیونکر معلوم ہو سکتا ہے۔ ایک صحابی نے ایک کافر کو کلمہ توحید پڑھنے کے بعد قتل کر دیا۔ اور یہ تاویل کی کہ اس نے ازراہ نفاق تلوار کے خوف سے کلمہ پڑھ لیا ہے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُسپر یہ ارشاد فرمایا ھلاّ شققت قلبہ۔ تو نے اسکا دل چیر کر کیوں نہ دیکھ لیا پس اسکی بحث اور کھود کرید نہ کرنا چاہیئے کہ فلاں مسجد کا بانی کون تھا، اُس کی نیت کیسی تھی فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

مصالح مسجد کیلئے مسجد کے نیچے تہ خانہ بنانا درست ہے

سوال (۷۸۵) کسی ایسی مسجد میں جو جدید تعمیر ہونے والی ہو مصالح مسجد کے لئے خلا رکھا جائے اور چھت پر تعمیر کی جائے تو یہ شرعاً جائز ہے یا نہ؟

الجواب۔ درمختار میں ہے۔ واذا جعل تحتہ سرداباً لمصالحہ ای المسجد جاز اور شامی میں نہر سے نقل فرمایا۔ وشرط فی المصباح ان یکون ضیقاً الخ وفیہ وھو بیت یتخذ تحت الارض لغرض تبرید الماء وغیرہ۔ اس عبارت سے ظاہر ہے کہ مصالح مسجد کیلئے مسجد کے نیچے تہ خانہ وغیرہ بنانا درست ہے اسکے بعد شامی نے فرمایا۔ قال فی البحر وحاصلہ ان شرط کونہ مسجداً ان یکون سفلہ وعلوہ مسجداً لینقطع حق العبد عنہ لقولہ تعالیٰ وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ جلد ۳ کتاب الوقف شامی اور جلد اول شامی و درمختار میں ہے۔ وکرہ تحریماً الوطی فوقہ والبول والتغوط لانہ مسجد الی عنان السماء درمختار وکذا الی تحت الثری الخ شامی۔ ان عبارات سے یہ معلوم ہوا کہ مسجد نیچے سے اوپر تک یعنی تحت الثریٰ سے عرش تک مسجد ہی ہے۔ اُسکے نیچے اوپر پیشاب پاخانہ و جماع وغیرہ امور منافی مسجد درست نہیں اور یہی وجہ مصباح میں اس شرط لگانے کی ہے کہ وہ تہ خانہ تنگ ہو کہ اُسمیں سوائے پانی وغیرہ ٹھنڈا کرنے یا مسجد کے لوٹے وغیرہ رکھنے کے اور کوئی کام جو منافی آداب مسجد کے ہو نہ کیا جاسکے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

مسجد ہمیشہ مسجد ہی رہتی ہے۔ بقول مفتی بہ امام ابی یوسف رح

سوال (۷۰۶) ایک قریہ میں چار مسجدیں ہیں اور ہر ایک مسجد میں نماز پنجوقتہ و نماز جمعہ ادا کیجاتی ہے چند روز ہوئے کہ ہنود میں آ دیوں نے ایک مسجد جدید تیس ۳۰ ہاتھ کے فاصلہ پر مسجد قدیم کے بنا کی ہے اور اسمیں نماز جمعہ و پنجوقتہ ادا ہوتی ہے۔ اور بانیان مسجد جدید کی نیت تفریق جماعت و ضرر رسانی مومنین مسجد قدیم مقصود نہیں ہے۔ یہاں کے مولوی صاحبان فرماتے ہیں کہ یہ مسجد درست نہیں ہے۔ کیونکہ قریب مسجد قدیم کے ہے۔ اگر یہ کچھ اور دور فاصلہ پر ہوتو درست ہے ایسی صورت میں مسجد جدید کا انتقال درست ہے یا نہیں؟

الجواب۔ باہم مساجد کی دوری کیلئے کوئی شرعی تحدید نہیں ہے حسب ضرورت قریب و بعید ہر طرح بنا مسجد درست ہے پس جبکہ بانیان مسجد جدید کی نیت تفریق جماعت و اضرار مومنین کی نہیں ہے تو بانیان ماجور ہیں اور وہ مسجد بحکم مسجد ضرار نہیں ہے، نماز جمعہ و پنجوقتی ادا کرنا اسمیں درست ہے اور جبکہ وہ بقاعدہ شرعیہ مسجد ہو گئی تو اب تبدیل اسکی جائز نہیں ہے کیونکہ جو جگہ ایک دفعہ مسجد ہو جاتی ہے وہ ہمیشہ ہمیشہ کو مسجد رہتی ہے۔ کما صرح فی الشامی ان الفتوی علی قول ابی یوسف رحمہ اللہ تعالی فی تابید المسجد فقط واللہ تعالی اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

واقف نے جو شرط کی ہو وہ مثل نص شارع کی ہے لہذا امام اور موذن مسجد میں جس طریقہ پر اس نے شرط کی ہو ویسا مقرر رہیگا۔ موذن وہ ہے جو ہمیشہ اذان دے

سوال (۷۰۷) واقف نے مسجد و دکانات موقوفہ متعلقہ مسجد کے وقفنامہ میں شرط لکھی ہے کہ تقرری امام و موذن برضائے اہل محلہ ہوگی۔ اور نسلاً بعد نسل سے امام مسجد مذکورہ پشت بہ پشت چلے آئے ہیں کوئی اُنکی امامت پر معترض نہ ہوا۔ اور وہ مسجد بازار کی ہے۔ اسکا محلہ کوئی نہیں اور فرضاً اگر اہل محلہ کا ہونا تسلیم بھی کر لیا جائے تو وہ لوگ بھی ان اماموں کے پیچھے نماز بخوشی پڑھتے چلے آئے ہیں اور کبھی اعتراض نہیں کیا اور وہی امام پشت بہ پشت متولی مسجد و دکانات بھی چلے آئے ہیں اور وظیفہ جو کہ واقف نے مقرر کیا ہے بعد دیگرے کھاتے چلے آئے۔ اماموں مذکورہ بالا کو امام مسجد مذکورہ کہا جائیگا یا نہیں۔ اور وہ مستحق لینے وظیفے مشروطہ اور مقرر کردہ واقف کے ہیں یا نہیں؟ (۲) واقف نے کچھ وظیفہ موذن کیلئے مقرر کیا اور فوت ہو گیا۔ موذن وہ شخص ہے جو علی الدوام اذان کہے یا جو کبھی کبھی کہتا ہے؟

الجواب۔ امام مذکورین جبتک عہدۂ امامت پر قائم رہیں مستحق وظیفہ مشروطہ کے ہیں اور چونکہ مراعات غرض واقفین لازم ہے اور شرط واقف مثل نص شارع کے ہے۔ کما فی کتب الفقہ لہذا امام و موذن کا تقرر اہل محلہ کی رائے پر ہے۔ آئندہ کو اگر کسی دوسرے امام لائق کو مقرر کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں ۔ البانی للمسجد اولی من القوم بنصب الامام والموذن فی المختار الا اذا عین القوم اصلح ممن عینہ البانی الخ

(۲) شامی میں ہے ولایکون مدرسها من الشعائر الا اذا لازم التدریس الخ بنا علیہ مؤذن بھی وہی مستحق مشروط ہو سکتا ہے جو ملازمت کرے اذان کہنے پر فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

بعد تمام مسجدیۃ دکان کا بنا کرنا منع ہے

سوال (۷۸۸) اس شہر میں ایک مسجد قریب ساٹھ ستر سال بوجہ کہنگی شہید کرائی گئی کرسی مسجد متصل کی گلیوں سے کچھ اونچی تھی مسلمانان نے کھدوا کر کے متصل کی گلیوں کے برابر کروایا اور دکانات کی بنا ڈالکر دوکانوں کے اوپر مسجد بنائی جا رہی ہے ؟

اسی مسجد کی بنا کی تقلید پر دیگر مسلمان بھی موجودہ مساجد کو مذکورۂ بالا وضع پر بنا کرنیکے درپے ہیں دکانوں کے بنانے سے صرف غرض یہ معلوم ہوتی ہے کہ مسجد و امام مسجد کیواسطے ان دکانوں کی آمدنی کا سہارا ہو

الجواب۔ ایسا کرنا درست نہیں ہے۔ کما فی الدر المختار اما لو تمت المسجدیۃ ثم اراد البناء منع الخ وفیہ ولا یجوز اخذ الاجرۃ منہ ولا ان یجعل شیئاً منہ مستغلاً ولا سکنی بزازیہ فقط

کتاب البیوع

تاجران کتب خریداروں کی فرمائش جو ڈاک کے ذریعہ ویلو بھیجتے ہیں جبتک مشتری کو نہ پہنچے قیمت اس پر لازم نہیں

سوال (۷۸۹) تاجران کتب خریداروں کی فرمائش پر ڈاک کے ذریعہ سے ویلو بھیجتے ہیں۔ اگر کتب ضائع ہو جاویں تو خریدار کے ذمہ تاوان یعنی قیمت کتب بائع کو دینا واجب و لازم ہوگا یا نہیں اگر ہوگا تو کس قاعدے سے؟

الجواب۔ ظاہر یہ ہے کہ اہل ڈاک ویلو میں اس صورت میں وکلاء بائعین کے ہوتے ہیں پس جبتک مشتری کے پاس مبیع نہ پہنچیگی اُسکے ذمہ قیمت لازم نہ ہوگی فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ عزیز الرحمن

کاغذ کے اختلاف سے جنس مختلف ہوتی ہے پس ایک ہی مطبع کی کئی کتاب جبکہ مختلف کاغذ پر ہوں تو مختلف الجنس ہیں نسیہ جائز ہوگا۔ اسی طرح خط کی عمدگی و غیر عمدگی اختلاف صفت ہے

سوال (۷۹۰) مسئلہ یہ ہے کہ مبادلہ کتب میں ایک جانب مصری چھاپہ کی کتاب ہو۔ دوسری کتاب وہی کتاب ہندوستانی مطبع کی مطبوعہ ہو اور دونوں میں باہم صفائی کاغذ خط وغیرہ میں تفاوت ہو یا دونوں کتابیں ہندوستانی چند مطابع کی مطبوعہ ہوں تو انکا مبادلہ اتحاد جنس کی وجہ سے یداً بید واجب ہوگا یا اختلاف جنس کی وجہ سے یداً بید ہونا ضروری نہیں تبدل اصل و تبدل مقصود و تبدل صفت سے اختلاف جنس متحقق ہوتا ہے کما فی الدر المختار۔ سوا اگر مسائل مذکورہ میں اختلاف جنس ہے تو ان تین وجوہ میں سے کس وجہ کے اعتبار سے اختلاف ہے ؟

الجواب۔ کاغذ کا اختلاف جنس کا اختلاف ہے۔ پس جبکہ ایک کتاب مختلف اقسام کے کاغذات پر طبع ہو اگرچہ ایک ہی مطبع میں طبع ہو تو اجناس مختلفہ ہو جاوینگی۔ کما فی الشامی عن الفتح

والثوب الهروی والمروی جنسان لاختلاف الصنعۃ الخ وکذا المروی المنسوج ببغداد و خراسان وفی اللبد الارمنی والطالقانی جنسان۔ پس اختلاف اقسام کاغذ کی صورت میں اختلاف اصل کی وجہ سے اختلاف جنس ہوگا اور نسیہ جائز ہوگا اور تبدل صفت کی مثال شامی نے کالخبز مع الحنطۃ والزیت المطبوخ بغیر المطبوخ لکھی ہے۔ پس ہوسکتا ہے کہ خط کی عمدگی وغیر عمدگی کو تبدل صفات کی وجہ سے مختلف الجنس کہا جاوے اور اتحاد جنس کی صورت میں بھی تقابض کی حاجت نہیں تعیین کافی ہے۔ اور موجود فی الملک ہونا جواز مبادلہ کے لئے کافی ہے جیسا کہ عبارت شامی اضیف الیہ العقد وھو حاضر او غائب بعد ان یکون موجودا فی ملکہ الخ سے ظاہر ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

منافع متوقعہ کی بیع درست نہیں

سوال (۱۹۷) ایک گاؤں جسکا زمیندار یعنی زمین کا مالک زید ہے اور اسکا خراج یعنی جو محصول منجانب سلطان وقت اس میں سے لیا جاتا ہے بقانون سلطانی عمرو کو ملتا ہے جسکو عرف میں معافیدار کہتے ہیں۔ پس اگر عمرو معافیدار اپنا حق (معافیداری) بکر کے ہاتھ بیع یا رہن رکھے تو یہ ہوگا کہ بجائے عمرو کے وہ خراج بکر وصول کرنے لگے جسکو قانون سلطنت خود جائز رکھتا ہے آیا شرعاً یہ حق معافیداری کا بیع کرنا یا رہن رکھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب ۔ قال فی الدر المختار وبطل بیع مالیس بمال الخ اور شامی میں ہے وفی منار اول البیوع تعریف المال بما یمیل الیہ الطبع ویمکن ادخارہ لوقت الحاجۃ وانہ خرج بالادخار المنفعۃ فھی ملک لا مال لان المال ما من شانہ ان یتصرف فیہ بوصف الاختصاص کما فی التلویح فالاولٰی ما فی الدر من قولہ المال موجود یمیل الیہ الطبع الخ فانہ یخرج بالموجود المنفعۃ الخ صفحہ ۳ جلد ۴۔ ان عبارات فقہائیہ سے واضح ہے کہ اس قسم کے حقوق و منافع متوقعہ کی بیع و رہن شرعاً درست نہیں ہے بلکہ باطل ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

واپس کرنا اقالہ ہے۔ اقالہ میں قیمت کی کمی بیشی درست نہیں ہے۔ اگر بیع جدید کریں تو واپسی کا نام نہ لے

سوال (۱۹۸) جب بیع صحیح ہوکر بالکل معاملہ طے ہوگیا اب مشتری بیع مع کچھ قیمت واپس کرنا چاہے تو کرسکتا ہے یا نہیں اور اس صورت میں کسی قسم کا خیار بھی نہ تھا۔ اور اگر کوئی خیار یا بیع فاسد ہو تو جیسے اسوقت مسئلہ کا کیا حکم ہے؟

الجواب ۔ واپس کرنا اقالہ ہے اور اقالہ میں قیمت کی کمی بیشی درست نہیں۔ اقالہ قیمت اول پر ہوتا ہے۔ البتہ اگر بیع جدید آپس میں کریں اور واپسی کا نام نہ لیں بلکہ مشتری بائع سے کہے کہ مجھ سے تو اسکو خرید لے تو پھر جس قیمت کو چاہے اس کے ہاتھ فروخت کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتاب الربوٰ والصرف والسلم

بیع سلم میں تعیین نرخ ضروری ہے مبہم چھوڑنا جائز نہیں۔

سوال (۷۹۳) جبکہ فصل کو ایک برس یا چھ مہینے کا عرصہ باقی ہے تو کسی کو اس شرط پر روپیہ دیں کہ فصل میں فی روپیہ ایک من یا آدھ من یا جو نرخ اُسوقت ہو فلاں غلہ لینگے۔ اگر یہ شرط کریں کہ اگر اُس وقت دو روپیہ من بکیگا تو ہم پونے دو روپیہ من لیں گے یہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب بیع سلم کے جواز کیلئے چند شرائط ہیں جنمیں سے یہ بھی ہے کہ وہ چیز جسمیں مسلم کی ہے بازار میں موجود ہو اگرچہ اُسکی فصل نہ آئی ہو مثلاً ابھی فصل گندم کی نہیں ہے اور فرض کرو کہ ابھی بوئی بھی نہیں گئی تو اُسمیں سلم کرنا اسوقت صحیح ہے کیونکہ بازاروں میں گندم ہمیشہ ملتی ہیں و فی علم اور اُن شرائط میں سے یہ بھی ہے کہ نرخ مقرر کرے مثلاً ایک روپیہ من یا دو روپیہ من۔ پس اسطرح جائز نہیں کہ جو نرخ اُسوقت ہوگا اُسکی موافق لونگا۔ اور اس طرح بھی صحیح نہیں ہے کہ اگر اُسوقت دو روپیہ من غلہ کا نرخ ہوگا تو ہم تم سے پونے دو روپیہ من لینگے۔ بلکہ چاہئے کہ نرخ اسوقت مقرر کردے اگر نرخ معین نہ کیا اور حوالہ اُسوقت کے نرخ پر کیا تو بیع حرام اور ناجائز ہو جاویگی فقط واللہ تعالیٰ اعلم

قرض دیکر نفع حاصل کرنا جائز نہیں ہے جبتک کہ صورۃ مضاربت نہ کیا جاوے۔

سوال (۷۹۴) دکانداروں کو اور کاشتکاروں وغیرہ کو بلا تعیین منافع تجارت کیواسطے روپیہ قرض دینا اس طرح پر کہ اُس روپیہ کو وہ جو مال مناسب سمجھیں یا جس نفع بخش جائز کاروبار میں چاہیں لگائیں اور منافع میں سے جو چاہیں بلاحساب روپیہ والے کو دیں اور اگر ٹوٹا ہوا تو بھی روپیہ والا دینے کو تیار اور کُل یا جزو رقم کا ہر روز یا ہفتہ وار یا ماہوار وغیرہ اقساط یا یکمشت مالک کو واپس کیا جاوے؟

الجواب۔ قرض دیکر اُسپر کچھ نفع لینا درست نہیں ہے جیسا کہ وارد ہے کل قرض جرّ نفعًا فہو ربٰو۔ پس یہ صورت درست نہیں ہے جواز کی صورت یہ ہے کہ مضاربت کے طور سے روپیہ دیوے اور نفع میں آدھا یا تہائی اپنا مقرر کرے بلا تخصیص نفع مضاربت جائز نہیں ہے اور مضارب کے پاس جو روپیہ مال والے کا ہوتا ہے وہ امانت ہوتا ہے قرض نہیں ہوتا۔ الغرض مضاربت کے قواعد اور شرائط معلوم کر لینے چاہئیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

قول مفتی بہ امام ابو یوسف کا ہے دربارہ اعتبار عرف وزنی اور کیلی ہونے میں اشیاء کے

سوال (۷۹۵) مسمی زید بیوپاری غلہ مکی اور باجرہ وغیرہ جنکا کیلی ہونا یا وزنی ہونا نص شارع سے

معلوم نہیں ایک من نسیہ یعنی دعدہ پر دیتا ہے۔ اور بروعدہ ڈیڑھ من جنس گندم لیتا ہے اور یہ کہتا ہو کہ یہ حلال وجائز ہے اسلئے کہ جب شرعاً انکی مقدار ثابت نہیں تو عرفاً ہمارے شہر میں باجرہ مکی وغیرہ وزنی ہیں حالانکہ زید کے شہر میں گندم جو جمیع غلات وزنی ہیں۔ زید نے گندم جو کو کیلی قرار دیا اور باجرہ مکی کو عرفاً وزنی قرار دیا۔ مخالف قدر اور مخالف جنس ثابت کرکے تفاضل و نسیہ یعنی دست بدست زیادتی اور بعد میعاد بالکل درست سمجھکر عوام الناس میں جائز ٹھہرا دیا ہے اور یہ معاملہ عوام میں پھیل رہا ہے مسمی زید کو عمرو نے روکا کہ یہ بہر وجہ ناجائز اور ربوٰ یعنی سود ہے اسلئے کہ جمیع غلات کا کیلی ہونا نص شارع سے قیاساً ثابت و معلوم ہے حدیث عبادہ ابن صامت۔ الذهب بالذهب والفضة بالفضة والبر بالبر والشعير بالشعير والتمر بالتمر والملح بالملح مثلاً بمثل سواءً بسواء يداً بيدٍ۔ فان اختلف هذه الاصناف فبيعوا كيف شئتم اذا كان يداً بيدٍ رواه الستة من حديث عبادة بن الصامت الا البخاری تمثیلی پر علماء جمیع غلات کو اسی پر قیاس کرتے ہیں۔ عرف میں غلات کا کیلی وزنی ہونا معتبر نہیں۔ ماسوا غلات تمر سونے چاندی نمک وغیرہ اور چیزوں کو عرفی قرار دینگے جنکا تمثیلاً اور اشارةً پتہ نہ ہو۔ اور نص کو عرف تغیر نہیں دیسکتا ابداً۔ اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک عرف مشہور سے نص شارع تبدل ہو سکتا ہے شاید کہ وقت شارع کے رواج کیلی ہو اور رواج میں اجازت تغیر کی ہے تب بھی زید کے شہر میں غلات وزنی ہی ہیں۔ اس صورت میں بھی گندم باجرہ مکی وغیرہ کی مقدار یکساں ہے اس وجہ سے عمرو ناجائز اور ربوٰ ٹھہراتا ہے۔ زید کو عمرو ہدایت دیتا ہے کہ یہ طریقہ اہل النار ہندوؤں کا ہے اس سے بچ اور توبہ کر اور مسلمانوں کو مت لوٹ اور ناجائز رواج ربوٰ کا جہان میں نہ پھیلانا چاہیے کہ موجب غضب رب ہے یہ حیلہ نکرنا چاہیے اسکا مرتکب فاسق اور حلال جاننے والا کافر ہے اور زید کہتا ہے کہ شرعاً حلال و طیب ہے اس کا حرام کرنے والا فاسق اور کافر ہے۔ بینوا توجروا؟

الجواب قول عمرو اس باب میں صحیح ہے۔ اور زید خطا پر ہے۔ عرف کا اگر لحاظ کیا جاوے جیسا کہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا قول ہے اور محقق ابن ہمام رحمہ اللہ نے اسکو ترجیح دی ہے اور کافی میں کہا الفتوی علی عادة الناس تو جیسا مکی وغیرہ عرفاً وزنی ہے گندم و جو وغیرہ بھی وزنی ہے اور وزن ہی سے انکا معاملہ ہوتا ہے۔ پس عرفاً قدر دونوں جنسوں میں متفق ہے جس سے نسیہ حرام ہو جاتا ہے کما فی کتب الفقه وان وجد احدهما ای القدر وحده او الجنس حل الفضل وحرم النساء وقد روی دعوا الربوا والريبة فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

سوال (۹۶۰) آجکل رس کی تیغ دستیاب کا جو یہ طریقہ | رس کی بیع سلم جو گنے کی فصل میں نکالا جائیگا جائز نہیں ہے کیونکہ وہ رس فی الحال معدوم ہے

مروج ہے کہ ہنوز ایکھیں بوئی نہیں گئیں اور معاملہ کرکے روپیہ دیدیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ یہ عصیر کی سلم ہے اور وجود رس کا ہر وقت یوں ممکن کہ ہاتھیوں کے واسطے صدہا کھیت ہندوستان میں چھوڑ دیئے جاتے ہیں نیز گنّے کی نوع بازاروں میں مختلف حصص ہندوستان میں ہر وقت ممکن الحصول۔ پس یہ وجود جواز سلم کیلئے کافی ہوسکتا ہے یا نہیں ؟

الجواب - اسکی بیع وشراء کا جو طریق مروج ہے کہ قبل از وجود رس اُسکی بیع کردی جاتی ہے یہ باطل ہے اور اُسکو رس کی سلم قرار دینا اور اس کے وجود کا یہ حیلہ نکالنا جو سوال میں مذکور ہے مجوز بیع نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ اس صورت میں جو اسکی سلم قرار دی جاویگی تو یہ سلم اُس رس میں ہے جو اس موسم میں ہوگا۔ اور ظاہر ہے کہ وہ اسوقت موجود نہیں ہے۔ کما فی حنطۃ حدیثۃ قال فی الدر المختار ولا فی حنطۃ حدیثۃ قبل حدوثہا لانہا منقطعۃ فی الحال وکونہا موجودۃ وقت العقد الی وقت المحل شرط فتح وقال قبیلہ ای ولا فی منقطع لا یوجد فی الاسواق من وقت العقد الی وقت الاستحقاق فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ بندہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ مفتی دار العلوم دیوبند - ۱۷ جمادی الاول ۳۴ھ

تبدیل نوٹ میں مساوات مثل نقود شرط ہے | **سوال** (۷۹۷) چہ می فرمایند علماء دین اندریں کہ نوٹ مروجہ کہ گورنمنٹ آنرا از برائے تخفیف حمل و آسان کاروبار خود مردماں مانند ہونڈوی برقسم دہ روپیہ ویک صد روپیہ ویک ہزار روپیہ وغیرہ از جنس کاغذ ایجاد کردہ حکم استعمال اش دادہ و مردماں گورنمنٹ در معاملہ خود موافق نوشتہ اش بجائے روپیہ آں را بکار می برند و اعتبار ثمن آں نمی کنند بلکہ بمنزل وثیقہ روپیہ میدانند اگر کسے آں نوٹ یک صد روپیہ را بدیگرے دہد تا بعوض آں دو صد روپیہ مثلاً بعد ۳ سال یا چہار سال یعنی بحساب فی صد روپیہ در ہر ماہ ۲ روپیہ یا ۳ روپیہ تقریباً سود باشد یا بعوض آں دو صد روپیہ در میعاد معین بسہ یا چہار قسط بگیرد و اگر مطابق شرط در میعاد معین ادا نہ کند و در آں تاخیرے شود پس چیزے زائد بر مقدار معین افزائش کند۔ پس ہر یک از عقدہائے مذکورہ نوٹ بیع سلم خواہد شد یا نہ و شرعاً جائز خواہد شد یا نہ۔ بینوا بالتفصیل ؟

الجواب - من اجوبہ صور مذکورہ تعریف عقد بیع سلم و بیان شرائط آں بوضوح رسید پس از ادلہ مذکورہ بالا ہویدا شد کہ در نوٹ معاملہ سلم قطعاً ناجائز و حرام است۔ ہکذا حکم الکتاب۔

حررہ الراجی عفو ربہ القوی محمد رمضان علی تجاوز اللہ عن ذنبہ الخفی والجلی۔

الجواب صحیح والرای نجیح (عبد المتین) لا ریب فی صحۃ الجواب - (عزیز محمود اللہ عفا اللہ عنہ) مدرس احمدیہ

اس فتوے میں جو کچھ بابت نوٹ میں کاغذ کے وثیقہ ثمن ہونے کا ثابت کیا ہے اور مقصود فقط ثمن ہی ہونا ثابت ہو چکا ہے اور ثمن میں ربو ہونیکی وجہ سے بیع سلم حرام ہے پس جو احکام اس فتوے میں لکھا گیا ہے سب موافق حکم شریعت ہے۔ (احقر محمد عمر عفی عنہ) مہر

الحق یوافق الفتوی و ہو احق بان یتبع ویقتضے وہذا ہو الذی اری وعند الصباح یحمد القوم السری فقط فضل الرحمن دہلوی ناظر المدرسۃ الاحمدیۃ بنواکھالی لہ العشرون من نومبرہا ۱۹۱۵ء

(من قال سواذالک فقد قال محالاً۔ محمود احمد غفرلہ کمرلائی)

الجواب۔ جواب صحیح است بعوض نوٹ یک صد روپیہ گرفتن مبین ربو وحرام است کہ نوٹ مجرد وثیقہ ہست۔ برائے روپیہ مندرجہ داران کاغذ نوٹ نہ آنکہ مقصود بیع وشراء آن کاغذ باشد کما ہو ظاہر وآنچہ مجیب علی التنزل آن را حیلہ اسقاط ربو گفتہ بکراہت آن مقر گشتہ است یا معاملہ مذکورہ معاملہ ربو قرار دادہ است ہر دو امر صحیح نیست بلکہ صحیح ہمان است کہ این معاملہ عین ربو و بیاد لہ فضہ بفضہ بتفاضل ونسیہ ہست۔ و آن حرام است بالاجماع وبالنصوص الصحیحۃ المقبولۃ ففی الحدیث المتفق علیہ۔ والعرق بالعرق ربوا الاہاؤ وہاؤ فی روایۃ ولا تشفوا بعضہا بعض ولا تبیعوا غائباً بناجز الحدیث ومعاملہ مذکورہ ہر آئینہ در بیع سلم شرعی داخل نیست قال فی الدر المختار وبقی من الشروط کون راس المال منقوداً وعدم الخیار وان لا یشمل العلتین احدی علۃ الربو وہو القدر المتفق او الجنس لان حرمۃ النساء تتحقق بہ الخ وفی الروایات المنقولۃ فی الجواب لعدم صحۃ السلم فی الدراہم والدنانیر کفاً فلا حاجۃ الی الاطناب فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ الاحقر عزیز الرحمن عفی عنہ ۲۱ محرم الحرام ۱۳۳۴ھ

سوال (۷۹۸) بیچی کلابتون کی بیع وشراء اُدھار اور کمی بیشی کی ساتھ جائز ہے یا نہیں؟	بیچی کلابتون کی بیع وشراء اُدھار اور کمی بیشی سے کرنے کا حکم

(نوٹ) اس سوال کیساتھ بعض علماء کا فتویٰ جواز کا بھی ملفوف تھا جسکے رد کی طرف جواب میں اشارات موجود ہیں

الجواب۔ واضح ہو کہ کلابتون کی بیع وشراء میں مذہب فقہاء حنفیہ کا یہ ہے کہ کلابتون میں جسقدر سونا یا چاندی ہو اُس مقدار میں بیع نسیئہ نہ کیجاوے بلکہ اُسکے ثمن فی الحال دی جاوے پھر اگر ثمن اُس جنس سے دی جاوے جو کلابتون میں ہے مثلاً اُسمیں چاندی لٹی ہوئی ہے اور چاندی ہی ثمن میں دی جاوے تو اُسمیں یہ ضرور ہے کہ چاندی ثمن کی اُس چاندی سے زیادہ ہو جو کلابتون میں ہے تاکہ مقابلہ مساوات چاندی کی چاندی سے ہو کر جو باقی رہے وہ مقابلہ میں دیگر جنس کلابتون کے ہو جاوے۔ اور اگر غیر جنس کے ساتھ فروخت کیا جاوے مثلاً کلابتون سونے کا بعوض چاندی کے یا

برعکس تو اُس میں مساوات متقابلین کی شرط نہیں۔ البتہ بیع نقد ہونی چاہیئے اُدھار درست نہیں۔ چنانچہ کتب فقہ میں یہ مسئلہ مصرح ہے۔ قال فی الدر المختار والاصل انہ متی بیع نقد مع غیر کمضفض ومزرکش بنقد من جنسہ شرط زیادۃ الثمن فلو مثلہ او اقل او جہل بطل ولو بغیر جنسہ شرط التقابض فقط۔ ومثلہ فی الہدایۃ وغیرہ قال فی الشامی الثانی ای المزرکش فی العرف ہو المطرز بخیوط فضۃ او ذہب الخ۔ اور یہ امر کہ کلابتون میں کسقدر چاندی ہے بنانیوالوں کی عادت اور عرف سے معلوم ہوسکتا ہے اور دلیل اس مسئلہ کی یہ حدیث صحیح متفق علیہ ہے۔ لاتبیعوا الذہب بالذہب الا مثلاً بمثل ولا تشفوا بعضہا علی بعض ولا تبیعوا الورق بالورق الا مثلاً بمثل ولا تشفوا بعضہا علی بعض ولا تبیعوا منہا غائباً بناجز متفق علیہ (مشکوٰۃ کتاب الربوٰ)۔ اس حدیث و نیز دیگر احادیث صحیحہ سے جو اس باب میں بالفاظ مختلفہ متقاربہ صحیحین وغیرہما میں وارد ہیں جمہور فقہاء و محدثین نے استدلال کیا ہے کہ سونا و چاندی خواہ خالص ہو خواہ مخلوط کی بیشی متقابلین کے جنس واحد میں حرام ہے اور اُدھار مطلقاً حرام ہے چنانچہ غیر مقلدین کے امام شوکانی نیل الاوطار میں اسپر اجماع نقل فرماتے ہیں وعن ابی ہریرۃ عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال الذہب بالذہب وزناً بوزن مثلاً بمثل۔ رواہ احمد و مسلم والنسائی قولہ الذہب بالذہب یدخل فی الذہب جمیع انواعہ من مضروب و منقوش وجید وردی و صحیح و مکسر و حلی و تبر و خالص و مغشوش وقد نقل النووی وغیرہ الاجماع علے ذالک قولہ والفضۃ بالفضۃ یدخل فی ذالک جمیع انواع الفضۃ لما سلف فی الذہب الخ صفحہ نیل الاوطار جلد خامس۔ تعجب مجوز یعنی مولوی حمید اللہ صاحب کی جرءت دیکھنی چاہیئے کہ کیسے بیباکی سے کلابتون کی بیع میں اُدھار کے جواز کا فتویٰ دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اُسکا حکم ایسا نہیں معلوم ہوتا جیسا اگر سونے اور چاندی زیور وغیرہ کے بارہ میں ہے اور بخاری شریف کی اُس حدیث سے جواز استنباط فرماتے ہیں جس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر کو حلہ سیراء کی بیع کی اجازت دی اور حلہ سیراء کی تفسیر ایسی کی کہ اپنا مطلب اُس سے نکالا جاوے سو واضح ہو کہ اس قیاس و استنباط میں مجتہد صاحب موصوف نے سخت بھاری اور ظاہر غلطیاں کی ہیں اور اپنے امام اور جمہور فقہاء و محدثین کا خلاف کیا ہے حلہ سیراء کی تفسیر میں جو عبارت قاموس کی مجتہد صاحب نے نقل کی ہے وہ عبارت بھی غلط نقل کی اور مطلب بھی اُسکا غلط سمجھا خواہ قصداً اپنے مطلب کے حاصل کرنیکو اُسمیں تغیر کیا ہو یا بسبب عدم مہارت کتب لغت و حدیث ایسی بھاری غلطی ہوئی

واضح ہو کہ سیراء کے معنے مشہور متعارف و مستعمل نزدیک اہل لغت کے خصوصاً نزدیک محدثین ریشمی مخلوط یا خالص ریشمی کے ہیں۔ پس جب اُسکی ساتھ حلہ کا لفظ بڑھایا جاتا ہے تو اُس وقت سیراء کے معنے سوائے ریشمی کے اور کچھ نہیں لئے جاتے چنانچہ مجمع البحار و تاج العروس شرح قاموس وغیرہ کی عبارات جو آگے درج ہیں اُن سے یہ امر ظاہر ہوتا ہے۔ نیل الاوطار میں مجتہد صاحب کے امام شوکانی فرماتے ہیں (عن علیؓ قالت اھدیت الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم حلۃ سیراء فبعث الیّ فلبستہا فعرفت الغضب فی وجہہ فقال انی لم ابعث بہا الیک لتلبسہا انما بعثت بہا الیک لتشققہا خمرا بین النساء متفق علیہ۔ والحدیث یدل علی المنع من لبس الثوب المشوب بالحریر و ان لم یکن خالصاً کما ھو المشہور عند ائمۃ اللغۃ فان کانت الحریر الخالص کما قال البعض فلا اشکال وقد جزم بعضھم انہ الخالص الخ مجمع البحار میں ہے السیراء نوع من البرود یخالطہ حریر کالسیور فھو فعلاء من السیر الخ ومنہ حدیث اعطی علیاً برد السیراء ص۱۶۵ جلد ۲

اب اصل عبارت قاموس کی لکھی جاتی ہے جسمیں مجتہد صاحب نے تحریر لفظی و معنوی کی ہے۔ کالعنباء نوع من البرود فیہ خطوط صفر او یخالطہ حریر والذھب الخالص مجتہد صاحب نے بجائے وفیہ خطوط صفر او یخالطہ حریر کے ویخالطہ حریر بنایا اور واو کا ہی ترجمہ کیا اور والذہب الخالص سے الف لام تعریف کا حذف کر کے ترجمہ میں اُسکو حریر پر معطوف ہونا ظاہر کیا۔ حالانکہ والذہب الخالص کا عطف نوع من البرود کے اوپر ہے یعنی سیراء کے دو معنی ہیں ایک یہ کہ چادر زرد خطوط کی یا اُس میں ریشم بھی ہو۔ اور دوسرے معنے سیراء کے ذہب خالص کے بھی آتے ہیں۔ چنانچہ تاج العروس شرح قاموس میں اس مطلب کو خوب واضح کر دیا ہے اور عطف کو صاف طور سے لکھدیا ہے۔ لیکن مجتہد صاحب اپنے اجتہاد بے بنیاد کے سامنے کس کی سنتے ہیں۔

عبارت تاج العروس یہ ہے۔ والسیراء کالعنباء ویسکن نوع من البرود وقیل ھو ثوب مسیر فیہ خطوط یعمل من القز کالسیور وقال الجوھری ھو برد فیہ خطوط صفر قال النابغہ

صفراء کالسیراء اکمل خلقہا | کالغصن فی غلوائہ المتاود

او یخالطہ حریر وقیل ھو من ثیاب الیمن [illegible] وھو المشہور الآن بالمضلع وفی الحدیث اھدی الیہ اکیدر دومۃ حلۃ سیراء قال ابن الاثیر ھو نوع من البرود یخالطہ حریر کالسیور وھی فعلاء من السیر القد ھٰکذا یروی علی ھذہ الصفۃ قال وقال بعض المتاخرین انما ھو علی الاضافۃ واحتج بان سیبویہ قال لم یات فعلاء صفۃ لکن اسما وشرح السیراء

او الحریر الصافی ومعناہ حلۃ حریر وفی الحدیث اعطے علیاً برداً وقال اجعلہ خمراً وفی حدیث عمر رای حلۃ سیراء تباع والسیراء الذہب وقیل ہو الذہب الصافی الخالص تاج العروس شرح قاموس جلد ۳ ص ۲۸۰ صراح میں ہے سیراء بالکسر والمد وفتح جا بالخطہا زرد نیل الاوطار میں بھی یہ عبارت جو تاج العروس سے نقل کی گئی منقول ہے۔ اور قاموس کی عبارت بھی منقول ہے۔ اور پھر حلہ سیراء کے معنے وہی لئے ہیں جو جملہ شراح حدیث وائمہ لغت نے بیان کئے ہیں جیسا کہ عبارت منقولہ نیل الاوطار سے واضح ہے کہ حدیث حلہ سیراء کی نقل کرکے فرماتے ہیں والحدیث یدل علی المنع من لبس الثوب المشوب بالحریر الخ کما مر۔ دیکھئے اس عبارت میں یہ دو احتمال تو بیان کئے کہ حلہ سیراء ثوب مخلوط بالحریر ہے۔ یا خالص حریر کا ہے مگر سونے کا اختلاط ہونا نہیں لکھا۔ حالانکہ وہ عبارت قاموس وتاج العروس کی جو احقر نے نقل کی ہے انکی پیش نظر ہے مگر مجتہد صاحب کو جو سوجھی وہ انکے خیال میں بھی نہیں گذری۔

اس کے بعد مجتہد صاحب قلادہ کو اُسکے معارض سمجھکر تطبیق بیان کرتے ہیں اور اُسکا سہل طریقہ یہ حدیث سیراء ناسخ ہے اور وہ منسوخ۔ لیکن یہ خبر نہیں کہ نسخ کی ضرورت درصورت تعارض ہوتی ہے یا بلا تعارض بھی جب یہ معلوم ہوا کہ حلہ سیراء میں سونا چاندی نہیں ہوتی تو حدیث قلادہ سے اُسکو کیا تعلق اور کیا ضرورت نسخ کی رہی اور اگر بالفرض حلہ سیراء کے معنے وہ بھی ہوں جو مجتہد صاحب نے لئے اور سونا چاندی ہونا اُسمیں مان لیا جاوے تو پھر بھی حکم بیع سے جو حضرت عمرؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا یہ نکالنا کہ ہر طرح بیع جائز ہے نہایت جہالت ہے۔ اگر سونے کی چیز کسی کو دیکر یہ کہا جاوے کہ اُسکو بیچکر فائدہ اٹھاؤ کیا اُسکا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ جس طرح چاہو فروخت کرو شرائط صحت بیع ونقد ونسیہ کا لحاظ کرو یا نہ کرو۔ استغفر اللہ من ہذہ الجہالۃ والاجتہاد اور جب صریح احادیث سے سونے چاندی کی بیع نسیئۃ حرام ثابت ہوئی تو ایسے احتمالات سے وہ نصوص صریحہ کیونکر متروک ہو سکتی ہیں۔ یہ مجتہد صاحب ہی کا حوصلہ ہے۔ معاذ اللہ اور آگے چلکر مجتہد صاحب کا یہ کہنا کہ اگر کلابتون اور گوٹہ وغیرہ اُسکی اصلیت ہی کے حکم پر رکھنا ٹھیک سمجھا جاوے جیسا کہ اکثر علماء نے سمجھ رکھا ہے تو پھر اُسکی خرید وفروخت جائز ہونیکی کوئی صورت ہی نہیں نکل سکتی الخ یہ دعوی مجتہد صاحب کا بھی محض بیہودہ اور غلط ہے۔ خود اُنکے امام شوکانی کی ہی تحریر سے اسکی تغلیط معلوم ہوتی ہے۔ فقہائے حنفیہ کا مذہب مع عبارات کتب احقر اوپر نقل کر چکا ہے نیل الاوطار میں حدیث قلادہ نقل کرکے فرماتے ہیں والی العمل بظاہر الحدیث ذہب عمر

ابن الخطاب و جماعۃ من السلف و الشافعی و احمد و اسحاق و محمد بن حکم المالکی و قالت الحنفیۃ و الثوری و الحسن بن صالح و العترۃ انہ یجوز اذا کان الذھب المنفرد اکثر من الذی فی القلادۃ و نحوھا لا مثلہ و لا دونہ الخ جلد خامس ص ۵۹

پس دعویٰ اتفاق مجتہد صاحب کے مغویہ خود اُنکے امام کے قول سے ظاہر ہوگئی۔ علاوہ بریں اختلاف بیع قلادہ میں بدون فصل کے اُس صورت میں ہے کہ جنس متعاوضین ایک ہو یعنی قلادہ میں مثلاً سونا ہو اور سونے سے ہی اُسکی بیع کی جاوے یا قلادہ میں چاندی ہو اور چاندی سے ہی اُسکو فروخت کیا جاوے اور جس صورت میں کہ قلادہ میں سونا ہو اور چاندی سے اُسکو بیع کیا جاوے یا برعکس تو پھر جواز بیع قلادہ کے لئے کسی کے نزدیک سونا چاندی علیحدہ کرنیکی ضرورت نہیں کیونکہ اختلاف جنس متعاوضین کی صورت میں صریح احادیث ہیں۔ فبیعوا کیف شئتم وارد ہے۔ مجتہد صاحب کا یہ دعویٰ کہ اگر حدیث قلادہ کو منسوخ نہ کہا جاوے تو پھر کوئی صورت جواز بیع قلادہ کی نہیں ہے عجب بیہودہ گوئی اور صریح احادیث کے مناقض اور جمہور ائمہ کے خلاف ہے۔ نیل الاوطار کی عبارت خود اسپر شاہد ہے کہ یہ اختلاف جواز بیع قلادہ بلا انفصال ذہب مثلاً اُس صورت میں ہے کہ اُسکے مقابل میں ثمن بھی ذہب ہو۔ اور اگر سونے کے مقابل چاندی ہو یا اسکا عکس تو پھر جواز بیع میں بدون انفصال کے کلام نہیں چنانچہ نیل الاوطار میں ہے۔ اذا کان الذھب المنفرد اکثر من الذی فی القلادۃ۔ اور ظاہر ہے کہ احتمال ربو در صورت اتحاد جنس متعاوضین ہے اور در صورتیکہ متعاوضین مختلف جنس کے ہوں تفاضل بالاتفاق درست ہے، اور صریح احادیث سے ثابت ہے۔ پس ایسا دعویٰ خلاف عقل و نقل مجتہد صاحب ہی کا کام ہے۔ الغرض بلا تفکر و تدبر حدیث قلادہ کو منسوخ کہدینا اور جابر بسیرا کی روایت کو اُسکے معارض سمجھنا نہایت جرأت اور بیباکی ہے۔ اور درحقیقت ایسی بے تُکی باتیں کہنا اور تفقہ فی الدین سے بے بہرہ رہنا ائمۂ دین کے خلاف و عناد کا ثمرہ ہے۔ اور حسب وعدہ صادق رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اہل باطل کو کبھی تفقہ فی الدین حاصل نہیں ہوسکتا۔ تفقہ فی الدین بڑی نعمت ہے جو اُنہیں حضرات کو عطا ہوتا ہے جنکے لیئے حق تعالیٰ نے خیر مقدر فرمائی ہے۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام من یرد اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین و نعم ما قیل ؎

چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد ✦ میلش اندر طعنۂ پاکان برد ✦ چون خدا خواہد کہ پوشد عیب کس ✦ کم زند در عیب معیوبان نفس ✦ والسلام علی من اتبع الہدیٰ فقط کتبہ عزیزالرحمٰن عفی عنہ دیوبندی

درست ہے، اور بعد عدت کے نکاح جدید کی ضرورت ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

شہادۃ کو اگر بلا عذر مؤخر کردے تو مقبول نہیں اگرچہ عادل ہو

سوال (۱۰۸۱) عمر کہتا ہے کہ اگر کسی نے حالت ابر میں رمضان کا چاند دیکھا اور قاضی و مفتی کو اسی وقت خبر نہ کرے بلکہ صبح کو خبر کرے اس کا قول مسموع نہ ہوگا گو وہ عادل ہو۔ فتاویٰ عالمگیری و قاضی خاں میں ایسا ہی لکھا ہے!

الجواب ـ شامی میں ہے شاهد الحسبة اذا اخرها بغير عذر لا تقبل ـ پس معلوم ہوا کہ بلا عذر تاخیر کرنے سے گواہی قبول نہ ہوگی فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

کتاب الہبۃ

ہبہ مشاع فاسد ہے۔ قبضہ کرنے کے بعد موہوب لہ مالک نہیں ہوتا بخلاف غیر مشاع

سوال (۱۰۸۲) زید کی جائداد میں ایک اجنبی شخص کی شرکت ہے اور زید نے اپنی اس جائداد کو بکر کو ہبہ کر کے قابض و متصرف کر دیا ہے اور مال منقولہ مانند زیورات و نقدی و جانوران وغیرہ تقسیم کر کے واہب نے موہوب لہ کی ملک کر دیا ہے اور یہ سب اشیاء موہوب لہ کے قبضہ میں ہیں۔ اس صورت میں کیا حکم ہے زید کے ورثہ میں زوجہ و دختران اور برادر زادگان اور ایک برادر حقیقی موجود ہیں لیکن زوجہ و دختران کو ہبہ میں کچھ انکار نہیں تسلیم ہے۔ البتہ برادر حقیقی دعویدار ہے اور یہ ہبہ مرض الموت میں ثلث میں ہوگا یا نہ؟

الجواب ـ صورت اولیٰ میں ہبہ مشاع ہے اور ظاہر الروایت کے موافق موجب ملک نہیں ہے اور ملک فاسدہ ہے۔ کما فی الشامی هبة المشاع فيما لا يقسم لا تفيد الملك عند ابي حنيفة رحمه الله تعالى وفي القهستاني لا تفيد الملك وهو المختار كما في المضمرات وهذا مروي عن ابي حنيفة وهو الصحيح [illegible] ورد [illegible] عن ابي حنيفة [illegible] الذي عليه العمل [illegible] ان المفتى به [illegible] ولا سيما انه يكون ملكا خبيثا) پس معلوم ہوا کہ قول صاحب فتاویٰ [illegible] معمول بہ نہیں ہے اور صحیح نہیں ہے اور برادر زادگان موجودگی برادر حقیقی محروم ہیں۔ دعویٰ بھائی کا تقسیم کا صحیح ہے دوسری صورت میں یعنی ہبہ زیورات وغیرہ کا جو منقسم ہے بعد قبضہ موہوب لہ صحیح ہے اس میں دعویٰ بھائی کا صحیح نہیں اور ہبہ مرض الموت کا ثلث میں جاری ہوگا فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

ہبہ بدون قبضہ کی ایک خاص صورت

سوال (۱۰۸۳) [illegible] خالد صاحب بحالت [illegible] اپنے بیٹے فضل الرحمن خان [illegible] ڈاک میں بھیجا اور اس میں

یہ تحریر کیا کہ تم اپنی والدہ کو سنا دینا کہ تم نے میرے واسطے کپڑے جلد تیار کئے۔ اس سبب سے تم کو میں سونے کے کڑے آج کی تاریخ سے انعام میں دیئے اللہ تعالیٰ تم کو مبارک کرے اور یہ خط میرا واسطے سند کے اپنی والدہ کے پاس رہنے دینا۔ اور جس وقت میں آؤنگا اسوقت نکالکر تمہاری والدہ کے حوالہ کردونگا اُسکے بعد کچھ اور حالات لکھکر لکھتے ہیں کہ تمہاری والدہ کو معلوم ہو کہ جو میں نے تم کو سونے کے کڑے دیئے ہیں وہ تم کو نہیں دیئے بلکہ منوخاں کو دیئے ہیں جبتک منوخاں چھوٹا ہے تو تم اپنے کام میں لاؤ جبتک تم مختار ہو۔ بعد بڑا ہونے کے اُسکو اختیار ہے تم کو دیدے یا لے لیوے۔ اور اب بھی وہ مالک ہے اور جب بھی وہ مالک ہے جب تم سے غصہ ہووے تو اپنی چیز لے سکتا ہے۔ اس خط لکھنے کے بعد رسالدار صاحب گھر نہیں آسکے وہیں انتقال ہوگیا جسکی وجہ سے کڑے مذکورہ اپنی بیوی کے قبضہ میں نہ دے سکے گو وہ کڑے اسی مکان میں جس میں اُن کی بیوی رہتی تھی کسی نامعلوم جگہ محفوظ تھے۔

اب سوال یہ ہے کہ وہ کڑے منوخاں کی ملکیت ہیں یا اور ورثار بھی اس میں شریک ہیں؟

الجواب۔ درمختار میں ہے وھبۃ من لہ ولایۃ علی الطفل فی الجملۃ الخ تتم بالعقد او الموھوب معلوما وکان فی یدہ او ید مودعہ الخ اس عبارت سے معلوم ہوا کہ صورت مسئولہ میں وہ کڑے طلائی ملک منوخاں نابالغ کی ہوگئے۔ دیگر ورثہ کا اُسمیں کچھ حق نہیں فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

اپنی بیوی کو جو کچھ ہبہ کیا جاوے اور شرط تمام پایا جاوے اگر بالغین ہیں تو قبضہ تمام ہوا اور نابالغ کے قائم مقام خود باپ ہے۔ اور شئی مشاع نہ ہو تو ہبہ تام ہے اور زیادہ دینا بعض اولاد کو بلا قصد ضرر جائز ہے

سوال (۸۰۴) کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید کے دو بیویاں ہیں۔ ایک بیوی سے لڑکا ہے اور دوسری بیوی سے لڑکی ہے اور دونوں علیحدہ علیحدہ اپنے اپنے مکانات میں سکونت پذیر ہیں گاہے زید کسی بیوی کے روٹی کھاتا ہے گاہے کسی کے۔ اما لڑکی والی کہ جو زید نے ایک غیر کفو سے شادی کی تھی اُسکو برضا و رغبت اور زر حق مہر و خدمت گذاری کے ایک اچھی تعداد کے زیورات اور ظروفات اور پارچہ جات اور ایک قطعہ زمین یکے بعد دیگرے روبروئے شاہدان برادری و غیر برادری کے حین حیات میں اسٹامپ لکھدیا ہے کہ اسٹامپ کی رو سے اشیاء متذکرہ پر میرا اور نہ میرے ورثار کا دعویٰ رہا اگر خدانخواستہ منکوحہ ام فوت ہو جاویں تو پھر بھی دختر جو اُسکے بطن سے اور صلب سے ہے وہ وارث ہوگی اور کسی کا کوئی دعویٰ نہیں ہے۔ اب زید بقضائے الٰہی فوت ہوگیا ہے اور ایک لڑکا اور ایک لڑکی اور منکوحہ چھوڑ کر مرا ہے اب سوال یہ ہے کہ دختر کو اور اُسکی والدہ منکوحہ خود کو جو کچھ وہ شئی زیورات، مکانات ایک قطعہ زمین وغیرہ جائداد مکان وچند راس گاؤ دی گیا ہے وہ شرعاً ترکہ میں تقسیم بموجب شریعت

ہوتے یا جو کچھ لڑکی کو اور اُسکی والدہ کو دے گیا ہے اور دختر اسد اسکی والدہ کو دیا ہے اُس پر ہر ایک قابض رہکر جو کچھ کہ چھوڑا وہ ترکہ تقسیم ہوگا۔

الجواب۔ زید نے جو کچھ زیور و ظروف و پارچہ وغیرہ بعوض دین مہر اپنی کسی بیوی کو دیا یا بعوض حق الخدمت کسی بیوی کو یا اولاد کو بحالت صحت کچھ ہبہ کیا اور موہوب لہم کا قبضہ کرادیا اور کوئی امر مانع عن الہبہ بھی موجود نہ تھا مثلاً شئے موہوب مشاع نہ تھی تو ایسی حالت میں جسکو کچھ دیا وہ اسکا مالک ہوگیا وہ اشیاء شامل ترکہ ہوکر جملہ ورثہ کو تقسیم نہ ہوگی بلکہ ماسوا ان اشیاء موہوبہ کے جو کچھ ترکہ باقی رہا ہے وہ حسب قواعد بعد ادائے حقوق متقدمہ علی المیراث جملہ ورثہ پر حسب حصص شرعی تقسیم ہوگا۔ قال فی الدر المختار ولا تتم بالقبض فیما یقسم الخ فان قسمہ وسلمہ صح الخ ولما تم شیوع مقارن الخ وفیہا اتخذ لولدہ او تلمیذہ ثیابا ثم اراد دفعہا لغیرہ لیس لہ ذلک وفی الخانیۃ لا باس بتفضیل بعض الاولاد فی المحبۃ لانہا عمل القلب وکذا فی العطایا ان لم یقصد بہ الاضرار وان قصدہ یسوی بینہم الخ درمختار وفیہ ولو وہب فی صحتہ کل المال للولد جاز واثم الخ درمختار۔ کتاب الہبۃ

اور موہوب لہ کے قبضہ کی ضرورت اسوقت ہے کہ موہوب لہ اولاد بالغین یا زوجہ ہو۔ اور اگر موہوب لہ اولاد صغیر ہے تو قبضہ ولی کا کافی ہے۔ کما فی الدر المختار وہبۃ من لہ ولایۃ علی الطفل فی الجملۃ الخ تتم بالعقد الخ قولہ علی الطفل فلو بالغا یشترط قبضہ ولو فی عیالہ تاتارخانیہ شامی فقط

ایک شخص نے ایک قطعہ زمین نواسے کو ہبہ کیا اور تمام عمر خود قابض رہا۔ اب بعد مرنے کے وہ ورثاء میں تقسیم ہوگی یا ہبہ صحیح ہے

سوال (۸۰۵) زید نے ایک قطعہ زمین اپنے نواسوں کو جو صغیر ہیں ہبہ کیا۔ مگر تاحین حیات اُس زمین پر خود قابض رہا موہوب لہ کا قبضہ نہیں کرایا۔ اس صورت میں ہبہ صحیح ہے یا وہ زمین ورثہ پر تقسیم ہوگی؟

الجواب۔ اس صورت میں ہبہ صحیح نہیں ہوا اور ورثاء پر تقسیم ہوگا۔ وان وہب لہ اجنبی تتم بقبض ولیہ وہو احد اربعۃ الاب ثم وصیہ ثم الجد ثم وصیہ الخ درمختار وفیہ ایضا وتتم الہبۃ بالقبض الکامل قولہ بالقبض الکامل فیشترط القبض قبل الموت الخ فقط واللہ اعلم۔

کتاب الاجارۃ

کرایہ کی رقم کرایہ میں پیشگی ادا ہوجاوے اور مدت معین کردو اگر قبل از مدت مالک مکان بعض قدر کم روپیہ پر راضی ہوتے بجہت اسکے کہ مدت پوری نہیں ہوئی تو جائز ہے

سوال (۸۰۶) ایک شخص نے اپنا مکان مبلغ ساٹھ روپیہ سالانہ کرایہ پر دیا ہے اور کرایہ دینے کا دستور یہ ہے کہ مبلغ تیس روپیہ چھ ماہ میں دئیے جاتے ہیں اور تیس روپیہ سال تمام

پر دیئے جاتے ہیں۔ اب مکان والے کو درمیان چھ ماہ کے ضرورت ہوئی تو اُس نے مبلغ بیس روپیہ کرایہ دار سے طلب کئے اور کہا کہ یہ بیس روپیہ جو میں لیتا ہوں بجائے تیس روپیہ کے ہیں۔ دس روپیہ میں اپنی جانب سے چھوڑے۔ یہ صورت جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب۔ یہ صورت درست ہے گویا کہ یہ سمجھا جاویگا کہ اُس ششماہی میں مالک مکان نے دس روپیہ چھوڑ دیئے کرایہ کم لیا۔ اس میں شرعاً کچھ حرج نہیں ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

مستاجر اجارہ پر مستاجر شئی کو دے سکتا ہے لیکن رہن پر نہیں دے سکتا

سوال (۸۰۷) ایک ہندو زمیندار نے اپنی پچاس بیگہ زمین چار روپیہ سالانہ کے حساب سے اکبر کو دی۔ اب اکبر نے بطور رہن کے نوازش سے چھ سو روپیہ لیکر اُس پچاس بیگہ زمین کو نوازش کے حوالہ کردیا۔ اور نوازش چار روپیہ بیگہ زمیندار کو دیتا ہے اور زمیندار خوشی سے لیتا ہے۔ یہ معاملہ جائز ہے یا نہ ؟

الجواب۔ درمختار میں ہے واما المستاجر فیواجر الخ ولا یرھن الخ اس سے معلوم ہوا کہ اکبر کو یہ جائز نہیں کہ اُس زمین کو نوازش کے پاس رہن رکھے اور نوازش کو نفع اٹھانا شئے مرہونہ سے درست نہیں ہے فقط

کتاب الذبائح

اونٹ میں نحر افضل اور باقی جانوروں کے ذبح کا حکم

سوال (۸۰۸) دجاجہ یعنی مرغی کے شکم سے جو بیضہ سخت یا نرم نکلے وہ کھانا درست ہے یا نہیں (۲) اور شیر مردہ حیوان مثل مادہ گاؤ یا گاؤ میش یا شاۃ یعنی بکری یا میش یعنی بھیڑ یا شتر مادہ یا گھوڑی سے نکلے وہ حلال ہے یا نہیں ؟ (۳) اور مرغ کو جب ذبح کیا جاوے تو بعد ذبح کرنیکے اُسکو چھوڑ دیا جاوے یا جبتک اُسمیں جان ہے تو نہ چھوڑا جاوے ؟ (۴) اور شتر یعنی اونٹ کو نحر کس طور کیا جاوے کیونکہ اس مُلک میں نحر کرنیکا کوئی رواج بھی نہیں اور نہ کبھی اونٹ کو یہاں کے دیہات میں کسی نے قربانی کیا ہے۔ اگر اونٹ کسی کا تقدیر الٰہی سے مرنے لگے تو اُس کو ذبح کیا جاوے یا نحر۔ اگر ذبح کیا جاوے تو کس طرح۔ ایا مثل گائے بھینس وغیرہ کے ایک جگہ سے یا کہ تین جگہ سے اور اگر نحر کیا جاوے تو کس طرح ہے۔ اسکی پوری وجہ اور ترتیب مفصل کتب معتبرہ فقہ وحدیث سے بیان فرمائیے اور (۵) کرم یعنی کیڑے جو کہ اکثر میوہ جات میں پڑجاتے ہیں وہ اگر کھائے جاویں تو حلال ہیں یا حرام ؟ (۶) جو لحم یعنی گوشت بدبودار ہوجاوے یا بیضہ بگڑجاوے وہ کھائے جاویں یا پھینکدئے جاویں ؟

الجواب۔ درمختار میں لکھا ہے۔ وکذا اکل ما لا تحلہ الحیاۃ منھا حتی الانفحۃ واللبن کہ میتہ کا دودھ وغیرہ پاک و حلال ہے اس قاعدہ سے مرغی کا بیضہ بھی سالم پاک ہے۔ لیکن بعض فقہاء نے دودھ میتہ کے

بارہ میں مذہب صاحبین کو ترجیح دی ہے وہ ناپاک فرماتے ہیں۔ پس احتیاط اسی میں ہے اور بیضہ کے بارہ میں بھی یہی احتیاط ہے (۲) مرغ کو اگر بعد ذبح کرنے کے چھوڑ دیا جاوے کچھ حرج نہیں ہے لیکن اگر خون کی چھینٹیں آنے اور پھیلنے کا خیال ہو بہتر ہے کہ نہ چھوڑے (۳) شامی میں نحر ابل کی تفسیر اسطرح کی ہے۔ قولہ وحبّ نحر الابل) النحر قطع العروق فی اسفل العنق عند الصدر الخ والذبح قطعہا فی اعلاہ تحت اللحیین الخ یعنی نحر کے معنی یہ ہیں کہ سینہ کے قریب گردن کے نیچے کے حصہ پر عروق قطع کی جاویں الخ اونٹ میں نحر ہونا مستحب ہے۔ اگر بجائے نحر کے اونٹ کو بھی ذبح کر دیا جاوے تو کچھ حرج نہیں ہے۔ ذبیحہ حلال ہے۔ پس جسکو نحر کرنا نہ آتا ہو وہ اونٹ کو بھی ذبح کر دے۔ (۴) کرم جو میوہ میں ہو جاویں وہ نہ کھائے جاویں انکو نکال دینا چاہیئے (۵) جو گوشت اور بیضہ بگڑ جاوے اور سڑ جاوے وہ نہ کھایا جاوے پھینکدیا جاوے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

جو جانور غیر اللہ کے نام نامزد ہو جاوے وہ ما اہل لغیر اللہ میں داخل ہے

سوال (۸۰۹) ما اہل بہ لغیر اللہ کی نسبت بہت لوگوں نے عند الذبح کی قید لگائی ہے چنانچہ شیخ شیرازیؒ و مولانا شاہ ولی اللہ رحؒ بھی اپنے ترجموں میں قید عند الذبح کی لگائی ہے مگر مولانا شاہ عبد العزیز صاحبؒ لکھتے ہیں کہ جب شہرت دی گئی غیر اللہ کے نام کی تو وہ اسی وقت حرام ہو گیا۔ ذبح کے وقت اللہ کا نام لینے سے حلال نہیں ہوگا۔ ان حضرات کے قول میں جو اختلاف ہو رہا ہے کون صحیح ہے اگر دونوں صحیح ہیں تو طریقہ تطبیق کیا ہے؟

الجواب جو قول شاہ عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ہے وہی حنفیہ کا مذہب اور قول ہے درمختار وغیرہا میں اسکی تصریح ہے اور مفسرین نے جو قید عند الذبح کی لگائی ہے وہ اسکے منافی نہیں ہے کیونکہ موافق عادت کفار کے ہے کہ وقت ذبح کے غیر اللہ کا نام پکارتے تھے اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ما اہل بہ لغیر اللہ حلال ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

اگر بکری کا بچہ کتی کا دودھ پیکر پرورش ہوا تو اسکا گوشت حلال ہے۔ بشرطیکہ دودھ پلانے کے چند ایام بعد ذبح کیا گیا ہو۔

سوال (۸۱۰) اگر بکری کا بچہ کتی کا دودھ پیکر پرورش ہوا ہو تو اس بچہ کا گوشت حلال ہے یا حرام؟

الجواب - گوشت اسکا حلال ہے۔ درمختار میں ہے کما حل اکل جدی غذی بلبن خنزیر لان لحمہ لا یتغیر وما غذی بہ یصیر مستہلکا لا یبقی لہ اثر الخ اور شامی نے بعض کتب سے یہ نقل فرمایا ہے کہ حلت اسکی اس حالت میں ہے کہ دودھ بچھڑانے کے چند ایام بعد ذبح کیا جاوے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

ذبح پر اجرت لینا جو معین ہو جائز ہے

سوال (۸۱۱) جانور ذبح کرنے پر اجرت لینا جائز نہیں ہے

الجواب - قواعد فقہیہ کا مقتضی یہ ہے کہ ذبح پر اُجرت لینا درست ہے بشرطیکہ اُجرت معین ہو اور کام بھی معین ہو مثلاً یہ کہ فی جانور ایک آنہ یا دو آنہ فقط واللہ تعالیٰ اعلم - کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

کتاب الاضحیۃ

حاملہ جانور کی قربانی کرنا درست ہے مگر قریب الولادۃ والی کی ذبح مکروہ ہے اور اسکے بجائے دوسری ذبح کرنا جائز ہے

سوال (۲۱۸) گائے بہ نیت قربانی خریدی گئی بعد کر گائے کا گابھن ہونا ظاہر ہوا تو اب اس گائے کی قربانی کا کیا حکم ہے

الجواب - حاملہ جانور کی قربانی کرنا درست ہے پس اگر اُسی کو ذبح کر دے تو کچھ حرج نہیں اور اگر وہ قربانی خریدنے والا غنی ہے تو یہ بھی درست ہے کہ اسکو ابھی گابھن کو نہ ذبح کرے اور دوسری اُسکی جگہ خرید کے قربانی کر دے بحر شامی میں کفایہ سے نقل کیا ہے کہ جانور حاملہ قریب الولادۃ کو ذبح کرنا مکروہ ہے بہر حال قربانی ادا ہو جاتی ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم - کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

چرم قربانی امام اور مؤذن کو بطور دینا جائز ہے اور اگر نیت اجرت ہو تو اجائز ہے قربانی ناقص ہوگی

سوال (۳۱۸) اکثر جگہ چرم قربانی مؤذن وخادم مسجد کو دینے کا رواج ہے - اگر مسئلہ بتلایا جاتا ہے تو یہ تاویل کرتے ہیں کہ اللہ واسطے یہ خدمت مسجد کرتا ہے - اور ہم اللہ واسطے یہ چرم قربانی اُسکو دیتے ہیں - خدمتی مسجد سمجھکر نہیں دیتے - اس صورت میں قربانی میں کچھ نقصان رہیگا یا نہیں -؟

الجواب - اگر واقع میں اللہ واسطے دینا غرض ہو تو درست ہے اور اگر امام کی امامت اور مؤذن کی اذان وخدمت مسجد کی وجہ سے دی جاوے تو ناجائز ہے - قربانی میں نقصان رہیگا - اور اس چرم قربانی کی قیمت قربانی کرنیوالے کو مساکین کو دینی ہوگی فقط واللہ تعالیٰ اعلم - کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

کھال قربانی کے متعلق ایک مفصل فتویٰ

سوال (۴۱۸) کھال قربانی کی نسبت کیا حکم ہے ؟

الجواب - کھال قربانی کی نسبت یہ حکم ہے کہ یا تو اُسکو بجنسہ اپنے کسی کام میں لے آوے مثلاً رنگوا کر گھر کا ڈول وجوتہ یا جانماز ودسترخوان وغیرہ بنا لے یا کسی غریب محتاج کو یا قرابت دار واحباب کو دیدے - کسی کی خدمت کے معاوضہ میں مثل سقہ مسجد یا امام ومؤذن مسجد کو بسبب اُنکی اس خدمت کے نہ دے یہ درست نہیں - اسی طرح اپنے گھر کے سقہ کو بھی نہ دے جبکہ وہ تنخواہ دار نہ ہو - لیکن فروخت کر دینے کے بعد جو قیمت اُس کھال کی ہو اُسکو نہ خود رکھ سکتا ہے، نہ اپنی اولاد کو دے سکتا ہے، نہ کسی معاوضہ میں دے سکتا ہے نہ مسجد میں لگا سکتا ہے - بلکہ یہ ضروری ہے کہ محتاجوں پر صدقہ کر دے - اگر ایسا نہ کیا تو اُسکے ذمہ اُسقدر روپیہ صدقہ کرنا ضروری ہے - ورنہ قربانی میں نقصان رہیگا - فقط

بکرا یا بکری کی عمر کا حکم

سوال (۱۵۱۸) بکرا یا بکری مینڈھا یا دُنبہ کی قربانی کتنی عمر میں جائز ہو سکتی ہے؟

الجواب۔ بکرا یا بکری ایک برس سے کم قربانی میں درست نہیں البتہ مینڈھا یا دُنبہ آٹھ دس ماہ کا بشرطیکہ فربہ ہو جو ایک برس کا معلوم ہوتا ہو درست ہے یہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ اور اسکی اجازت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

عقیقہ کے گوشت کا حکم مثل گوشت قربانی کے ہے

سوال (۱۶۱۸) عقیقہ کا گوشت ماں باپ بیٹا بیٹی. نانا نانی۔ دادا دادی۔ پوتا پوتی کھا سکتے ہیں یا نہیں؟ (۲) جو جانور عقیقہ میں ذبح ہو اسکا سر سر مونڈنے والے کو دیں اور ایک ران دائی کو دیں۔ یہ کیسا ہے۔؟

الجواب۔ حنفیہ کے نزدیک عقیقہ کے گوشت کا حکم مثل قربانی کے ہے جیسے قربانی کے گوشت کو سب گھر والے اور رشتہ دار کھاتے ہیں۔ اسی طرح عقیقہ کا گوشت بھی سب کھا سکتے ہیں، ماں باپ دادا دادی وغیرہ سب کو کھانا اسکا درست ہے۔ اور یہ کچھ ضروری نہیں کہ سر اسکا بال مونڈنے والے کو اور ران دائی کو دی جاوے۔ اگر دیدیں تو کچھ حرج بھی نہیں ہے مگر کچھ ضروری بات نہیں۔ فقط واللہ اعلم

قربانی کے گوشت کی تقسیم کرنا ضروری نہیں اور اگر کرے تو تول سے کرے

سوال (۱۷۱۸) گائے کی قربانی میں کتنے آدمی شریک ہو سکتے ہیں؟ (۲) کیا واجب قربانی والے اور نفلی قربانی والے ایک گائے میں شریک ہو سکتے ہیں؟

الجواب۔ گائے کی قربانی میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں۔ اپنے ہوں یا بیگانے۔ اگر اپنے بھائی وغیرہ رشتہ دار ایک گھر کے رہنے والے ہیں تو تقسیم کرنے کی ضرورت نہیں ہے سب اکٹھا گوشت رکھیں اور کھاویں۔ شامی نے اسکی تصریح کی ہے کہ تقسیم کرنا لازم نہیں ہے۔ اگر تقسیم کریں تو وزن سے کریں۔ اور اگر تقسیم نہ کریں تو کچھ حرج نہیں ہے کذا فی الشامی کتاب الاضحیۃ۔
(۲) جس پر قربانی واجب ہو اور جو قربانی نفلی کرے یہ دونوں شریک ہو سکتے ہیں فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بھیڑ دُنبہ چکتی دار ہو یا بغیر چکتی دار چھ ماہ سے زیادہ کی قربانی جائز ہے

سوال (۱۸۱۸) دُنبہ چکتی دار و غیر چکتی دار کی قربانی کیلئے کسقدر عمر ہونی چاہیئے۔؟

الجواب۔ بھیڑ دُنبہ چکتی دار ہو یا غیر چکتی دار اگر چھ ماہ سے زیادہ کا ہو مگر ایسا فربہ ہو کہ سال بھر کا معلوم ہوتا ہو تو قربانی اسکی درست ہے۔ قال فی الدر المختار وصح الجذع ذو ستۃ اشہر من الضان ان کان بحیث لو خلط بالثنایا لا یمکن التمییز من بعید الخ وفی الشامی وان کان [illegible] الذی ضخامتہ جاز نساخی [illegible] رفیع الدین دہلوی قدس سرہٗ نے من الضان تبیان کا ترجمہ [illegible] فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

قربانی کے متعلق مفصل حکم

سوال (٨١٩) قربانی کا حکم کس طرح ہے ؟

الجواب مسئلہ قربانی کا اس طرح ہے کہ ایک گائے میں سات آدمی تک شریک ہوسکتے ہیں اور ساتوں شریک باحصۂ شریک ہیں پانچ یا چھ وہ سب وزن کے ساتھ تقسیم کرکے ہر ایک شریک اپنے حصہ کو خواہ خود کھاوے یا دوسروں کو کھلاوے۔ مگر بہتر یہ ہے کہ اپنے حصے کے گوشت کے تین حصے کرکے ایک حصہ خود رکھے اور ایک حصہ احباب اقرباء کو تقسیم کرے۔ اور ایک حصہ فقراء کو تقسیم کردے اور کنبہ والے کو اگر ضرورت ہو تو یہ بھی درست ہے کہ سب گوشت خود ہی رکھے اور چرم قربانی کو رنگوا کر کوئی چیز استعمالی ڈول و دسترخوان وغیرہ بنوالے یہ بھی درست ہے۔ امام و مؤذن کو معاوضہ امامت میں دینا درست نہیں ۔ اور امام غنی ہو یعنی صاحب نصاب ہو تو اسکو بھی قیمت چرم قربانی دینا درست نہیں ہے

قربانی کے ذبح ہوجانے کے بعد حصہ کا تغیر تبدل درست نہیں

سوال (٨٢٠) ایک گائے میں سات حصے متعین کرکے ذبح کرلی۔ گوشت تقسیم کے وقت ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ ایک حصہ مجھ کو دیدو۔ ایک شخص نے اپنے حصے کے دام اُس سے لئے اور اپنا حصہ اُسکو دیدیا۔ یہ جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب قربانی کے ذبح ہوجانے کے بعد پھر حصہ کا تغیر تبدل درست نہیں ہے۔ دام واپس کردینے چاہئیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم ۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

قربانی کی کھال یا قیمت کو خیرات کرنے کا حکم

سوال (٨٢١) زید کہتا ہے کہ قربانی کا چمڑا جبتک بیچا نہ جائیگا اُسکا خیرات کرنا واجب ہوگا۔ ہاں استہلاک یعنی بیچنے کے بعد البتہ دوسرے کاموں میں صرف نہیں ہوسکتا خیرات کرنا واجب ہوگا اور انجمن اسلامی یا مدرسہ میں دینا جائز ہے۔ وہ انجمن یا مدرسہ اُسکو اپنے ملازمین و مہتممین وغیرہ امور میں صرف کرسکتا ہے۔ زید کا یہ کہنا صحیح ہے یا نہیں ؟

الجواب - درمختار میں ہے - ویتصدق بجلدھا او یعمل منہ نحو غربال وجراب الخ لا بمستہلک الخ فان بیع اللحم او الجلد بہ ای بمستہلک او بدراھم تصدق بثمنہ الخ پس زید کا یہ قول صحیح ہے کہ چرم قربانی قبل فروخت کرنے کے واجب التصدق نہیں اور بعد فروخت کرنے کے واجب التصدق ہے اور بعینہ کسی انجمن یا مدرسہ کے مہتمم کو دینا درست ہے مگر اسکا مطلب یہ ہی کہ اُس مہتمم یا متولی کو وکیل بناتا ہے فروخت کرکے صدقہ کرنے کیلئے ۔ پس جیسے خود بخود بعد فروخت کے تنخواہ ملازمین میں نہیں دے سکتا اسی طرح مدرسہ کا مہتمم بھی تنخواہ ملازمین و مدرسین وغیرہ میں نہیں دے سکتا۔ طلبہ پر صدقہ کرسکتا ہے پس صرف طلبہ ہی پر قیمت کو لگانا چاہیئے تنخواہ ملازمین میں صرف نہ کرنا چاہیئے ۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ متولی و مہتمم انجمن کو اُن چمڑوں کا مالک بنانا مقصود نہیں ہے بلکہ

رہن و کمیل مالک کے ہیں فروخت کرنی اور مصرف میں صرف کرنے کے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

قربانی میں عقیقہ کی نیت کرنا بھی درست ہے

سوال (۸۲۲) جس لڑکے کا عقیقہ نہ ہوا ہو تو والدین اسکی طرف سے قربانی کر سکتے ہیں یا نہیں۔ اگر قربانی کردیں، تو عقیقہ کی ضرورت رہی یا نہیں۔ اور حدیث شریف میں ہے کہ جس لڑکے کا عقیقہ نہیں ہوا وہ والدین کی شفاعت نہیں کر سکتا اس حدیث کا مطلب کیا ہے جو لڑکا سن صغر میں بے عقیقہ ہوئے مرجائے تو والدین کی شفاعت کر سکتا ہے یا نہیں ؟

الجواب - قربانی بھی کر سکتے ہیں اور عقیقہ کی بھی نیت اس میں ہو سکتی ہے اور حدیث شریف میں مرہون کا لفظ آیا ہے اُسکے معنی میں اختلاف ہے بعض علماء نے یہ معنی بھی بیان کئے ہیں کہ والدین کی شفاعت سے روکا گیا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

قربانی کی کھال فروخت کرنیکا حکم

سوال (۸۲۳) قربانی کی کھال فروخت کرنا جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب - عالمگیریہ میں ایک روایت ہے کہ اگر بغرض صدقہ کرنیکے فقراء پر چرم قربانی کو فروخت کرے تو درست ہے ولو باعہا بالدراہم لیتصدق بہا جاز لانہ قربۃ کالتصدق کذا فی التبیین فقط

جس بکرے یا دُنبہ کے کان خلقۃً چھوٹے ہوں اُنکا اضحیہ جائز ہے

سوال (۸۲۴) بکری اور دُنبہ جسکے کان خلقۃً چھوٹے ہوں ان کی قربانی جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب - درست ہے۔ فلو لہا اذن صغیرۃ خلقۃً اجزأت زیلعی۔ در مختار۔ فقط

غنی کا شراء اضحیہ بمنزلہ نذر نہیں ہے اور فقیر کا شراء بمنزلہ نذر ہے

سوال (۸۲۵) اگر غنی قبل ایام النحر گوسفند خرید و کسے از وے پرسید کہ برائے چہ خریدہ درجواب گفت کہ برائے اضحیہ خریدہ ام یا اضحیہ خواہم نمود۔ یا ہمیں اضحیہ من است۔ آیا بریں شخص ہمیں یک اضحیہ لازم است یا دو۔ یکی بسبب غنی بودن او و دیگر بسبب نذر کہ بالفاظ مذکورہ ہمیں گوسفند برو منذور شد ہرچہ تحقیق باشد بیان کنند کہ آیا بگفتن الفاظ مذکورہ ہماں گوسفند منذور می شود یا نہ حال آنکہ قصد آں شخص از آں الفاظ محض اخبار بود نہ انشاء کہ موجب نذر گردد ؟

الجواب - برآں کس یک ہماں اضحیہ لازم است نہ غیر کہ صیغہ نذر از و یافتہ نہ شدہ و شراء غنی نذر نیست بخلاف شراء فقیر کہ آں بمنزلہ نذر است۔ قال فی الشامی قلت لان الفقیر اذا شراہا بہا یلزمہ التصدق بعینہا بلا نذر بخلاف الغنی ص ۲۳۰ جلد خامس۔ پس ہرگاہ معلوم شد کہ شراء غنی اضحیہ را سبب وجوب شاۃ اخری غیر اضحیہ واجبہ نیست پس گفتن او در جواب سائلے کہ برائے اضحیہ خریدہ ام وغیرہ سبب نذر نخواہد بود و از یں الفاظ نذر نمی شود بلکہ غرض شراء را بیان کردہ است۔ پس ہرگاہ از شراء غنی جانورے را برائے اضحیہ شاۃ دیگر غیر اضحیہ لازم نمی شود از بیان او غرض شراء را چگونہ شاۃ دیگر لازم

شود. فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

قربانی کا جانور گر عیب دار ہو جاوے تو مالک اگر غنی ہے تو دوسرا قائم مقام کرے

سوال (۸۲۶) میرے ایک بھیڑ کا بچہ ایک سال سے پال رکھا تھا لیکن اب اُسکا ایک سینگ ٹوٹ گیا۔ قریب یک ثلث کا ہوا وہ بھی کچھ پرانہ تھا۔ بالوں کے اندر دکھائی نہیں دیتا تھا۔ اور جب میں نے خرید تھا تب ہی سے قربانی کی نیت کرلی تھی۔ اب میں اس کو قربانی کروں یا نہیں؟

الجواب۔ رد المحتار میں ہے۔ ولو اشتراها سليمة ثم تعيبت بعيب مانع كما مر فعليه اقامة غيرها مقامها ان كان غنيًا وان كان فقيرًا اجزاه ذلك۔ اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی جانور غنی نے قربانی کی نیت سے خریدا پھر وہ عیب دار ہو گیا تو وہ غنی اُس جانور کے بدلے اور جانور خرید کر قربانی کرے اور اگر فقیر یعنی جسکے ذمہ قربانی فرض نہیں ہے وہ خریدے تو وہی عیب دار جانور قربانی کرے فقط واللہ اعلم کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ ۸ ذی الحجہ ۳۴ھ

وہ لنگڑا جانور جو لنگڑے پاؤں پر سہارا لگاکر مذبح تک چلے اسکی قربانی کرنا جائز ہے

سوال (۸۲۷) بانج اور سینگ ٹوٹے جانور کی قربانی جائز ہے یا نہ؟

الجواب۔ بانج اور سینگ ٹوٹے جانور کی قربانی درست ہے بشرطیکہ سینگ اُسکا جڑ سے نہ ٹوٹا ہو۔ اور مذبح تک اپنے پیروں چلا جا سکے فقط واللہ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

غنی کو اپنی قربانی بدلنا جائز ہے اور فقیر کو جب جائز ہے کہ قبل از ایام النحر خریدے

سوال (۸۲۸) ایک ماده گاؤ قربانی کی نیت سے خریدی تاکہ موٹی کرکے اُسکی قربانی کیجاویگی اور بچہ رکھ لیا جاویگا بعد خریدنے کے وہ دودھ زیادہ دینے لگی۔ اب محض اُس دودھ کا فائدہ حاصل کرنیکی غرض سے یہ دل چاہتا ہے کہ یہ رکھلی جاوے اور دوسری اُسکی جگہ اسی قیمت پر یا اس سے زیادہ قیمت پر خرید کر قربانی کرلی جاوے تو یہ صورت جائز ہے یا پہلی ہی گائے قربانی ہوگی؟

الجواب۔ یہ صورت درست ہے غنی کیلئے تو بدلنا سب کا درست ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ غنی پر بوجہ خریدنے کے تعیین اس جانور کی نہیں ہوتی اور اگر فقیر ایام نحر میں قربانی کی نیت سے کوئی جانور خریدے تو وہ متعین ہو جاتا ہے قربانی کیلئے لیکن اگر ایام نحر میں نہ خریدا بلکہ ایام نحر سے پہلے خریدا تو دونوں کو بدلنا جائز ہے کما فی الشامی وقید فی التاتارخانیۃ معنیھا لقولہ شراھا لها ایام النحر وظاهره انه لو شراھا قبلها لا یجب الخ لہذا اس صورت میں دونوں کیلئے جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ بندہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

قربانی کا گوشت کافر کو دینا جائز ہے

سوال (۸۲۹) بعض صاحب فرماتے ہیں کہ گوشت قربانی کا نیز اوجھڑی کا چمار اور بھنگی کو دینا جائز نہیں ہے اور (۲) بعض فرماتے ہیں کہ درست ہے مگر مال زکوٰۃ اور فطرہ اور عقیقہ

گوشت دینا جائز نہیں۔ اور مولانا گنگوہی رح کا بھی یہی فتویٰ ہے ؟

الجواب - جائز ہے۔ (۲) مال زکوٰۃ کافر کو دینا درست نہیں اور فطرہ و گوشت قربانی و عقیقہ کافر کو دینا درست ہے۔ وجاز دفع غیرھا وغیر العشر والخراج الیہ ای الذمی ولو واجبا کنذر وکفارۃ وفطرۃ الخ درمختار فقط

قریہ میں جہاں عید کی نماز نہیں ہوتی قربانی قبل نماز عید جائز ہے

سوال (۸۳۰) ہمارے گاؤں میں بوجہ قریہ صغیرہ ہونیکے ہمیشہ عید الاضحیٰ کو علی الصبح قربانی ہوتی ہے لیکن اب ایک مولوی صاحب غیر مقلد صاحب حدیث تشریف لائے اور فتویٰ دیا کہ قبل نماز عید الاضحیٰ قربانی درست نہیں اور جو کرتا ہے وہ خلاف حدیث کرتا ہے اب عرض یہ ہے کہ قریہ میں قبل صلوٰۃ جواز قربانی کی حدیث مع پتہ و نام کتاب و صفحہ تحریر فرماویں ؟

الجواب - قریہ میں جہاں جمعہ و عیدین صحیح نہیں ہے۔ بعد فجر قربانی کے جائز ہونیکی وہی حدیثیں دلیل ہیں جن میں قبل الصلوٰۃ ذبح کرنیکی ممانعت وارد ہے۔ کیونکہ قبل الصلوٰۃ کی قید سے معلوم ہوا کہ وہاں نماز ہوتی ہے۔ پس جس جگہ نماز عیدین کی ہوتی ہے یعنی امصار و قریہ کبیرہ وہاں قبل صلوٰۃ قربانی کرنا ممنوع و باطل ہے۔ اور جس جگہ نماز نہیں ہوتی جیسے قریہ صغیرہ وہ اس ممانعت میں داخل نہ ہوا کما یظہر من تعلیل صاحب الھدایہ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

کھال قربانی بعد فروخت کرنیکے صدقہ واجبہ ہوتا ہے اور اس کے متعلق منصل احکام

سوال (۸۳۱) قربانی کی کھالیں جب فروخت کردی جاویں اُنکی قیمت کس قسم کے صدقہ میں شمار ہیں اور اُن کے مصارف کیا کیا ہیں مسجدوں کی تعمیر وغیرہ میں انکا صرف کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں۔ اور اگر یہ کھالیں مساجد کے متولیان یا پیش امام کو مسجد بنانے کیلئے دیدی جائیں کہ یہ لوگ انکو فروخت کرکے انکی قیمت مسجد کی تعمیر میں صرف کریں یہ شرعاً جائز ہے یا نہ ؟

الجواب - قربانی کی کھالوں کی قیمت اُنکے فروخت کرنیکے بعد از روئے شریعت صدقہ واجبہ میں داخل ہیں کما فی الھدایہ ولو باع الجلد او اللحم بالدراھم او بما لا ینتفع بہ الا بعد استھلاکہ تصدق بثمنہ لان القربۃ انتقلت الی بدلہ اور عینی شرح ہدایہ میں ہے فاذا تمولہ بالبیع وجب التصدق۔ لان ھذا الثمن حصل بفعل مکروہ فیکون خبیثاً فیجب التصدق۔ اور کافی شرح ہدایہ میں ہے۔ قولہ تصدق بثمنہ لان معنی التمول سقط عن الاضحیۃ فاذا تمولہا بالبیع انتقلت القربۃ الی بدلہ فوجب التصدق۔ عبارات مندرجہ بالا سے جب یہ امر ثابت ہو گیا کہ قربانی کی کھالیں فروخت کرنیکے بعد مثل زکوٰۃ وغیرہ کے اُنکی قیمت کا صدقہ کر دینا واجب ہے۔ لہٰذا اُسکے مصارف بھی مصارف زکوٰۃ ہیں اور چونکہ زکوٰۃ و نیز دیگر صدقات میں تملیک

شرط ہے۔ اسلئے انکو تعمیر مسجد وغیرہ میں صرف کرنا ہرگز جائز نہیں ہے۔ کیونکہ تعمیر مسجد میں تملیک پائی نہیں جاتی۔ کما فی الدر المختار۔ لا یصرف الی نحو بناء مسجد ولا الی کفن میت وقضاء دینہ الی لعدم التملیک وھو الرکن۔ ھذا فی فتح القدیر وھدایہ وشرح وقایہ وغیرہ۔

حضرت حکیم الامۃ مولانا شاہ اشرف علی صاحب مد ظلہم العالی فتاوی اشرفیہ میں تحریر فرماتے ہیں جب کھال فروخت کردی تو اُس کی قیمت کا تصدق کرنا واجب ہے اور تصدق کی ماہیت تملیک ماخوذ ہے۔ چونکہ یہ صدقہ واجبہ ہے اس لئے اس کے مصارف مثل زکوٰۃ کے ہیں۔

اگر کھال کو مسجد کے متولیان یا پیش اماموں کو مسجدیں بنانے کیلئے دیدی جائے کہ یہ لوگ اسکی قیمت کو تعمیر مساجد میں صرف کریں تو بھی جائز نہ ہوگا کیونکہ یہاں بھی شرط تملیک جو رکن ہے پائی نہیں جاتی کیونکہ تملیک کے معنی یہ ہیں کہ کسی شخص کو مالک بنا دینا تاکہ وہ بعد مالک ہونے کے جو چاہے کرے اور بصورت مذکورہ اس قسم کا مالک بنایا نہیں جاتا بلکہ دینے والے اسلئے دیتے ہیں کہ یہ رقم تعمیر مساجد میں صرف کی جاوے۔ اور یہ تملیک نہیں بلکہ سراسر توکیل ہے۔ قربانی کرنیوالے کو ایسا مجاز نہیں کہ کھال کی قیمت تعمیر مساجد میں صرف کرے ویسا ہی انکو بھی مجاز نہیں کہ کسی دوسرے کو مساجد وغیرہ کی تعمیر میں اسے صرف کرنے کو وکیل بناوے۔ کیونکہ جس تصرف کیلئے خود مؤکل کو مجاز نہیں ہے اسکے واسطے دوسرے کو وکیل بنانا بھی جائز نہیں ہے چنانچہ ہدایہ کی کتاب الوکالۃ میں ہے۔ من شرط الوکالۃ ان یکون المؤکل ممن یملک التصرف ویلزمہ الاحکام لان الوکیل یملک التصرف من جہۃ المؤکل فلا بد من ان یکون المؤکل مالکا لیملکہ من غیرہ۔ خلاصہ یہ کہ قربانی کی کھال جب فروخت کردیگئی پھر اسکی قیمت مساجد وغیرہ میں صرف کرنا شرعاً ممنوع ہے اور نہ اُسے دوسرے کو اسلئے دینا جائز ہے کہ بعد فروخت اسکی قیمت تعمیر مساجد میں صرف کریں فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

كتاب الرهن

سوال (۱۳۲) زمین جو رہن رکھی ہو اُس سے نفع اُٹھانا درست ہے یا نہیں اور اجارہ پر زمین لیکر اُس سے نفع اُٹھانا کیسا ہے؟	زمین رہن رکھ کر انتفاع لینا درست نہیں ہے اور اجارہ کی صورت کا مفصل حکم

الجواب۔ زمین رہن لیکر تو شریعت میں اُس سے نفع اُٹھانا درست نہیں ہے۔ لیکن اگر اجارہ پر زمین لیجاوے تو نفع اُٹھانا اُس سے درست ہے مثلاً یا نسو روپیہ دیکر دس برس یا پانچ برس کیلئے زمین اجارہ پر لی جاوے تو درست ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

مرتہن مرہون کو بیع نہیں کر سکتا اور ورثہ راہن قائم مقام راہن ہیں

سوال (۸۳۳) ایک مکان مملوکہ زید کا بلا قید مدت مسماتان شجاعت بی و حیات بی کے پاس مرہون ہے اور زید فوت ہوگیا اُسکے ورثا کی طرف سے نہ فک رہن کا مطالبہ ہوتا ہے نہ انفکاک کی امید ہے۔ اب دونوں مسماتان چاہتی ہیں کہ اپنے اختیار سے مکان کو بیع کردیں (ب) پس مکان مذکورہ کی بیع جائز ہے یا کیا؟ (ج) راہن کا حق مالکانہ بصورت عدم انفکاک مکان مرہونہ پر سے کتنی مدت میں ساقط ہوگا؟ (د) اگر راہن کا حق ساقط نہ ہوا اور فک رہن بھی نہ کرا سکے تو مرتہن اُس مکان کے متعلق کیا حیلہ کرے؟

(۲) مولوی محمد معین الدین صاحب وکیل نے بتوسط محمد صدیق مختار مسماتان شجاعت بی و حیات بی مکان مذکورہ صدر میں بایں اقرار فروکش ہوئے کہ ایک معین عرصہ کے بعد زر قیمت ایکہزار آٹھ سو روپیہ ادا کر کے خرید لونگا۔ لیکن چند روز کے بعد وکیل صاحب نے صورت نہ بننے سے بیع لینے سے انکار کردیا آخر مسماتان کی جانب سے ایک شخص ثالث مسمی شیر خاں کو بمقابلہ ایکہزار رہن دیکر رقم وصول کیگئی لیکن وکیل صاحب نے مکان کا تخلیہ نہ کر کے خود ایکہزار روپیہ مسمی شیر خاں کو برضامندی مسماتان کے دیدیئے اور بقیہ رقم بیع کی ادائیگی کا وعدہ کیا۔ اسکے بعد وکیل صاحب نے تتمہ رقم کا ایفا نہ کیا اور بیع لینے سے بھی انکار کیا لہذا مسماتوں نے اور دوجگہ بیع کا انتظام کردیا۔ لیکن وکیل صاحب کے عدم تخلیہ کی وجہ معاملہ بیع کا درہم برہم ہوگیا۔ اب مسماتان کی خواہش ہے کہ وکیل صاحب یا تو ہم سے اپنے ایک ہزار روپیہ لیکر مکان خالی کردیں یا تتمہ بمقدار (للعہ) ہم کو دیں۔ وکیل صاحب یہ جواب دیتے ہیں جسکا ماحصل یہ ہے کہ بیشک میں اس مکان کو خریدنے کا وعدہ کیا تھا۔ لیکن جب محمد صدیق صاحب مختار مسماتان نے ایک جگہ رہن کردیا اور جابجا بیع کا معاملہ ٹھیرادیا۔ پس اس صورت میں میرا بیع کا معاہدہ باقی نہ رہا بلکہ مکان مذکور بمقابلہ ایکہزار روپیہ بطور رہن کے میرے پاس مقبوضہ ہے۔ اور زر تعمیر وغیرہ کی رقم واجب الوصول ہے جُملہ رقم دیدیں تو مکان خالی کرتا ہوں (ھ) اگر فرض کیا جاوے کہ بحالت مذائی میں مکان مذکورہ کی بیع صحیح ہے تو وکیل صاحب بربنائے معاہدہ بیع لینے پر مجبور ہو سکتے ہیں یا نہیں (و) وکیل صاحب کا یہ عذر ہے کہ میں شیر خاں کو ایکہزار کی رقم ادا کیا ہوں تو مکان بطور رہن کے اپنے پاس منتقل ہوا ہے۔ اور مسماۃ دونوں کہتی ہیں کہ جب وکیل صاحب نے شیر خاں کی رقم ادا کردی اور تتمہ اپنے کو نہیں ادا کیا تو معاہدہ سابقہ بیع کا علیٰ حالہ قائم رہا۔ اسکی کیا صورت ہے۔ اور یہ شکل اقالہ میں داخل ہوتی ہے یا کیا۔؟

(ز) وکیل صاحب نے جو (الف) کی رقم ادا کی ہے اور مکان پر بھی قابض ہیں تو یہ تقابض صحت بیع کیواسطے کافی ہے یا کیا؟ (ح) اور مسماتوں نے ایک مرتبہ رہن کردیا گو کہ رہن کے شروط پورے

ادا ہوئے ہیں اور چند جگہ بیع کا معاملہ بھی قائم ہوا ہے تو یہ شکلیں معاہدہ بیع کو ساقط کرتے ہیں یا کیا؟

(ط) وکیل صاحب کی جانب سے جو رقم تعمیر مکان مذکورہ میں صرف ہوئی ہے۔ از روئے حساب ثابت ہو تو مسماتوں کو ادا کرنا چاہیئے یا کیا۔ کیونکہ وکیل صاحب کو رہن اور مسماتوں کو بیع کا خیال ہے؟

الجواب ۔ راہن اصطلاحاً مالک مکان مرہونہ کو کہا جاتا ہے جو کہ مدیون ہے۔ اور دین کے عوض میں اس نے اپنا مکان مثلاً رہن رکھا اور مرتہن وہ ہے یعنی صاحبِ قرض جو قرض کے وثوق کیلئے مدیون سے کوئی چیز مکان وغیرہ لیکر اپنے قبضہ میں کرتا ہے اور رہن لیتا ہے پس بعد اس تمہید کے جاننا چاہیئے کہ مرتہن کو مکان مرہونہ کی بیع بلا اجازت راہن درست نہیں ہے۔ اور راہن کے مرنیکے بعد اسکے وارث قائم مقام اسکے ہیں۔ کما فی الشامی عن الطحطاوی۔ ورثۃ الراھن یقومون مقامہ کما اسبق ط قال فی الدر المختار ولا یملک الراھن والمرتھن بیعہ بغیر رضاء الاخر فان حل الاجل و غاب الراھن اجبر الوکیل علی بیعہ الی فان لم بعد ذالک باع القاضی الخ درمختار۔ وفیہ ایضاً غاب الراھن غیبۃً منقطعۃً فرفع المرتھن امرہ للقاضی لبیعہ بدینہ ینبغی ان یجوز۔ ولو مات ولا یعلم لہ وارث فباع القاضی دارہ جاز کذا فی متفرقات بیوع النھر الخ درمختار کتاب الرہن۔ اور یہ بھی واضح ہو کہ مرتہن جیسا کہ بلا اجازت راہن رہن کو بیع نہیں کر سکتا۔ اسی طرح رہن بھی نہیں کر سکتا۔ قال فی الشامی لیس للمرتھن ان یرھن الخ۔ پس جبکہ مرتہن مکان مرہونہ کو نہ خود بلا اجازت راہن بیع کر سکتا ہے نہ رہن رکھ سکتا ہے تو یہ جو کچھ معاملات مسماتان مرتہنان کی طرف سے واقع ہوئے سب لغو اور باطل ہیں اگر انکو مکان مرہونہ کو بمجبوری عدم وصول قرض بیع کرانا ہے تو چاہیئے کہ حکام کی طرف رجوع کریں حکام اسکو فروخت کرا کر اسکی قیمت سے قرض مسماتان کا ادا کرینگے۔ اور یہ جب ہے کہ ورثہ راہن بیع کرنے سے یا ادائے قرض سے انکار کریں پس جبکہ محقق ہوا کہ مکان مرہونہ کی بیع و رہن کچھ بھی صحیح نہیں ہے، تو مولوی معین الدین صاحب وکیل کو چاہیئے کہ جو روپیہ انہوں نے دیا ہے اسکو واپس لیں اور مکان حوالہ مسماتان کے کر دیں اور جو کچھ مولوی صاحب نے باجازت ورثہ مسماتان مرمت و تعمیر میں صرف کیا ہے اسکو واپس لے سکتے ہیں اور جو کچھ بلا اجازت صرف کیا ہے اسکو واپس نہیں لے سکتے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

کتاب الفرائض

سوال (۸۳۴) عمرو و زید دو برادر حقیقی نے اپنی رضامندی سے اپنے متعلقین کا کھانا پینا شرکت میں رکھا اور نوکری کے ذریعہ سے جو روپیہ کماتے تھے	مال مغصوب وارثوں کو نہیں ملسکتا اس کا حقدار مالک ہے

۷۵۹

لکھا بیکر جو روپیہ پس انداز ہوتا تھا عمرو اُسکی جائداد خرید کر دونوں برادر کے نام بیع نامہ لکھا لیتا ہے اور بحصہ مساوی جائداد خرید کی جاتی تھی - اس وقت قبضہ عمرو کا اور ورثہ زید کا نصفا نصف ہے بعدہ دو موضعوں کے بسوات عمرو نے اس طرح خرید کئے کہ ایک موضع کے بسوہ اپنے برادر زید کے نام بذریعہ بیعنامہ لکھائے اور دوسرے موضع کے بسوہ اپنے فرزند کے نام لکھائے اور بعد تحریر بیعنامہ بارہ سال تک دونوں کا قبضہ رہا پھر زید کے دل میں بدنیتی پیدا ہوئی اور برادر عمرو پر عدالت دیوانی میں نالش دائر کردی کہ یہ جائداد جو عمرو نے اپنے پسر کے نام خریدی تھی یہ میری آمدنی اور روپیہ سے خریدی تھی مجھے دلادی جاوے - عدالت سے دونوں فریق نے مقدمہ پنچایت میں منتقل کرالیا اور زید نے پنچوں کو رشوت دیکر اپنے موافق کرالیا اور حقیت عمرو اُسکے قبضہ سے نکل گئی - اب زید مرا اور عمرو یہ دریافت کرتا ہے کہ عمرو نے جو جائداد مذکورہ اپنے پسر اور زید کے نام خریدی تھی زید نے بدنیتی سے وہ بھی ناحق خود لیلی پھر زید مرگیا اب اُسکے ورثہ کے قبضہ میں وہ حقیت عمرو کی ہے ورثہ کو اُس کا رکھنا کیسا ہے ؟

الجواب - قال فی رد المحتار وان لو یعرف مقدار ما کان لکل منهما صدق کل واحد منهما الی النصف لانهما استویا فی الاکتساب وکان المکتسب فی ایدیهما فالظاهر انه بینهما نصفان الی ان قال وکذلک اجتمع اخوة یعملون فی ترکة ابیهم ونما المال فهو بینهم سویة ولو اختلفوا فی العمل والرای الخ اس سے معلوم ہوا کہ ایسی صورت میں دونوں بھائی برابر شریک ہیں دونوں میں جائداد نصف نصف تقسیم ہونی چاہیئے - زید نے جو کچھ ناحق لیا یہ اُسکے لئے جائز نہیں اور اُس کے ورثہ کے حق میں بھی جائز نہیں ہے واپس کرنا چاہیئے یا معاف کرانا چاہیئے اور مورث نے جو مال حرام ذریعہ سے حاصل کیا وہ ورثہ کے حق میں بھی حرام ہے جبکہ اُنکو علم اُسکی حرمت کا ہو - کذا فی الشامی فقط واللہ اعلم -

وارث اگر کہے کہ ترکت حقی تو حق باطل نہیں ہوتا

سوال (۸۳۵) ایک شخص نے اپنے والد کی جائداد سے حق لینے سے انکار کردیا تھا - اب اُسکی اولاد اپنے جد کی جائداد سے حصہ شرعی پانے کی مستحق ہے یا نہیں ؟

الجواب - تارک حق کی اولاد اپنے جد کی جائداد سے حصہ لے سکتی ہیں - کما فی الاشباہ والنظائر لو قال الوارث ترکت حقی لو یبطل حقه الخ وفی الشرع ضابطة انه ان کان ملکا لازما لو یبطل بذلک کما لو مات عن ابنین فقال احدهما ترکت نصیبی من المیراث لو یبطل لانه لازم لا یترک بالترک

تمادی زمان کی وجہ سے وارث کا حق ساقط نہیں ہوتا

سوال (۸۳۶) تمادی سے کسی وارث کا حق ساقط ہوجاتا ہے یا نہیں - اور جس وارث نے بتیس ۳۲ برس تک اپنا حق طلب نہیں کیا اُسکا حق دیا جاویگا یا نہیں ؟

الجواب - تمادی سے حق ساقط نہیں ہوتا - اگر کسی وارث نے بتیس ۳۲ برس تک یا زیادہ اپنا حق

طلب نہ کیا تو اسکا حق ساقط نہیں ہوا کیونکہ یہ مسئلہ معروف ہے۔ اور شامی وغیرہ میں مصرح ہے کہ الحق لا یسقط بتقادم الزمان۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

عقوق والدین اگرچہ کبائر میں سے ہے اور برا ہے۔ مگر مانع ارث نہیں ہے

سوال (۸۳۷) عاق والدین چیست؟ و عاق الوالدین بعد وفات الوالدین میراث بر دیا نہ ؟

الجواب عقوق والدین از کبائر است۔ کما روی الشیخان عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الکبائر الاشراک باللہ و عقوق الوالدین الحدیث و عاق الوالدین از میراث والدین محروم نخواہد شد کہ عقوق والدین از موانع ارث نیست کما ذکر فی موضعہ فقط

کتاب الوصایا

اگر زندگی میں مال ورثاء میں تقسیم کردے اور کچھ باقی رکھے اور یہ کہے کہ میرے مرنے کے بعد یہ مال وقف ہے تو یہ وصیت ہے

سوال (۸۳۸) ایک عورت نے اپنی حیات میں اپنی جائداد اور مکانات اپنے اعزا اور ورثاء کو تقسیم کردیئے اور صرف ایک مکان بروئے وقف نامہ رجسٹری شدہ اس شرط پر وقف کردیا کہ میرے بعد فلاں فلاں دو شخص اسکو فروخت کرکے جہاں مناسب سمجھیں ایک مسجد بنوادیں۔ لہذا شرعاً وہ دونوں شخص اس مکان کو فروخت کرکے مسجد بنوا سکتے ہیں یا نہیں؟ اور اسکے ورثاء اگر اسمیں اپنا دعویٰ کریں، تو جائز ہے یا نہیں؟

الجواب ظاہر اس صورت میں یہ ہے کہ یہ وصیت ہے۔ پس اگر وہ مکان جسکی قیمت سے مسجد بنانے کی وصیت کی ہے ثلث ترکہ کے اندر ہے تو کل مکان کی وصیت صحیح ہے۔ وہ دونوں شخص اسکو فروخت کرکے اسکی قیمت سے مسجد بنادیں۔ اور اگر وہ مکان ثلث ترکہ سے زیادہ ہے تو بقدر ثلث میں وصیت صحیح ہے زیادہ وارثوں کا حق ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

دو شخصوں کو اگر پے در پے وصیت کرے تو دونوں ثلث میں شریک ہوں گے

سوال (۸۳۹) مسمی یار محمد خان نے ایک وصیت نامہ رحیم خان اپنے سالے کے نام لکھا اور پھر ایک وصیت نامہ بنام کلو ولد رحمت اللہ زر دوز لکھا اور رحمت اللہ یار محمد کے لڑکے کا سالہ ہے۔ اور یار محمد کے ورثاء میں سوائے پوتی کے اور کوئی موجود نہیں ہے۔ اب دونوں وصیتوں میں سے کونسی صحیح ہے؟

الجواب۔ دونوں وصیتیں شرعاً صحیح ہیں۔ ایک ثلث میں دونوں شریک ہیں۔ اور باقی پوتی کو ملیگا بخلاف ما اذا اوصی لرجل ثم اوصی بہ لآخر لان المحل یحتمل الشرکۃ واللفظ صالح لہا شامی فقط

اگر مرض سے قاول میں یاد تی ہوئی اور اس ازدیاد میں وہ فوت ہوگیا تو یہ ازدیاد مرض میں کیا ہوا وصیت ہے

سوال (۸۴۰) زید کی دو بیٹیاں بڑی ہندہ چھوٹی

زینبؔ تھی۔ ہندہؔ اپنے خاوند کی کمائی سے آسودہ ومرفہ حال تھی لیکن لاولد رہی۔ ہندہ نے زینبؔ کو مثل بیٹی کے پرورش کیا اُسکی شادی اپنے چچا زاد بھائی کے ساتھ کر دی اور بعد چندے اپنے خاوند کی حیات ہی میں اپنے بہن بہنوئی کو مثل بیٹی واولاد کے پاس رکھ لیا ہندہ کے خاوند کے فوت کے بعد جسقدر جائداد اُسکے خاوند کی تھی وہ سب حسب شرع اُسکے ورثا پر تقسیم ہو گئی۔ ہندہ کو ایک مکان سکونتی مع کچھ اثاث البیت وزیور وغیرہ ترکہ میں ملا ان سب اشیاء پر ہندہ نے اپنے بہن بہنوئی کو قابض ومتصرف رکھا اثاث البیت وزیور وغیرہ ہندہ نے اپنی اسی بہن کی لڑکی کے جہیز میں صرف کر دیا۔ صرف مکان باقی رہا ہندہ قریب ایکسال کے بیمار رہی لیکن وہ بیماری ایسی تھی کہ جسمیں کسی وقت ہندہ کو بدحواسی یا بیہوشی یا ہذیان طاری ہوا ہو بلکہ معمولی حوائج ضروری آپ خود پورے کرتی تھی۔ ہندہ کے چچا زاد دو بھائی اور خالد، ولید علاوہ اپنے بہنوئی بکر کے وارث تھے۔ ہندہ نے اپنی بہن زینب سے اس بات کا معاہدہ کیا کہ اگر میں پورا مکان تیرے نام ہبہ کر دوں تو قریب تہائی قیمت مکان کے تو مجھکو دے تاکہ میں اُسمیں سے اپنے ذمہ کا قرض ادا کر کے باقی میں حج، زکوٰۃ، روزہ، نماز ادا کر دوں اور باقی اپنے طور پر خرچ کروں۔ اگر میں زندہ نہ رہوں تو اسی قدر روپیہ میں سے بطور وصیت کے میرے انہیں کاموں میں صرف کر دے۔ زینب نے قبول کیا۔ اس معاہدہ کے طے ہونیکے بعد ہندہ نے اپنے ثبات نفس وہوش وحواس وعقل کی حالت پر اُس مکان کا ہبہ نامہ اپنی بہن زینب کے نام باضابطہ تحریر کرا کر روبرو حاکم مجاز تکمیل کرا دیا اور چچا زاد بھائی خالد وولید میں سے خالد نے اپنی خوشی ورضامندی سے ہبہ نامہ پر دستخط بطور شاہد کر دیئے اور بکر چچا زاد بھائی جو بہنوئی بھی ہے اُسنے بھی دستخط کر دیئے کسی قسم کا عذر یا حیلہ نہیں کیا۔ لیکن ولید کے دستخط نہیں ہوئے۔ بعد تصدیق ہبہ نامہ زینب مکان پر بالکلیہ قابض ومتصرف رہی بعد تکمیل ہبہ نامہ کے ہندہ دس بارہ روز تک زندہ رہی۔ اس عرصہ میں بھی اُسکو بدحواسی طاری نہیں ہوئی اور ہندہ فوت ہو گئی۔ یہ ہبہ نامہ اور وصیت صحیح وجائز ہے یا کیا۔ اور خالد اور ولید دعویٰ کر سکتے ہیں یا نہ؟

الجواب ہندہ کے مرض میں اگر زیادتی ہوتی رہی یہانتک کہ حالت زیادتی مرض میں وہ فوت ہو گئی اور اسی زیادتی کی حالت میں اُسنے یہ ہبہ کیا تو یہ صحیح نہیں ہوا کیونکہ مرض الموت میں ہبہ کرنا حکم وصیت ہے اور وصیت وارث کیلئے صحیح نہیں ہے۔ شامی نے درمختار کے اس قول کی شرح میں لم یقعدہ فی الفراش فرمایا ثم اعلم انہ اذا تطاول ولم یتغیر حالہ [illegible] فاذا مات من ذلک التغیر بعد تطاول فہبتہ من الثلث وفیہ بعد اسطر ان لو کان حالہ الازدیاد الواقع فیہ تطاول او بعد فہو مریض شامی جلد ثانی وفی الدر المختار [illegible] بانہ [illegible] کذلک [illegible]

الخ وقال فی الدر المختار ایضاً ولا لوارثہ وقاتلہ مباشرۃ الخ

علاوہ بریں معلوم ہوتا ہے کہ ہندہ بھی وقت موت تک اُسی مکان میں رہی تو قبضہ موہوب لہا کا بھی پورا نہ ہوا سو یہ بھی ہبہ شرعاً صحیح نہ ہوگا البتہ وصیت ہندہ کی جو ثلث میں ادائے حج و زکوٰۃ وغیرہ کیلئے ہے وہ صحیح ہے وہ پوری کی جاوے پس صورت مسئولہ میں جبکہ ہبہ صحیح نہ ہوا تو ترکہ ہندہ کا بعد ادائے قرض و اجرائے وصیت وغیرہ دیگر حقوق مقدمہ علی المیراث چھ سہام ہوکر دو سہام اسکی بہن زبیدہ کو اور تین سہام ہر سہ برادر چچا زاد بکر و خالد و ولید کو ملیں گے۔ اور دعویٰ اُن دونوں کا اپنے حصہ شرعی کا صحیح ہے۔ اور دستخط کر دینا خالد کا کاغذ ہبہ پر شرعاً اجازت کی دلیل نہیں ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ بندہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ ۱۰ صفر ۱۳۳۴ھ

سوال (۱۴۱۸) مرض موت میں ہبہ و محابات وغیرہ بحکم وصیت ہے اور وارث کو وصیت درست نہیں ہے

تفصیل جائداد	قیمت	تفصیل خرچ	وقت خرچ
دکان کی قیمت	۱۴ ما ۱۱	دیدار بخش وارث ﷲ عظیم الدین وارث للعہ محمد عمر محروم الارث کماعہ	عند الحیات مرض الموت
اسباب خانہ داری	سا	محمد عمر محروم الارث	بعد وفات
زیور	سا	تجہیز و تکفین میں صرف ہوا۔	بعد وفات
مکان	سمہ ۱۱۱	موجود	

نحمدہٗ و نصلی۔ اما بعد۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت بیمار ہوئی اور وقت بیماری کے اُسکے پاس کل مال متذکرہ بالا قیمتی صمہ۔ کا تھا جسمیں سے اُسنے اپنی زندگی میں بحالت مرض دکان فروخت کرکے ۱۴ ما ۱۱ روارثان جائز کو اور مبلغ للعہ غیر شخص محروم الارث کو دیدیئے اور مبلغ سا تجہیز و تکفین میں ضائع کئے گئے اور مبلغ سا موافق وصیت کے وہی شخص محروم الارث لے گیا جسکو للعہ ملے تھے اور باقیماندہ مبلغ سمہ موجود ہیں۔ اور اس عورت نے وصیت کی ہے کہ میری جائداد بیچکر مسجد بنوائی جاوے اور شرعاً وصیت ثلث میں جاری ہوتی ہے۔ دریافت طلب امر یہ کہ وصیت ثلث میں جاری ہوگی اُسمیں صرفہ تجہیز و تکفین اور للعہ۔ سا روپیہ جو غیر شخص محروم الارث کو پہنچے وہ ثلث میں مجرا ہونگے یا نہیں اور جو مال موصی نے بحالت مرض الموت اپنے ہاتھ سے وارثوں اور غیر وارث کو دیا وہ محسوب ہوگا یا نہیں۔ جو جو سامان اس مجموعہ مال میں شامل ہو اُسکو بالتفصیل درج فرمادیں۔ دیگر یہ کہ جسکے پاس یعنی جسکے قبضہ میں باقیماندہ سمہ قیمت مکان موجود ہے وہ کہتا ہے کہ عدالت مجاز میں دعویٰ کرکے اپنا

حق وصول کرلو۔ اب عدالت میں جو روپیہ خرچ کیا جاویگا اُسکا بار اُس مال پر ہوگا یا قابض مال پر۔ یا دونوں پر نہیں اور اگر قابض روپیہ نہ دے یا عدالت نہ دلادے تو اس حق تلفی کا مواخذہ کسکے ذمہ ہوگا۔ بینوا توجروا؟

الجواب - قال فی الدر المختار۔ اعتاقہ ومحاباتہ وھبتہ ووقفہ الخ کل ذلک حکمہ کحکم وصیتہ الخ وفیہ ولا لوارثہ الخ وفیہ ایضاً واذا اجتمع الوصایا قدم الفرض الخ وان تساوت قوۃً قدم ما قدم الخ وفی الشامی فان کان کلہ تطوعاً بدئ بالاول مما نطق بہ حتی یاتی علی اٰخرہ الخ شامی۔ پس معلوم ہوا کہ مرض الموت میں ہبہ کرنا بحکم وصیت ہے۔ اور وصیت وارثوں کیلئے درست نہیں ہے۔ پس متوفیہ نے دکان فروخت کرکے جو کچھ وارثوں کو بحالت مرض الموت دیا وہ اُنکی ملک نہیں ہوا وہ واپس ہوگا۔ البتہ جو کچھ نقد مال اور اسباب خانہ داری قیمتی سار محمد عمر بھتیجے کو دیا وہ صحیح ہوا کیونکہ وہ وارث نہیں ہے اُسکو جو کچھ دیا گیا وہ بحکم وصیت ہے اور وصیت اُسکے لئے صحیح ہے۔ پس ایکہزار روپیہ جو اُسکے پاس پہنچا ثلث میں محسوب ہوگا۔ باقی جو کچھ ثلث میں سے رہا وہ مسجد میں صرف ہوگا۔ پانچہزار سات سو کا ثلث ایک ہزار نو سو ہوتا ہے۔ پس نو سو روپیہ مسجد میں صرف کیا جاوے باقی وارثوں کو تقسیم کیا جاوے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

اگر مال نہ ہو تو وصیت لغو ہے

سوال (۸۴۲) مسماۃ اولیا بیگم نے اپنا مکان ہبہ کردیا اور چار ہزار کی قرضدار مری مرنیکے بعد ورثا میں وصیت کی بابت نزاع ہے۔ ایک فریق یہ کہتا ہے کہ میت نے وصیت بھی کی ہے اور دوسرا فریق یہ کہتا ہے کہ جب میت نے کچھ نہیں چھوڑا۔ ایک مکان تھا سو اُسکو ہبہ کردیا تھا اور چار ہزار کی مقروض مری تو وصیت کس چیز میں کی۔ جب کچھ مال نہیں چھوڑا تو پھر وصیت کسطرح پر ہوسکتی ہے۔ اگر کچھ مال چھوڑتی تو اُسمیں وصیت ہوسکتی تھی۔ جب مال ہی نہیں چھوڑا تو پھر وصیت ممکن ہی نہیں ہے پس علماء دین سے استفسار کیا جاتا ہے کہ اس صورت میں وصیت ہوسکتی ہے یا نہیں؟

الجواب - جو شخص مقروض مرے اور اُسکا ترکہ قرض کو کافی نہ ہو یا برابر قرض کے ہو تو اگر بالفرض وہ شخص کچھ وصیت کرے تو وصیت اُسکی لغو ہوتی ہے کیونکہ وصیت کا نفاذ بعد ادائے دیون کے ہے کما فی الدر المختار ثم دیونہ الخ ثم وصیتہ من ثلث ما بقی بعد تجہیزہ ودیونہ وانما قدمت فی الاٰیۃ اھتماماً لکونہا مظنۃ التفریط الخ۔ پس معلوم ہوا کہ انفاذ وصیت بعد ادائے قرض کے ہے جبکہ قرض کے ادا کرنے کے بعد کچھ باقی نہ رہے یا قرض ہی ادا نہ ہوسکے تو وصیت کیونکر جاری ہوسکتی ہے فقط

وصیت کے بارہ میں ایک فتوے

سوال (۸۴۳) ایسی صورت میں کہ میت کے ذمہ نمازیں اور روزہ ہیں اور اُسکے پاس مال بھی ہے وصیت کرنا فدیہ وکفارہ کے لئے واجب ہے یا نہیں؟

الجواب - ایسی صورت میں وصیت کرنا فدیہ و کفارہ کیلئے واجب ہے اور ورثار کو نافذ کرنا اُس کی وصیت کا اور ادا کرنا فدیہ و کفارہ کا ثلث مابقی بعد ادائے الدیون سے لازم و واجب ہے، پس صورت مسئولہ میں متروکہ میت میں سے بعد تجہیز و تکفین اوّل قرض ادا کیا جاوے۔ اُسکے بعد ثلث مابقی سے فدیہ نماز و روزوں کا ادا کیا جاویگا۔ درمختار میں بیان تجہیز و تکفین کے بعد فرمایا۔ ثم تقدم دیونہ التی لہا مطالب من جہۃ العباد ای ما دین اللہ تعالیٰ فان اوصی بہ وجب تنفیذہ من ثلث الباقی الخ وفی رد المحتار الا اذا اوصی بہا الخ شامی۔ فی الدر المختار من الوصایا وہی واجبۃ بالزکوٰۃ و الکفارات و فدیۃ الصیام والصلوٰۃ التی فرط فیہا الخ وفی رد المحتار عن البدائع الوصیۃ بما علیہ من الفرائض والواجبات کالحج والزکوٰۃ والکفارات واجبۃ الخ شامی جلد ۵

ان روایات سے معلوم ہوا کہ ورثار کے ذمہ ادا کرنا فدیہ و کفارہ کا ثلث مال میت سے لازم ہے پس متوفیہ کے باپ کے ذمہ یہ ہے کہ متوفیہ کے مال میں سے اُسکا قرض ادا کرکے مابقی کے قدر ثلث سے فدیہ نماز روزہ کا ادا کرے۔ نابالغوں کا روپیہ جو اُسکے پاس امانت ہے اُسمیں سے فدیہ مذکورہ ادا کرنا درست نہیں ہے اور اگر ایسا کیا تو اُس روپیہ کا وہ ضامن ہے۔ باقی وہ روپیہ جو بنات بالغات کی شادی کیلئے اُسنے رکھ چھوڑا ہے وہ اُسی کی ملک ہے اُسمیں سے فدیہ ادا کرے تو درست ہے اور دکان کو رہن کرکے قرض لیکر فدیہ ادا کرنا یا کرایہ دکان سے فدیہ ادا کرنا یہ سب جائز اور درست ہے۔ حاصل یہ ہے کہ ورثار کو اختیار ہوتا ہے کہ میت کا دین یا فدیہ وغیرہ اپنے پاس سے ادا کر دیویں۔ اور مال متروکہ میت کو خود رکھ لیں یا متروکہ میت کو فروخت کرکے اُسمیں سے دین و فدیہ ادا کریں اسمیں سے جس امر کو وہ سہل اور اپنے لئے بہتر سمجھیں کریں فقط واللہ تعالیٰ اعلم

وارث کیلئے وصیت صحیح نہیں اور وصیت سکونت مکان کی نافذ ہے

سوال (۱۴۴۸) ایک شخص نے حالت صحت میں چند چیزوں کی وصیت کی ایک یہ کہ میرے مرنیکے بعد فلاں دو شخصوں کو میرے ترکہ میں سے ایک ایک ہزار روپیہ دیا جاوے دیگر اینکہ میرا جو مکان ہے میرے مرنیکے بعد مدرسہ اسلامیہ کھولوڑ کے مدرس و حافظ سکونت پذیر ہوں تیسرے یہ کہ میرے مرنیکے بعد جبتک میری عورت زندہ رہے اور بشرط اینکہ نکاح ثانی نہ کرے تو میرے مکان کے اندر سکونت رکھے بعدہٗ مدرسہ ہذا کے مدرسین سکونت پذیر ہوں۔ اس وصیت پر عمل کیا جاوے یا نہیں میت کے دیگر ورثار بھی موجود ہیں؟

الجواب - اگر وہ دو شخص وارث نہیں ہیں تو اُنکے لئے وصیت صحیح ہے اور دو ہزار روپیہ اگر ثلث سے زیادہ نہیں ہے تو دو ہزار روپیہ کی وصیت درست ہے ورنہ بقدر ثلث صحیح ہے اور مکان کی سکونت کی وصیت صحیح ہے۔ اب وہ بیع نہ ہو سکے گا۔ درمختار میں ہے۔ صحت الوصیۃ بخدمۃ عبدہٖ و سکنی دارہٖ مدۃً معلومۃً و ابداً و یکون محبوساً علیٰ ملک المیت فی حق المنفعۃ کما فی الوقف کما بسط فی الدرر

اور زوجہ کیلئے بدون رضامندی باقی ورثاء کے وصیت صحیح نہیں ہے۔ لانہ لاوصیۃ لوارث فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

کتاب الکراہیۃ والحظر والاباحۃ

ستر کھلے ہوئے شخص کو سلام کرنا مکروہ ہے | **سوال (۵۴۸)** جس مسلمان کا اکثر حصہ ستر کا کھلا ہو۔ اُس کو سلام کرنا کیسا ہے۔ اور ہندوؤں کی سی دھوتی باندھنا کیسا ہے ؟

الجواب مکشوف العورۃ کو سلام کرنا کتب فقہ میں مکروہ لکھا ہے پس جسکی دھوتی ایسی بندھی ہوئی ہو کہ کشف عورۃ ہوتا ہو تو اسکو بھی سلام کرنا مکروہ ہے۔ اور ایسی طرح دھوتی باندھنا جس سے کشف عورت ہو ناجائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

حقہ پینا شرعاً مباح ہے۔ حقہ پینے والے کو سلام کرنا درست ہے | **سوال (۵۴۶)** حقہ پینے والے غیر نمازی دھوتی باندھنے والے کو سلام کرنا جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب حقہ پینا شرعاً مباح ہے اُسکے پینے والے کو سلام کرنا درست ہے۔ اور بے نمازی فاسق ہے۔ اور درمختار میں ہے کہ اگر فاسق معلن ہو تو اُسکو سلام کرنا مکروہ ہے اور اگر معلن نہ ہو یعنی اُسکا فسق چھپا ہوا ہو تو درست ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

خاکروب اگر مسلمان ہو جاوے تو مسجد میں جانے سے نہ روکا جاوے۔ اور اُس کی کمائی سے کھانا درست ہے | **سوال (۵۴۷)** ایک خاکروب مسلمان ہو گیا اور پیشہ پاخانہ کمانے کا کرتا ہے اور وہ نماز پڑھنے کیلئے مسجد میں آوے تو اُسکو مسجد میں آنے سے روکا جاوے یا نہ۔ اور اُسکی کمائی کی دعوت کھانا یا مسجد میں صرف کرنا درست ہے یا نہیں۔ حدیث کسب الحجام خبیث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ کسب بھنگی کا بھی خباثت سے خالی نہیں ہے ؟

الجواب۔ اُسکو مسجد میں آنے سے روکنا درست نہیں ہے اور روکنے والا ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیہا اسمہ الآیہ کا مصداق ہے۔ اور اسکی کمائی میں سے دعوت کھانا اور تعمیر مسجد میں صرف کرنا درست ہے اور استدلال عدم جواز کا حدیث کسب الحجام خبیث سے صحیح نہیں ہے کہ وہ منسوخ یا ماؤل ہے۔ عن ابن عباسؓ ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم احتجم فاعطے الحجام اجرہ الحدیث (رواہ البخاری ومسلم) اگر اُجرت حجام ناجائز ہوتی تو خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیوں عطا فرماتے اور ظاہر ہے کہ زمانہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اب تک عرب وغیرہ میں برابر یہ پیشہ جاری اور معمول ہے اور کسی نے اسپر انکار نہیں کیا اور اسکی اُجرت کو حرام اور خبیث نہیں سمجھا۔

یہ بات دوسری ہے کہ بعض پیشے دنی اور رذیل ہوتے ہیں مگر اس سے حرمت اور خباثت اجرت لازم نہیں آتی فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

تمباکو کی نسبت کہ شیطان کا پاخانہ ہے غلط ہے

سوال (۸۴۸) ایک شخص تمباکو کی نسبت فرماتے ہیں کہ شیطان کے پاخانہ سے پیدا ہوا ہے اسی وجہ سے اس کا کھانا پینا حرام ہے۔ یہ قول صحیح ہے یا نہیں در تین مکروہ تنزیہی ملکر مکروہ تحریمی ہو جاتا ہے یا نہیں؟

الجواب یہ قول تمباکو کی نسبت غلط ہے۔ درحقیقت تمباکو بھی ایک قسم نباتات کی ہے اور شامی میں صحیح قول یہ نقل کیا ہے کہ تمباکو کا استعمال مباح ہے۔ البتہ بلاضرورت غیر اولیٰ ہے اور قول حرمت وکراہت بلادلیل ہے اور تین چیزیں مکروہ تنزیہی ملکر مکروہ تحریمی نہیں ہوتا۔ پھر بھی مکروہ تنزیہی ہی رہتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

مسجد میں سوال کرنا منع ہے۔ اور بصورت ایذاء مصلیین کو دینا بھی درست نہیں

سوال (۸۴۹) مسجد میں سوال کرنا اور ایسے سائل کو دینا کیسا ہے اور اسلامی مدرسہ اور انجمن کیلئے چندہ کرنا مسجد میں کیسا ہے؟

الجواب سوال فی المسجد کو فقہاء نے ممنوع فرمایا ہے۔ اور بعض روایات میں یہ قید ہے کہ اگر سائل تخطی رقاب کرے یا نمازیوں کے آگے کو گذرے اسوقت ممنوع ہے۔ اور سائل مسجد کو دینا بھی اسی وقت ممنوع ہے کہ نمازیوں کو ایذا دے۔ اور حدیث مسلم میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من سمع رجلاً ینشد ضالۃً فی المسجد فلیقل لاردھا اللہ علیک فان المساجد لو تبن لھذا الحدیث (رواہ مسلم مشکوٰۃ) اور مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں بذیل حدیث مذکور ملا علی قاری لکھتے ہیں۔ وکان بعض السلف لایریٰ ان یتصدق علی السائل المتعرض فی المسجد وفیہ ایضاً وقد قال بعض السلف لایحل اعطاءہ فیہ لما فی بعض الآثار ینادی یوم القیامۃ لیقم بغیض اللہ فیقوم سوال المسجد وفصل بعضھم بین من یؤذی الناس بالمرور ونحوہ فیکرہ اعطاءہ۔ اور درمختار میں ہے ویحرم فیہ السوال ویکرہ الاعطاء مطلقاً وقیل ان تخطیٰ جلد اوّل شامی وفیہ فی الحظر والاباحۃ یکرہ اعطاء سائل المسجد الا اذا لم یتخط رقاب الناس فی المختار الخ۔ الحاصل یہ تو محقق ہے کہ سوال کرنا مسجد میں منع ہے اور بصورت ایذاء اسکو دینا بھی حرام ہے باقی امور دینیہ مثل مدارس و انجمن کیلئے چندہ کرنا مساجد میں ممنوع نہیں ہے جبکہ نماز اور خطبہ کیوقت نہ ہو اور کسی نمازی کو اسمیں تشویش و ایذاء نہ ہو جیسے مجمع وعظ میں مسجد میں چندہ امور خیر کیلئے کرنا کہ یہ درست ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

مردوں اور عورتوں کیلئے سونے یا چاندی کی سرمہ دانی یا آئینہ استعمال کرنا حرام ہے

سوال (۸۵۰) سرمہ دانی اور آئینہ وغیرہ سونے چاندی کا مردوں اور عورتوں کو جائز ہے یا نہ ؟

الجواب۔ جائز نہیں۔ درمختار و شامی میں اسکی وجہ یہ لکھی ہے کہ حدیث ممانعت آئینہ ذہب وفضہ کی مطلق ہے۔ مرد و عورت کی اسمیں تخصیص نہیں۔ زیور کی خصوصیت عورتوں کیلئے ثابت ہوگئی ہے۔ وکرہ الاکل والشرب والادھان والتطیب من اناء ذھب وفضۃ للرجل والمرءۃ لاطلاق الحدیث قولہ لاطلاق الحدیث ھو ماروی عن حذیفۃ انہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحدیث رواہ البخاری وفیہ ولاتشربوا فی اٰنیۃ الذھب والفضۃ ولا تاکلوا فی صحافھا فانما لھم فی الدنیا ولکم فی الاٰخرۃ وکذا یکرہ بملعقۃ الفضۃ والذھب والاکتحال بمیلھما وما اشبہ ذلک من الاستعمال فقط

سماع قرآن شریف اور تلاوت قرآن شریف پر اجرت لینا جائز نہیں

سوال (۸۵۱) سامع قرآن کی اجرت جائز ہے کیونکہ اسکو تعلیم پر قیاس کیا گیا ہے۔ شبہ یہ ہے کہ اگر اسکو تعلیم قرار دیا جاوے تو تعلیم مفسد صلوٰۃ ہے حالانکہ امام ناسی کو بتلانا اصلاح نماز کی ہے اور اصلاح نماز عبادت ہے اور عبادات پر سوائے مستثناۃ کے اجرت لینا ناجائز ہے۔ لہذا اسپر بھی ناجائز ہونا چاہیئے۔ ؟

الجواب۔ تلاوت قرآن شریف پر اجرت کو شامی میں ناجائز لکھا ہے اور یہ فرمایا ہے کہ تعلیم قرآن پر اجرت جائز ہے نہ تلاوت قرآن پر۔ پس اسی طرح سماع قرآن شریف پر بھی اجرت لینا درست نہیں ہے۔ تالی و سامع عدم جواز اخذ اجرت میں برابر معلوم ہوتے ہیں تعلیم پر قیاس کرکے سامع کی اجرت کا جواز آپنے کہاں سے اخذ کیا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

قیام میلاد وغیرہ کے متعلق

سوال (۸۵۲) مجلس میلاد میں لڑکے جمع ہوتے ہیں اور اشعار پڑھتے ہیں اور قیام بھی ہوتا ہے اور ایک ہندو شاعر بھی آکر اشعار نعتیہ پڑھتا ہے یہ مجلس جائز ہے یا نہیں اور اسمیں چندہ دینا کیسا ہے ؟

الجواب۔ وعن عبداللہ بن مسعودؓ قال لایجعل احدکم للشیطان شیئاً من صلاتہ یریٰ ان حقاً علیہ ان لاینصرف الاعن یمینہ لقد رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کثیراً ینصرف عن یسارہ۔ متفق علیہ (مشکوٰۃ) قال الطیبی فیہ ان من اصر علی امر مندوب وجعلہ عزماً ولم یعمل بالرخصۃ فقد اصاب منہ الشیطان من الاضلال فکیف من اصر علی بدعۃ او منکر (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ) اس روایت عبداللہ بن مسعودؓ اور عبارت طیبی سے معلوم ہوا کہ امر مندوب پر بھی اصرار کرنا اور اسکا التزام مثل واجبات کے کرنا اتباع شیطان ہے

پس مجلس میلاد مروجہ میں جو کچھ التزام قیام و روشنی زائد از حاجت و اجتماع فساق و امارد و اشعار و غزل خوانی و روایات غیر صحیحہ کے پڑھنے وغیرہ کا ہے یہ سب شرعاً قبیح و منکر ہے اور مرتکب امور مذکورہ کے حسب تصریح بالا متبع شیطان لعین کے ہیں پس شرکت ایسی مجلس میں اور چندہ دینا اسمیں درست نہیں ہے اور تفصیل اسکی فتاویٰ مطولہ میں موجود ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

گھنٹہ بجانیوالی گھڑی اور گھونگرو کا حکم

سوال (۳ ۵ ۸) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جو ممانعت جرس فرمائی ہے اسمیں گھنٹہ بجانیوالی گھڑیاں شامل ہیں یا نہیں۔ اور گھونگرو وغیرہ جو اکثر زیورات میں شامل ہوتے ہیں شامل ہیں یا نہیں؟

الجواب گھنٹہ بجانیوالی گھڑیاں جرس محرم میں داخل نہیں ہیں اور گھونگرو زیورات کے اسمیں داخل ہیں کہ اسکی ممانعت صراحۃً وارد ہوئی ہے۔ اور گھڑی سے اندازہ اوقات کا ہوتا ہے اور اس امر کی شرعاً ضرورت ہے۔ کما لا یخفی۔ اور ایسے امور میں مدار نیت پر ہے بلکہ جملہ امور میں نیت کا اعتبار ہے۔ اگر بجانیوالی گھڑی سے بھی نیت اور غرض گھنٹہ کا سننا اور اس کی آواز متصل سے خوش ہونا ہے تو وہ بھی ناجائز ہو جاویگا۔ اور اگر اوقات کا معلوم ہونا اور اوقات نماز کی پابندی کا خیال اور نیت ہو تو ثواب حاصل ہوگا۔ جرس عرفاً خود معلوم ہے لیکن ضرورت اور غیر ضرورت کی وجہ سے جواز و عدم جواز کا فرق ہو جاتا ہے۔ ریل کی گھنٹی بھی جرس ہے مگر بوجہ ضرورت کے اور اطلاع کرنیکی نیت سے اسکا بجانا درست ہے۔ وقس علیہ۔ قاعدہ ہے الضرورات تبیح المحظورات ضرورتیں بعض ممنوعات کو بھی جائز کر دیتی ہیں مگر فقہاء کے اقوال و تفاصیل کو اسمیں پیش نظر رکھنا چاہیئے ممکن ہے جسکو ہم ضرورت سمجھیں وہ شرعاً ضرورت نہ ہو۔ اور فقہاء اسکو ضرورت نہ سمجھیں باقی اختلاف علماء سے مشوش نہ ہوں۔ اول تو اختلاف الامۃ رحمۃ کو پیش نظر رکھیں۔ علاوہ بریں علماء میں سے ان علماء کے اقوال و افعال کو لیویں جو متبع سنت حنفی اہل سنت و جماعت جامع ظاہر و باطن ہوں۔ بندہ کی رائے میں آجکل حضرت مولانا اشرف علی صاحب سلمہ تھانوی کی تصانیف کو پیش نظر رکھیں اور وہ کتابیں منگالیں فہرست اُن کتابوں کی تھانہ بھون سے منگا کر دیکھ لیں فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

طلب علم دین کیلئے بغیر رضاء والدین سفر کرنا نفقہ ہونے پر جائز ہے

سوال (۴ ۵ ۸) ما قولکم دام فضلکم فی رجل کان لہ والدین وکان الوالد اجازلہ الخروج لطلب العلوم ثم توفی الوالد و بقیت الوالدۃ ولم تعط الاجازۃ للخروج لطلب العلم والحال انہا لہا من یقوم

بحالہا فما تقولون فی ہذا الرجل حین خرج لیطلب العلم من غیر اجازۃ الوالدۃ فہل یجوز لہ التعلم او لا فاذا اجازتہ ان تعلم فای قدر من العلوم یجوز لہ ہل الی ان یتم الحدیث والتفسیر ام لا

الجواب - قال فی الدر المختار ولہ الخروج لطلب العلم الشرعی بلا اذن والدیہ وفی الشامی ای ان لم یخف علی والدیہ الضیعۃ بان کانا موسرین ولم تکن نفقتہما علیہ وایضاً فیہ ومرادہ بالعلم العلم الشرعی وما ینتفع بہ دون علم الکلام وامثالہ الخ فظہر ان فی الصورۃ الواقعۃ یجوز لہ السفر لطلب العلم الشرعی ای الفقہ والحدیث والتفسیر وما یتوسل بہ الیہ فقط واللہ تعالیٰ اعلم - کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

لحد کو خام رکھنا اور ارد گرد پختہ بنانیکا حکم

سوال (۸۵۵) لحد کو خام رکھنا اور باقی گرد اگرد قبر کو پختہ بنانا جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب وعن جابر قال نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یجصص القبور وان یکتب علیہا وان توطأ رواہ الترمذی، وفی الدر المختار ۱۲ لا الآجر المطبوخ الخ اس حدیث اور روایت کتب فقہ سے معلوم ہوا کہ کسی میت کی قبر کو پختہ کرنا درست نہیں ہے - اور تعویذ قبر کو خام چھوڑنا اور گرد اگرد پختہ کرنا بھی درست نہیں ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم - کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

پہلوئے مزار پر مسجد بنانا اور مستفیضان کیلئے حجرہ بنانا

سوال (۸۵۶) قریب مزار کے مسجد کا ہونا اور حجرے کا ہونا جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب مزار کے قریب مسجد کا ہونا اور حجروں کا ہونا کچھ حرج نہیں ہے - قبر سامنے نمازی کے نہ ہو تو قبرستان میں نماز پڑھنے میں کچھ حرج نہیں ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم - کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

متقدمین اور بزرگان دین کی قبریں پختہ کیوں ہیں

سوال (۸۵۷) متقدمین و بزرگان دین کے جو مقابر بلاد عرب و ہند وغیرہ میں موجود ہیں، علماء نے اُن کی پختگی کیسے جائز فرمائی ؟

الجواب - حکم شرعی سوالات بالا میں واضح ہو گیا - اور علامہ شامی نے بدائع سے نقل فرمایا ہے قولہ المطبوخ صفۃ کاشفۃ قال فی البدائع لانہ یستعمل للزینۃ ولا حاجۃ للمیت الیہا ولانہ مما مستہ النار فیکرہ ان یجعل علی المیت تفاؤلاً - اس روایت بدائع سے یہ امر بخوبی واضح ہو گیا کہ پختہ اینٹ قبر پر لگانا دو وجہ سے مکروہ ہے - ایک کہ میت کو اس زینت اور آراستگی کی ضرورت نہیں، دوسرے وہ آگ میں پکی ہے تفاؤلاً میت کے قریب ایسی چیز نہ رکھی جائے جسکو آگ میں پکایا ہو - اور بزرگان دین نے اسکو پسند نہیں فرمایا کسی دوسرے شخص نے اگر کسی بزرگ کی قبر کو پختہ کر دیا تو اسمیں اُس بزرگ کے ذمہ کچھ

۲۳ ہو اخذ نہیں یہ دوسروں کا فعل ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ بندہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ ۱۴ ذی الحجہ ھ

بے نماز کے گھر کا کھانا مکروہ ہے

سوال (۸۵۶) زید تارک صوم وصلوٰۃ ہے اور منہیات شرعیہ کا مرتکب ہوتا ہے۔ اس صورت میں زید کے گھر کا کھانا اور اس کے گھر افطار کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب ۔ یہ ظاہر ہے کہ زید فاسق ہوا اور حدیث شریف میں وارد ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فاسق کی دعوت قبول کرنے سے اور اس کے گھر کھانا کھانے سے منع فرمایا ہے (عن عمران بن حصین قال نہی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم والمکرعن اجابۃ طعام الفاسقین مشکوٰۃ شریف) پس موافق اس حدیث کے زید کے گھر افطار کرنا اور کھانا کھانا ممنوع ہے فقط

کسی شخص کا جانور کے ساتھ جماع کرنے اور اسکا گوشت کھانے کا حکم

سوال (۸۵۷) اگر کوئی شخص کسی جانور کے ساتھ جماع کرے تو اسکے لئے کیا حکم ہے۔ اور گوشت کھانا اُس جانور کا کیسا ہے؟

الجواب شامی میں ہے ویعزر وتذبح البہیمۃ وتحرق علے وجہ الاستحباب ویحرم اکل لحمہا الخ۔ یعنی اگر جانور کے ساتھ کسی نے جماع کیا تو وہ شخص تعزیر دیا جاوے کوڑے مارا جاوے یہ حکم حاکم کیلئے ہے اور اس جانور کو ذبح کیا جاوے یعنی کھایا نہ جاوے۔ لیکن یہ حکم علی وجہ الاستحباب ہے اور اگر اسکا گوشت بعد ذبح کے کھالیوے درست ہے مگر اچھا نہیں۔ اور جیسا کہ فقہاء نے اسکے گوشت کو جلانے کا حکم لکھا ہے اسی طرح اُس گوشت کو دفن کردینا بھی درست ہے۔ فقط

عیدین کی نماز کے بعد دعا مانگنا جائز ہے اور خطبہ کے بعد نہیں۔ الوداع پڑھنا خطبہ آخرہ رمضان میں سلف سے ثابت نہیں

سوال (۸۵۸) بعد نماز عیدین دعا مانگنا کیسا ہے؟ اور بعد خطبہ کے دعا مانگنا جائز ہے یا نہیں؟

(۲) رمضان شریف کے جمعہ آخر کے خطبہ میں الوداع پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب ۔ عیدین کی نماز کے بعد تو دعا مانگنا مثل تمام نمازوں کے مسنون ومستحب ہے مگر خطبہ کے بعد دعا مانگنا ثابت اور جائز نہیں ہے۔ (۱) الوداع کا پڑھنا خطبہ اخیرہ ماہ رمضان المبارک میں سلف اہل سنّت سے ثابت نہیں ہے۔ اور بعض علماء نے لکھا ہے کہ یہ شعار روافض خذلہم اللہ کا ہے پس اس کو ترک کرنا چاہیئے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

حقوق باری تعالیٰ میں صبر کرنا باعث اجر ہے جیسا کہ روزہ افطار نہ کیا اور مرض سے مرگیا وغیر ذالک

سوال (۸۵۹) ایک شخص روزہ دار مرض ناگہانی میں مبتلا ہوجاوے اور روزہ افطار نہ کرے اور اسی اثنا میں مرجائے تو بکر کہتا ہے کہ اسکے جنازہ کی نماز نہ پڑھی جاوے۔ یہ صحیح ہے یا نہ؟

الجواب ۔ نماز جنازہ اُس شخص کی پڑھنا چاہیئے۔ بکر کا قول غلط ہے۔ وہ گنہگار نہیں ہوا

الجواب - سونے چاندی کے کیس کی گھڑی رکھنا ناجائز اور حرام ہے۔ ہکذا فی کتب الفقہ فقط

تقبیل ارض بین یدی العلماء والعظماء اور اسی طرح قبر کو چومنا حرام ہے

سوال (۸۶۶) تنویر الابصار اور اس کی شرح در مختار کتاب الحظر والاباحۃ میں جو یہ مسئلہ لکھا ہے کہ عالم یا عابد یا کسی اور کے سامنے زمین کو بوسہ دینا حرام ہے الخ تو یا اس کا مطلب یہی ہے کہ [illegible] کے سامنے سجود وغیرہ کھڑے یا بیٹھے ایسے عالم یا عابد یا کسی اور کے سامنے زمین کو بوسہ دینا حرام ہے یا کچھ اور ہے اور نیز اس میں کہ علامہ شامی نے جو اس تقبیل کے باب میں ذکر کیا ہے پر اطلاق سجود علی ہذا التقبیل فرمایا تو بناءً علیہ اس تقبیل سے مراد سجدہ ہے یا نہیں۔ اور نیز اس میں کہ تقبیل مذکور کی حرمت سے کسی پیر شہید کی قبر کو چومنے کی بھی حرمت ثابت ہو سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب - تقبیل الارض بین یدی العلماء والعظماء حرام ہے۔ یہی مطلب ہے کہ زندہ علماء وغیرہ کے سامنے تقبیل ارض حرام ہے لان یشبہ عبادۃ الوثن اور اس تقبیل پر اطلاق سجود کا فقہاء نے کیا ہے۔ پھر اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر تحیۃً کیا ہے تو کفر نہیں فسق و معصیت کبیرہ ہے اور اگر تعظیماً و عبادۃً کیا ہے تو کفر ہے اور تقبیل مذکور سے قبور کے چومنے اور سجدہ کرنے کی حرمت بھی بدرجہ اولیٰ ثابت ہوتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

مرد کو عورت سے بدن دبوانا اس کی تفصیل

سوال (۸۶۷) اصلاح الرسوم میں ہے کہ مرد کو عورت سے بدن دبوانا جائز نہیں۔ یہ مقید ہے یا مطلق؟

الجواب - یہ مسئلہ مقید ہے یعنی مرد کو اجنبیہ عورت سے بدن دبوانا درست نہیں بخلاف زوجہ کے کہ مطلقاً درست ہے اور محارم سے بشرط امن شہوت درست ہے۔ قال فی الدر المختار وما حل نظرہ مما مر من ذکر او انثی حل لمسہ اذا امن الشہوۃ علی نفسہ وعلیہا الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

تاجر شراب کا مسجد وغیرہ میں چندہ لینا جائز نہیں

سوال (۸۶۸) تاجر شراب کا چندہ لینا مدرسہ میں درست ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا؟

الجواب - اگر تاجر شراب، شراب کے منافع سے ہی مدرسہ میں دیوے تو جائز نہیں۔ البتہ اگر کسی دوسرے کسب حلال سے دیوے تو کچھ حرج نہیں۔ قال فی الدر المختار وسقط تقومها فی حق المسلم الخ وحرم الانتفاع الخ ولا یجوز بیعها الخ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

سود خوار کی دعوت اگر آمدنی غیر سود سے ہو قبول کرنا اور کھانا درست ہے مگر غیر اولیٰ ہے

سوال (۸۶۹) سود خوار کی دعوت قبول کرنا یا اس کے یہاں کھانا کیسا ہے۔ اگر کسی نے [illegible] کھا لیا تو کیسا ہے؟

غیر الخالق مگر تحقیق وہی ہے جو پہلے لکھی گئی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

مُردہ کو جائے مرگ سے نقل کرنے میں اختلاف ہے

سوال (۳۰۰م) مُردہ کو بموجب وصیت اُسکے غیر وطن میں مرا ہوا اُسکے وطن میں لیجا کر دفن کرنا اور وطن ۵۰ میل فاصلہ پر ہو گیا یہ بالکل حرام ہے یا مکروہ تحریمی یا تنزیہی۔ دلی وطن میں ہو اس خیال سے لیجانا درست ہے یا نہ۔ بعض احادیث سے اسکا ثبوت ملتا ہے عبد الرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صحابہ کرامؓ نے مکہ معظمہ میں لا کر دفن کیا یہ فعلِ صحابہ ہے جواز کیلئے اتنی حجت کافی ہے یا نہیں۔ شامی و درمختار میں لا باس بہ لکھا ہے۔ غرض میری یہ ہے کہ اسکے متعلق بڑا فتنہ ہوا ہے۔ لہذا جواز یا عدم جواز جو جانب راجح ہو مفصل طور سے تحریر فرمائیے۔

الجواب قال فی شرح المنیۃ الکبیر ویستحب فی القتیل والمیت دفنہ فی المکان الذی مات فیہ فی مقابر اولئک القوم وان نقل قبل الدفن قدر میل او میلین فلا باس بہ قیل هذا التقدیر من محمد یدل علی ان نقلہ من بلد الی بلد لا یجوز او مکروہ لان مقابر بعض البلدان ربما بلغت هذہ المسافۃ ففیہ ضرورۃ ولا ضرورۃ فی النقل الی بلد آخر وقیل یجوز ذلک ما دون السفر لما روی ان سعد بن ابی وقاص مات فی قریۃ علی اربعۃ فراسخ من المدینۃ فحمل علی اعناق الرجال الیها وقیل لا یکرہ فی مدۃ السفر ایضاً۔ واما بعد الدفن فلا یجوز اخراجہ الخ اور شامی نے درمختار کے اس قول فلا باس بنقلہ قبل دفنہ کی شرح میں لکھا ہے قیل مطلقاً وقیل الی ما دون مدۃ السفر وقیدہ محمد بقدر میل او میلین لان مقابر البلد ربما بلغت هذہ المسافۃ فیکرہ فیما زاد قال فی النہر عن عقد الفرائد وهو الظاهر اھ۔ ان عبارات سے واضح ہے کہ قبل دفن میت کے نقل کرنے میں اختلاف ہے بعض علماء جائز کہتے ہیں اور بعض ناجائز اور مکروہ۔ اور ظاہراً مراد اُنکی مکروہ سے مکروہ تحریمی ہے۔ اور صاحب نہر کا اس کو ہو الظاہر کہنا اسی ترجیح کو مقتضی ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

کفار کی بیمار پرسی کرنا، کفار کی حالتِ مرض میں خدمت کرنا، کفار کے کفن و دفن میں شریک ہونا اس کی مفصل تحقیق

سوال (۳۰۱م) (۱) کفار کی بیمار پرسی کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۲) کفار کی حالتِ مرض میں خدمت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۳) کفار کے کفن و دفن میں مسلمان کو شریک ہونا جائز ہے یا نہ [illegible] کیا حکم ہے؟

الجواب کفار کی عیادت اور تعزیت جائز ہے [illegible] وفی [illegible] المجوسی [illegible] قال [illegible] وفی النوادر جار یہودی او مجوسی [illegible] ینبغی ان یعزیہ [illegible] اخلف اللہ علیک خیراً منہ واصلحک [illegible]

ازاں نیز بہر فریضہ فرو نرروند۔ اگر ارسال آنہا تا بگوش و دوش است پس عبارت شیخ عبدالحق وملا علی قاری برچہ محمول خواہد بود کہ شیخ در شرح مشکوٰۃ تحت حدیث حریم اسدی گفتہ کہ اگرچہ درازی موئے مذموم ومکروہ نیست لیکن شاید کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دریں مرد ازیں وتربیتہ بدرازی موئے احساس نمود ازیں جہت از حال وے شکایت فرمود انتہی۔ وملا علی قاری تحت حدیث مذکور فرمودہ است ولاشک ان طول الشعر لیس مذموماً ولا جاء امر یقطع ما زاد علی مقدار معلوم منہ فلعلہ صلی اللہ علیہ وسلم رای ھذا الرجل یتبختر بطول جمۃ انتہی؟

الجواب حضرت ملا علی قاری اور امام مناوی رحمہما اللہ نے شرح شمائل میں یہ تحقیق کیا ہے ظاہر الاحادیث المسوقۃ فی ھذا الباب ان المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کان لا یحلق شعرہ بغیر نسک وعلی مقتضاہ جری الحافظ الزین العراقی فی التنبیہ حیث قال یحلق راسہ لاجل النسک وربما قصہ لا فی نسک۔ وقد ورد الامر بحلق النواصی۔ الا لاجل النسک لا المعاصی۔ قال بعض شراح المصابیح لم یحلق النبی صلی اللہ علیہ وسلم راسہ فی سنی الھجرۃ الا عام الحدیبیۃ ثم عام عمرۃ القضاء ثم عام حجۃ الوداع فلیحمل الانواع الحلق منہ بالمسافات الواقعۃ منہ فی ثلاث الازمنۃ واقصرھا ما کان بعد حجۃ الوداع فانہ توفی بعدھا بثلاثۃ اشھر الخ۔ یہ عبارت شرح مناوی کی اور شرح ملا علی قاری کی عبارت بھی اسی کے قریب قریب ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین ہجرتیں میں قصر صرف ایک دفعہ کیا ہے اور دوبارہ طول وقصر جمہ کی وہی تحقیق ہے جو حضرات محققین شراح ومحدثین نے لکھا ہے جو تفصیل واختلاف دربارہ شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واقع ہے کہ بعض روایات میں کانوں تک آنا اور بعض میں اس سے زائد شانوں تک ہونا وارد ہے یہ سب درست اور صحیح ہے اور وہ آپ کے انکار کی وجہ وہی ہو جو شیخ عبدالحق محدث وملا علی قاری نے لکھی ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

میتہ کا لبن اور مرغی میتہ کا انڈا پاک ہے مگر احتیاط عدم اکل ہے	**سوال** (۶۷م) دجاجہ یعنی ماکیان مردہ کے شکم سے جو بیضہ سخت یا نرم نکلے وہ کھانا درست ہے یا نہیں؟

الجواب درمختار میں لکھا ہے وکذا الکل حال الانفحۃ الا انفحۃ واللبن کہ میتہ کا دودھ پاک و حلال ہے اسی قاعدہ سے مرغی کا بیضہ بھی حلال و پاک ہے لیکن بعض فقہاء نے دودھ میتہ کے بارہ میں مذہب صاحبین کو ترجیح دی ہے وہ ناپاک فرماتے ہیں پس احتیاط اسی میں ہے بیضہ کے بارہ میں بھی یہی احتیاط ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

یخرج ویدخل وان کان عندہ انہ لو خرج نجا ولو دخل ابتلی کرہ لہ ذلک فلا یدخل ولا یخرج صیانۃً لاعتقادہ وعلیہ حمل النہی فی الحدیث الشریف مجمع الفتاویٰ الخ اس عبارت سے واضح ہوا کہ جسکا اعتقاد درست ہو خروج عن موضع الطاعون کو سبب نجات اور دخول کو سبب ابتلاء وہلاکت جانتا ہو تو اُسکے حق میں خروج و دخول ممنوع نہیں ہے۔ اور ادائے نماز جنازہ تو فرض کفایہ ہے اُسکے لئے وہاں بغرض ادائے نماز جانا ضروری ہے جبکہ وہ جانتا ہے کہ اگر وہ نہ جاویگا تو نماز جنازہ نہ ہوگی اسیطرح اطباء کو بھی بغرض علاج وہاں جانا درست ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

مجرد قراۃ قرآن پر اُجرت لینا جائز نہیں ہے

سوال (٨٨٥) زید کے والد نے اپنا مکان مبلغ۔ روپیہ میں رہن کر دیا ہے۔ زید حافظ ہے۔ آیا زید کو یہ جائز ہے کہ قرآن شریف سُنا کر اُس کو جو رُپے ملے وہ اپنے والد کو دیدے یا نہیں تاکہ وہ قرضہ ادا کر دیں؟

الجواب۔ قراۃ قرآن پر اُجرت لینا جائز نہیں ہے۔ اور پڑھنے والے اور سُننے والے کو ثواب نہیں ہوتا۔ البتہ تعلیم قرآن پر اُجرت لینا متاخرین نے جائز لکھا ہے بوجہ ضرورت کے لیکن مجرد قراۃ پر اُجرت لینا درست نہیں ہے۔ شامی میں ہے۔ وقال العینی فی شرح الہدایۃ ویمنع القاری للدنیا والآخذ والمعطی آثمان فالحاصل ان ما شاع فی زماننا من قرأۃ الاجزاء بالاجرۃ لا یجوز لان فیہ الامر بالقرأۃ واعطاء الثواب للآمر والقرأۃ لاجل المال فاذا لم یکن للقاری ثواب لعدم النیۃ الصحیحۃ فاین یصل الثواب الی المستاجر ولولا الاجرۃ ما قرء احد لاحد فی ہذا الزمان بل جعلوا القرآن العظیم مکسبًا ووسیلۃ الی جمع الدنیا انا للہ وانا الیہ راجعون اور جو امر ناجائز ہو وہ قرض کیوجہ سے صورت مذکورہ میں جائز نہیں ہو سکتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

قصائی کا پیشہ اختیار کرنا جائز ہے

سوال (٨٨٦) قصائی کا پیشہ اختیار کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب۔ جائز ہے اور دلیل اباحت جمیع انواع حرفہ وکسب جسمیں کوئی امر ممنوع ومحظور شرعی نہ ہو۔ درمختار میں ہے۔ وکل انواع الکسب فی الاباحۃ سواء الخ اور شامی میں ہے فالمراد بقولہ وکل انواع الکسب فی الاباحۃ سواء انہا بعد ان لم تکن بطریق محظور لا یذم بعضہا وان کان بعضہا افضل من بعض الی ان قال وما قیل ان فیہ ازہاق الروح وہو یورث قسوۃ القلب لا یدل علی الکراہۃ بل غایتہ ان غیرہ کالتجارۃ والحراثۃ افضل منہ الخ (کتاب الصید ص ٢٩٥ ج ٥) فقط

اپنی زمین کی گھاس سب لوگوں کا حق ہے

سوال (٨٨٧) زید کے پاس زراعت کے قابل ایک زمین ہے جسکو زید کاشت نہیں کراتا ہے۔ بلکہ اُسکو دیوار سے محیط کر لیا ہے۔ اور اپنے مویشی کو گھاس

چرا لیتے ہیں لیکن گھاس کی نہ تخم ریزی کی ہے نہ آب پاشی کی ہے خودرو ہوتی ہے۔ البتہ اگر زمین میں جنس کاشت کراتا تو ضرور فائدہ زیادہ ہوتا۔ ایا ایسی حالت میں لوگوں کو مویشی چرانے سے زید کو روکنے کا حق جائز ہے یا نہیں؟

الجواب۔ شامی میں ہے۔ ومعنی الشرکة فی الاصطلاء بها بتجفیف الثیاب الخ وفی الکلاء الاحتشاش ولو فی ارض مملوکة غیر ان لصاحب الارض المنع من دخوله ولغیره ان یقول ان لی فی ارضک حقا فاما ان توصلنی الیه او تحشه او تستقی وتدفعه لی وصار کثوب رجل وقع فی دار رجل اما ان یاذن المالک فی دخوله لیاخذه واما ان یخرجه الیه الخ ص ۱۲ ج ۴۔
حاصل اس عبارت کا یہ ہے کہ زید اس زمین کی خودرو گھاس کو روک نہیں سکتا۔ کیونکہ از روئے حدیث شریف الناس شرکاء فی ثلث اس گھاس میں سب کا حق ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

مقروض کو بقدر ادائے قرض سوال کرنا جائز ہے بشرطیکہ طاقت ادا نہ ہو

سوال (۸۰۸) اگر کوئی شخص مقروض ہو یا کسی اہم خرچ میں پڑے اور اپنے پاس روپیہ موجود نہ ہو۔ اور طاقت ادا بھی نہ ہو تو اس صورت میں مقروض خود سوال کر سکتا ہے یا دوسرے سے سوال کرا سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب۔ ایسا مدیون و مقروض جسکو طاقت ادا نہ ہو بقدر ادائے قرض سوال کر سکتا ہے اور کرا سکتا ہے۔ اگر اہل اسلام اسکی اعانت کریں اچھا ہے۔ ایک حدیث شریف میں ہے۔ یا قبیصة ان المسئلة لا تحل الا لاحد ثلثة رجل تحمل حمالة فحلت له المسئلة حتی یصیبها الحدیث رواہ مسلم اور دوسری حدیث میں ہے۔ ان المسئلة لا تحل لغنی ولا لذی مرة سوی الا لذی فقر مدقع او غرم مفظع ومن سال الناس لیثری به ماله کان خموشا فی وجهه یوم القیامة ورضفا یاکله من جهنم فمن شاء فلیقل ومن شاء فلیکثر (رواہ الترمذی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

وضو سے بچا ہوا پانی اور آب زمزم کھڑے ہو کر پینا مستحب ہے۔ اور باقی پانی کھڑے ہو کر پینا مکروہ ہے

سوال (۸۰۹) کتنے پانی ہیں جنکو کھڑے ہو کر پینا جائز ہے۔ بخاری شریف کی حدیث سے کھڑے ہو کر پینا ممنوع معلوم ہوتا ہے؟

الجواب۔ درمختار میں ہے۔ وان یشرب بعده من فضل وضوئه کماء زمزم مستقبل القبلة قائما او قاعدا وفیما عداهما یکره قائما تنزیها الخ۔ ماتن درمختار نے وضو کے بچے ہوئے پانی کو کھڑے ہو کر پینا مستحبات میں لکھا تھا۔ اسپر شارح نے ماء زمزم کو بھی بڑھایا کہ اسکا بھی کھڑے ہو کر پینا مستحب ہے۔ ماسوا ان دونوں کے کھڑے ہو کر پینا مکروہ تنزیہ لکھا ہے لیکن قائما کے بعد شارح کا لفظ او قاعدا بڑھانا اس طرف مشیر ہے کہ اختیار ہے خواہ کھڑے ہو کر پیوے

یا بیٹھکر پوری تفصیل شامی میں ہے اُسکو دیکھ لیا جاوے فقط واللہ تعالیٰ اعلم ۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

داڑھی کتنی رکھنی چاہیئے

سوال (۸۹۰) بعض کا قول ہے کہ یکمشت داڑھی رکھنا مسنون ہے اگر یہ صحیح ہے تو یکمشت کہاں سے لی جائیگی ؟

الجواب ۔ قال فی الدر المختار والسنة فیہا القبضة الخ وفی الشامی وھو ان یقبض الرجل لحیتہ فما زاد منہا علی قبضة قطعہ الخ شامی ۔ اور یہ قبضہ ٹھوڑی کے نیچے سے لیا جاوےگا فقط

دیوالی کو اہل ہنود کی دی ہوئی مٹھائی کا حکم

سوال (۸۹۱) دیوالی کو اہل ہنود اپنے ملنے والوں کو اپنی خوشی سے کچھ مٹھائی وغیرہ دیتے ہیں ۔ شرعاً یہ مٹھائی وغیرہ ہنود سے مسلمانوں کو لینا اور کھانا کیسا ہے ؟

الجواب ۔ لینا اور کھانا اُسکا درست ہے ۔ کما افتی بہ المحدث الفقیہ مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہ العزیز ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم ۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

مسجد میں کلام مباح دنیاوی جائز ہے

سوال (۸۹۲) مسجد میں باتیں کرنا جائز ہیں یا نہیں ۔ اگر ہیں تو کس بات کا کرنا جائز ہے ۔ اور باتیں کرنیوالے کے حق میں جو وعید حدیث شریف و کتب فقہ میں وارد ہیں بیان فرمادیں ؟

الجواب ۔ رد المحتار یعنی شامی میں ہے ۔ الکلام المباح من حدیث الدنیا یجوز فی المساجد وان کان اولی ان یشتغل بذکر اللہ تعالیٰ کذا فی التمرتاشی ہندیہ وقال الکبیری ما فی المدارک ومن الناس یشتری لہو الحدیث المراد بالحدیث الحدیث المنکر کما جاء الحدیث فی المسجد یاکل الحسنات کما یاکل البہیمة الحشیش انتہی فقد افاد ان المنع خاص بالمنکر واما القول المباح فلا ۔ قال فی المصفی الجلوس فی المسجد للحدیث ماذون شرعاً لان اہل الصفة کانوا یلازمون المسجد وکانوا ینامون ویتحدثون ولہذا لا یحل لاحد منعہ کذا فی الجامع البرہانی الخ ۔ اس عبارت سے واضح ہے کہ مسجد میں مطلقاً دنیا کی باتیں کرنا منع نہیں ہیں بلکہ بُری باتیں منع ہیں جیسے کسی کی غیبت کرنا ۔ کسی کو فحش کہنا وغیرہ ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم ۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

مسائل شتّٰی

سجادہ اور متولی کس کو کہتے ہیں

سوال (۸۹۳) سجادہ اور متولی کسکو کہتے ہیں اور سجادہ و متولی کسکو بنانا چاہیئے

الجواب ۔ جو مرید کسی شیخ کا کامل ہوجاوے اور اتباع سنت وعلم و عمل میں و معرفت میں اُس کا قدم راسخ ہوجاوے وہ سجادہ اور جانشین ہونا چاہیئے ۔ باقی شرائط و اجازت

وخلافت قول جمیل شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ میں دیکھنا چاہیئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

دھوبی نے ایک کا کپڑا دوسرے کو دیا اُسکے استعمال کا حکم

سوال (۸۹۴) زید کا کرتہ دھوبی نے غلطی سے اور کو دیدیا اور کسی دوسرے شخص کا کرتا زید کو دیدیتا ہے تو اس کرتے کو لینا اور استعمال کرنا زید کو جائز ہے یا ناجائز۔ اگرچہ وہ کرتا قیمت میں کم و بیش ہو۔ اگر زید نہیں لیگا تو اُسکو نقصان ہوگا؟

الجواب شامی میں ایسی صورت لکھی ہے جس سے جواز معلوم ہوتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کامل مقبول کی شناخت عند الشرع

سوال (۸۹۵) کامل مقبول کی کیا شناخت ہے۔ کتب تصوف میں لکھا ہے کہ اہل اللہ برائے فتوح کوئی عمل نہیں پڑھتے تو پھر اُنکو فتوحات کس طرح حاصل ہوتی ہیں؟

الجواب۔ عند الشرع کامل مقبول کی شناخت یہ ہے کہ کبائر سے مجتنب ہو۔ صغائر پر مصر نہ ہو زاہد فی الدنیا ہو۔ راغب فی الآخرت ہو۔ طاعات پر مواظبت ہو۔ تعلق دل کا اللہ پاک سے رکھتا ہو وغیرہ وغیرہ اور اس عمل و رسوخ کا ثمرہ دنیا میں بھی من جانب اللہ بلا طلب یہ ظاہر ہوجاتا ہے کہ ہر چیز اُسکی طرف میلان کرنے لگتی ہے۔ اور حق تعالیٰ ہی خود اُسکا حامی و متکفل ہوجاتا ہے من کان للہ کان اللہ لہ جب وہ دنیا سے معرض ہوجاتا ہے اور حق تعالیٰ کی خدمت و اطاعت میں مصروف ہوتا ہے تو دنیا اُسکی خدمت کیلئے متوجہ ہوجاتی ہے ورد فی الحدیث القدسی اخدمی من خدمنی الخ غرض اُنکو فتوح بوجہ عملیات مروجہ نہیں ہوتی بلکہ حسب ارشاد خداوندی ان الذین اٰمنوا وعملوا الصٰلحٰت سیجعل لھم الرحمٰن ودا۔ الآیہ۔ ہر چیز اُنکی مطیع و منقاد ہوجاتی ہے فقط

صحیح یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور بچوں سے سوال قبر نہ ہوگا

سوال (۸۹۶) مسلمانوں کے جو بچے نابالغ مرتے ہیں کیا اُن سے سوال قبر ہوگا۔ اور کیا وہ بچے والدین کو بھی یاد کرتے ہیں یا نہیں؟

الجواب۔ درمختار میں ہے۔ والاصح ان الانبیاء لا یسئلون ولا اطفال المؤمنین (ترجمہ) اور صحیح تر یہ ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ سے سوال نہ ہوگا۔ اور نہ مسلمانوں کے بچوں سے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ مفتی دارالعلوم دیوبند

ع وقات و مثلہ فی خلاصۃ الفتاوی والہندیہ ۱۲ محمد شفیع عفا عنہ

فہرست مضامین عزیز الفتاویٰ جلد پنجم سنہ ۱۳۵۸ھ

لسٹ کتب خیر

حصۂ پنجم امداد المفتین

از جمادی الثانی سنہ ۱۳۵۱ ہجری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حدیث لوکان موسیٰ و عیسیٰ حیین کی تحقیق

سوال (۳۵۴) لوکان موسیٰ و عیسیٰ حیین لما وسعہما الا اتباعی یہ حدیث کسی حدیث کی کتاب میں موجود ہے کہ نہ بیہقی کا حوالہ دیا جاتا ہے کیا اسمیں ہے یا نہیں
(۲) لوکان بعدی نبی لکان ابن عمر بن خطاب رواہ الترمذی کیا غریب یا صحیح ہے وہ غریب کہتے ہیں؟

الجواب - حدیث لوکان موسیٰ و عیسیٰ حیین کسی حدیث کی معتبر کتاب میں موجود نہیں البتہ تفسیر ابن کثیر میں ضمناً یہ الفاظ لکھے ہیں اور اسی طرح اور بعض کتب تصوف میں نقل کردیا ہے مگر سب جگہ بلا سند نقل کیا ہے۔ اس لئے یہ حدیث چند وجوہ احادیث مشہورہ کے معارض نہیں ہوسکتی۔

اولاً معارض کیلئے مساوات فی القوۃ شرط ہے اور اس حدیث کا کہیں پتہ نہیں اور جہاں کہیں ہے تو وہ بلا سند ہے اور یہ قول ائمہ حدیث کا مقبول و مشہور ہے کہ لولا الاسناد لقال من شاء ما شاء۔ ثانیاً اگر بالفرض یہ حدیث معتبر بھی ہو تو احادیث متواتر دربارۂ حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام کے معارض ہوگی اور ترجیح کی نوبت آئیگی تو ظاہر ہے کہ احادیث کثیرہ متواترہ المعنی کو اس کے مقابلہ میں ترجیح ہوگی نہ ایک اس حدیث کو جسکا حدیث ہونا بھی ہنوز متعین نہیں۔ ثالثاً اگر ان الفاظ کو صحیح اور ثابت بھی مان لیا جاوے تب بھی اس سے وفات عیسیٰ علیہ السلام ثابت نہیں ہوتی بلکہ اسکے معنی صاف یہ ہیں کہ عالم زمین پر موجود ہوتے کیونکہ حدیث میں اتباع نبوت کا ذکر ہے اور یہ اتباع اس عالم کیساتھ تعلق رکھتا ہے۔ سو یہ صحیح ہے کہ اگر عیسیٰ علیہ السلام اس عالم میں زندہ ہوتے تو آپ کا اتباع کرتے لیکن وہ دوسرے عالم میں ہیں اگرچہ زندہ ہیں اسلئے اتباع ان پر ضروری نہ رہا۔ سمجھنے کیلئے اتنا ہی کافی ہے اور اگر اس مضمون کو مبسوط دیکھنا چاہتے ہو تو مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحب نے اس مضمون پر مستقل رسالہ لکھا ہے وہ ملاحظہ فرمائیے۔

(۲) اور حدیث عقبہ بن عامر کو ترمذی نے غریب فرمایا ہے لیکن اس سے صحیح نہ ہونا لازم نہیں آتا کیونکہ غریب اور صحیح میں منافات نہیں ہے جیسا کہ اصول حدیث سے ادنیٰ معرفت رکھنے والے پر ظاہر ہے اور اسی وجہ سے خود ترمذی کی کتاب میں سینکڑوں جگہ ایک ہی کو صحیح بھی فرمایا ہے اور

غریب بھی۔ حدیث غریب باتفاق حجت ہے بشرطیکہ راوی اسکا ثقہ ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ

غیر مقلد کے پیچھے حنفی کی نماز درست ہے یا نہیں؟

سوال (۳۵۵) کیا فرماتے ہیں علمائے دین ایک شخص غیر مقلد جو کہ حنفیوں کو نماز پڑھاتا ہو اُسکے پیچھے نماز حنفیوں کو بلا کراہت جائز ہے یا نہیں اور وہ امام غیر مقلد بڑا متعصب امام صاحب ابو حنیفہ کی توہین کرتا ہے اور جب سے وہ امام ہوا ہے لوگوں میں اختلاف کر دیا ہے اور اگر کوئی فاتحہ خلف الامام نہ پڑھے تو کہتا ہے کہ تمہاری نماز نہیں ہوئی۔ برائے مہربانی جواب سے مطلع کریں تاکہ ہم لوگوں کے سامنے پڑھکر سنائیں۔ اس ملک میں کوئی عالم بھی نہیں جواب میں اگر دیر ہوئی تو لوگ غیر مقلد ہو جائیں گے۔ جواب مدلل ہو؟

الجواب غیر مقلد امام جس کا حال سوال میں درج ہے جو امام اعظم ابو حنیفہ رح کو بُرا کہتا ہے اُسکے پیچھے نماز مکروہ ہے بشرطیکہ یہ معلوم یا مظنون ہو کہ وضو اور طہارت کے مسائل میں وہ احتیاط کرتا ہے یعنی جن صورتوں میں امام اعظم رح کے نزدیک وضو ٹوٹ جاتا ہے اُن میں وہ احتیاطاً وضو کر لیتا ہے اور اگر ایسا نہ ہو یعنی احتیاطاً وضو نہ کرتا ہو تو پھر نماز اُسکے پیچھے بالکل جائز نہیں قال فی الدر المختار ونکرہ خلف الامرد الی قولہ ومخالف کشافعی لکن فی وتر البحران تیقن المراعاة الی قولہ المراعاة فی الفرائض من الشروط والارکان (شامی) لم یکرہ او عدمہا لم یصح وان شک کرہ (شامی ص۵۲۰ باب الامامۃ) - امام اعظم ابو حنیفہ رح تقریباً آدھی دنیا کے امام متبوع ہیں اور کروڑوں مسلمان اور ہزاروں ہزار علماء و محدثین اور بڑے بڑے ائمہ حدیث اُن کے شاگرد اور تابع و مقلد ہیں انکو بُرا کہنا اور توہین کرنا آدھی دنیائے اسلام کی توہین ہے اور ان حضرات کی توہین و بدگوئی یقیناً فسق ہے۔ اور فاسق کے پیچھے نماز باتفاق مکروہ ہے۔ اور اگر ایسے ایسے ائمہ ہدیٰ کا معاذ اللہ اعتبار نہ رہے تو پھر بخاری اور مسلم اور دوسرے محدثین جو امام اعظم رح کے شاگرد در شاگرد کئی واسطے سے ہیں اُنہیں کا کیا اعتبار رہیگا اور معاذ اللہ اگر ان حضرات کا اعتبار اٹھا تو پھر دین و مذہب کا کہیں ٹھکانا نہیں فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ

ایک باپ اور چند بیٹوں نے کچھ جائداد پیدا کی بعد وفاتِ والد تقسیم کی صورت کیا ہوگی؟

سوال (۳۵۶) ایک شخص کے دو لڑکے ایک ذی ہنر اور دوسرا جاہل اور جو ذی ہنر تھا وہ چھوٹا تھا والد کے ساتھ تھا اور جو بڑا تھا وہ جاہل کبھی والد کے ساتھ اور کبھی جدا رہتا تھا۔ والد محض مسکین تھا اسکی اراضی اپنے نام داخل تھی اور بڑا لڑکا بغیر اراضی گھر کی چیز منقولہ تقسیم کر کے لے گیا تھا اور جو چھوٹا لڑکا تھا وہ وسیع آمدنی والا تھا والد کی خدمت بھی کرتا تھا اور اپنی خرید شدہ اراضی اپنے نام داخل کرا تا تھا۔ صرف

خود پیداکردہ جائداد کو اور والد سے قبل از فوت چھ سال اقرار نامہ بایں مضمون لکھدیا تھا جو پیش خدمت ہے
اب بڑا لڑکا بعد فوت اپنے برادر کے کچھ اراضی پر دعویٰ کرتا ہے۔ حالانکہ عرصہ بارہ سال سے
اسنے اپنے نام داخل کرائی ہوئی ہے اور اپنے والد کے اقرار نامہ پر اعتماد کر رہا ہے اور اس جگہ کے
علماء کہتے ہیں کہ اسکو جو تھا حصہ آتا ہے۔ کتاب الشرکۃ شامی کو دیکھکر۔ پس ایا اقرار نامہ شرعاً
قابل اعتبار ہے یا نہیں اگر ہے تو وصل ہے یا ہبہ ہو جاتا ہے اور کتب فقہ سے معلوم ہوتا ہے کہ
اقرار ہبہ ہی ہو جاتا ہے۔ اقرار نامہ یہ ہے: میںکہ غوث شاہ والد قادر بخش قریشی سکنہ قادر پور
تحصیل خانپور ریاست بہاولپور اقرار کرکے تحریر کر دیتا ہوں اس بات پر مظہر کے دو لڑکے مسمیان
میدن شاہ وگل محمد شاہ ہیں۔ میری جائداد ذاتی حسب ذیل چہارم حصہ فلاں اور نصف حصہ فلاں
اور نصف حصہ فلاں نی اراضی والا۔ اور سویم حصہ فلاں ششم حصہ فلاں۔ اور ایک مکان سکنی
بجتہ در شہر قادر پور ملکیت مظہر کی ہے۔ علاوہ اس کے جو اراضی موضع فتحپور اور چودھری دلکو
اراضی قریب خانقاہ شریف موضع قادر پور میں ہے یہ ملکیت خاصہ پسر مظہر مسمی گل محمد شاہ کی جو
جائداد خود پیداکردہ ہے میرا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے میری فوتیدگی کے بعد اگر پسر مظہر
مسمی میدن شاہ اس جائداد پر دعویٰ کرے تو اسکا کوئی تعلق نہ ہوگا۔ کیونکہ پیداکردہ گل محمد
شاہ کی ہے جسقدر جائداد ذاتی مظہر کی ہے وہ بدستور میرے قبضہ میں رہیگی۔ بعد میں اگر مظہر
اپنی جائداد کو ہبہ کرے یا بیع کرے تو بہتر ورنہ میرے ورثہ بموجب پیمانہ شرعی مالک خیال کئے
جائیں گے۔ لہذا چند حروف مجمع عام میں تحریر کئے دیتا ہوں کہ مظہر کے پسران اسی کے موافق
عمل کرینگے فقط۔ عرصہ چھ سال کے بعد اس مقر کا انتقال ہوا۔

گواہ شد	گواہ شد	گواہ شد	گواہ شد	العبد	گواہ شد	گواہ شد	گواہ شد
فلاں	فلاں	فلاں	فلاں	غوث بخش شاہ بقلم خود	فلاں	فلاں	فلاں

بڑا برادر اپنے برادر کی تمام اراضی پر دعویٰ نہیں کرتا بلکہ بعض بعض پر آیا شرعاً کاذب ہے یا صادق بینوا بالدلیل؟

الجواب - اگر اقرار نامہ مندرجہ سوال واقعی اور صحیح ہے تو بلاشبہ جو اراضی و جائداد اس اقرار نامہ
کی رُو سے غوث شاہ کی ملکیت ثابت ہوتی ہیں۔ وہ بعد اُنکی وفات کے اُنکے وارثوں پر حسب حصص
شرعیہ تقسیم ہونگی۔ اسکے علاوہ دوسری جائدادیں سب تنہا گل محمد شاہ کی ملک ہونگی اُن میں غوث شاہ
کے دوسرے وارثوں کا کوئی حق نہیں۔ کیونکہ اگر فی الواقع یہ جائدادیں گل محمد شاہ ہی نے اپنے روپیہ سے خریدی
تھیں تب تو اسکا مالک ہونا ظاہر ہی ہے لیکن اگر بالفرض غوث شاہ نے اپنے روپیہ سے خریدی ہوں

تب بھی اس اقرار سے وہ گل محمد شاہ کے نام ہبہ ہو گئی اور گل محمد شاہ اپنے والد کی حیات ہی میں اس کا مالک ہو گیا (بشرطیکہ غوث شاہ نے ان جائدادوں پر اپنی حیات میں ہی گل محمد شاہ کو قابض و مالک بنا دیا ہو۔ کیونکہ ہبہ کے اتمام کیلئے قبضہ شرط ہے) بہر حال ان جائدادوں کا مالک از روئے اقرار نامہ مذکور تنہا گل محمد شاہ ہے۔ دوسرے وارثوں کا اسمیں حق نہیں۔ اور شامی کی کتاب الشرکۃ سے جن حضرات نے یہ سمجھا ہے کہ دوسرے وارث بھی اس میں شریک ہیں۔ اُنہوں نے غالباً شامی کی پوری عبارت پر پورا غور نہیں فرمایا۔ کیونکہ وہ حکم اس صورت میں ہے جبکہ سب بھائی ملکر باپ کی ساتھ کھانے اور کمانے دونوں میں شریک ہیں اور جو چیز خریدی جائے مشترک روپیے خریدی جائے اور یہ تفاوت معلوم نہ ہو کہ کسکا حصہ کتنا ہے تو یہاں سب میں برابر تقسیم ہوتا ہے۔ اور ایک دوسری صورت بھی شامی نے لکھی ہے کہ ایک بیٹا اپنے باپ کے ساتھ شریک ہو کر کام کرے تو جو کچھ ان دونوں کے کسب سے حاصل ہو وہ باپ ہی کی ملک ہوتا ہے مگر یہ اس شرط کیساتھ ہے کہ دونوں ایک ہی صنعت میں شریک عمل اور بیٹا باپ ہی کیساتھ کھانے پینے وغیرہ میں شریک ہو فقد شرح الشامی بہ فی الشرکۃ الفاسدۃ ص ۳۴۳ ج ۳ حیث قال عن الخیریۃ فی زوج امرأۃ و ابنہا اجتمعا فی دار واحدۃ واخذ کل منہما یکتسب علیحدۃ ویجمعان کسبہما ولا یعلم التفاوت والتساوی ولا التمییز فاجاب بانہ بینہما سویۃ ثم قال الاب والابن یکتسبان فی صنعۃ واحدۃ ولم یکن لہما شیئ فالکسب کلہ للاب۔ اور ظاہر ہے کہ صورت مذکورہ میں بروئے اقرار نامہ گل محمد شاہ کی ملک بالکل جداگانہ منفصل اور متمیز ہے۔ اور کسب میں صنعت واحدہ کی شرکت ہی نہیں۔ لہٰذا جن جائدادوں کو اقرار نامہ نے گل محمد شاہ کی خاص ملک قرار دیا ہے وہ شرعاً اُسی کی ملک ہیں اور کسی کا اُن میں حق نہیں واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ کتبہ بندہ محمد شفیع غفرلہ

بیوی کو بہن کہدیا تو طلاق و ظہار کچھ نہیں

سوال (نمبر ۳۵۵) کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں اگر کسی شخص نے بھول کر اپنی بیوی کو بہن کہدیا کسی دوسرے شخص سے اور بغیر منع کر دیا کہ میری بہن نہیں ہے تو اسکے کہنے سے کوئی حرج تو نہیں اور اگر ہے تو اسکا جبر نقصان کسطرح پر ہو سکتا ہے؟

الجواب - اگر یہی لفظ بعینہ کہے ہیں جو سوال میں مذکور ہیں یعنی کوئی حرف تشبیہ استعمال نہیں کیا مثلاً وہ یوں کہتا کہ وہ میری بہن کی مثل ہے تو یہ لفظ لغو ہے طلاق ظہار وغیرہ کچھ نہیں ہوتا۔ البتہ ایسا کہنا گناہ ہے توبہ کرنی چاہیئے۔ کما صرح بہ فی ظہار العالمگیریۃ والدر المختار۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ

مظلوم مسلمانوں کی امداد کیلئے جتھہ بنا کر جانا اور گرفتار ہونا شرعاً کیسا ہے۔

سوال (نمبر ۳۵۶) آجکل بنام ایڈ مسلمانان کشمیر کی اعانت کیلئے جتھے بنا کر کشمیر میں داخل ہونیکی ترغیب دیجا رہی ہے (۱)

قرآن مجید یا احادیث صحیحہ سے استدلال بتلایئے کہ نہتے مسلمانوں کو مسلح اور منظم افواج کے مقابلہ میں نکلنا چاہیئے یا نہ؟ آیات قرآن مجید، احادیث و مذاہب ثبت فرما دیں؟ (۲) کیا تاریخ اسلام میں ایسی مثال مل سکتی ہے۔؟ (۳) کیا اللہ تعالیٰ کو اپنے علم قدیم کے ذریعے معلوم نہ تھا کہ امت محمدیہ پر ایک ایسا وقت بھی آنیوالا ہے جبکہ وہ بالکل بے کسی کے عالم میں ہونگے اور انکا کیا عمل کیا ہونا چاہیئے۔ یا مسلمانوں کو غیر مسلمانوں کا مرہونِ منت کرنے کیلئے یہ امر ملتوی رکھا۔؟ (۴) کیا پکٹنگ غیر مسلم افواج کی اقتدار نہیں۔ اگر ہے تو یہ کہاں تک جائز ہے؟

الجواب۔ اسمیں شبہ نہیں کیا جا سکتا کہ آجکل کشمیر کے مسلمان سخت مظلوم ہیں اور مظلوم کی اعانت ضروری ہے اور اسمیں بھی شبہ نہیں کہ تمام احکام اسلامیہ شرعیہ کیلئے استطاعت و قدرت شرط ہے اسلئے بحالت موجودہ مسلمانوں پر کوئی ایسا فرض ہندوستان میں عائد نہیں ہو سکتا جو انکی طاقت سے باہر ہو لیکن اب سوال یہ ہے کہ اگر کچھ باہمت لوگ باوجود فرض نہ ہونے کے عزیمت پر عمل کرنیکے لئے اقدام کریں تو جائز ہوگا یا نہیں سو اس بارہ میں یہ تفصیل ہے کہ اگر یہ ظن غالب ہو کہ ہم سب یا اکثر ہلاک ہو جائیں گے۔ اور دشمن پر غالب نہ آسکیں گے تو اقدام کرنا جائز نہیں۔ اور اگر یہ گمان نہ ہو بلکہ کامیابی مظنون ہو اور ضررِ عام مسلمین کا زیادہ خطرہ نہ ہو تو مضائقہ نہیں بلکہ باعثِ ثواب ہے۔ فی البدائع وعلی هذا الغزاة اذا جاءهم جمع من المشركين ما لا طاقة لهم به وخافوهم ان يقتلوهم فلا بأس لهم ان يتحازوا الى بعض امصار المسلمين او الى بعض جيوشهم والحكم في هذا الباب لغالب الرأي واكبر الظن دون العدد فان غلب ظن الغزاة انهم يقاومونهم يلزمهم الثبات وان كانوا اقل عددا منهم وان كان غالب ظنهم انهم يغلبون فلا بأس بان يتحازوا الى المسلمين ليستعينوا بهم وان كانوا اكثر عددا من الكفرة وكذا الواحد من الغزاة ليس معه سلاح مع اثنين منهم معهما السلاح (بدائع ج ۷

(۲) ہاں اسکی نظیر اسلامی تاریخ میں بکثرت ہیں سب سے پہلا جہاد غزوۂ بدر بھی اسکی نظیر بن سکتا ہے کیونکہ مقابلہ کفار کے فوج اور سازوسامان سے مسلمان نہایت کم اور بے سروسامان تھے۔ (صحیح بخاری، مغلطائی) (۳) اللہ تعالیٰ کو ضرور معلوم تھا اور اسکے لئے حکم بھی متعین فرما دیا جو کہ اوپر مذکور ہے۔ یہ حکم آیات قرآنیہ لا تلقوا بایدیکم الی التهلكة اور متحيزا الى فئة وغیرہ الفاظ قرآنیہ سے ثابت ہوتا ہے۔ (۴) [illegible] پکٹنگ کا رواج ہے لیکن اگر جائز مقاصد کیلئے حدودِ شرعیہ کے اندر رہ کر [illegible] تو کوئی مضائقہ نہیں جیسے توپ بندوق

ریل، تار وغیرہ کا استعمال کرتے ہیں اگرچہ موجدین اسکے اکثر کفار ہیں فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ

مسجد کے متعلق چند احکام

سوال (۳۵۹) لب سڑک ایک مسجد ہے جسکے اردگرد ایک احاطہ ہے اس احاطہ میں بعض پھلدار درخت ہیں اور بعض میں سبزی کی کاشت ہوتی ہے جو کچھ آمدنی پھلوں اور سبزی سے ہوتی ہے وہ سب مصارفِ مسجد میں کام آتی ہے جن لوگوں کے بزرگوں نے اپنے صرف سے یہ مسجد اور احاطہ بنایا ہے ان لوگوں نے اپنے رشتہ داروں میں سے ایک شخص کو اس مسجد اور احاطہ کا باضابطہ متولی قرار دیدیا ہے جو مسجد اور احاطہ کی نگرانی کرتا رہتا ہے اور تمام مصارفِ مسجد مثل تنخواہ امام وغیرہ وہی ورثاء بانیان مسجد برداشت کرتے ہیں۔ احاطۂ مسجد میں ایک طرف مسجد سے ملحق لیکن حدودِ مسجد سے خارج ایک کنواں ہے اور غسلخانے وغیرہ ہیں اور دوسری طرف دو حجرے ہیں وہ بھی حدودِ مسجد سے خارج ہیں۔ احاطۂ مسجد کے درختوں اور کاشت کی حفاظت اور خدمت کیلئے ایک غیر مسلم کاشتکار ملازم ہے (۱) اس کنویں سے جبکہ وہ حدودِ مسجد سے خارج ہے غیر مسلم کے ذریعہ احاطۂ مسجد کے درختوں اور کاشت کی آب پاشی جائز ہے یا نہیں ؟ (۲) کسی ایک حجرہ میں جبکہ حدودِ مسجد سے خارج ہے غیر مسلم کاشتکار کا جو محافظِ درختاں ہے رہنا جائز ہے یا نہ ؟ (۳) احاطۂ مسجد کے کسی درخت کو غیر ضروری یا دیگر کاشت کیلئے مضر سمجھکر متولی مسجد ہذا اور ورثاء بانیان مسجد ہذا کا اُسکو کٹوانا درانحالیکہ اسکی آمدنی مصارفِ مسجد ہی میں کام میں لائی جاوے جائز ہے یا نہ ؟ (۴) مندرجہ ذیل ہدایات جو ضروری ہدایات کے عنوان سے مسجد ہذا میں متولی نے بمشورہ ورثاء بانیان مسجد ہذا کے آویزاں کی ہیں درست ہیں یا نہیں۔ مثلاً اوقات نماز پنجگانہ میں بلحاظ موسم گھٹانا بڑھانا امام مسجد کے اختیار میں ہوگا۔ اور مسجد کی صفائی اور فرش وغیرہ کا انتظام مؤذن مسجد کے ذمہ ہوگا۔ اور رمضان شریف میں تراویح کیلئے حافظ کا تقرر بمشورہ متولی امام مسجد کے اختیار میں ہوگا۔ اور مسجد کی ضروریات اور تعمیر وغیرہ کیلئے متولی کو مطلع کرنا امام مسجد کے ذمہ ہوگا۔ اور مسجد میں سوائے نماز اور وظائف کے کسی قسم کی دنیوی باتوں اور جھگڑوں کی شرع شریف کی رُو سے سخت ممانعت ہے اور بجائے ثواب کے عذاب کا اندیشہ ہے۔ امام مسجد کا فرض ہوگا کہ وہ ایسے لوگوں کو روکیں۔ اور مسجد میں تقریر اور مباحثہ کیلئے متولی سے اجازت حاصل کرنا ضروری ہے۔ اور مسجد میں کسی شخص کا ٹھیرانا کسی کو جائز نہ ہوگا۔ اور احاطۂ مسجد کی گھاس اور پھلدار درختوں کے پھل اور ناقص درختوں کا فروخت کرنا متولی کے اختیار میں ہوگا۔ اور احاطۂ مسجد کے درختوں میں سے پھل وغیرہ کا توڑنا مقتدی وغیرہ کیلئے جائز نہ ہوگا۔ (۵) کسی مقتدی کا جو ورثاء بانیان مسجد میں سے نہ ہو بلا اطلاع متولی

احاطہ مسجد میں کوئی پودا لگانا اور یہ کہنا کہ ہم اس کے پھل کھائینگے جائز ہے یا نہیں؟ (۶) کسی مقتدی کو جو دشار بانیان مسجد میں سے نہ ہو متولی کی ان ہدایات کی مخالفت کرنا اور یہ کہنا کہ یہ سب وقف ہی اور ہم اس مسجد کے مقتدی ہیں سب مسلمان حقدار ہیں۔ ان پھلوں و سبزی کی کاشت کو استعمال کرینگے کہاں تک درست ہے؟ (۷) کوئی نمازی متولی کی ان ہدایات کی مخالفت اس بنا پر کہ وہ کبھی مسجد میں تیل وغیرہ لا دیتا ہے کر سکتا ہے یا نہیں؟ (۸) صورت مذکورہ میں متولی کی مخالفت کرنیوالا اور اسکو برا کہنے والا یا متولی کی حمایت کرنیوالا اور اسکی امداد کرنیوالا کس درجہ میں ہے؟

الجواب - اس کنویں سے مسجد کے متعلقہ درختوں اور زراعت کیلئے آب پاشی جائز ہے مسلم کے ذریعہ کی جاوے یا غیر مسلم کے۔ بشرطیکہ غیر مسلم طہارت و نجاست میں فرق رکھتا ہو۔ (۲) مسجد کے حجرے جو نقشہ مسجد میں درج ہیں انمیں کسی غیر مسلم کا رکھنا اگرچہ بغرض حفاظت اشجار موقوفہ ہو مناسب نہیں۔ البتہ احاطہ مسجد جسمیں کاشت وغیرہ ہے اسمیں کوئی حجرہ بناکر اسمیں غیر مسلم کو رکھا جا سکتا ہے کیونکہ یہ حجرے فنائے مسجد میں داخل ہیں اور عادۃً فنائے مسجد کے حجرے خاص مصالح مسجد کیلئے بنائے جاتے ہیں جیسے امام مؤذن یا طالب العلم وغیرہ لوگوں کی رہائش کیلئے اور مسجد کی جائداد کی حفاظت کرنیوالا ملازم جبکہ وہ غیر مسلم ہے ان مصالح کے اندر داخل نہیں۔ اگرچہ جائداد مسجد کے متعلقہ مصالح میں داخل ہے لیکن یہ دونوں چیزیں یعنی مصالح مسجد اور مستغلات مسجد جدا جدا ہیں ایک کا استعمال دوسرے میں جائز نہیں قال الشامی (تنبیہ) قال الخیر الرملی اقول ومن اختلاف الجہۃ ما اذا کان الوقف منزلین احدھما للسکنی والاخر للاستغلال فلا تصرف احدھما للاخر وافقہ الفتوی۔ شامی کتاب الوقف احکام المساجد۔ قال فی العالمگیریہ قیم المسجد لا یجوز لہ ان یبنی حوانیت فی حد المسجد او فنائہ لان المسجد اذا جعل حانوتا ومسکنا تسقط حرمتہ وھذا لا یجوز والفناء تبع للمسجد فیکون حکمہ حکم المسجد کذا فی محیط السرخسی (عالمگیری صفحہ ۳۵۹ مصری ج ۲ کتاب الوقف الباب الثانی عشر) (۳) جائز ہے لما فی العالمگیریۃ وکذلک لو وقف شجرۃ باصلہا علی مسجد فیبست او یبس بعضہا یقطع الیابس ویترک الباقی لذا فی محیط السرخسی (صفحہ ۳۶۲ ج ۲) (۴) ہدایات مندرجہ سوال سب صحیح و درست ہیں متولی کو شرعاً اس قسم کے انتظامات کرنیکا حق حاصل ہے اور یہ بالکل ظاہر ہے۔ اور ہدایت نمبر ۵ و نمبر ۹ بھی بقول مفتی بہ صحیح ہیں۔ فی العالمگیریہ مسجد فیہ شجرۃ تفاح یباح للقوم ان یفطروا

بهذا النقل - قال الصدر الشهيد المختار انه لا يباع - كذا في الذخيرة (عالمگیری ص ۳۶۲ ج ۲)
وايضاً فيه اهل المسجد لو باعوا في اوقاف المسجد من الجرد المستغل اول متولٍ فان
لم يكن نصبه نصبوا لكن الاحسن ان يكون بامر القاضي في مصالح المسجد (عالمگیری باب ۱۲ ص ۳۶۰ ج ۲)
(ومثله في البحر عن احكام المسجد ص ۲۵۲ ج ۵) (۵) جائز نہیں البتہ جو درخت اُس نے
لگایا ہے اگر اپنے مال سے لگایا ہے اور مسجد کیلئے وقف نہیں کیا یہ اُس کی ملک ہے وہ اُس کو
کاٹ کر استعمال کر سکتا ہے اور متولی مسجد کو حق ہے کہ اسکو درخت اکھاڑنے پر مجبور کرے
وان لو يول ذلك فالشجرة له فله قلعها (عالمگیری ص ۳۶۳ ج ۲) (۶) مسجد کے انتظامی
معاملات میں متولی مسجد کا اختلاف کرنا جائز نہیں بشرطیکہ وہ خیانت نہ کرتا ہو - اور احاطہ جو مسجد
کے ارد گرد چھوٹا ہوا ہے وہ مسجد پر وقف ہے اُسکا حقدار نہ کوئی مقتدی ہے نہ متولی - سبزی کی
کاشت کر کے خود استعمال کرنا نہ متولی کیلئے جائز ہے اور نہ کسی دوسرے مقتدی کے لئے - قال في
البحر مسجد له اوقاف ولا قيم فيه فجمع بعض اهل المحلة غلاتها وانفقها في حصره و
ادهانه وحشيشه لم يضمن (بحر ص ۲۴۹ ج ۵) - ثم قال في الجود عن ابي حنيفة ان الباني
اولى بجميع مصالح المسجد ونصب الامام والمؤذن اذا تاهل للامامة (بحر ص ۲۴۹ ج ۵)
(۷) مسجد میں یا کوئی دوسرا چندہ دینے کی وجہ سے مقررہ متولی کی مخالفت جائز نہیں ہو جاتی
اور مشورہ دینے کا حق ہر شخص کو ہے (۸) صورت مذکورہ میں متولی کو برا کہنے والا اگر محض امور مذکورہ
ہی کیوجہ سے برا کہتا ہے تو ظالم اور گنہگار ہے اُسکی اعانت اعانت علی الظلم ہے - اور متولی
حق پر ہے اُسکی اعانت ثواب ہے - ولا تعاونوا على الاثم والعدوان الاية - والله سبحانه وتعالى اعلم کتبہ

الجواب صحیح حسین احمد غفرلہ　　　　الجواب صحیح محمد رسول خان عفا عنہ

قادیانی سے مقاطعہ جائز ہے　**سوال** (۳۴۴) زید نے کہا کہ کمیٹی مجھکو چھوڑ دے مگر قادیانیوں کو
نہیں چھوڑونگا - اسوجہ سے کمیٹی نے زید سے ترک موالات کر لیا - اسی باعث کمیٹی والے تقریب وغیرہ
میں نہ زید کو بلاتے ہیں نہ زید کے یہاں جاتے ہیں - لیکن زید کی ساتھ کمیٹی والے ہمدردی ہی کرتے ہیں زید
کیساتھ نشست و برخاست ملنا ہی رہے - تو آیا ترک موالات کامل ہے یا ناقص ترک موالات کی تعریف مشرح طور
سے تحریر فرمائی جائے تاکہ اُس پر عمل کیا جائے ؟

الجواب - زید کا ایسا کہنا سخت گناہ ہے اور کفر کا اندیشہ ہے لیکن فقط اتنی بات اسلام
سے خارج نہیں ہے [illegible] حقوق عام مسلمانوں جیسے ہیں [illegible] - مثلاً مل جائے تو سلام

یا سلام کا جواب دینا، بیمار ہو تو عیادت کرنا وغیرہ ایسے حقوق عامہ کو ترک نہ کیا جائے۔ مگر خصوصی تعلقات نکاح شادی وغیرہ بالکل قطع کر دیئے جائیں اور اگر یہ خیال ہو کہ مکمل ترک موالات کرنے اور قطع تعلق کرنے سے وہ راہِ راست پر آجائیگا تو اسمیں بھی مضائقہ نہیں کہ چند روز کیلئے بالکل قطع تعلقات کر دیا جائے مگر اس صورت کو ہمیشہ نہ رکھیں۔ وقد صرح العینی فی شرح المنیۃ بکراھۃ المعانقۃ لتارك الصلوٰۃ فھذا اولی فقط واللہ اعلم۔ محمد شفیع غفرلہ

محررہ جناب مولانا سید مبارک علی صاحب نائب مہتمم دار العلوم دیوبند

مال زکوٰۃ ملازمین مدرسہ و مسجد کی تنخواہوں اور تعمیر یا روشنی میں خرچ کرنا جائز نہیں

سوال (۳۶۱) بخدمت علمائے کرام با ادب گذارش ہے کہ مسائل ذیل کا شرعی فتویٰ صادر کر ممنون فرمادیں۔ کیونکہ اس میں بعض علماء کو اختلاف ہے چنانچہ دو قطعہ نقود ذیل میں نقل کئے جاتے ہیں (۱) ایسا مدرسہ جو عام مسلمانوں کیلئے جاری کیا گیا ہو اس مدرسہ کی امداد مدِ زکوٰۃ سے درست ہے یا نہ یعنی اسکے مدرسین کو مدِ زکوٰۃ سے تنخواہ دینے کا کیا حکم ہے؟ (۲) مدرسہ کیلئے محض دینی تعلیم کی شرط ہے یا نہ۔ یا ہر ایک مدرسہ جو کسی علم یا کسی زبان کی تعلیم دیتا ہو؟ عموماً

(۳) مدرسین کے علاوہ دیگر ملازمین جو اسی مدرسہ میں اسی غرض کیلئے رکھے گئے ہوں انکی تنخواہ بھی مدِ زکوٰۃ سے جائز ہے یا نہ؟ اگر جواب نفی میں ہو تو وجہ فرق تحریر فرمائی جاوے؟

(۴) اِن مدرسین یا ملازمین میں غناء شرط ہے یا نہ؟ (۵) تنخواہ کے تعین سے جواب میں کوئی فرق پڑتا ہے یا نہ؟

(۶) مساجد میں جو تیل اہل محلہ وغیرہ سے آتا ہے اور بالخصوص وہ مساجد جنمیں بجلی لگی ہوتی ہے اور تیل کی ضرورت ہی نہیں ہوتی۔ کیا یہ تیل از روئے شرع شریف امام مسجد اپنے اخراجات خانگی میں لاسکتا ہے یا نہ؟ بینوا توجروا؟

(نوٹ) بیت المال کی تعریف اور امام کی تعریف جو ایسی حالت میں قابلِ عمل ہو سکے جہاں کوئی اسلامی حکومت نہ ہو اور عامہ مسلمین ہر کہ و مہ کا متفق ہونا متعذر ہو۔ (السائل ایک حنفی مسلمان بذریعہ نائب مہتمم انجمن نعمانیہ لاہور)

الجواب۔ درست ہے بقول اللہ تعالیٰ والعاملین علیہا و بہ استدلال ہے کہ آیت انما الصدقٰت میں جملہ اصناف مستحقین کو اللہ تعالیٰ نے حکومت کے عاملین [illegible] مصرف ٹھہرایا ہے اور اسکا سبب بجز اسکے کوئی نہیں کہ ان عاملین نے ایک کام کو جو مصالح مسلمین ہے انجام دیا ہے لیکن حکومت کے دیگر عاملین کو اللہ تعالیٰ نے صاف طور پر مصرف صدقہ نہیں ٹھہرایا ہے لیکن روایات حدیثیہ سے یہ ثابت ہے کہ عہد نبوت میں جو اشخاص اس قسم کے کاموں کو انجام دیتے تھے انکو بھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انکے کاموں کی اُجرت عنایت فرماتے تھے۔ ابوداؤد میں بریدہ رضؓ سے مرفوعاً یہ مروی ہے۔

من استعملناه علے عمل فرزقناه رزقاً فما اخذ بعد ذٰلك فهو غلول۔ پس بقاعدۂ السنۃ قاضیۃ
علی الکتاب حکومت کے دیگر عاملین مثل قضاۃ وغیرہ بوجہ اشتراک حکم سعاۃ میں داخل ہیں اسکے علاوہ عہد
خلفائے راشدین میں بھی دیگر عاملین کی اُجرت بلکہ خود حاکم کی اُجرت مال مسلمین سے دیا جانا ثابت ہے اور
انہیں وجوہ سے سلف و خلف کی ایک بڑی جماعت اس جانب گئی ہے۔ عمدۃ القاری میں ہے۔ قال الطبری
ذهب الجمهور الی جواز اخذ القاضی الاجرة علے الحکم لکونه یشتغله الحکم من القیام بمصالحه الخ
اور حافظ ابن حجر فتح الباری میں لکھتے ہیں۔ ثم احتج ابو عبیدؒ فی جواز ذٰلك بما فرض الله للعاملین
علے الصدقة فجعل لهم منها حقاً لقیامهم وسعیهم الی قوله وقال ابن المنذر حدیث ابن السعدی
حجة فی جواز ارزاق القضاة من وجوهها الخ اسکے علاوہ شروح بخاری میں اس قسم کے اقوال کثرت
سے منقول ہیں اہل علم خود ملاحظہ فرمالیں اور علامہ علی قاری مرقاۃ میں ایک حدیث کے تحت لکھتے
ہیں وفیه جواز اخذ العوض من بیت المال علے العمل العام وان کان فرضاً کالقضاء والحسبة
والتدریس بل یجب علے الامام کفایة هؤلاء ومن فی معناهم فی بیت المال۔ اور مولانا عبدالحیؒ
لکھنوی عمدۃ الرعایہ میں لکھتے ہیں۔ وکل من فرغ نفسه بعمل من امور المسلمین یستحق علے ذٰلك
رزقاً کالقاضی الخ۔ پس ایسا مدرسہ جو مصالح مسلمین پر مشتمل ہے اسکے مدرسین کو مدزکوٰۃ سے تنخواہ دینا
کیوں درست نہیں ہے۔ ساتھ اسکے زمانہ میں قیام مدرسہ کی جو ضرورت ہے وہ ظاہر ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ مدرسہ کے عدم
قیام سے علم کے مرتفع ہو جانیکا خوف و اندیشہ ہے۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ تاوقتیکہ مدارس کی امداد مدزکوٰۃ سے
نہوگی کوئی مدرسہ چل نہیں سکتا۔ ہاں اس مسئلہ کے متعلق دو باتوں کا حل بھی ضروری ہے۔ اول یہ کہ مدرسین کو
مدزکوٰۃ سے تنخواہ دینا کس حالت میں درست ہے۔ غنا اور افلاس دونوں حالت میں یا صرف افلاس کی صورت
میں دوم یہ کہ تنخواہ کی تعین ہو یا قوم اپنی تجویز سے بلا تعین دیا کرے۔ پہلی بات کا جواب یہ ہے کہ جب
عاملین صدقات کے ساتھ دیگر عاملین ملحق ہیں تو جو حکم عاملین صدقات کا ہوگا۔ وہی حکم ملحقین کا بھی ہوگا
اور عاملین صدقات کو اجرت لینا درصورت انکے غنی ہونیکے بھی درست ہے۔ موطاء امام مالکؒ میں ہے
مالك عن زید بن اسلم عن عطاء بن یسار ان رسول الله صلے الله علیه وسلم قال لاتحل
الصدقة لغنی الا لخمسة لغاز فی سبیل الله او لعامل علیها او غارم او لرجل اشتراها بماله
او لرجل له جار مسکین فتصدق علے المسکین فاهدی المسکین للغنی الخ اگرچہ یہ روایت مرسل ہے لیکن ابوداؤد وغیرہ
نے اسکو موصولاً بیان کیا ہے زرقانی میں ہے۔ مرسل وصله احمد وابوداؤد وابن ماجه والحاکم من
طریق معمر بن زید بن اسلم عن عطاء عن ابی سعید الخدریؓ اور نیل الاوطار میں ہے۔ ولکنه

رواہ الاکثر عنہ عن ابی سعید و الرفع زیادۃ ینعین الاخذبہا الخ اور جناب شاہ ولی اللہ صاحب مسوی میں لکھتے ہیں والعامل لہ مثل عملہ سواء کان فقیرا او غنیا و علیہ اھل العلم الخ پس مدرسین کا تنخواہ لینا مد زکوٰۃ سے بصورت اُنکے غنی ہونیکے بھی درست ہی۔ دوسری بات کا جواب یہ ہے کہ تنخواہ معین اور غیر معین دونوں طرح پر درست ہے۔ اگر معین کرکے دی جاوے تو بھی مضائقہ نہیں ہے جیساکہ واقعہ تنخواہ حضرت ابو بکرؓ سے ثابت ہے۔ تاریخ الخلفاء سیوطی میں ہے۔ اخرج ابن سعد عن میمون قال لما استخلف ابو بکرؓ جعلوا لہ الفین فقال زیدونی فان لی عیالا و قد شغلتمونی عن التجارۃ فزادوہ خمس مائۃ الخ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

جوابُ اِستفتاءِ مشمولہ

مالِ زکوٰۃ کا مصارف صراحۃً قرآن شریف میں مذکور ہے۔ اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسٰکِیْن الآیہ۔ اور نیز تملیک بھی زکوٰۃ میں شرط ہے اسلئے فقہاء لکھتے ہیں۔ مال زکوٰۃ سے مالک خود بھی مسجد وغیرہ نہیں بنا سکتا یعنی جن چیزوں میں تملیک نہیں یعنی مالک نہیں بن سکتے اُن پر مالِ زکوٰۃ خرچ کرنا ناجائز ہے ولا یجوز ان یبنی بالزکوٰۃ المسجد و کذا القناطر و السقایات الخ عالمگیری ص۲ ج۱ اسی طرح مدارس اسلامیہ وغیرہ میں اُن پر بھی مال زکوٰۃ خرچ کرنا ناجائز ہے و کل ما لا تملیک فیہ عالمگیری ص۲ ج۱ یعنی جس چیز میں تملیک نہیں وہ مد زکوٰۃ نہیں البتہ متولی و متصرف مدرسہ زکوٰۃ لیکر بطور وکالت مدرسہ میں مساکین پر خرچ کرسکتا ہے مگر مساکین کو مالک بناکر جو شرط زکوٰۃ ہے اور مدرسین و ملازمین اگر اغنیا نہ ہوں تو زکوٰۃ لے سکتے ہیں ورنہ نہیں۔ ولا یجوز دفع الزکوٰۃ الی الغنی لما عن ابی ہریرۃؓ قال اخبرنی رجلان انہما اتیا النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو فی حجۃ الوداع وھو یقسم الصدقۃ فسئلاہ عنہا فرفع فینا النظر و خفضہ فرٰنا جلدین فقال ان شئتما اعطیتکما ولا حظ فیہا لغنی ولا لقوی مکتسب۔ ابو داؤد۔ رسائل ارکان ص۱۸۹ البتہ اگر بیت المال ہو تو اس سے مدرسین ملازمین لے سکتے ہیں۔ (۲) اگرچہ دینیات کا مدرسہ ہو تب بھی مدرسہ کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں، متولی لیکر مساکین کو دے سکتا ہے۔ مدرسہ کے طلباء پر بطریق تملیک خرچ کرسکتا ہے۔ اور مدرسین و ملازمین اغنیا کو نہیں دے سکتا۔ اگر اغنیا نہ ہوں تو لے سکتے ہیں چونکہ مصارف زکوٰۃ خود قرآن شریف میں صراحۃً موجود ہیں اسلئے تاویل کرنیکی گنجائش نہیں ہے۔ ملازمین مدرسہ چاہے غنی ہوں یا فقیر وہ اراکین انجمن سے زکوٰۃ کا پیسہ نہیں لے سکتے کیونکہ تنخواہ کارکردگی کا عوض ہوتا ہے اور صدقات میں عوض

مقصود نہیں ہوتا خالص لوجہ اللہ مالک کا مقصود ہوتا ہے۔ لہذا کوئی ملازم انجمن زکوٰۃ سے تنخواہ نہیں لے سکتا (قلت ومن الائمة قال البس في قومك اشراف يطاعون قلت بلى قال اولئك الائمة) طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۲۲۵ حالات زینب بنت المہاجر احمسیہ۔

(نوٹ) جواب کیلئے آدھ آنہ کا ٹکٹ ارسال ہے جوابی بصیغہ پیکٹ فتویٰ لکھکر عنایت فرمادیں۔

الجواب بصورت مسئولہ میں مجیب ثانی نے جواباً جو کچھ تحریر فرمایا ہے وہی صحیح ہے کہ مد زکوٰۃ سے مدرسین کی تنخواہیں نہیں ادا کی جا سکتیں اسلئے کہ زکوٰۃ فریضہ خداوندی ہے جسکی ذمہ داری مالک نصاب پر عائد ہوتی ہے۔ اور چونکہ وہ ایک عبادت ہے اسلئے مالک نصاب کے بلحاظ قیود و شرائط مقررہ اپنے مال کا ایک حصہ معینہ اُسکے مصارف میں بطور تملیک اس طرح ادا کرنا ضروری ہے کہ اسکی ادائیگی میں بجز امتثال امر الٰہی شخص مؤدی الیہ سے کسی قسم کی کوئی غرض حصول نفع کی ملحوظ خاطر نہ ہو تنویر الابصار میں ہے:۔
ھی تملیک جزء مال الی ان قال مع قطع المنفعة عن المملك من كل وجه لله تعالى۔ اسلئے وہ اُن لوگوں پر بھی اسکو صرف نہیں کر سکتا کہ جنکے دینے میں حصول انتفاع کا احتمال ہے۔ کما قال فی رد المحتار قوله فلا يدفع لاصله اى وان علا وفرعه وان سفل وكذا الزوجية وزوجها وعبده ومكاتبه لانه بالدفع اليهم لو تنقطع المنفعة عن المملك اى المزكى من كل وجه ص ۲ ج ۲۔ اور اسی بناء پر اُجرت اور معاوضہ پر بھی اسکا صرف کرنا جائز نہیں۔ قال فی الدر المختار ولو دفعها المعلم لخليفته ان كان بحيث يعمل له لو لم يعطه صح والا لا وقال فی رد المحتار قوله والا لا اى لان المدفوع يكون بمنزلة العوض اھ۔ پس معلوم ہوا کہ مدرسین کی تنخواہیں مد زکوٰۃ سے نہیں ادا کی جا سکتیں کہ وہ معاوضہ ہیں اُنکے عمل کا اور زکوٰۃ میں معاوضہ مقصود نہیں ہوتا۔ رہا عاملین صدقات کے استحقاق سے مجیب اول کا استدلال وہ اس لئے صحیح نہیں کہ وہ جو کچھ اُنکو ملتا ہے وہ بطریق عمالہ ہے نہ بطریق زکوٰۃ کیونکہ یہ مسلّم ہے کہ مال زکوٰۃ سے غنی کو جائز نہیں اور عاملین صدقات اگرچہ غنی ہوں تب بھی وہ اس سے اپنے کام کا صلہ پاتے ہیں نیز یہ کہ مالک اگر اپنی زکوٰۃ خود امام کو پہنچا دے تو اس صورت میں عاملین صدقات کو مد زکوٰۃ سے کوئی استحقاق نہیں ہے۔ اسی بناء پر عند الاحناف عامل صدقہ صرف اُسی مال زکوٰۃ سے مستحق سمجھا گیا ہے کہ جو مال زکوٰۃ اُس کا وصول کردہ اُسکے قبضہ میں ہے یہاں تک کہ اگر وہ مال ہلاک ہو جاوے تو اُسکا حق بھی ساقط ہو جاتا ہے مثل مضارب کے کہ درصورت ہلاک ہو جانے مال مضاربہ کے اُسکا نفقہ بھی ساقط ہو جاتا ہے۔ قال فی الدر المختار وعامل يعم الساعي والعاشر فيعطى ولو غنيا [illegible] العمل فيحتاج الى

الکنایۃ وقال فی ردّ المحتار قولہ لانہ فرغ نفسہ ای وھو یستحقہ عمالۃ الا تری ان اصحاب الاموال لو حملوا الزکوٰۃ ای الامام لا یستحق شیئاً ولو ھلک الجمعہ من الزکوٰۃ لو یستحق شیئاً کالمضارب اذا ھلک مال المضاربۃ ص ۶۲ / ۱۲ پس ثابت ہوا کہ عاملین صدقات کو مدِ زکوٰۃ سے جو کچھ ملتا ہے وہ بطریق عمالہ ہے نہ بطریق زکوٰۃ لیکن یہ عمالہ بقدر کفاف یعنی اُنکی اور اُنکے اعوان کی ضرورت اور حاجت کے مطابق اُنکو دیا جاتا ہے اسلئے اسکو اجرت اور معاوضہ سمجھنا غلط ہے کیونکہ وہ مقدار کہ جو اسکو اور اُسکے اعوان کو کافی ہوسکے وہ غیر معلوم اور مجہول ہے اور جہالت احد البدلین مانع ہے جواز اجارہ سے پس معلوم ہوا کہ عامل صدقہ کا استحقاق بطور اجرت اور معاوضہ کے نہیں ہے بلکہ بطریق کنایۃ ہے جیسا کہ روایات مذکورہ الصدر سے واضح ہے۔

پس ثابت ہوا کہ مجیب اوّل کا عاملین صدقات کے عمالہ سے یہ ثابت کرنا کہ مدرسین مدرسہ کو مدِ زکوٰۃ سے تنخواہیں دینا جائز ہے۔ ہرگز ہرگز صحیح نہیں ہے۔ اسی طرح مجیب اوّل کا دیگر عاملین کے عمالہ سے (جو بیت المال سے اُنکو ملتا تھا) یہ ثابت کرنا کہ مدرسین مدِ زکوٰۃ سے تنخواہیں پاسکتے ہیں صحیح نہیں ہے اسلئے کہ بیت المال درحقیقت نام ہے خزانہ اسلامی کا جسکے مختلف شعبے ہوتے تھے اور ہر شعبے کے مصارف جداگانہ تھے (جسکا قیام اور اُسکے مصارف پر صرف کرنا امام وقت پر واجب تھا اور ہے) مثلاً ایک شعبہ بیت الخمس کے نام سے جسمیں خمس غنائم وغیرہ جمع ہوتے تھے اور اسکو بموجب آیۃ ربانی واعلموا انّما غنمتم الخ صرف کیا جاتا تھا۔ دوسرا شعبہ تھا بیت الصدقات جسمیں زکوٰۃ وصدقات کے اموال جمع رہتے تھے اور اس سے عاملین صدقات اور فقراء وغیرہ کو ملتا تھا۔ تیسرے شعبہ میں زمینوں کا خراج اور جزیہ وغیرہ کا مال جمع رہتا تھا جسکو خراج الارض والجزیہ کے نام سے موسوم کیا جاتا تھا۔ اس شعبہ سے قاضی اور مفتی اور علماء وغیرہ کو بقدر کفاف ملتا تھا چوتھے شعبہ میں لاوارث لوگوں کے ترکے جمع رہتے جسکو ضوائع کے نام سے موسوم کیا جاتا تھا اور اس سے مصالح مسلمین میں امداد ملتی تھی۔ پس یہ ثابت کرنا کہ علماء اور قضاۃ اور عمال کو بیت المال سے ملتا تھا یہ ثابت کرنا کہ مدِ زکوٰۃ سے مدرسین مدرسہ [illegible] صحیح قرار پاسکتا ہے نہیں ہرگز نہیں جیسا کہ آجکل مدارس اسلامیہ میں [illegible] عام کے علاوہ قربانی زکوٰۃ صدقات وغیرہ دیگر مدات کا روپیہ جمع رہتا ہے اور مہتمم مدرسہ مدرسین اور دیگر ملازمین مدرسہ کی تنخواہیں طلبہ کے وظائف اور مدرسہ کی دیگر ضروریات کو مدرسہ کے [illegible] سے [illegible] یہی کہا جاسکتا ہے کہ یہ سب کام مدرسہ کے روپیہ سے انجام پارہے ہیں لیکن [illegible] نہیں کہ

مقصود نہیں ہوتا خالص لوجہ اللہ مالک کا مقصود ہوتا ہے۔ لہذا کوئی ملازم انجمن زکوٰۃ سے تنخواہ نہیں لے سکتا (قلت ومن الائمۃ قال البس فی قومک نشراف بطاعون قلت بلی قال اولئک الائمۃ)

طبقات ابن سعد ص ۳۲۵ ج ۹ حالات زینب بنت المہاجر احمسہ۔

(نوٹ) جواب کیلئے آدھ آنہ کا ٹکٹ ارسال ہے بوالیسی بصیغہ پیکٹ فتوی لکھکر عنایت فرمادیں۔

الجواب صورت مسئولہ میں مجیب ثانی نے جواب جو کچھ تحریر فرمایا ہے وہی صحیح ہے کہ مد زکوٰۃ سے مدرسین کی تنخواہیں نہیں ادا کی جا سکتیں اسلئے کہ زکوٰۃ فریضہ خداوندی ہے جسکی ذمہ داری مالک نصاب پر عائد ہوتی ہے اور چونکہ وہ ایک عبادت ہے اسلئے مالک نصاب کو بلحاظ قیود و شرائط مقررہ اپنے مال کا ایک حصہ معینہ اُسکے مصارف میں بطور تملیک اس طرح ادا کرنا ضروری ہے کہ اسکی ادائیگی میں بجز امتثال امر الٰہی شخص موتی الیہ سے کسی قسم کی کوئی غرض حصول نفع کی ملحوظ خاطر نہ ہو تنویر الابصار میں ہے:۔
ھی تملیک جزء مال الی ان قال مع قطع المنفعۃ عن المملک من کل وجہ للہ تعالیٰ۔ اسلئے وہ اُن لوگوں پر بھی اسکو صرف نہیں کر سکتا کہ جنکے دینے میں حصول نفع کا احتمال ہے۔ کما قال فی رد المحتار قولہ فلا یدفع لاصلہ ای وان علا وفرعہ وان سفل وکذا الزوجیۃ وزوجہا وعبدہ ومکاتبہ لانہ بالدفع الیہم لو تنقطع المنفعۃ عن المملک ای المزکی من کل وجہ ص ۳ ج ۲۔ اور اسی بناء پر اجرت اور معاوضہ پر بھی اسکا صرف کرنا جائز نہیں۔ قال فی الدر المختار ولو دفعہا المعلم لخلیفتہ ان کان بحیث یعمل لہ لو لم یعطہ صح والا لا۔ وقال فی رد المحتار قولہ والا لا ای لان المدفوع یکون بمنزلۃ العوض الخ پس معلوم ہوا کہ مدرسین کی تنخواہیں مد زکوٰۃ سے نہیں ادا کی جا سکتیں کہ وہ معاوضہ ہیں اُنکے عمل کا اور زکوٰۃ میں معاوضہ مقصود نہیں ہوتا۔ رہا عاملین صدقات کے استحقاق سے مجیب اول کا استدلال وہ اس لئے صحیح نہیں کہ اول تو جو کچھ اُنکو ملتا ہے وہ بطریق عمالہ ہے نہ بطریق زکوٰۃ کیونکہ یہ مسلّم ہے کہ مال زکوٰۃ سے غنی کو جائز نہیں اور عاملین صدقات اگرچہ غنی ہوں تب بھی وہ اس میں سے اپنے کام کا صلہ پاتے ہیں نیز یہ کہ صاحب مال اگر اپنی زکوٰۃ خود امام کو پہنچادے تو اس صورت میں عاملین صدقات کو مد زکوٰۃ سے کوئی استحقاق نہیں ہے اسی بناء پر عند الاحناف عامل صدقہ صرف اسی مال زکوٰۃ سے مستحق ہوتا ہے کہ جو مال زکوٰۃ اُس کا حصول کردہ اُسکے قبضہ میں ہو یہاں تک کہ اگر وہ مال ہلاک ہو جائے تو اُسکا حق بھی ساقط ہو جاتا ہے مثل مضارب کے کہ درصورت ہلاک ہو جانے مال مضاربہ کے اُسکا نفقہ بھی ساقط ہو جاتا ہے۔ قال فی الدر المختار وعامل یعم الساعی والعاشر فیعطی ولو غنیا ... [illegible] ... العمل فیعطیہ الامام

الکنایۃ وقال فی ردّ المحتار قولہ لانہ فرغ نفسہ ای وہو بسبخقہ عمالۃ الا تری ان اصحاب الاموال لو حملوا الزکوٰۃ ای الامام لا یستحق شیئاً ولو ہلک ما جمعہ من الزکوٰۃ لم یستحق شیئاً کالمضارب لذا اہلک مال المضاربۃ ص ۶۲ ج ۲ پس ثابت ہوا کہ عاملین صدقات کو مد زکوٰۃ سے جو کچھ ملتا ہے وہ بطریق عمالہ ہے نہ بطریق زکوٰۃ لیکن یہ عمالہ بقدر کفاف یعنی انکی اور انکے اعوان کی ضرورت اور حاجت کے مطابق انکو دیا جاتا ہے اسلئے اسکو اجرت اور معاوضہ سمجھنا غلط ہے کیونکہ وہ مقدار کہ جو اسکو اور اسکے اعوان کو کافی ہو سکے وہ غیر معلوم اور مجہول ہے اور جہالت احد البدلین مانع ہے جواز اجارہ سے پس معلوم ہوا کہ عامل صدقہ کا استحقاق بطور اجرت اور معاوضہ کے نہیں ہے بلکہ بطریق کنایہ ہے جیسا کہ روایات درمختار مذکورۃ الصدر سے واضح ہے۔

پس ثابت ہوا کہ مجیب اوّل کا عاملین صدقات کے عمالہ سے یہ ثابت کرنا کہ مدرسین مدرسہ کو مد زکوٰۃ سے تنخواہیں دینا جائز ہے۔ ہرگز ہرگز صحیح نہیں ہے۔ اسی طرح مجیب اوّل کا دیگر عاملین کے عمالہ سے (جو بیت المال سے انکو ملتا تھا) یہ ثابت کرنا کہ مدرسین مد زکوٰۃ سے تنخواہیں پاسکتے ہیں صحیح نہیں ہے اسلئے کہ بیت المال دراصل نام ہے خزانہ اسلامی کا جسکے مختلف شعبے ہوتے تھے اور ہر شعبے کے مصارف جداگانہ تھے (جسکا قیام اور اسکے مصارف پر صرف کرنا امام وقت پر واجب تھا) اور ۴) مثلاً ایک شعبہ بیت الخمس کے نام سے جسمیں خمس غنائم وغیرہ جمع ہوتے تھے اور اسکو بموجب آیۃ ربانی واعلموا انما غنمتم الخ صرف کیا جاتا تھا۔ دوسرا شعبہ تھا بیت الصدقات جسمیں زکوٰۃ وصدقات کے اموال جمع رہتے تھے اور اس سے عاملین صدقات اور فقراء وغیرہ کو ملتا تھا تیسرے شعبہ میں ذمیوں کا خراج اور جزیہ وغیرہ کا مال جمع رہتا تھا جسکو خراج الارض والجزیۃ کے نام سے موسوم کیا جاتا تھا۔ اس شعبہ سے قاضی اور مفتی اور علماء وغیرہ کو بقدر کفاف ملتا تھا چوتھے شعبہ میں لاوارث لوگوں کے ترکے جمع رہتے جسکو ضوائع کے نام سے موسوم کیا جاتا تھا اور اس سے مصالح مسلمین میں امداد ملتی تھی۔ پس یہ ثابت کرنے کہ علماء اور قضاۃ اور عمال کو بیت المال سے ملتا تھا یہ ثابت کرنا کہ مد زکوٰۃ سے مدرسین مدرسہ [illegible] تنخواہیں [illegible] صحیح ہو سکتا ہے نہیں ہرگز نہیں جیسا کہ آجکل مدارس اسلامیہ میں [illegible] عام [illegible] قربانی زکوٰۃ صدقات وغیرہ دیگر مدات کا روپیہ جمع رہتا ہے اور مہتمم مدرسہ مدرسین اور دیگر ملازمین مدرسہ کی تنخواہیں طلبہ [illegible] وظائف اور مدرسہ کی دیگر ضروریات کو مدرسہ کے [illegible] سے [illegible] اسلئے [illegible] یہی کہا جا سکتا ہے کہ یہ سب کام مدرسہ کے [illegible] انجام پا رہے ہیں [illegible] نہیں کہ

سب روپیہ خلط ملط ہی اور لاعلی التعیین تمام آمدنی سے سب کام انجام پذیر ہو رہے ہیں بلکہ ہر شعبہ کی آمدنی نہایت احتیاط کے ساتھ علیحدہ جمع رہتی ہے اور اُسکے مصارف شرعی کے مطابق اُسکو صرف کیا جاتا ہے۔ زکوٰۃ وصدقات کا روپیہ تعمیر اور مرمت مکان مدرسہ اور مساجد میں صرف کیا جاتا ہو کہ تملیک کے منافی ہے بلکہ مہتمم مدرسہ منجانب صاحب زکوٰۃ بطور وکیل اسے طلبہ پر کہ جو اُسکے مستحق قرار پاتے ہیں بطور تملیک کے صرف کرتا ہے مدرسین وملازمین مدرسہ کی تنخواہیں دیگر مدات سے ادا ہوتی ہیں وغیرہ وغیرہ مجیب اول نے اپنے دعوے کے استدلال میں جو روایات اور عبارات کتب نقل کی ہیں وہ اُنکو مفید نہیں ہیں بلکہ مجیب ثانی کو مفید ہیں فقط واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

کتبہ الاحقر سید محمد مبارک علی غفرلہ، صدر مہتمم مدرسہ مصباح العلوم بریلی۔ ۲۶ ربیع الاول سنہ ۱۳۵۰ھ

الجواب صحیح
محمد عبد الحق غفرلہ، مدرس مدرسہ مصباح العلوم بریلی

الجواب صحیح
بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ خادم دار العلوم دیوبند

اصاب المجیب للہ درہ عبد الحفیظ کان اللہ لہ، مدرس مدرسہ مصباح العلوم بریلی غرہ ربیع الاول سنہ ۱۳۵۰ھ

حلالہ سے بچنے کیلئے مسلمان عورت کو بایں وجہ کافر قرار دینا کہ وہ عقائد اسلامیہ کی تفصیل نہ بتلا سکے حرام قریب کفر ہے

سوال (۳۶۲) ایک شخص نے اپنی عورت کو تین طلاقیں دیدی شرعی حکم کے ماتحت وہ بغیر حلالہ کے شوہر اول کیلئے حلال ہونی مگر یہ شوہر اُسکو ایک مولوی صاحب کے پاس لے گیا۔ انہوں نے اس سے پوچھا کہ اسلامی عقائد کیا کیا ہیں۔ عورت جاہل تھی اُس نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں۔ مولوی صاحب نے اسکو کافر قرار دیکر نکاح اول کو باطل اور طلاق کو لغو ٹھیرایا۔ اور اب بعد تجدید ایمان کے شوہر اول سے نکاح بلا حلالہ جائز کر دیا۔ مولوی صاحب کا یہ فرمانا صحیح ہے یا غلط ؟

الجواب ۔ اس شخص کی عورت پر تین طلاقیں پڑ گئیں اور حرمت مغلظہ ثابت ہوگئی۔ مولوی صاحب مذکور کی تاویل مذکور اسکو حلال نہیں کر سکتی۔ ایک قدیمی مسلمان کو محض طلاق سے بچانے کیلئے کافر ٹھیرانا اور اس وقت تک تمام عمر زنا میں مبتلا قرار دینا اور اولاد کو ولد الزنا قرار دینا اور تمام اعمال کو حبط کرنا کیسے گوارا کیا جا سکتا ہے۔ حضرت ملا علی قاریؒ نے اس حیلہ وتاویل پر سخت انکار وملامت فرمائی ہے۔ قال فی شرح الفقہ الاکبر وهذه مسئلة كثيرة الوقوع في هذا الزمان خصوصاً في بعض البلدان بصدد من قضاة السوء حيث تقع المرأة مطلقة بالثلث مع انها مسلمة قارئة للقرآن فيقول القاضي فاحكموا الاسلام فهي لجهلها بمراتب الكلام تقول لا ادري فيحكم بكفرها وببطلان نكاحها الاول ويجدد لها النكاح الثاني وانما يكفر القاضي بهذا الفعل الشنيع

الی اٰخر ما قال فیہ شرح فقہ اکبر صفحہ ۲۲ مطبوعہ مجتبائی دہلی۔ الغرض عورت پر حرمت مغلظہ ثابت ہوگئی بغیر حلالہ کے نکاح درست نہیں فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ۔

کوئی شخص رات کو اپنے جانور چھوڑ دے جو لوگوں کا نقصان کریں تو حاکم اسکو باندھنے پر مجبور کرے

سوال (۳۶۳) بکر کو یہ علم کرادیا گیا کہ تمہارے جانور چھوٹے رہتے ہیں کھیتی کو تباہ کردیتے ہیں مگر پھر بھی جانور نہیں باندھتا تو آیا بکر مرتکب حق العباد اور گناہ کبیرہ کا ہے یا نہیں؟

الجواب۔ بلاشبہ مرتکب گناہ کبیرہ ہے اور پڑوسیوں کو حق ہے کہ اُسکو اپنے جانور باندھنے پر مجبور کرے۔ صرح فی کراھیۃ خلاصۃ الفتاوی فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ۔

فرق اسلامیہ مرجیہ معتزلہ وغیرہ کی روایات حدیث کا درجہ

سوال (۳۶۴) حماد بن ابی سلیمان مرجیہ سنہ ۱۲۰ھ ہجری فقہ حنفی کے بڑے رکن اکثر مسائل انہیں سے مروی ہیں حضرت امام اعظم کے اُستاد ہیں۔ فقہ کے مسائل امام صاحب نے اُنہیں سے سیکھے ہیں۔ عبد الکریم بن محمد مرجیہ وفات سنہ ۱۲۰ھ امام اعظم کے شاگرد۔ امام شافعی کے اُستاد جرجانکی قاضی تھے۔ تہذیب میں لکھا ہے۔ کان من خیار عباد اللہ مرجیۃ اکابر بہترین بندہ بتلاتے ہیں۔ عبد اللہ بن شقیق بصری وفات سنہ ۱۲۱ھ تابعی ہیں۔ اصحاب صحاح ستہ حضرت عائشہ صدیقہ۔ حضرت ابوذر وغیرہ ان سے روایت کرتے ہیں۔ انکا مرجیہ ہونا تہذیب الکمال و تہذیب اور شرح شمائل علامہ صاوی و ملا عصام وغیرہ میں مصرح ہے قنیہ کا مؤلف معتزلی جسکو اس وقت کے عرف میں نیچری کہتے ہیں۔ مختار بن محمود درمختار میں قنیہ کے کثرت سے حوالہ ہیں علی بن ہاشم شیعہ وفات سنہ ۱۸۰ھ امام بخاری کی شیوخ میں سے ہیں ابن حجر کہتے ہیں کہ انہیں قرآن شریف کے مخلوق اور غیر مخلوق ہونے میں توقف تھا ان حضرات پر کفر کا فتوی اُس وقت کے علماء نے کیوں نہیں لگایا؟ مفید المفتی والمستفتی ترجمہ فتاوی عزیزی صفحہ ۲۹ خوارج اُخروی احکام میں بالاتفاق کافر ہے مگر دنیاوی احکام تو جائز ہیں نکاح کرنا وغیرہ جو مسلمان دین سے پھر جاوے اُسے کافر اور مرتد بھی کہتے ہیں یہ بھی مرتد ہیں اُن سے نکاح کیوں جائز۔ اور صرف اُخروی احکام میں کافر دنیاوی معاملات اُن سے جائز یہ کیا بات ہے؟

الجواب جن لوگوں کے متعلق سوال میں مرجیہ وغیرہ ہونا مذکور ہے بعض کے متعلق تو نقل صحیح نہیں مگر بعض کے متعلق صحیح ہے لیکن فرق اسلامیہ مثل معتزلہ مرجیہ وغیرہ کے متعلق جمہور علماء اُمت کا فتوی یہی ہے کہ انکو کافر کہنے سے احتراز کیا جاوے بلکہ فاسق کہا جاوے لیکن فاسق عقیدہ جسکو اصطلاح میں مبتدع کہتے ہیں اور مسئلہ یہ ہے کہ مبتدع کا خبر اعتبار

کرنا جائز ہے جبکہ یہ معلوم ہو کہ وہ جھوٹ نہیں بولتا بلکہ شہادت بھی شرط مذکور کے ساتھ قبول کیجاتی ہے۔ قال فی الدر المختار باب الشہادۃ تقبل من اہل الاہواء ای اصحاب بدع لا تکفر کجبر وقدر ورفض وخروج وتشبیہ وتعطیل وکل منہم اثنا عشر فرقۃ فصاروا اثنین وسبعین فرقۃ وقال الشامی وانما تقبل لشہادتہم لان منشؤہم من جہۃ الاعتقاد وما اوقعہم فیہ الا الغلو او التعمق فی الدین والفاسق انما ترد شہادتہ بتہمۃ الکذب مدنی رشامی ص۴۱۲ ج ۴) تصانیف کتب ونقل اقوال کا درجہ رکھتے ہیں۔ جو شہادت سے کم ہے اسلئے اُنکا مقبول ہونا بدرجہ اولیٰ ثابت ہوگیا مگر بشرط مذکور اُسکے حالات وعادات سے یہ بات ثابت ہو کہ یہ بوجہ تعصب کے نقل میں غلطی نہیں کرتا ورنہ اُسکی تصنیف مقبول نہ ہوگی جن لوگوں کی تصانیف کے متعلق سوال کیا گیا ہے وہ سب اسی درجہ کے لوگ ہیں کہ اُن میں شرط مذکور پائی جاتی ہے اسی لئے اُنکی تصانیف اور روایات کو قبول کیا گیا ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ

مرزائی نے دھوکا دیکر سنی عورت سے نکاح کیا تو وہ نکاح منعقد نہیں ہوا

سوال (۳۶۵) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اپنے کو سنی المذہب ہونے کا یقین دلاکر نکاح کیا۔ لڑکی اگرچہ نکاح سے مطلقاً متنفر تھی لیکن اُسکے والد نے نکاح اُس سے کردیا۔ تین ماہ خاوند کے گھر رہی ہمبستری بھی ہوئی حمل ٹھہر گیا بعدش بعض شرائط نکاح کے پورا نہ کرنے پر و نیز اچھا سلوک نہ کرنے پر لڑکی اپنے والدین کے گھر آئی وہ شخص کہ جبتک لڑکی اُسکے گھر میں تھی اُسے سُنیوں کے مترجم قرآن پڑھنے سے منع کرتا تھا۔ منکوحہ کو بایں وجہ بھی زید سے سخت نفرت ہو اور تھی۔ اور کہتی ہے کہ خنزیر کے یہاں میں جانا نہیں چاہتی ہوں۔ لہٰذا ندریں صورت کیا حکم ہے کہ آیا اس کا نکاح زید سے فسخ ہوگیا یا شرعاً کیا صورت ہے۔ اور نیز زید لاہور میں ہے اور اُسکی منکوحہ اور اُسکے والد ملتان میں اور وضع حمل ملتان میں ہوا۔ اس نے اس مدت میں اپنی بیوی کی خیر خبر بھی نہیں لی؟

الجواب مرزائی خواہ قادیانی ہوں یا لاہوری جمہور علماء کے نزدیک کافر و مرتد ہیں ہندوستان اور بیرون ہند میں جن حضرات علماء کو اُنکے مذہب کی اطلاع ہوئی سب نے باجماع اُنکی تکفیر کی ہے اور مسلمان عورت کا نکاح کسی کافر سے کسی طرح حلال نہیں۔ لن یجعل اللہ للکافرین علی المؤمنین سبیلا۔ اس لئے عورت کا نکاح مرزائی سے منعقد ہی نہیں ہوا۔ اب دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے۔ قانونی گرفت سے بچنے کیلئے حکام وقت سے اجازت لیلی جائے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ

بچے کے نسب کا انکار اور لعان کا ایک مسئلہ

سوال (۳۶۶) ناکح کے نکاح کے انعقاد کے عنقریب اسکی منکوحہ زانی کیساتھ مفرور ہو گئی جسکی تلاش میں ناکح نے بہت ہرج اور خرچ کیا دو تین سال تلاش کرتا رہا آخر نہ ملی کوئی خبر نہ لگی عاجز ہو کر عدالت میں دعوی دائر کیا کہ حالت یہ ہے جو مذکورہ بالا ہے اب عدالت میں استغاثہ ہے کہ اگر منکوحہ واپس آ جائے اور اُسکے پاس اولاد اُسکی جنی ہوئی ہو تو یہ اولاد اُسکی سفاح اور حرام اور زنا سے ہے اُسکی اولاد ہرگز میری نہیں ہے۔ اے صاحب عدالت تمہیں خدا تعالی کی قسم ہے اگر میری منکوحہ اولاد لیکر آئے تو میری نہیں اُسکی ہے جو زنا سے ہوئی۔ اگر میری زندگی میں آ گئی تو میں لعان کرونگا۔ لعان کرنے کیلئے تیار ہوں۔ اگر میری وفات کے بعد آئے تو اُسکی اولاد کو میری اولاد کی ساتھ جو گھر میں ہے شریک جائداد نہ بنایا جائے الغرض مرنے تک یہ کہتا رہا۔ اور نفی کرتا رہا کہ اولاد منکوحہ مفرورہ زانیہ کی میری نہیں۔ آخر وہ مر گیا بعد مرگ اسکے اُسکی منکوحہ اولاد زنا کی لیکر آ گئی وہ تو گھانے میں تھی۔ آتے ہی عدالت میں دعوی کر دیا کہ میری اولاد زنا سے ہے لیکن جب اُسکا نکاح تھا اور اُسکے نکاح میں پیدا ہوئی ہے۔ اس میری اولاد کو میرے ناکح کی اولاد سے شریک جائداد بنایا جائے اور حصہ رسدی حقیت اراضی وغیرہ دلوائی جائے۔ اسکے جواب میں ایک عالم لکھتے ہیں کہ ہاں یہ اولاد زانیہ کی (ولو من زنا) اُسکے ناکح کی اولاد ہے۔ برابر حصہ شریک ہے کیونکہ درمختار شامی میں صاف ہے کہ اعتبار عورت کا ہے۔ ثبوت نسب میں نہ کہ مرد کا اور ایک زانیہ نکح مشرقی بمغربیہ فاولادہا منہ کی پیش کرتے ہیں۔ دوسرے صاحب فرماتے ہیں کہ ہاں یہ تو فرمائے شرع کا حکم برحق ہے اُسمیں کوئی شک نہیں لیکن یہ تصور ایسا ہے کہ اسمیں منجانب ناکح کے سکوت اور تسلیم ہے اور ما نحن فیہ میں تو منجانب ناکح کے انکار کی دھواں دھار اور نفی کا واویلا گنبد بریں تک پہنچ رہا اور جو صورتیں فقہ میں ایسے ہیں کہ شرع شریف ناکح کی تکذیب فرماتی ہے۔ اور اولاد کی نسبت اس سے کرتی ہے۔ یہ صورت ان میں داخل نہیں۔ کما لا یخفے علے ارباب ھذا الفن۔ پس مفصل جواب مزین بدستخط شریف بحوالہ کتاب مرحمت فرمایا جاوے۔ شرح وقایہ کے باب عصبات میں اور درمختار کے کتاب الفرائض میں عد عصبات لو بانا با بلغ ثم عم الجد ثم بنوہ تک پہنچاتے ہیں پھر آگے اوپر نہیں لکھتے کہ عم اب الجد عم جد الجد عم اب جد الجد عم جد جد الجد عصبہ ہیں یا عصبہ نہیں۔ ذوی الارحام کو ارث میں ان پر مقدم کیا جائے یا مثل عصبات مندرجہ کے یہ بھی عصبات میں ارث لیں گے اور نکاح صغائر کر دینگے۔ فتاوی امدادیہ میں لکھتے ہیں نہ بھی جواب اطمینان بخش نہیں۔ السکوت فی معرض البیان بیان اب اس صورت میں ارث کس کو ملنی چاہیئے۔

م ———— مسمی بخش

ابن ابن ابن الابن عم جد الجد بنت عم الاب

رحبیہ متن ابیات و شرح شنشوری و حاشیہ آں باجوری میں جو شافعی مذہب ہیں صاف کھلا درج ہے
کہ مذکورات سب عصبہ ہیں اور بعد ذوی الفرائض محرز جمیع المال ہیں۔ کیا اب شافعی مذہب پر عمل کیا جائے
جب ہمارے مذہب حنفیہ میں تشریح و وضاحت کاملہ نہیں اور مخفی نہیں در مختار شرح وقایہ میں بارہ
رجوع الی مذہب الشافعی کے لکھتے ہیں و قواعد لاتاباہ و قواعد تقتضیہ وان کان فالاحتیاط
فی ما قال الشافعی۔ ہر دو نوع کا جواب واضح اطمینان بخش مرحمت ہونا چاہیئے ؟

الجواب۔ قال فی البدائع من اللعان اذا کان وجوب نفیہ (یعنی النسب) احد
حکمی اللعان فلا یجب قبل وجودہ وعلی ھذا قلنا ان القذف اذا لم ینعقد موجبا للعان
او سقط بعد الوجوب (الی قولہ) لا ینقطع نسب الولد وکذا اذا نفی ولد حرۃ فصدقتہ
لا ینقطع نسبہ منہ لتعذر اللعان لما فیہ التناقض (الی قولہ) واذا تعذر اللعان تعذر قطع النسب
لانہ حکمہ ویکون انہما لا یصدقان علی نفیہ لا یصدقان علی نفیہ لان النسب قد ثبت
والنسب الثابت بالنکاح لا ینقطع الا باللعان ولو وجد فلا یعتبر تصادقہما علی
النفی لان النسب یثبت حقا للولد وفی تصادقہما علی النفی ابطال حق الولد وھذا
لا یجوز انتہی۔ ثم قال ثم موجب قطع النسب شرائط منہا التفریق لان النکاح قبل
التفریق قائم فلا یجب النفی۔ ومنہا ان یکون القذف بالنفی بحضرۃ الولادۃ
او بعدہا بیوم او بیومین او نحو ذالک (بدائع باب اللعان ص ۲۴۶ ج ۳) وفی الدر المختار
شرط فی اجراء اللعان کون الدار دار الاسلام وقال الشامی لخروج دار الحرب لانقطاع
الولایۃ (شامی ص [illegible] ج ۲) ثم قال فی الدر مختار والشامی واما شروط النفی (یعنی نفی
الولد) فستۃ الاول التفریق الثانی ان یکون عند الولادۃ او بعدہا بیوم او بیومین شامی
ص [illegible] ج ۲۔ ثم قال فی الدر مختار کما لا لعان بنفی الحمل لعدم تیقنہ عند القذف فلو
تیقناہ بولادتہا لاقل المدۃ یعتبر کانہ قال ان کنت حاملا فکذا والقذف لا یصح
تعلیقہ بالشرط (شامی ص [illegible]) عبارت مذکورہ سے چند امور مستفاد ہوتے ہیں۔ اول لعان دار الحرب
میں نہیں ہو سکتا (دوسری) جس جگہ لعان نہ ہو سکے وہاں منکوحہ حرہ کی اولاد کا نسب منقطع نہیں کیا
جا سکتا (سوم) جس جگہ لعان ہو وہاں بھی نفی نسب کیلئے منجملہ چھ شرطوں کے ایک شرط یہ بھی ہے کہ نفی

میں تفریق قطع نسب سے پہلے ہو جائے (چہارم) اور دوسری شرط یہ بھی ہے کہ حمل کی نسب کی نفی قبل الولادت نہ ہو ورنہ تعلیق اس طرح ہو کہ اگر حمل ہو گا تو زنا کا ہو گا۔ صورت مسئولہ میں ظاہر ہے کہ بوجہ دار الحرب کے لعان نہیں ہو سکتا تھا اور نہ ہوا اور نہ قبل از موت زوجین میں تفریق بذریعہ لعان ہوئی اور نفی نسب کا دعویٰ جو ناکح نے کیا تھا وہ بھی قبل از ولادت تھا بلکہ بصورت تعلیق اسلئے معلوم ہوا کہ بوجہ فقدان شرائط انقطاع نسب کے باوجود اس شخص کے اعلان کردینے اور کہتے رہنے کے اس عورت کی اولاد کا نسب جو اس شخص کے نکاح کے زمانہ میں پیدا ہوئی تھی از روئے قانون شرعی اسی شخص سے ثابت ہو گا اور وہ اسکے وارث ہوں گے۔ البتہ فی الواقع عورت جانتی ہے یا اولاد کو معلوم ہے کہ ہم اس شخص کی اولاد نہیں ہیں تو انکے لئے اسکا دعویٰ کرنا حرام ہو کہ ہم اسکی اولاد ہیں اور مطالبہ میراث بھی حرام ہو گا۔ لیکن اگر وہ مطالبہ کریں اور دعویٰ کریں تو اولیاء شخص مذکور کو انکار کرنیکا حق نہیں۔

قال علیہ السلام حین نزلت آیۃ الملاعنۃ ایما امراۃ ادخلت علی قوم من لیس منہم فلیست من اللہ فی شیٔ ولن یدخلہا اللہ الجنۃ الحدیث رواہ ابوداؤد والنسائی وفی الصحیحین عنہ علیہ السلام من ادعی ابا فی الاسلام غیر ابیہ وھو یعلم انہ غیر ابیہ فالجنۃ علیہ حرام کذا فی الفتح (من الشامی $\frac{۱۴۲}{۲}$) (نمبر ۲) درمختار کی عبارت مندرجہ سوال کے تحت میں شامی نے تصریح کردی ہے کہ عم الجد تک حصر نہیں بلکہ سلسلہ بالغاً ما بلغ عم اب الجد او عم جد الجد وغیرہ وعبارتہ ثم جزء جدہ ارادہ بالجد ما یشمل ابا الاب ومن فوقہ بدلیل قولہ الآتی وان علا رشامی $\frac{۵۳۲}{۵}$) لہذا صورت مسئولہ میں ابن ابن ابن ابن عم جد الجد کو میراث ملیگی۔ بنت عم الاب محروم ہو گی فقط واللہ اعلم

مال مشتبہ و مال حرام کو مساجد وغیرہ میں خرچ کرنے کا حکم

سوال ۳۶۷، کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک مسلمان شخص اپنے وطن سے دور ایک شہر میں شراب خانہ کا مہتمم ہے اور خاندانی کلال ہے اُسنے اس کام کی تنخواہ کے روپیہ سے اپنے وطن میں کچھ جائداد مثلاً زمین اور مکان خرید اور بنوالیا ہے اور دیگر تجارت بھی کرتا ہے جس سے اُسکو کافی آمدنی ہے جس شہر میں وہ شراب خانہ کا مہتمم ہے وہاں ایک مسجد بنوائی جا رہی ہے اُسکے چندے میں یہ شخص شامل ہونا چاہتا ہے تو کیا وہ اپنی تنخواہ کے روپیہ کو چندہ میں دے سکتا ہے یا اپنی جائداد کی آمدنی کا روپیہ مسجد میں لگا سکتا ہے۔ یا وہ روپیہ قرض لیکر چندہ میں دے سکتا ہے۔ بعد میں قرض کو اپنی تنخواہ اور یا جائداد کی آمدنی سے ادا کر سکتا ہے۔ واضح رہے کہ مسجد کے مہتمم کو بوثوق معلوم نہیں کہ جو وہ روپیہ دینا چاہتا ہے وہ تنخواہ کا ہے یا جائداد کا ہے اور یہ بھی کہ اس جگہ کے مسلمان ایسی حیثیت بھی نہیں رکھتے کہ بغیر اس روپیہ کے لئے مسجد بنوا سکتے ہیں، اس

مسئلہ کا جواب بحوالہ قرآن وحدیث اور فقہ حنفی کی رُو سے دیا جاوے کہ ایسا روپیہ مسجد میں لگانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب نقل فی الاشباہ والنظائر فی القاعدۃ الثانیۃ من النوع الثانی ص۱۲۷ مطبوعہ مصر اذا اجتمع عند احد مال حرام وحلال فالعبرۃ للغالب مالم تبیین وفی العالمگیریۃ من کتاب الکراھۃ ص۲۲۲ ج۴ مطبوعہ نولکشور اکل الربوا وکاسب الحرام اھدی الیہ او اضافہ وغالب مالہ حرام لا یقبل ولا یاکل مالہ مالم یخبرہ انہ ذلک المال اصلہ حلال ورثہ او استقرضہ وان کان غالب مالہ حلالا لا بأس بقبول ہدیۃ والاکل منہ کذا فی الملتقط انتہی۔

عبارتِ مذکورہ سے معلوم ہوا کہ جو مال یقیناً خالص حرام ہو اُسکا لینا کسی کو جائز نہیں اور مساجد ومدارس کے چندوں کا بھی یہی حکم ہے۔ البتہ اگر حلال وحرام مخلوط آمدنی سے کوئی مال یا جائداد وغیرہ خریدی ہو تو اسمیں یہ تفصیل ہے کہ اگر اسمیں زیادہ تر مال حلال ہے تب تو بلا کسی تحقیق وتفتیش کے اُسکا لینا جائز ہے اور اگر زیادہ تر مال حرام ہے اور کم حلال ہے تو اسکا لینا صرف اس صورت سے جائز ہو سکتا ہے کہ دینے والا یہ کہے کہ یہ مال جو آپ کو دیتا ہوں حرام نہیں بلکہ مجھکو وراثت میں ملا ہے یا قرض لیکر دیتا ہوں۔ لہٰذا صورتِ مسئولہ میں تنخواہ کی آمدنی جو خالص حرام ہے اُسکو چندہ میں دینا اور لینا جائز نہیں اور جائداد جو حرام وحلال سے مخلوط ہے اُسمیں وہ تفصیل ہے جو اوپر گذر گئی کہ اعتبار خلط غالب اور زیادہ حصہ کا ہوگا اسلئے بہتر صورت یہی ہے کہ یہ شخص کسی سے قرض لیکر مسجد وغیرہ میں چندہ دیدے اور پھر اُس قرض کو جہاں سے چاہے ادا کر دے تو یہ چندہ صحیح ودرست ہو جائیگا فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ

ہندو پنڈت کا تعویذ باندھنا جائز ہے یا نہیں؟ **سوال** (۳۶۸) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندو پنڈت سے تعویذ لیکر جسم میں باندھنا جائز ہے یا نہیں اور اگر کسی شخص نے باندھ لیا ہے تو اسکو علیحدہ کرنا ضروری ہے یا نہیں۔ والسلام

الجواب ہندو پنڈتوں سے تعویذ لینا اور باندھنا احتیاط کے خلاف ہے کیونکہ یہ لوگ عموماً کلماتِ کفریہ یا بتوں سے استعانت وغیرہ کے الفاظ یا ایسے منتر جنتر لکھتے ہیں جنکا اعتبار کفر ہے ظاہر ہے کہ ایسے تعویذ کا استعمال حرام ہے۔ البتہ اگر یہ معلوم ہو جائے کہ اُسنے تعویذ میں کوئی ایسی چیز نہیں لکھی جسکا اعتقاد حرام ہو تو کچھ مضائقہ نہیں لیکن بہرحال ایک تو فرکے لکھے ہوئے نقوش سے طلب شفا غیرتِ اسلامی کے بالکل خلاف ہے قال الشامی عن اعلام العوام فی تحقیق السحر والکہانۃ باب العلوم المعتبر الی ما قلنا رشامی کتاب العلم ص۳۱ ج۱) ثم قال فی الدر المختار کتاب الکراھیۃ التمیمۃ المکروھۃ ما کان بغیر العربیۃ غیر عربیہ سے مراد بھی ایسے ہی کلمات ہیں جو نامعلوم المراد ہوں اور جنمیں شرک وغیرہ کا احتمال ہو (شامی ص۲۵۳ ج۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

چند بدعات کے متعلق ضروری بحث

سوال (۳۶۹) کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسائل مذکورہ میں کہ (۱) گیارھویں شریف حضرت غوث پاک سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رح کی کرنی جائز ہے یا نہیں۔؟ (۲) طعام اور اسکے ساتھ کچھ پانی وغیرہ سامنے رکھکر اسپر کچھ سورتیں قرآن مجید کی پڑھکر اسکا ثواب کسی پیرانِ عظام یا کسی اور اولیائے کرام یا کسی مسلمان کی روح کو ثواب پہنچانا جائز یا نہیں یا ویسے ہی کھانا مساکین کو تقسیم کردیوے تو اسکا ثواب پہنچتا ہے یا نہیں اور اس کھانے میں سے خود کھالیوے یا کسی دوست وغیرہ کو کھانا کھلادے تو کوئی حرج تو نہیں ہے (۳) محض میلاد شریف کرنا اور اسمیں قیام کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۴) پیری مریدی کرنا کیسا ہے اور جو اگر کوئی مرید نہیں ہوئے تو کچھ گناہ تو نہیں ہے؟ (۵) کتاب تقویۃ الایمان و تذکیر الاخوان جو کہ مولانا محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم یا کسی اور عالم نے تصنیف کی ہے اور کتاب تنبیہ الغافلین جو کہ سید عبداللہ شاہ صاحب ملاں بغدادی عالم ربانی نے تصنیف کی اور نیز دیگر علماء بھی مثلاً مولانا محمد تقی صاحب دہلوی مولانا محمد آمین صاحب اور مولانا آمیرین صاحب اور مولانا عبدالعزیز صاحب وغیرہم نے تصنیف کی ہے اور کتاب بہشتی زیور اور حفظ الایمان جو مولانا اشرفعلی صاحب تھانوی نے تصنیف کی ہے ان ہر چہار کتابوں کا اچھا سمجھکر اور حق جان کر رکھنا اور پڑھنا مذہب اہل سنۃ والجماعۃ میں درست ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

(نوٹ) اس کا جواب علماء شاہجہانپور کا تحریر کردہ بھی ہے جس کا جواب میں اشارہ ہے۔

الجواب مجیب صاحب شاہجہانپوری کا جواب از روئے قواعد شرعیہ فقہیہ و کتب معتبرہ و حدیث و تفسیر صحیح نہیں۔ صحیح جواب جو عقائد اہل سنۃ والجماعۃ کے موافق ہے یہ ہے:۔

(۱) گیارھویں شریف کی رسم جسکو عوام نے فرض و واجب کیطرح سمجھ رکھا ہے بلکہ بہت سے لوگ جو نماز روزہ کے پاس نہیں جاتے بس گیارھویں شریف کو کافی سمجھتے ہیں یہ محض بدعت ناجائز ہے۔ اگر کہا جائے کہ مقصود اس سے ایصالِ ثواب ہے تو تجربہ شاہد ہے کہ یہ خیال محض غلط ہے کیونکہ اگر ایصالِ ثواب ہی مقصود ہے تو خاص گیارہویں تاریخ کو اسمیں کیا دخل ہے ثواب تو ہر وقت ہر تاریخ میں پہنچ سکتا ہے دوسرے خاص حضرت غوث اعظم ہی کی کیا تخصیص ہے کبھی ایصال ثواب انکو کیا جاتا اور کبھی دوسرے بزرگوں کو جو انکے بھی بڑے ہیں ظاہر ہے کہ حضرت غوث اعظم رح جس شان اور جس درجہ کے کامل ولی اور اللہ تعالیٰ کے مقرب بندے تھے صحابہ کرام انسے کہیں زیادہ مرتبہ رکھتے ہیں لیکن ہم کسی کو نہیں دیکھتے کہ کوئی حضرت صدیق اکبر رض اور حضرت فاروق اعظم رض اور حضرت عثمان غنی رض اور حضرت علی رض کرم اللہ وجہہ کیلئے گیارھویں یا بارھویں کرتا ہو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ محض ایک رسم پڑگئی جسکا اتباع جاہلانہ طور پر لوگ کرتے ہیں نہ ایصال ثواب غرض

نہیں اور اگر کوئی شخص ایسا ہو کہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایصالِ ثواب اس طرح کرے کہ اسمیں
بدعات شامل نہ ہوں تو بلاشبہ جائز و مستحسن ہے۔ بدعات شامل نہ ہونگی بہتر صورت تو یہ ہے کہ روپیہ نقد بالکل
خفیہ طور پر غرباء و مساکین میں تقسیم کر کے ثواب بخشدے۔ کیونکہ نقد دینے میں زیادہ ثواب ہے اور خفیہ
دینے میں بھی بہ نسبت علانیہ کے زیادہ ثواب ہے اور کھانا بھی کھلانا ہو تو بلا التزام تاریخ معین
جب وسعت ہو کھلاوے اسمیں مضائقہ نہیں (کذا فی العالمگیریہ ص۲۳ ج ۴)

(۲) ایصالِ ثواب کے لئے کھانا سامنے رکھکر کچھ پڑھنا ضروری نہیں بلکہ بلا پڑھے صدقہ کر دینے سے
ثواب پہنچ جاتا ہے فاتحہ وغیرہ پڑھنے کو ایصالِ ثواب کی شرط سمجھنا ایک ایسی شریعت ہے، جو قرآن و
حدیث وکہیں ثابت نہیں۔ اور حدیث میں ہے کل من احدث فی امرنا ھذا فھو رد یعنی جو شخص
ہمارے دینی کاموں میں اپنی طرف سے کوئی نئی بات پیدا کرے وہ مردود ہے (مشکوۃ) (۳) رسولِ کریم
صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک اور آپ کے حالات طیبات کا پڑھنا اور سننا تو مسلمان کیلئے تمام امور
میں خیرات و برکات کا مدار ہے۔ بلکہ واجب و ضروری ہے لیکن محفل میلاد کی جو موجودہ زمانہ میں رسم
پڑگئی ہے اسمیں طرح طرح کی بدعات اور ناجائز کام شامل ہوگئے ہیں اسلئے جمہور علماء امت نے
اسکو ناجائز قرار دیا ہے اور اسی طرح اس محفل میں بوقتِ ذکر ولادت قیام کرنا بھی بالکل
منگھڑت حکم ہے شریعتِ اسلام میں کہیں اسکا نام و نشان نہیں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ذکر ولادت
کے یا مطلق ذکر کیوقت کھڑے ہو جانا۔ نیز صحابہ کرام کی ہزاروں کی جماعت میں سے کسی ایک سے
بھی ثابت نہیں کہ ذکر ولادت کرتے وقت تعظیماً کھڑے ہوگئے ہوں۔ اور ظاہر ہے کہ اگر یہ قیام
کوئی واقعی تعظیم کی چیز ہوتی تو صحابہ کرام ہرگز اسکو نہ چھوڑتے کیونکہ ان سے زیادہ کوئی شخص حضور صلے اللہ
علیہ وسلم کی تعظیم نہیں کر سکتا مفصل اس مسئلہ کی بحث اگر دیکھنی ہو تو رسالہ فتاوی میلاد و طریقہ میلاد
اور براہین قاطعہ وغیرہ منگا کر دیکھئے (۴) پیری مریدی کرنا جائز ہے مگر اسمیں سب سے بڑی شرط یہ ہے کہ پیر عالم
متبع سنت ہو اور مرید محض خدا کیلئے انکی طرف اپنی اصلاح باطن کیلئے رجوع کرے۔ دنیوی فتوحات
کیلئے نہیں (کذا ذکرہ الشاہ ولی اللہ فی القول الجمیل) اس مسئلہ کی مفصل تحقیق چاہتے ہیں تو حضرت
شاہ ولی اللہ رح کا رسالہ مترجم اردو شفاء العلیل ترجمہ قول الجمیل منگا کر پڑھئے (۵) تقویۃ الایمان
بہشتی زیور، حفظ الایمان وغیرہ کتابیں نہایت متبع سنت بزرگ اور متقی حنفی المذہب عالموں کی تصانیف
ہیں انکو حق سمجھکر پڑھنا پڑھانا باعث برکات اور اصلاح ظاہر و باطن ہے کیونکہ ان میں جو مسائل
لکھے ہیں وہ سب قرآن و حدیث اور فقہ کی معتبر کتابوں سے لکھے ہیں۔ انکے علاوہ جن کتب کے متعلق دریافت

کیا ہے وہ احقر کی نظر سے نہیں گذری کہ اُنکا حال معلوم ہوتا۔ فقط واللہ اعلم - محمد شفیع غفرلہ

دوا وغیرہ پر زیادہ منافع لینا درست ہے یا نہیں۔ اور حکیم کی فیس کا حکم؟

سوال (۳۷۰) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ حکیم اور عطار لوگ دوائیں تھوک فروشوں سے یا باہر سے منگواتی ہیں اُنکو جو نرخ پڑتا ہے اُس سے دونا قیمت پر فروخت کرتے ہیں مثلاً گل بنفشہ منگوایا اسکو فی تولہ ایک آنہ پڑا اور اب وہ اُسکو دو آنہ یا چھ آنہ میں فروخت کریں یہ جائز ہے یا نہیں ایسی ہی کشتہ ہے اسکو خرید سے دوگنا یا اس سے زائد کرکے فروخت کریں جائز ہے یا نہیں؟ (۲) حکیم جو اپنی فیس مریضوں سے مقرر کرکے علاج کو جاتے ہیں مثلاً (دو روپیہ) یا (پانچ روپیہ) مقرر کرلیا تو شرع احادیث سے ثابت ہے یا نہیں۔ حکیم کا فیس لیکر علاج کرنا اسکی کمائی حلال ہے یا حرام؟ بینوا توجروا۔

الجواب - ہر شخص کو اپنی مِلک میں اختیار ہے کہ ارزاں فروخت کرے یا گراں۔ کتنی ہی کوئی گراں فروخت کرے شرعاً اُسکو ناجائز نہیں کہا جا سکتا۔ البتہ ایسی عام حاجت کی چیز کو زیادہ گراں فروخت کرنا مروّت اور حمیت کے خلاف ہے اور اقتصادی حیثیت سے اصول تجارت کے بھی خلاف ہے۔ ایسے تاجر عادةً کبھی کامیاب اور ترقی یافتہ نہیں ہو سکتے۔ اسلئے مسلمانوں کو ایسی صورتوں سے احتراز کرنا چاہیئے (۲) یہ حکیم کی اُجرت جانے اور تشخیص مرض اور تجویز نسخے کی ہے اس میں کسی قسم کی کراہت نہیں ہے بلاشبہ جائز ہے بشرطیکہ حکیم حکیم ہو یعنی کسی حاذق طبیب نے اُسکو علاج کرنیکی اجازت دی ہو ورنہ معالجہ کرنا جائز نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم - کتبہ بندہ محمد شفیع غفرلہٗ۔

ترکی ٹوپی کا نماز میں پہننا!

سوال (۳۷۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ترکی ٹوپی اوڑھکر نماز درست ہے یا نہ اگر امام ہے تو اس کے پیچھے والوں کی نماز درست ہے یا نہیں؟

الجواب - ترکی ٹوپی اوڑھنا خارج نماز جائز ہے۔ لیکن اہل علم اور علماء کیلئے احتراز افضل ہے اور ترکی ٹوپی اوڑھکر نماز پڑھنا اور بالخصوص نماز پڑھانا مناسب نہیں کیونکہ اوّل تو یہ سُرخ محض ہے جسکے متعلق مختار قول یہی ہے کہ مرد کیلئے مکروہ تنزیہی ہے (درمختار کتاب الکراہیۃ) ثانیاً ہمارے اطراف میں عموماً ایسے لوگوں کی وضع ہے جو مذہبی پابندیوں سے آزاد ہیں اسلئے کم از کم جماعت امامت کیوقت اس سے احتراز کرنا ہی بہتر ہے لیکن بایں ہمہ اگر کسی نے نماز پڑھادی تو ہو گئی اعادہ کی حاجت نہیں فقط

سادات کو زکوٰۃ دینا درست ہے یا نہیں؟

سوال (۳۷۲) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ سادات کو کسی صورت میں زکوٰۃ دے سکتے ہیں یا نہیں۔ اگر کسی سید کا کوئی ذریعۂ معاش نہ ہو محتاج ہو یا زن بیوہ پردہ نشین ہو یا یتیم و لاوارث سادات بچے ہوں زکوٰۃ اُنکو دے سکتے ہیں وہ شرعاً لینے کے مستحق بھی ہیں یا نہ؟

(۱) اگر کسی شخص کی ننھیال صحیح النسب سیّد ہو اور دادیاں بھی سیّد ہوں صرف باپ غیر سیّد ہو تو کیا ایسے شخص پر بھی احکام سادات ہی نافذ ہونگے؟

الجواب سادات بنی ہاشم کو زکوٰۃ لینے کے بارہ میں صحیح اور احوط اور راجح یہی ہے کہ انکو زکوٰۃ لینا ناجائز ہے۔ چنانچہ درمختار عالمگیری قاضیخاں میں لایجوز اور لایحل اور لایصرف سے تعبیر فرمائی ہے لیکن علامہ شامی نے بعض اقوال ایسے نقل کئے ہیں جن سے جواز ثابت ہے اور ضرورتِ زمانہ اور حاجاتِ سادات اسی کو مقتضی ہے کہ فتویٰ جواز کا حسبِ روایاتِ شامی دیا جائے۔ چنانچہ احقر اور بعض اکابر اساتذہ احقر بھی فتویٰ جواز کا دیتے رہتے ہیں عبارت شامی کی یہ ہے بعد نقل کرنے اقوال ممانعت لکھتے ہیں وروی ابو عصمۃ عن الامام انہ یجوز الدفع الی بنی ہاشم فی زمانہ لان عوضہا وھو خمس الخمس لم یصل الیہم لاہمال الناس امر الغنائم وایصالہا الی مستحقہا واذا لم یصل الیہم العوض عادوا الی المعوض کذا فی البحر الخ۔ (۲) یہ شخص سیّد شمار نہ ہوگا اور زکوٰۃ دینا اسکو بلا تأمل جائز ہے اگرچہ فی الجملہ شرافت نسب اسمیں موجود ہے۔ قال الشامی فی باب الکفاءۃ ویؤخذ من ہذا ان من کانت امہا علویۃ مثلاً وابوہا عجمی یکون العجمی کفؤا لہا وان کان لہا شرف لان النسب للآباء ولہذا جاز دفع الزکوٰۃ الیہا انتہیٰ

عورتوں کو رنگے ہوئے کپڑوں سے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں

سوال (۳۷۳) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کچے اور پکے رنگ سے عورت کے کپڑا رنگنا جائز ہے یا نہیں۔ کیونکہ ہمیں شراب پڑتی ہے۔؟

الجواب کچا پکا رنگ عورت کیلئے جائز ہے۔ فتویٰ اسی پر ہے اسمیں وہم نہ کرنا چاہیے لیکن نماز میں احتیاط کیجائے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ مسعود احمد عفا اللہ عنہ۔ الجواب صحیح بندہ محمد شفیع غفرلہٗ

حاملہ عورت سے نکاح درست ہے یا نہیں؟

سوال (۳۷۴) کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ حاملہ عورت سے نکاح شرعاً جائز ہے یا نہیں اگر کسی نے حاملہ کیساتھ نکاح پڑھا لیا تو اسکا یہ نکاح ہوا یا نہیں اور کسی دوسرے کا حمل ہو اس حالت میں اسکو بعد وضع حمل اس سے دوبارہ نکاح پڑھانا چاہئے یا نہیں مفصل جواب بحوالہ کتب اللہ و حدیث عنایت فرماویں؟

الجواب اگر وہ حاملہ عورت کسی کی منکوحہ نہیں بلکہ زنا سے حاملہ ہو تو اسکا نکاح بحالتِ حمل جائز ہے بعد وضع حمل تجدید نکاح کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن اگر زانی سے نکاح ہو جسکا حمل ہے تو اسکو بحالتِ حمل وطی کرنا بھی جائز ہے۔ اور اگر غیر زانی سے نکاح ہو کہ جسکا حمل نہیں ہے تو اسکو تا وضع حمل وطی کرنا جائز نہیں ہے۔ ہدایہ میں ہے۔ وان تزوج حبلیٰ من زنا لا حبلیٰ من غیرہ الخ ۱۰ ان

حرم وطؤها ودواعیه حتی تضع لئلا یسقی ماءه زرع غیره ولو نکحها الزانی حل له وطؤها اتفاقاً۔ نہر۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ مسعود احمد عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح۔ اور اگر حاملہ کسی شخص کی منکوحہ ہے تو اس سے نکاح قبل وضع حمل جائز نہیں کیونکہ وضع سے پہلے عدت نہیں گذرتی فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد شفیع غفرلہ

الافصاح عن تصرفات الجن والارواح

سوال (۳۷۵) ایک شخص مثلاً زید بظاہر نیک سیرت با اخلاق متقی پرہیزگار ہے اسپر یہ دیکھا اور سنا جاتا ہے کہ جنات آتے ہیں اور کبھی ارواح طیبہ آکر گفتگو کرتے ہیں۔ ان خبائث اجنہ کی صورت نظر آتی ہے نہ ان ارواح طیبہ کی شکل ظاہر ہوتی ہے البتہ جسکے سر پر انکا ورود ہوتا ہے وہ نہایت صحیح طریق سے اسکا اظہار کرتے ہیں کہ ہم انکی صورۃ اشکال کو بھی دیکھتے ہیں کوئی بصورت بزرگان دین ہوتا ہے اور کسی کی شکل نہایت مکروہ و بدنما ہوا کرتی ہے گفتگو اس امر میں ہے کہ آیا جنات خبائث و ارواح بزرگان دین کا کسی کے سر پر آکر بولنا کوئی امر واقعی ہے جسکا ثبوت شریعت طیبہ سے ملتا ہو یا نہیں۔ اس مسئلہ کے متعلق عمرو بکر میں اختلاف شدید ہو رہا ہے۔ ہر ایک کے استدلال حسب ذیل ہیں عمرو کہتا ہے یہ سب غلط باتیں ہیں انکا شریعت سے کہیں ثبوت نہیں۔ بزرگوں کا سر پر آکر بولنا بھی خرافات سے ہے چنانچہ اسپر سید نذیر حسین دہلوی غیر مقلد مرحوم و دیگر علماء شریعت کا فتوی موجود ہے نیز جب انسان کا انتقال ہوتا ہے تو دو حالت سے خالی نہیں۔ یا اعمال صالحہ کئے ہونگے یا اعمال سیئہ کئے ہونگے صورت اول میں اسکی روح علیین میں ہوگی اور صورت ثانیہ میں سجین میں روح معذب ہوگی۔ اگر علیین میں ہے تو وہ نعمت و انعام کو چھوڑ کر بیوقوف دنیا میں آویگی اور اگر معذب فی السجین ہے تو اسکو رنج و الم سے کہاں فرصت کہ کسی کے سر آکر مکالمہ کریگی چنانچہ اچھے بندوں کے متعلق خود حدیث میں وارد ہے کہ قبر میں انسی سوال و جواب کے بعد ملائکہ کہینگے کنومة العروس اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ اس آرام و خواب شیریں کو چھوڑ کر کب آسکتے ہیں و نیز چونکہ اسکا ثبوت بھی کہیں سے نہیں ملتا اسلئے ایسا عقیدہ رکھنا لغو ہے اور اس شے پر یقین رکھنا بھی حماقت ہے۔ بکر کہتا ہے کہ سوال زید تین اشخاص کے متعلق ہے خبائث اور اجنہ اور ارواح طیبہ تو ان تینوں کے متعلق یہ گذارش ہے کہ خبائث و شیاطین و بالفاظ دیگر بھوت پریت تو ان ہر ایک کو منجانب اللہ یہ حق حاصل رہتا ہے کہ غیر و کو ستانے پھرتے اور سر چڑھکر ایذائیں دیں گالیاں سنائیں وغیرہ وغیرہ کیونکہ امراض کی دو قسم ہوتی ہیں۔ ایک ظاہری دوسری باطنی جسطرح ظاہری امراض بخار و لرزہ وغیرہ ایذا رساں ہوتے ہیں بعینہ اسی طرح امراض باطنیہ کے اسباب یہی شیاطین وغیرہ ہوا کرتے ہیں چنانچہ طاعون کو بنت الجن کہیں الطاعون وخز الجن حدیثوں میں وارد ہے کہ شیاطین اجنہ کی شرارت ہوتی ہے دوسرے یہ کہ عذاب الٰہی

چند قسم کے ہوتے ہیں منجملہ انکے یہ بھی ہوا کرتا ہے۔ راندہ دربار فرما کر دنیا میں بھیجدیا جاتا ہے کہ دربدر ٹھوکریں
کھاتے پھرو۔ رہا کسی کے سر پر چڑھکر بولنا تو یہ بھی ممکن ہے اور مشاہدات اسکی مصداق ہیں ونیز
شیاطین کے متعلق مذکور ہے کہ یجری مجری الدم۔ ونیز خیشوم میں اسکا صبح کو آکر بیٹھا رہنا۔ ان امور سے
معلوم ہوا کہ انسان کے اندر سرایت کئے ہوئے رہتا ہے۔ پھر اسکا سر چڑھکر بولنا کچھ بھی مستبعد نہیں
جبکہ وہ گمراہی کا خواہاں و اس کی تدابیر میں سرگرداں رہتا ہے چنانچہ اُحد میں کفار کی شکست خوردہ
جماعت کو اسی نے آواز دیکر واپس کیا تھا ونیز تلک الغرانیق العلی کا قصہ مشہور ہے اگرچہ کل صحیح
نہ ہو تاہم نفس شیطان کا اختلاط بالتکلم ثابت ہوتا ہے ونیز وما من مولود یمسہ الا یمس الشیطان الخ
او کما قال سے بھی ظاہر ہے الغرض شیطانوں کا وجود اور انکا انسان کے ساتھ متعلق رہنا ونیز تکلم یہ
کچھ بھی مستبعد نہیں بلکہ صدہا اس کی نظیریں موجود ہیں۔ اجنہ یہ بھی موجود ہیں انکے وجود میں کلام نہیں
ونیز ان کا انسانوں کے ساتھ تعلق بھی منکر نہیں ہوسکتا خرافہ کی حدیث شمائل ترمذی و دیگر کتب احادیث
میں مذکور ہے ونیز ابو تمیم الفاری کا واقعہ بھی مشہور ہے۔ لیلۃ الجن کی حدیث بھی انکے وجود و مکالمہ پر
شاہد ہے۔ اجنہ کا مختلف اشکال میں بدلجانے بھی قادر ہونا یا یہ ثبوت تک پہنچا ہوا ہے۔ جنات بھی
عبادت کیلئے پیدا کئے گئے انمیں خیار و اشرار ہر قسم کے ہوتے ہیں۔ کبھی اگر اچھوں کا تسلط ہوا تو نیکی کی
باتیں بتلاتے ہیں اور اگر بُروں کا تسلط ہوا تو ایذائیں دیتے ہیں۔ اشرار اجنہ کا سر پر چڑھکر بولنا ستانا
کچھ بھی منکر و مستبعد نہیں بلکہ اسکا تو مشاہدہ بھی ہوتا ہے چنانچہ آکام المرجان فی احکام الجان
ونیز لقط المرجان فی اخبار الجان میں اسکی تفصیل موجود ہے ونیز حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث
دہلوی کی قلمی تحریر موجود ہے، اسمیں یہ مصرح ہے کہ انکا سر پر چڑھکر بولنا یا ستانا سب کچھ ثابت ہے۔ اور
ہر قسم کے جنات آتے ہیں اور سر پر چڑھکر بولتے ہیں ان ہر ایک میں امتیاز کی صورت بھی بیان فرمائی ہے
ونیز انکے فتاوی میں بھی مسطور ہے۔ ونیز مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی رح کا اس امر پر فتوی موجود ہے غالباً
فتاوی جلد سوم میں مرقوم ہے کہ جنات کا تصرف علی الانسان ممکن و شاہد ہے۔ اور نیز صدہا واقعات و
شواہدات ایسے موجود ہیں کہ انکا انکار قابل انکار ہے۔ ارواح طیبہ شہداء کے متعلق تو خود قرآن مجید میں
انکی حیات کے متعلق مصرح ہے انکے متعلق ہمارے اکابر رحمہم اللہ اجمعین فرماتے ہیں کہ وہ بالکل آزاد
ہیں اور انہیں کے حکم میں اولیاء کرام بھی داخل ہیں اور داخل نہ ہونیکی کوئی وجہ بھی نہیں۔ دونوں
عشق الٰہی میں جان بحق ہوئے۔ البتہ اسباب موت کے ظہور و خفا کا فرق ہے چنانچہ جناب حکیم الامۃ رح
کے اکثر مواعظ میں مذکور ہے ونیز اکابر علماء سے اسکے متعلق تصریح موجود ہے کہ شہداء کی آزادی کے حکم میں

اولیاء کرام وارواح طیبہ بھی داخل ہیں۔ غالباً شاہ ولی اللہ صاحب رح نے تحریر فرمایا ہے کہ بزرگوں کی ارواح بھی عالم برزخ میں ترقی کرتی ہیں۔ چنانچہ انبیاء کی ارواح کے متعلق احادیث میں مذکور ہے کہ اکثر انبیاء کو مشغول بصلوٰۃ وصوم پایا۔ اس سے انکی زندگی وآزادی کا ثبوت ہوتا ہے۔ والامثل فالامثل وغیرہ خدا کے مقرب ہوتے ہیں دانکو انہیں انعامات ہوتے ہیں منجملہ انعامات کے آزادی بھی تو ایک انعام ہے) نم کنومۃ العروس اسکے مخالف نہیں کیونکہ نائم کیلئے آزادی معارض نہیں ہے رہ گیا انکا آنا اور سر پر چڑھکر بولنا اسپر بھی شاہ عبد العزیز رح کے فتوے میں روشنی ڈالی گئی ہے انکے آنیکی تصریح و نیز تکلم کی بھی تصریح موجود ہے۔ مولانا عبد الحی صاحب لکھنوی نے بھی اسی پر فتوی دیا ہے۔ و نیز مشارق الانوار میں اس کی تصریح موجود ہے، کہ ارواح طیبہ آکر بول سکتی ہیں۔ و نیز قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم اذا خرج الروح من بدن ابن آدم و مضی ثلثۃ ایام یقول الروح یا رب ائذن لی حتی امشی وانظر الی جسدی الذی کنت فیہ فیاذن اللہ لہ فیجئ الی قبرہ وینظر الیہ من بعید الی آخر الحدیث قال ابن عباس اذا کان یوم العید ویوم عاشوراء ویوم الجمعۃ الاولی من رجب و لیلۃ النصف من شعبان ولیلۃ القدر ولیلۃ الجمعۃ تخرج ارواح الاموات عن قبورھم ویقفون علی ابوابھم وعلی ابواب بیوتھم الخ وروی عن ابی ھریرۃ انہ قال اذا مات المومن دارت روحہ حول دارہ شہراً ھکذا فی دقائق الاخبار صفحہ للامام الشیخ عبد الرحیم ابن احمد القاضی وبہامشہ کتاب الدر الحسان فی البعث ونعیم الجنان للسیوطی رح اسکے علاوہ مشاہدات وواقعات اسکی تصدیق کرتے ہیں خود ہمارے اکابر بھی اسکے مخالف نہیں۔ سوال یہ ہے کہ ایا عمرو کی رائے بحق ہے یا بکر کا قول۔ اگر عمرو کا قول درست ہے تو کس بنا پر۔ اور اگر بکر کا قول صحیح قول ہے تو کیا اسکے قول کی صحت کیلئے مذکورہ بالا دلائل کافی ہیں یا دیگر دلائل کی ضرورت پڑیگی۔ مدلل جواب عنایت کیجئے؟

الجواب۔ مکالمہ مذکورہ میں اصولی طور پر اتنا تو صحیح ہے کہ جنات اور ارواح مفارقہ عن البدن خواہ ارواح طیبہ ہوں یا خبیثہ۔ انکا تصرف زندہ انسان یا دوسری چیزوں میں ہو سکتا ہے۔ کوئی دلیل شرعی عقلی یا نقلی اسکے منافی نہیں۔ اور واقعات وتجارب اسکی صحت پر شاہد ہیں۔ لیکن اسکی یہ مخصوص صورت کہ بزرگانِ دین کی ارواح کسی کے سر پر آکر بولیں کلام کریں اور اسے ستاویں یہ امر معقول نہیں بلکہ انکی طرف ایسی حرکت کا منسوب کرنا بے ادبی اور انپر تہمت ہے اور جہاں کہیں ایسا واقعہ پیش آوے کہ کسی بزرگ یا شہید کا نام بتلاکر کوئی مخفی چیز کلام کرتی ہے وہ بعض شیاطین وجنات کا تصرف ہوتا ہے وہ جھوٹ موٹ بزرگانِ دین کا نام لے دیتے ہیں تاکہ انکی بات مانی جاوے۔

ارواح خبیثہ میں البتہ اسکا احتمال ہے لیکن حجت اسمیں بھی کچھ نہیں کہ یہ قول اس روح کا ہی جسکا نام لیا گیا ہے کیونکہ وہاں بھی شیاطین کے جھوٹ کا احتمال موجود ہے اور اس روح کا فعل و قول ہونیکی کوئی دلیل ہمارے پاس موجود نہیں تو ایسی صورت میں بلادلیل کسی قول و فعل کو کسی روح کی طرف منسوب کرنا درست نہیں

الغرض فیصلہ یہ ہے کہ اصولاً تو بکر کا قول صحیح ہے کہ اشیاء ثلاثہ کے تصرفات ہو سکتے ہیں اور فروعات و واقعات خاصہ کے متعلق عمرو کا قول فی الجملہ صحیح ہے مگر نہ اس بناء پر کہ ایسے واقعات کا پیش آنا عقلاً محال یا شرعاً ممنوع ہے بلکہ اسلئے کہ واقعات مخصوصہ کا ارواح مخصوصہ کیطرف منسوب کرنا خصوصاً اس بناء پر کہ ایک بیہوش کی زبان پر اسکی طرف نسبت کیگئی ہے شرعاً جائز نہیں کیونکہ اسمیں احتمالات بہت ہیں مثلاً اول تو یہ بھی ممکن بلکہ اقرب ہے کہ یہ اس بیہوش کا ہزیان ہو یا اگر صحیح واقعات بیان کرتا ہے تو اسکا کشف ہو جیسا کہ مجنون کو واقعات آئندہ کا کشف ہو جانا۔ شرح اسباب وغیرہ کتب طب میں مصرح ہے اور خارجی ہی اثر مانا جاوے تو شیطان و جن کا اثر ممکن ہے۔ البتہ ایک احتمال یہ بھی ہے کہ جسکی طرف نسبت کیگئی ہے اسی روح کا قول و فعل ہو کیونکہ اصولاً یہ کوئی ناممکن چیز نہیں مگر اتنے احتمالات کے ہوتے ہوئے کسی روح کی طرف واقعات مخصوصہ کی نسبت کرنا ایک قول بلادلیل ہے جو آیت لا تقف ما لیس لک بہ علم سے ممنوع و محظور ہے اور اگر کسی ایسے قول و فعل کی نسبت کیجاوے جو عاریا گناہ ہے تو تہمت و افترا ہے جسکا گناہ ہونا منصوص و مشہور ہے۔ جو دلائل بکر نے پیش کئے ہیں اصولاً تصرفات جنات و ارواح کے ثبوت کیلئے وہ بھی کافی ہیں۔ مزید توضیح کیلئے اتنا اور عرض ہے کہ کلام تین چیزوں کے آثار و تصرفات وغیرہ ہے۔ جنات، ارواح طیبہ، ارواح خبیثہ۔ جنات کا وجود اور انکے واقعات عجیبہ تو قرآن کی بیشمار آیات اور احادیث نبویہ کی غیر محصور تصریحات میں اسطرح ثابت ہے کہ ضروریات دین میں داخل ہو گیا ہے جسکا انکار کرنا درحقیقت قرآن و حدیث کا انکار کرنا ہے اور اسی لئے جنات کے وجود کا مطلقاً انکار کر دینا کفر ہے۔ اسی طرح جنات کا انسانوں کے بدن اور دوسری اشیاء میں تصرف و تاثر کرنا اور اشکال مختلفہ میں پایا جانا یہ بھی احادیث کثیرہ متواترۃ المعنی سے ثابت ہے

قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ان الشیطان یجری من الانسان مجری الدم وقال علیہ الصلوٰۃ والسلام اقتلوا ذو الطفیتین والابتر وایاکم والحیۃ البیضاء فانہا من الجن رواہ الترمذی وقال حسن غریب عن ابی ایوب الانصاری انہ کان تکون لہ سہوۃ فیہا تمر وکانت تجیء الغول فتاخذ منہ الحدیث الی قولہ والغول بضم الغین المعجمۃ ہو شیطان یاکل الناس وقیل ہو من یتلون من الجن (الترغیب والترہیب للمنذری باب القراۃ) وعن ابی بن کعب انہ اخبرہ

فی حدیث نوبل خذ بذا بة کبغلا المحلولو بد کید الکلب شعر کثیر فقال هذا خلق الجن
(ترغیب و ترہیب باب القراءة، قال رواہ ابن حبان فی صحیحہ وغیرہ) نیز حدیث خرافہ شمائل ترمذی
وغیرہ میں مشہور و معروف ہے اسکے علاوہ بہت سی احادیث اس باب میں صریح ہیں حاجت استیعاب نہیں
باقی رہا ارواح خبیثہ یا طیبہ کے افعال اور بولنا وغیرہ یہ بھی آثار سلف اور تجارب صادقہ سے ثابت ہے
اور شریعت میں کہیں اسکی نفی و ممانعت مذکور نہیں اسلئے جس طرح دوسری تجربہ کی چیزیں عادۃً تسلیم
کیجاتی ہیں اور اُسکے لئے قرآن و حدیث کی تصریح کی ضرورت نہیں سمجھی جاتی اسی طرح یہ بھی تسلیم کیا
جائیگا مثلاً سنا مکی کا مسہل ہونا سب کو تسلیم ہے اور اُسکے لئے کوئی نص قرآن و حدیث تلاش نہیں کرتا
تجربہ کی بنا پر مانا جاتا ہے۔ اسی لئے حکماء محققین بھی ارواح خبیثہ کے تصرفات کو تسلیم کرتے ہیں
صرف افعال و اقوال ارواح پر تو بعض روایات حدیث بھی موجود ہیں مندرجہ ذیل آثار و اقوال ہمارے دعویٰ
کیلئے مثبت ہیں۔ قال ابن قیم فی زاد المعاد فی ہدیہ صلی اللہ علیہ وسلم فی علاج الصرع۔
قلت الصرع صرعان صرع من الارواح الخبیثة الارضیة وصرع من الاخلاط الردیة
والثانی هو الذی یتکلم فیه الاطباء فی سببه وعلاجه واما صرع الارواح فائمتهم وعقلاؤهم
یعترفون به ولا یدفعونه ویعترفون بان علاجه بمقابلة الارواح الشریفة الخیرة العلویة لتلك
الارواح الخبیثة فتدفع آثارها وتعارض افعالها وقد نص علی ذلك بقراط فی بعض کتبه وباقی
التفصیل فی الجمع فی زاد المعاد ص۲۲ ج۳۔ اور حدیث نم کنومة العروس یا حدیث ارواح کے جنت میں
مستقر ہونیکی ان احوال و افعال کے کسی طرح معارض نہیں حافظ ابن قیم رح نے کتاب الروح میں اسکو
خوب مفصل لکھا ہے جسمیں سے بعض آثار نقل کئے جاتے ہیں۔ ولا یضیق عطنك عن کون الارواح
فی الملاء الاعلی تسرح فی الجنة حیث شاءت وتسمع سلام المسلم علیها عند قبرها و
تدنو منه حتی ترد علیه السلام وللروح شان آخر غیر شان البدن (کتاب الروح ص۱۶۳ مطبوعہ
دار المعارف) وایضاً قال ان ما ذکرناه من شان الروح یختلف بحسب حال الارواح من القوة و
الضعف والکبر والصغر (الی قوله) والروح المطلقة من اسر البدن وعلائقه وعوائقه من
التصرف والقوة والنفاذ والهمة وسرعة الصعود الی الله تعالی والتعلق بالله ما لیس للروح
المهینة المحبوسة فی علائق البدن وعوائقه (الی قوله) وکم قد رأی النبی صلی اللہ علیه وسلم
ومعه ابوبکر وعمر فی النوم قد هزمت ارواحهم عساکر الکفر والظلم فاذا بجیوشهم مغلوبة
مکسورة (کتاب الروح ص۱۶۵) ثم قال واما قول من قال ان ارواح المؤمنین فی برزخ من الارض

تذهب حيث تشاء الخ وهذا مروي عن سلمان الفارسي البرزخ هو ما بين شيئين وكان سلمان اراد بها في ارض بين الدنيا والآخرة مرسلة تذهب حيث تشاء. هذا القول قوي الخ (كتاب الروح ص ۶۴)۔ عبارات مذکورہ کے علاوہ اور بھی بکثرت تصریحات کتب حدیث میں اور بالخصوص ارباب سلوک کے اقوال میں موجود ہیں اور جسقدر ذکر کیا گیا ہے کافی ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ جنات اور ارواح کا اس عالم میں آکر انسان یا غیر انسان پر کسی قسم کا تصرف کرنا عقلاً محال ہے اور نہ شرعاً ممنوع اور نہ کوئی دلیل عقلی یا نقلی ایسے تصرفات کی نفی پر موجود ہے اور جو دلائل عمر نے پیش کئے ہیں سب مخدوش۔ مگر کسی خاص واقعہ کو کسی خاص روح کیطرف منسوب کرنا اسلئے درست نہیں کہ ہمارے پاس اسکی کوئی دلیل نہیں اور کسی بیہوش کا کہدینا حجت نہیں اور یہ بالکل ایسا ہے جیسے کسی زندہ انسان کی طرف واقعہ خاصہ کی نسبت کرنا بغیر دلیل کے جائز نہیں مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ انسان اس واقعہ پر قدرت ہی نہیں رکھتا۔

تنبیہ:۔ یہ تمام آثار و افعال اور تصرفات جو جنات اور ارواح کے ذکر کئے گئے ہیں انکا مطلب صرف یہ ہے کہ جس طرح ہم انسان مختلف قسم کے کاروبار کرنیکی باذن اللہ قدرت رکھتے ہیں اور کرتے ہیں اسی طرح یہ اشیاء بھی قادر باذن اللہ ہیں اور جب چاہیں اللہ تعالیٰ اُنکے افعال کو روکدیں انکو کوئی اختیار اور تاثیر نہیں محض مشین کے کل پرزوں کے چلانیوالے کے تابع مشیت و ارادہ ہیں۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ کتبہ بندہ محمد شفیع غفرلہ۔ مدرس دار العلوم دیوبند ۸ جمادی الثانی ۱۳۴۸ھ

ایک حدیث کی تحقیق بزبان عربی | **سوال (۳۷۶)** ما قولکم دام فضلکم ایها العلماء الراسخین في تحقيق حديث جابر الذي اورده البخاري في صحيحه قال اتيت جابرا رضي الله عنه فقال انا يوم الخندق نحفر فعرضت كدية شديدة فجاؤا النبي صلى الله عليه وسلم فقالوا هذه كدية عرضت في الخندق فقال انا نازل ثم قام وبطنه معصوب بحجر ولبثنا ثلاثة ايام لا نذوق ذواقا الخ (بخاري ج ۲ ص ۵۸۸) قال العلامة العيني في شرحه قوله وقال ابن حبان الصواب الحجز (بالزاء) معنى لشدة على البطن من الجوع ورد عليه بما جاء في الرواية التي تاتي رايت بالنبي صلى الله عليه وسلم خمصا شديدا او الخمص الجوع قلت فيه نظر لا يخفى انتهى بكلامه مختصرا وفي البنائي(؟) جلد ۳ ص ۳ قوله قال بعض الصحابة لبثنا ثلاثة ايام لا نذوق زادا او ربط النبي صلى الله عليه وسلم الحجر على بطنه من الجوع اقول وابن حبان في صحيحه ادخل الحديث الذي نهى النبي صلى الله عليه وسلم عن الوصال في ... ... ث

تواصل یا رسول الله صلى الله عليه وسلم قال انی لست مثلکم انی ابیت یطعمنی ربی ویسقینی قال یستدل بهذا الحدیث علی بطلان ما ورد انه صلی الله علیه وسلم کان یضع الحجر علی بطنه من الجوع لانه کان یطعم ویسقی من ربه اذا واصل فکیف یترک جائعا مع عدم الوصال حتی یحتاج الی شد الحجر علی بطنه قال وانما لفظ الحدیث الحجز بالزای وهو طرف الازار فصحفوا وزادوا لفظ من الجوع انتهی کلامه ملخصا وهذه العبارة ایضا موجودة فی الزرقانی فالمطلوب من حضرات العلماء ان یبینوا ان الاصوب الحجر ام الحجز افیدونا بالنص الصریح بالدلائل الواضحة کی تنالوا اجرا موفورا من رب العباد؟

الجواب الصواب الذی اطلق علیه الجمهور ودل علیه غیر واحد من الاحادیث هو الحجر بالراء المهملة فقد اخرج الترمذی عن ابی طلحة الانصاری رضی الله عنه قال شکونا الی رسول الله صلی الله علیه وسلم الجوع ورفعنا ثیابنا عن حجر حجر علی بطوننا فرفع رسول الله صلی الله علیه وسلم عن حجرین. کذا فی الترغیب والترهیب للمنذری ومثله فی عامة کتب الحدیث والسیر فاما استدلال ابن حبان علی رده من حدیث یطعمنی ربی ویسقینی فجوابه ظاهر من انه لیس بکلیة لجمیع الاحیان والاوقات والاختلاف فی روایات لا تحصی فی هذا الباب والظاهر ان یجمع بینها باختلاف الاحوال فتارة ظهر علیه اثر الجوع وتارة لا ثم ان حدیث یطعمنی ویسقینی ایضا لا یدل علی عدم ظهور اثر الجوع مطلقا بل علی انه یطیق تحمل شدته ولا یؤدی له الجوع الی العجز عن الاعمال بخلاف سائر الامة واذا فحدیث شد الحجر علی البطن من الجوع من اشتغاله فی عمل الجهاد لا یعارضه ورد ولا یصده ومما یدل علی احساس اثر الجوع ما روی عن کعب بن عجرة قال اتیت النبی صلی الله علیه وسلم فرأیته متغیرا فقلت بابی انت مالی اراک متغیرا فقال ما دخل جوفی ما یدخل جوف ذات کبد منذ ثلاث الحدیث رواه الطبرانی والحضرمی الا ان اسناده الاول شیخنا الحافظ ابا الحسن کان یقول اسناده جید ذکره المنذری فی الترغیب باب الفقر والزهد ومثل ذلک [illegible] والحدیث الذی [illegible] ابن حبان فی کتاب الثواب ومن الترغیب والله سبحانه وتعالی اعلم کتبه محمد شفیع غفر له

انسان فرشتے سے افضل ہیں یا نہیں؟

سوال (۱۷۳) کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک کافر مشرک جو اور بتوں کو پوجتا ہے من جہت خلقت کے درجہ بنی آدم کے ملائکہ سے افضل ہے اور آیت ولقد کرمنا بنی آدم کا مدلول ہے یا نہیں؟ بوضاحت الدلیل اجرکم الاجر من رب العباد؟

الجواب: کافر و مشرک بلکہ عامۂ مؤمنین سے بھی ملائکہ افضل ہیں کیونکہ اگر عبادتؔ و عبدیت سے قطع نظر کر کے دیکھا تو اصل خلقت کے اعتبار سے اُنکی خلقت نور سے ہے اور انسانوں کی خلقت عناصر اربعہ سے اور ظاہر ہے کہ یہ ظلمانی ہیں۔ اور اگر عبدیت و عبادت پر نظر کیجاوے تو عامۂ مؤمنین میں معاصی و رذائل موجود ہیں ملائکہ میں نہیں۔ لہٰذا وہی افضل ہوئے البتہ عموم ملائکہ سے خواص اولیاء اللہ اور خواص ملائکہ سے گروہ یا ایک گروہ انبیاء علیہ السّلام افضل ہے۔ اور یہی مُراد آیہ کریمہ وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْ اٰدَمَ سے لیگئی ہے کیونکہ جب کسی قوم میں ایک شخص کو تمام مخلوقات پر فائق کر دیا جاوے تو یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ قوم تمام مخلوقات سے افضل ہوگئی۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اُس قوم کا ہر فرد تمام باقی مخلوقات کے ہر فرد سے افضل ہو۔ قال الشیخ ملا علی قاریؒ فی شرح الفقہ الاکبر ۱۷۱ ومنہا تفضیل الملائکۃ فجمہورہم افضل بعد الانبیاء من عموم الاولیاء والعلماء وافضلہم جبرئیل علیہ السّلام کما فی حدیث رواہ الطبرانی وعامۃ الملائکۃ افضل من عامۃ المؤمنین لکونہم مجرمین والملائکۃ معصومین (شرح فقہ اکبر مجتبائی ص ۱۲۲) واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ کتبہ بندہ محمد شفیع غفرلہٗ ۷ رجادی الثانی ۵۰ھ

طلاق نامہ لکھکر اُسپر جبراً انگوٹھا یا دستخط کرالینے سے طلاق نہیں پڑتی۔

سوال (۳۷۹) زید کی منکوحہ اپنے رشتہ دار کے یہاں مقیم تھی انہوں نے زید کو کہا کہ تم اپنی بیوی کو گھر لیجاؤ۔ جب زید وہاں پہنچا اسکو مکان میں بند رکھکر اپنے آپ سادہ کاغذ پر مضمون طلاق نامہ لکھ رکھا اور زید کو خوب طرح خوب شب شنبہ مکرہ سے مجبور کر کے انگوٹھا لگا دینے پر مجبور کر لیا۔ بعدہٗ دو گواہان جو ہیں بند کوٹھری میں بلوا کر انکو کہا کہ زید نے اپنی عورت کو طلاق دیا ہے تم دستخط کر دو۔ گواہان نے زید سے جسقدر دریافت کیا کہ تو نے طلاق دی ہے۔ اُس نے کہا کہ یہ جو کچھ کہہ رہے ہیں۔ گواہ نے زید کا انگوٹھا ثبت کرالیا۔ بعدہٗ اپنے دستخط کر دیئے۔ گواہان کے روبرو زید نے نہ زبان سے طلاق دی ہے نہ لکھی ہے نہ لکھوائی ہے۔ جب زید اُسکے اثر سے نکلا تو اپنے گھر پہنچکر واویلا کیا کہ میری ساتھ ظلم اور جبر ہو گیا ہے۔ میں نے طلاق نہیں دی۔ رشتہ دار منکوحہ نے گواہان کو یہ بھی کہا کہ یہ بات ظاہر کرنیکی نہیں۔ کیا اس صورت میں طلاق واقع ہوگئی یا کیونکر زید کا اعتبار معتبر ہے یا نہیں۔ گواہان کی شہادت مطلقاً معتبر ہے یا گواہوں کا عادل ہونا معتبر ہے۔ تزکیہ شہود ضروری ہے یا نہیں؟

(۲) کیا عمرو کو اگر کتابت طلاق پر ضرب جس سے جبراً اکراہ کیا جائے اور مکرہ ہو اُس سے کتابۃ طلاق کی کرالی جائے تو طلاق واقع ہو جائیگی یا نہیں۔ اگر ہو جاتی ہے تو عبارتِ ذیل کا کیا مطلب ہے۔

رجلاً اکرہ بالضرب والحبس علی ان یکتب طلاق امرأتہ فلانۃ بنت فلان ابن فلان فکتب امرأتہ فلانۃ بنت فلان ابن فلان طالق لا تطلق امرأتہ کذا فی فتاوی قاضیخان فتاوی عالمگیری جلد ثانی کتاب الطلاق (۳) اگر دوسرے شخص نے طلاق لکھی اور خالد نے انگوٹھا لگایا اُس کاغذ پر مگر اسوقت یہ اختلاف ہے کہ مطلقہ کے رشتہ دار کہتے ہیں کہ خالد نے طلاق سمجھ کر انگوٹھا لگایا ہے اور خالد اقرار بالطلاق نہیں کرتا بلکہ کہتا ہے کہ مجھ سے انہوں نے یہ کہا ہے کہ اقرار نامہ متعلق نفقہ وغیرہ کے لکھا ہوا ہے میں نے رشتہ داران منکوحہ کی جبر ضرب شدیدہ کے انگوٹھا لگا دیا ہے۔ گواہان کہتے ہیں کہ مضمون طلاق نامہ سے خالد کو اطلاع دی گئی ہے مگر گواہ معتبر نہیں ہیں جھوٹی گواہی دینے کے عادی ہیں کیا اس صورت میں خالد سچا مانا جائیگا طلاق ہوگی یا نہیں؟

الجواب ۔ صورت مسئولہ میں اگر زید نے زبان سے لفظ طلاق نہیں کہا بلکہ بوجہ جبر و اکراہ کے محض تحریر پر انگوٹھا لگا دیا تو طلاق واقع نہیں ہوئی خواہ تحریر طلاق زید نے خود لکھی ہو یا کسی اور نے لکھکر انگوٹھا لگوایا ہو اور پھر تحریر کو طلاق نامہ سمجھا۔ بہر حال جبکہ یہ تحریر اکراہ اور جبر سے لکھی گئی تو طلاق کسی قسم کی نہیں پڑی اور عبارت مندرجہ سوال جو بحوالہ عالمگیری و فتاوی قاضیخان نقل کیگئی صحیح و درست ہے۔ اور اسی پر فتوی ہے شامی نے اوائل الطلاق میں اور صاحب بحر الرائق نے بھی اسی موقع پر اسکی تصریح فرمائی ہے اور اسی پر فتوی دیا ہے۔ اسلئے جبر یہ تحریر سے کوئی طلاق نہیں پڑتی۔ بشرطیکہ زبان سے کلمہ طلاق نہ کہا ہو فقط واللہ سبحانہ وتعالی اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ۔

زکوۃ و صدقات اپنی بستی سے باہر بھیجنے کا حکم

سوال (۳۸۰) کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ عشر یا زکوۃ ایک مقام سے دوسرے مقام کو نقل کرنا مطلقاً ناجائز ہے۔ یا کہ کسی طالب علم کے یا کسی مجاہد فی سبیل اللہ کیواسطے جواز ہے اور نفس مسکین کیواسطے جواز نہیں ہے۔ یا کوئی اولویت اور عدم اولویت میں فرق ہے یا نہیں؟

الجواب۔ قال فی الدر المختار وکرہ نقلہا الا الی قرابۃ الی قولہ) او احوج او اصلح او اورع او انفع للمسلمین او الی طالب علم وفی المعراج التصدق علی العالم الفقیر افضل۔

عبارت مذکورہ سے معلوم ہوا کہ اپنی زکوۃ اور صدقات کو اپنے شہر سے باہر دوسرے شہروں میں بھیجنا اگر زیادہ محتاج لوگوں کیلئے ہو یا کسی نیک صالح آدمی کیلئے یا طالب علم کیلئے ہو تو بلا کراہت جائز ہے بلکہ طالب العلم اور عالم اگر صاحب حاجت ہو تو مال زکوۃ وغیرہ اُسکو دینا سب سے زیادہ افضل ہے۔ اگرچہ اپنے شہر سے باہر کسی جگہ ہو۔ فقط واللہ تعالی اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ۔

شیعوں کے تین فرقوں کے مختلف احکام اور انکا سنیوں کی مسجدوں میں جماعت قائم کرنے کا حکم۔

سوال (۳۸۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ

میں کچھ چند شخص اہل سنت کے شیعوں کی صحبت کے اثر سے شیعہ ہو گئے اور یہ مرض بوجہ رشتہ داری کے دن بدن بڑھتا گیا۔ یہانتک کہ اعلانیہ طور پر لعن طعن وتبرا گوئی خلفائے ثلثہ اور ازواج مطہرات پر شیعوں نے شروع کردی اور اس وجہ سے اہل سنت والجماعت اور شیعوں میں کشیدگی پیدا ہو گئی کہ جنازے اور نماز ملکر پڑھنے کی رواداری بھی نہ رہی۔ اور انکی یہ حرکات ناشائستہ دیکھکر سنیوں نے انکو اپنی مسجد میں داخل ہونے سے روک دیا۔ اس رکاوٹ کی وجہ سے انہوں نے اپنی دوسری مسجد بنالی اور اپنا تنخواہ دار پیش امام بھی مقرر کرلیا۔ اب جبکہ شیعوں کی تعداد بڑھنی شروع ہو گئی تو زبردستی سنیوں کی مسجد میں داخل ہوتے ہیں اور شہر کی تمام مسجد پر اپنا قبضہ کرنا چاہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تمام مسجدیں سب مسلمانوں کی ہیں اور ہر ایک مسلمان خواہ کسی فرقہ کا ہو ان میں اپنی مذہبی رسوم کے مطابق نماز ادا کرسکتا ہے۔ کوئی مسجد کسی خاص فرقہ کی مخصوص نہیں ہوسکتی اسلئے تمام مسجدیں تمام مسلمانوں کی مشترکہ ہیں اسلئے ہم کو بھی تمہاری مسجدوں میں نماز پڑھنے کا حق ہے۔ اور نیز خود حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے عیسائی یا یہودی مہمانوں کو اپنی مسجد میں نماز پڑھنے کی اجازت دی تھی تم اہل سنت والجماعت ہم شیعوں کو اپنی مسجدوں میں نماز پڑھنے سے روک کر قرآن کریم کی اس آیت ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیہا اسمہ کی وعید میں داخل ہو رہے ہو۔ سنی اسکے جواب میں کہتے ہیں کہ تم شیعان امامیہ کا عقیدہ رکھتے ہو کہ موجودہ قرآن شریف تحریف شدہ ہے خلفائے ثلثہ و ازواج مطہرات نعوذ باللہ کافر و منافق و غاصب تھے اور ان پر لعن وتبرا کرنا کار ثواب جانتے ہیں جیساکہ تمہاری کتابوں میں تصریحات موجود ہیں ایسے عقائد رکھنے والے اشخاص منکر ضروریات میں شمار ہوتے ہیں لہٰذا وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہیں ایسے شخصوں کو ہماری سنیوں کی مسجدوں میں داخل ہونیکا کوئی حق نہیں لہٰذا اس صورت میں ہم آیت ومن اظلم کی وعید میں آسکتے ہیں اور جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے اگر ایسے مہمانوں کو جو غیر مذہب تھے اپنی مسجد میں نماز پڑھنے کی اجازت دی ہے تو وہ اوائل اسلام میں ایسا ہوا۔ اسکے بعد پھر ایسا نہیں ہوا جیساکہ تفسیر کبیر سے ظاہر ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ اس تنازعہ میں کون فریق حق بجانب ہے سنی یا شیعہ جواب مدلل عنایت فرمائیں

الجواب - قال فی الدر المختار فی البحر عن الجوهرة معزیا للشهید من سب الشیخین او لعنهما کفر ولا تقبل توبته وبه اخذ الدبوسی وابو اللیث وهو المختار للفتوی انتهی و به جزم فی الاشباه واقره المصنف هذا ولکن رده الشامی ردا بلیغا فقال اولا انه لیس بموجود فی الجوهرة ثم قال علی فرض ثبوته لا وجه له بظهر لما قدمناه من قبول توبة من

سب الانبیاء عندنا ثم قال فعلم ان ماذکرہ فی الخلاصۃ من انہ کافر قول ضعیف مخالف للمتون والشروح ثم قال العلامۃ لاشک فی تکفیر من قذف السیدۃ عائشۃ رض او انکر صحبۃ الصدیق او اعتقد الالوہیۃ فی علی او ان جبرئیل غلط فی الوحی او نحو ذلک من الکفر الصریح المخالف للقرآن۔ شامی باب المرتد ص۳۱۹ ج۳ و ص۳۲۰ ج۳ عبارت مذکورۂ بالا سے معلوم ہوا کہ روافض کے مختلف فرقوں میں سے جو فرقے ضروریات دین میں سے کسی چیز کا انکار کرتے ہیں مثلاً صحبت صدیق کا انکار کریں یا حضرت عائشہ رض پر تہمت رکھتے ہیں یا قرآن مجید کو محرّف اور غیر معتبر کہتے ہیں یہ لوگ تو قطعاً باجماع امت کافر ہیں اور جو لوگ ایسا نہیں کہتے مگر خلفائے ثلثہ پر تبرا کرتے ہیں اُنکے کفر میں اختلاف ہے مگر احتیاط اسمیں ہی جسکو شامی نے اختیار کیا ہے کہ تکفیر نہ کیجائے لیکن اسمیں شبہ نہیں کہ فاسق ہیں بہر صورت سُنی مسلمانوں کی مساجد میں ان لوگوں کا عمل دخل جائز نہیں کہا جا سکتا کیونکہ اگر قسم اول کا عقیدہ رکھتے ہیں تو کافر ہیں انکو مساجد کے معاملات میں حقدار بنانا کیسے جائز ہو سکتا ہے اور اگر قسم ثانی میں داخل ہیں تب بھی سنی اہل محلہ کو حق ہے کہ انکو اپنی مساجد میں آنے سے منع کر دیں کیونکہ ان سے عام مسلمانوں کو ایذا پہنچتی ہے اور اس سے بڑھکر کیا ایذا ہوگی کہ انکے پیشواؤں کا بُرا کہنا انکے مذہب کا جُزو ہے اسلئے دوسری قسم کے روافض کیلئے اگرچہ فتویٰ انکے کفر کا نہ دیا جائے مگر مساجد اہل سنت میں آنے سے روکنا جائز ہے البتہ جو روافض تبرّا نہ کرتے ہوں بلکہ صرف حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو باقی خلفاء سے افضل کہتے ہیں، اور مسجد میں کوئی فساد و تعصّب نہیں کرتے انکو مسجد میں آنے سے نہ روکا جائے تو بہتر ہے کیونکہ اُن سے کوئی ایذا نہیں ہے۔ قال فی الاشباہ ویکرہ دخولہ (یعنی المسجد) لمن اکل ذا ریح کریہۃ ویمنع منہ وکذا اکل موذ ولو بلسانہ (الاشباہ والنظائر احکام المسجد) فقط

علمائے دیوبند کو کافر کہنے والا کافر ہے یا نہیں وہابی کون لوگ ہیں اور انکا حکم

سوال (۲۴۳) کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ یہاں رنگون میں مولوی حشمت علی رضوی لکھنوی آئے اور اُنہوں نے مجمع عام میں اکابر علمائے دیوبند کو اور اُنکے متعلقین کو کافر کہا اور یہ بھی کہا کہ علمائے دیوبندیہ وہابیہ خاصکر جناب مولانا محمد قاسم رح نانوتوی جناب مولانا رشید احمد رح گنگوہی اور جناب مولانا خلیل احمد صاحب رح انبہٹوی و جناب مولانا اشرف علی صاحب رح تھانوی اور دیوبندیوں کے پیشوا امام الوہابیہ جناب مولانا شاہ اسمٰعیل صاحب شہید رح دہلوی (نعوذ باللہ) سب کے سب کافر ہیں جو انکے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ (۱) کیا واقعی بقول حشمت علی رضوی کے اکابر علمائے دیوبند کافر ہیں؟ (۲) وہابی کی کیا تعریف ہے اور اس سے کون لوگ منسوب ہیں (۳) سُنّی حنفی کی کیا تعریف ہے اور

بدعت کی کیا تعریف ہے اسپر کیا وعید ہے براہ کرم اس کا جواب مفصل مدلل عام فہم مع حوالہ کتب مہر و دستخط کے ساتھ جلد از جلد روانہ فرماکر مسرور فرمائیں اور عنداللہ ماجور ہوں ؟

الجواب حضرات علماء دیوبند اکابر سے لیکر اصاغر تک اپنی تمام تصانیف اور تقریر اور تحریر میں ہمیشہ اسکا اعلان کرتے رہے ہیں کہ ہمارے عقائد وہی ہیں جو کہ صحابہ کرام اور تابعین اور ائمہ دین کے رہے ہیں۔ تمام علماء حنفیہ رحمہم اللہ کے عقائد میں کوئی عقیدہ اُنکے مخالف نہیں ہے۔ اور یہی سبق دارالعلوم دیوبند میں تمام طلبہ کو دیا جاتا ہے۔ اور وہی کتب عقائد اہل سنت والجماعت کی پڑھائی جاتی ہیں اور جس کسی نے اسکے خلاف ہماری طرف منسوب کیا ہے یا ہماری عبارتوں کو تحریف کرکے اسپر الزام کیا ہے وہ سب افترا محض ہے۔ ہم اور ہمارے اکابر اُس سے بری ہیں۔ انہیں سے چند حضرات کی تحریریں بالفاظہا شائع کردی گئی ہیں۔ جنکے بعض کلمات یہ ہیں۔ (۱) قدوۃ العلماء حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری قدس سرہٗ العزیز۔ مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے جو بندہ پر الزام لگایا ہے بالکل بے اصل اور لغو ہے میں اور میرے اساتذہ ایسے شخص کو کافر اور مرتد اور ملعون کہتے ہیں جو کہ شیطان علیہ اللعن کو کیا بلکہ کسی مخلوق کو بھی جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم سے علم میں زیادہ کہے (الیٰ قولہ) غرض خانصاحب بریلوی نے محض اتہام اور کذب خالص بندہ کی طرف منسوب کیا ہے۔ مجھکو تو مدت العمر اسکا وسوسہ بھی نہیں ہوا کہ شیطان تو کیا کوئی ولی اور فرشتہ بھی آپکے علوم کی برابری کرسکے چہ جائیکہ علم میں زیادہ ہو یہ عقیدہ جو خانصاحب بریلوی نے بندہ کی طرف منسوب کیا ہے اسکا مطالبہ خانصاحب سے روز جزا ہوگا میں اُس سے بالکل بری ہوں اور پاک۔ وکفیٰ باللہ شہیدا۔ فقط حررہٗ خلیل احمد عفا عنہ

نقل فتویٰ از حکیم الامۃ جناب مولانا اشرفعلی صاحب فیوضہم بجواب خط جناب مولانا مرتضیٰ حسن صاحب مشفق مکرم سلمہم اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ، آپکے خط کے جواب میں یہ عرض کرتا ہوں کہ یہ خبیث مضمون میں نے کسی کتاب میں نہیں لکھا اور لکھنا تو درکنار میرے قلب میں بھی اس مضمون کا خطرہ نہیں گذرا (۲) میری کسی عبارت سے یہ مضمون لازم نہیں آتا (۳) جو شخص ایسا اعتقاد رکھے یا بلا اعتقاد صراحۃً یا اشارۃً یہ بات کہے میں اُسکو خارج از اسلام سمجھتا ہوں (الیٰ قولہ) میرا اور میرے سب بزرگوں کا عقیدہ ہمیشہ سے آپ کی افضل المخلوقات فی جمیع الکمالات العلمیۃ والعملیۃ ہونیکے باب میں یہ ہے (بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر) اسی طرح سے حضرت مولانا گنگوہیؒ اور حضرت مولانا نانوتویؒ اور حضرت شہیدؒ اور حضرت مولانا سید احمد صاحبؒ بریلوی کی غیر محصور تحریرات ہیں ان مضامین کو صریح اور صاف طور سے بیان کیا گیا ہے۔ رسالہ المہند علی المفند وغیرہ میں ان تمام حضرات کے عقائد

دربارہ مسائل مختلف فیہا خود انہی حضرات کے ذکر کئے گئے ہیں جسمیں ثابت کیا گیا ہے کہ ان حضرات کرام کے عقائد تمام اعتقادیات میں وہی ہیں جو جمہور امت اور سلف صالح کے رہے ہیں۔ انکی تکفیر کرنا درحقیقت تمام امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی تکفیر کرنا ہے۔ اب اسکے بعد یہ دیکھا جاوے کہ مسلمانوں کو کافر کہنے میں حضرات فقہائے کرام نے کسقدر احتیاط فرمائی ہے۔ اور تکفیر کے فتوے دینے والے حضرات نے اُس کا کیسا صریح مقابلہ کیا ہے۔ جامع الفصولین میں ہے، کہ وينبغي للحاكم اذا رفع اليه هذا ان لا يبادر بتكفير اهل الاسلام مع انه يقضي باسلام المكره وقال بعد ذلك بورق اعلم انه لو كان في المسئلة وجوه توجب الكفر ووجه واحد يمنع التكفير فعلى المفتي ان يميل الى الوجه الذي يمنع التكفير تحسيناً للظن بالمسلم۔ جامع الفصولين باب كلمات الكفر صفحہ ۲۹۶/۲ و صفحہ ۲۹۸/۲۔ اور صاحب بحر الرائق فرماتے ہیں والذي تحرر ان لا يفتى بتكفير مسلم ان امكن حمل كلامه على محمل حسن او كان في كفره اختلاف ولو رواية ضعيفة فعلى هذا فاكثر الفاظ التكفير المذكورة لا يفتى بالتكفير بها۔ وقد الزمت نفسي ان لا افتي بشيء منها وقال قبله باسطر وفي الخلاصة وغيرها اذا كان في المسئلة وجوه توجب التكفير ووجه واحد يمنع التكفير فعلى المفتي ان يميل الى الوجه الذي يمنع التكفير تحسيناً للظن بالمسلم (الى قوله) وفي التتارخانية لا يكفر بما هو محتمل ان لكفر نهاية في العقوبة فيستدعي نهاية في الجناية ومع الاحتمال لا نهاية

بحر احكام المرتدين صفحہ ۱۲۵/۵ ومثله صرح الشامي في باب المرتد صفحہ ۳۱۰/۳۔ انتہیٰ۔

اور خود مولوی حشمت علی صاحب اور اُنکی جماعت کے سید الطائفہ نے (سید احمد رضا خاں بریلوی) اسکو اپنی تحریروں میں تسلیم کیا ہے کہ کسی مسلمان کو کافر کہنا درحقیقت اپنے آپ کو کفر پر پیش کرنا ہے۔ اب ادھر تو حضرات فقہائے کرام کا یہ ارشاد کہ اگر کسی شخص کے کلام میں ننانوے (۹۹) وجہ سے کفر کا مضمون ثابت ہوتا ہو اور ایک وجہ سے اسلامی معنی بن سکتے ہوں تو ایسے معنوں کو ترجیح دیکر اُسکو مسلمان کہا جائیگا۔ اور ادھر ان حضرات کرام کی اسقدر صاف اور صریح تحریریں اور ان کفریہ مضامین سے تبری و تحاشی۔ اسکو دیکھکر کوئی مسلمان اسکی جرأت نہیں کرسکتا کہ ان فرشتہ صفت انسانوں پر الزام کفر عائد کرے اس عناد و تعصب سے اللہ تعالیٰ نجات عطا فرماوے اور ان حضرات کے حالات و مقالات کا کوئی شخص تھوڑا سا بھی مطالعہ کرے تو معلوم ہوگا کہ اگر یہ لوگ مسلمان نہیں تو دنیا میں کوئی مسلمان نہیں انکی تکفیر درحقیقت جمہور امت کی تکفیر ہے (نعوذ باللہ منہ)۔ آخر میں یہ بات سب سے زیادہ دلچسپ ہے کہ

مولوی حشمت علی صاحب کے پیر و مرشد اور انکی جماعت کے سید الطائفہ خود بھی اسکے مُقر ہیں کہ حضرت مولانا محمد اسمٰعیل صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ اور اُنکے متبعین مسلمان ہیں اسی پر انکا فتویٰ ہے۔ ملاحظہ ہو خانصاحب کی کتاب تمہید ایمان صفحہ ۴۲ و ۴۳ پر حضرت مولانا اسمٰعیل صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق تحریر فرماتے ہیں اولاً سُبحٰن السبوح عن عیب کذب مقبوح۔ دیکھئے بار اول سنہ ۱۳۰۹ھ میں مطبع انوار محمدی میں چھپا جسمیں بدلائل قاہرہ دہلوی مذکور پر یعنی مولانا اسمٰعیل شہید اور اُنکے اتباع پر بکثرت وجوہ سے لزوم کفر ثابت کرکے صفحہ ۹۰ پر حکم اخیر یہی لکھا کہ علمائے محتاطین انہیں کافر نہ کہیں یہی صواب ہے۔ وھو الجواب وبہ یفتیٰ وعلیہ الفتویٰ وھو المذہب وعلیہ الاعتماد وفیہ السلامۃ وفیہ السداد ثانیاً الکوکبۃ الشہابیہ فی کفریات ابی الوہابیہ دیکھئے جو صفر سنہ ۱۳۱۶ھ میں چھپا اسمیں بھی حضرت شہید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور اُنکے متبعین پر بوجوہ قاہرہ کفر کا ثبوت دیکر صفحہ ۲۱ و ۲۲ پر لکھا لزوم اور التزام میں فرق ہے۔ اقوال کا کلمہ کفر ہونا اور بات ہے۔ اور قائل کا کافر ہونا اور بات ہے۔ ہم احتیاط برتیں گے اور سکوت کرینگے جبتک ضعیف سا احتمال ملیگا حکم کفر جاری کرتے ڈرینگے۔ تمہید صفحہ ۴۲ و ۴۳۔ مولوی صاحب کے پیر مرشد مولانا شہید رحمۃ اللہ علیہ کے عدم کفر میں شک بھی نہیں کرتے بلکہ اسی پر اعتماد کرتے ہیں کہ وہ مسلمان ہیں اور مولوی حشمت علی صاحب انکے کفر میں شک کرنے والے کو بھی کافر بتاتے ہیں۔ اب دیکھئے کہ اس کا انجام کیا ہوا۔

خلاصہ یہ کہ کسی ادنیٰ سے ادنیٰ فاسق سے فاسق مسلمان کو بھی ایسے اتہامات کی بنا پر کافر کہنا حرام ہے جن اتہامات کو ان حضرات مکفرین نے اس جماعت صلحاء پر عائد کیا ہے اور پھر یہ حضرات تو علم و عمل حُب خدا اور حُبّ رسول میں اپنی نظیر آپ ہی ہیں۔ بڑا ظالم ہے جو کہ ان حضرات پر ایسے الفاظ استعمال کرتا ہے۔ والی اللہ المشتکیٰ وللہ الحمد اوّلاً و آخرہ ولا حول ولا قوۃ الّا باللہ و (۲) وہابی اُس جماعت کو کہا جاتا ہے جو شیخ ابن عبدالوہاب نجدی کی پیرو اور معتقد ہے نجد کی ایک جماعت انکی ساتھ منسوب ہے۔ علمائے دیوبند کو نہ انسے تلمذ کا رشتہ حاصل ہے نہ عقیدت کا بلکہ بہت سے مسائل میں انکے خلاف ہیں۔ (۳) سُنی حنفی وہ شخص ہے جو اہل سنت والجماعت کے عقائد کا پابند ہو۔ اور فقہی احکام میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا متبع اور مقلد ہو۔ عقائد اہل سنت والجماعت کے مشہور و مطبوع ہیں سینکڑوں چھوٹے بڑے رسالے اسکے متعلق موجود ہیں عقائد نسفی و عقائد جلالی عام طور سے درس میں پڑھائی جاتی ہیں۔ امام طحاوی جو حنفیہ کے بڑے امام ہیں انکی ایک مستقل تصنیف عقائد اہل سنت کے نام سے چھپی ہے جسمیں اہل سنت اور جماعت اور حنفیہ کے عقائد لکھے گئے ہیں وہی عقائد ہمارے بزرگوں کے اور تمام علمائے دیوبند صاغر و اکابر کے ہیں

اور اُسی پر ہمارا ایمان ہے اور اسی کی دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو انہیں عقائد پر زندہ رکھو اور انہیں پر موت دے اور انہیں پر اُٹھاوے۔ وما ذلک علی اللّٰہ بعزیز۔

اور بدعت کی صحیح تعریف یہ ہے وہ نیا طریقہ جو دین میں ایجاد کیا جاوے اور شریعت نبویہ کے مشابہ ہو اور اس پر چلنے سے عبادت اور تقرب الی اللہ کا قصد کیا جاوے۔ یہ تعریف امام شاطبیؒ نے اپنی کتاب "الاعتصام بالسنۃ" میں نہایت مفصل اور مکمل طور سے بیان کی ہے انکی اس کتاب کی غرض ہی ردِ بدعات ہے اور تقریباً وہی مضامین جو حضرت مولانا شہیدؒ نے اپنی کتاب "تقویۃ الایمان" اور دوسرے حضرات نے براہین و حفظ الایمان وغیرہ میں بیان کئے ہیں اس کتاب میں نہایت مدلل موجود ہیں انکو الفاظ یہ ہیں

فالبدعۃ اذن عبارۃ عن طریقۃ فی الدین مخترعۃ تضاھی الشریعۃ یقصد بالسلوک علیہا المبالغۃ فی التعبد للّٰہ سبحانہ وتعالیٰ۔ الاعتصام جلد اول ص ۳۷ فقط واللہ اعلم وعلمہ اتم۔ کتبہ الاحقر محمد شفیع غفرلہ

چند بدعات کے متعلق احکام **سوال (۳۸۳)** (۱) پیر کو سجدہ تعظیمی کرنیوالے اور پیر کے قدم پر آنکھ و منھ لگا کر قدم بوسی کرنیوالے پر شریعت کیا حکم دیتی ہے (۲) جو شخص بغداد کی طرف منھ کرکے غوث پاک کو سجدہ کرے اور زبانی کہے کہ غوث پاک اور اللہ دونوں ایک ہیں برابر ہیں اسکے لئے شرع شریف کیا حکم ہے؟ (۳) یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للّٰہ کی تسبیح بطور وظیفہ کے پڑھنے والے پر کیا حکم ہے؟ (۴) ان افعالِ مذکورہ کے کرنیوالے امام کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ (۵) جو پیر ایسے فعل اپنے مریدوں سے کراوے اُسکی بیعت کو قطع کرکے دوسرے پیر طریقت کے ہاتھ پر بیعت ہونا جائز ہے یا نہیں؟ ان سب سوالوں کا جواب بحوالہ قرآن وحدیث شریف وفقہ دیا جاوے؟

الجواب۔ (۱) یہ فعل کفر ہے اور حرام ہے اُسکو توبہ کرنا اور اس فعل کو ترک کرنا واجب اور لازم ہے اور احتیاطاً تجدید ایمان اور تجدید نکاح کرنا جائز ہے۔ درمختار میں ہے وکذا ما یفعلونہ من تقبیل الارض بین یدی العلماء والعظماء فحرام والفاعل والراضی بہ آثمان لانہ یشبہ عبادۃ الوثن وھل یکفران علی وجہ العبادۃ والتعظیم کفر وان علی وجہ التحیۃ لا وصار آثما مرتکباً للکبیرۃ الخ (۲) ایسا شخص فاجر و فاسق اور سخت گنہگار و مرتکب حرام ہے بلکہ خوف کفر ہے جبتک توبہ نہ کرے اور ان افعال و اقوال کو بالکل ترک نہ کرے مسلمانوں کو اُس سے کسی قسم کا تعلق نہ رکھنا چاہیئے (۳) علامہ شامی نے عدم تکفیر کو ترجیح دی ہے اور توبہ و استغفار اور تجدید نکاح کا حکم فرمایا ہے جبکہ قائل کو یہ خبر نہ ہو کہ میں کیا کہہ رہا ہوں اور اگر وہ سمجھتا ہے اور یہی صحیح مراد لیتا ہے تو اس صورت

میں "لاباس بہ" فرمایا ہے و ینبغی ان یرجح عدم التکفیر فانہ یمکن ان یقول اردت اطلب شیئاً اکرام اللہ تعالیٰ اھ شرح الوھبانیہ قلت فینبغی او یجب التباعد عن ھذہ العبارۃ وقد مران مافیہ یومر بالتوبۃ والاستغفار وتجدید النکاح لکن ھذا ان کان لایدری مایقول اما ان قصد المعنی الصحیح فالظاھر انہ لاباس بہ (۵) ایسے شخص کو پیر بنانا جائز نہیں ہے اسکی بیعت توڑ کر دوسرے پیر متبع شریعت سے بیعت ہونا بلا تامل جائز ہے۔ ونحوما قال العارف الرومی ؎ اے بسا ابلیس آدم روئے ہست + پس بہر دستے نباید داد دست۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ مسعود احمد عفا اللہ عنہ۔

جوابات صحیح ہیں۔ اور چونکہ اس قسم کے افعال کرنیوالوں کے افعال واقوال میں تاویلیں ہوسکتی ہیں اسلئے انکو کافر نہ کہا جائیگا۔ مگر اسمیں شک نہیں کہ خوف اندیشہ کفر کا ہے فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ

قبور مشائخ پر عرس کرنیکا حکم **سوال (۳۸۴)** ما قولکم رحمکم اللہ تعالیٰ فی ھاتین المسئلتین احدھما ان العرس الذی یفعل الناس فی ھذا الزمان علی قبور مشائخھم بتعیین الیوم ھل ھو جائز ام لا وبقول بعض العلماء لاریب فی جوازہ ولاشک ان کان تلاوۃ القران و تقسیم الماکولات الحلویۃ والسماع والرقص بالآلات احیانا افوا لھم وادلتہم صحیحۃ ام لا۔ فان کان العرس علی الطریقۃ المذکورۃ جائزاً فبای دلیل والا فبای بینۃ؟

الجواب۔ العرس المعروف علی قبور مشائخ من البدعات المخترعۃ فی الدین لم یجوز احد من الفقہاء ولو یرو من احد من الصحابۃ والتابعین واتباعھم ثم من بعدھم الی مدۃ مدیدۃ ما یشاکلہ او یشابہہ وھو ان کان خالیا عن منکرات اخر بدعۃ وضلالۃ فکیف اذا قارنہا منکرات لاتعد ومعاصی لاتحد وفی البریقۃ شرح الطریقۃ المحمدیۃ ص ۱۲۲ ج ۱ واقبح البدع عشرۃ وعد منہا طعام المیت وایقاد الشموع علی المقابر والبناء علی القبر و تزیینہ والبیتوتۃ عندہ والتغنی والسماع واتخاذ الطعام للرقص واجتماع النساء لزیارۃ القبور الخ وقال حضرۃ الشاہ محمد اسحاق المحدث الدھلوی رحمۃ اللہ علیہ فی المسائل الاربعین مقرر ساختن روز عرس جائز نیست وفی التفسیر المظہری لایجوز ما یفعلہ الجہال بقبور الاولیاء والشہداء من السجود والطواف حولہا واتخاذ السرج والمساجد الیہا و من الاجتماع بعد الحول کالاعیاد ویسمونہ عرساً فقط

ذکر جلی جائز ہے یا نہیں اور بہتر کونسا ہے | **سوال (۳۸۵)** ان الذکر الجلی کیف هو هل جائز ام لا

هل الذکر المسطور کان فی زمان رسول الله صلی الله علیه وسلم او فی زمان خلفاء الراشدین ام کان فی زمان الائمة الاربعة ام لا وما الرأی فیه للامام الاعظم و ان بعض العلماء یقول بعضهم باوسطهم صوتا وهم المستدلون بان المؤذن یؤذن فی وقت الصلوٰة برفع صوته والتکبیر فی الصلوٰة والقرأة فی الصلوٰة الجهریة وتعلیم الاولاد فی المدارس والمکاتب کلها ذکر جلی مبارک ویفهم من الآیات القرآنیة والاحادیث منع الذکر الجلی کما قال الله تعالیٰ فی القرآن المجید۔ اذکر ربك فی نفسك تضرعا وخفیة ودون الجهر من القول بالغدو والآصال۔ ولا تکن من الغافلین وفی آیة اخریٰ ادعوا ربکم تضرعا وخفیة انه لا یحب المعتدین۔ وفی آیة اخریٰ قل من ینجیکم من ظلمات البر والبحر تدعونه تضرعا وخفیة الآیة۔ وفی آیة اخریٰ اذ نادیٰ ربه نداءً خفیاً وفی آیة اخریٰ واغضض من صوتك ان انکر الاصوات لصوت الحمیر۔ والله اعلم بمراد کلامه قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ایها الناس اربعوا علیٰ انفسکم انکم لا تدعون اصم ولا غائبا انکم تدعون سمیعاً بصیراً وهو معکم والذی تدعونه اقرب الیٰ احدکم من عنق راحلته هذا اذا جعل الناس یجهرون بالتکبیر رواه ابو موسیٰ الاشعری رضی الله عنه فما الحکم علی القائلین بالذکر الجلی بانکر الاصوات واوسطها۔ بینوا بالکتاب توجروا بیوم الحساب؟

الجواب:۔ الصحیح المختار فی هذا الباب عند مشائخنا عمت فیوضهم ما اورده الشامی عن الفتاوی الخیریة وقال ان هناك احادیث اقتضت طلب الجهر واحادیث طلب الاسرار والجمع بینهما بان ذلك یختلف باختلاف الاشخاص والاحوال فالاسرار افضل حیث خیف الریاء او تأذی المصلین او النیام والجهر افضل حیث خلا مما ذکر لانه اکثر عملا ولتعدیة فائدته الی السامعین ویوقظ قلب الذاکر فیجمع همه الی الفکر ویصرف سمعه الیه ویطرد النوم ویزید النشاط انتهیٰ ملخصاً شامی کتاب الحضر والاباحة ص۲۷۲ ج۵

قلت فبهذا احصل جوابا اورده السائل من الایرادات علی الذکر الجلی فقط والله تعالیٰ اعلم
کتبه محمد شفیع غفرله

خطبہ جمعہ میں سلطان یا نواب ریاست کیلئے دعاء کرنیکا حکم | **سوال (۳۸۶)** ہندوستان میں سلطان کیلئے خطبہ ثانیہ میں نام لیکر دعاء ان لفظوں سے کرنا۔ اللّٰهم اید الاسلام والمسلمین بدوام ریاسة عبدك وابن عبدك الخاضع لجلال کبریائك وعظمتك الرئیس المعروف الامیر

المعظم النواب ابن النواب زید بن عمر مبارز الدولہ نصرت جنگ بہادر دام اللہ صولتہ وشوکتہ واعلی اللہ درجتہ وربتتہ الٰہم وفقہ لطاعتک واسلکہ علی مسالکک واجعلہ ممن یلزم ملۃ نبیک محمد صلی اللہ علیہ وسلم وعظم منہ واعز کلمتہ وانصر حزبہ ودعوتہ آب سوال یہ ہے کہ اسمیں کوئی ایسا لفظ ہے جو کہ مانع جواز ہو۔ مزید گذارش اینکہ دعاء مذکور ایسے بادشاہ کے لئے جو کہ متبع شریعت و دیندار نہ ہو اور فسق و فجور میں مبتلا ہو تو اس کا پڑھنا کیا حکم شریعت رکھتا ہے اور اگر فاسق معلن ہو تو کیا حکم شریعت ہو اور اگر ظالم ہے تو کیا حکم شریعت ہے اور انصر حزبہ و دعوتہ ایسے بادشاہ کے لئے جسکی فوج بمقابلہ کافر لڑنے کیلئے نیابۃً مقرر ہو اب دعاء نصرت جماعت کا تعلق کس جزو سے ہوگا اور اگر دعاء مذکور کی ساتھ حدیث شریف السلطان ظل اللہ فی الارض الخ زائد کی جاوے تو کیا کوئی منع شرعی زائد لازم آجاویگا۔ اور اگر یہ دعاء عبارت منقولہ شرعاً مانع جواز ہو تو اسکا حکم تلاوت خطبۂ ثانیہ میں و حکم سماع کیا ہے۔ اور اگر تلاوت و سماع دونوں عدم جواز ہو تو کیا خطبہ ثانیہ کا سماع ترک کردے اور کہیں دور جاکر بیٹھے کہ جہاں آواز اسکے کان میں نہ پڑے یا کیا صورت کی جاوے اور بصورت عدم جواز عبارت منقولہ کو خطبۂ ثانیہ سے نکالنے کی کوشش کرنے میں ماخوذ اخروی ہونگے؟

الجواب - قال فی الدر المختار ویندب ذکر الخلفاء الراشدین والعمین لا الدعاء للسلطان وجوزہ القہستانی ویکرہ تحریما وصفہ بما لیس فیہ انتہی وقال الشامی باستحباب الدعاء للسلطان العادل واثبت لہ عمل ابی موسیٰ رض ثم قال بعد جواز ذکر التکلمۃ بما لیس فیہ ہو وصفہ ہو بالعدل وقال نقلا عن البزازیہ فلذا کان ائمۃ خوارزم یتباعدون عن المحراب یوم العید والجمعۃ (شامی باب الجمعۃ ص ۴۲۹ ج ۱)۔ عبارت مذکورہ سے معلوم ہوا کہ مسلمان بادشاہ کے لئے خطبہ میں دعاء کرنا جائز ہے لیکن انکی مدح و ثناء میں مبالغہ کرنا جائز نہیں۔ اور اگر بادشاہ ظالم ہو انکی مدح کا سننا بھی مناسب نہیں بلکہ چاہئے کہ دور جا بیٹھے تاکہ آواز کان میں نہ آئے جو الفاظ سوال میں مذکور ہیں ان میں کوئی لفظ فی نفسہ ناجائز نہیں۔ ہاں اگر حاکم ظالم یا فاسق معلن ہے تو اس کیلئے ایسے الفاظ کہنا اور بالاختیار سننا جائز نہ ہوگا۔ نیز اگر اسکا لشکر کفار کی حمایت ناجائز کرتا ہو تو اسکے لشکر کے لئے دعاء فتح کرنا جائز نہیں فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ

مسئلہ کہ زمین میں جو گھاس خود رو پیدا ہو جاوے وہ مالک زمین کی ملک نہیں ہوتی

سوال (۳۸۷) مالک زمین کیلئے اپنی گھاس کو جو کہ بارانی پیدا ہو کر نشو و نما پائی ہے اور کاٹ کر جمع کر لینے اور سینچ لینے سے پہلے کھڑی ہے گھاس کی خرید و فروخت کرنا اور غیر کو کاٹ کر لیجانے سے منع کرنا شریعت اجازت دیتی ہے

یا نہیں۔ اور اُس بن کا سرکار محصول بھی لیتی ہو۔ اور مالک زمین گھاس کی حفاظت کیلئے احاطہ کرتا ہو اور خود یا غیر کو وظیفہ دیکر شب و روز نگران بناتا ہو۔ غرضیکہ اس قسم کی حفاظت باسوا قطع کے کرتا ہو۔ اب اس گھاس کی خرید و فروخت کرنا یا غیر کو قطع سے منع کرنا کیا حکم اسلام ہے ؟

الجواب ۔ جو گھاس آسمانی پانی سے خود بخود پیدا ہوئی ہے وہ کاٹنے سے پہلے مالکِ زمین کی مِلک نہیں اور اُسکو جائز نہیں کہ لوگوں کو اُسکے کاٹنے سے منع کرے یا کسی نوکر کے ذریعہ اُسکی حفاظت کرائے اور کاٹنے سے روکے۔ اور جب اُسکی مِلک نہیں تو بیع بھی جائز نہیں۔ البتہ کاٹنے کے بعد بیع کرسکتاہے۔ اور یہ صورت بھی کرسکتاہے کہ زمین ہی کو خیمہ لگانے یا اور کسی کام کیلئے اجارہ پر دیدے اور جسقدر قیمت گھاس کی یہ لینا چاہتا ہو اُسی قدر بطور اُجرت زمین کے وصول کرلے۔ قال فی الدر المختار فی البیوع الفاسدۃ و بیع المراعی ای الکلاء و اجارتہا۔ اما بطلان بیعہا فلعدم الملک لحدیث الناس شرکاء فی ثلاث فی الماء والکلاء والنار ثم قال وحیلتہ ان یستاجر الارض لضرب فسطاط او لایقاف دوابہ او لمنفعۃ اُخریٰ از شامی صفحہ ۱۲۳ ج ۳ (فقط)

> قادیانی عورت سے مسلمان مرد کا نکاح ہوگیا تو نکاح باطل ہے اور مہر واجب نہیں

سوال (۳۸۸) ایک شخص سنت و الجماعت کا نکاح مذہب مرزائی قادیانی کی دختر سے ہوجائے اور رخصت نہ کی جائے اور لڑکی اپنے ماں باپ کے مکان پر رہے اور خاوند سے کوئی تعلق کسی قسم کا نہ ہوا ہو یہانتک کہ بیوی نے خاوند کی صورت اور خاوند نے بیوی کی صورت بھی نہ دیکھی ہو اس صورت میں نکاح میں جو مہر مقرر ہوا تھا وہ خاوند کو دینا جائز ہے یا ناجائز ہے اور جو چیز بوقت نکاح چڑھائی گئی تھی وہ چیز نقرئی ہو یا طلائی خاوند حاصل کرسکتاہے یا نہیں ؟

الجواب ۔ مرزا غلام احمد کے متبعین جمہور علماء امّت کے نزدیک کافر مرتد ہیں جسکا ثبوت مستقل رسائل و کتب و نہ میں کیا گیا ہے۔ رسالہ اشد العذاب مصنّفہ مولانا سیّد مرتضیٰ حسن صاحب ناظم تبلیغ دار العلوم اور مطبوعہ فتویٰ ندوۃ قادیانی ملاحظہ فرمایا جاوے تو یہ بات پوری طرح روشن ہوجائیگی اور باتفاق امت مرتد سے مسلمان کا نکاح جائز نہیں ہوتا۔ لہٰذا یہ نکاح منعقد ہی نہیں ہوا۔ اور جب نکاح منعقد نہیں ہوا تو مہر کیسا۔ الغرض مہر صورتِ مذکورہ میں بذمّہ شوہر واجب نہیں اور جو چیز بھی خاوند نے بوقت عقد اس عورت کو دی تھی وہ ہمارے عرف و رواج کے اعتبار سے خاوند ہی کی مِلک ہیں۔ خاوند اُنکو واپس لے سکتاہے۔ کذا ذکرہ الثنائی فی کتاب الہبۃ فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم
کتبہ محمد شفیع غفرلہ

> وصیت کے متعلق چند ضروری مسائل

سوال (۳۸۹) کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

۱۵۳

۱۵۴

ہمارے ملک میں ایک امیر کبیر مرض الموت میں قبل یوم وفات فرمایا ہے کہ صد من غلہ از ہر جنس و پچاس نقد دیدو. خدام نے کہا کہ حضور کل حسب فرمان فی سبیل اللہ چلا دینگے - اچھا میں زندہ نہ رہا تو تم چلا دینا اُسی دن وہ مر گیا کیا وارث مال ویسے ہی چلا دیں یا جمعرات و قل مروجہ میں خرچ کر سکتے ہیں یا نہ اگر وصیت کے حکم میں ہو جاوے اور جمعرات وغیرہ میں چلا نہ سکیں تو اور صدقات کی مثل جو کہ غیر مفروضہ ہیں غنی کو دے سکتے ہیں یا نہ غنی کو اگر خبر ہو کہ وہی مال ہے لیسکتا ہے یا نہ - وہ امیر چار یتیم طفل اور دو معصومات یتیمہ اور دو بالغہ اور تین زوجات چھوڑ گیا ہے اور اسکے جمیع مال میں سوم حصہ کی مالک انکے سوا ایک عورت اُسکے خاندان کی ہے وہ اپنے والد صاحب سے وارثہ ہے - اس امیر اور اُسکا مال ابتداء سے مشترک چلا آتا ہے کیا وہ خرچ زائد فی سبیل اللہ کرنا چاہے اور کہے کہ میرے حصہ میں شمار کر لو - اور خرچ کو جدا نہ کرے مال مشترک ہے جتنا خرچ ہوگا ضرور صدہا در اُسکے حصہ سے کم ہوگا کیا وہ خرچ کر سکتی ہے یا نہ - اگر زوجات کہیں کہ ہمیں وصیت جمعرات وغیرہ کی تھی اور کوئی مراد اسمیں شاہد نہیں اُنکے قول پر خرچ ہونا جائز ہے یا نہ - اُس امیر کا زندگی میں ایک مختار عام تھا اور اُسی کو بعد مرنیکے کر گیا یعنی وصی بنا گیا ہے وہ کہے کہ مجھے عام اجازت دے گیا ہو - اسپر شاہد کوئی نہیں بعد مرنیکے جو خرچ کرنا یا مراعات مزارعین کی ساتھ جو کرو تمہارے اختیار ہے اسکے قول پر خرچ وغیرہ ہو سکتا ہے یا نہ - اگر ورثاء اسکو موقوف کر دیں کسی باعث سے وہ باعث خیانت مالی کے ہے وہ موقوف ہو جاویگا یا ویسے ہی وصی رہیگا - وہ امیر سخی تھا مہمان نواز و بیوگان یتامی، علماء فقراء وغیرہ میں کسی کو خرچ کسی کو محصول مزارعت معاف کسی کے ہاتھ مراعات کثیر کسی کو عام اجازت کاشتکاری میں گھاس وغیرہ کی - اور مزارعین کاشتکاروں کی ساتھ بہت مراعات مثلاً رواج تھا بٹائی غلہ گندم وغیرہ کے وقت پانچ سات من مزارع زمین پر چھوڑتا ہے جسکو قل کہتے ہیں کہ حضور یہ قل ہے اسکو تقسیم نہ کرو میرا حق ہے - مالک چھوڑ دیتا ہے - آباء و اجداد سے چلا آتا ہے اسی طرح ایک کاشت میں مثلاً باجرہ میں مونگ ماش قدرے جوار کاشت کی مالک بھی جانتا ہے تمام کو مزارع کھا گیا - اور باجرہ جو حاصل تھی مالک نے تقسیم کر لی اور باقی کی باز پرس نہیں - یہ بھی قدیم سے چلا آتا ہے اسی طرح مشترک میں فقراء کو خیرات حسب گدا اگر اجازت تھی اور فقراء گدا اگر کب چھوڑتے ہیں - اُسی طرح نوکر خاص کو اجازت تھی کہ مراعات مزارعین زیادہ از حق معین مثلاً سوم حصہ جو مالک لیتا ہے اُس سے زیادہ دینا کہ مزدور خوشدل کند کار بیش - یہ سب کام اب بھی ہو سکتے ہیں یا مزارع و مراعات لینی کر یتامیٰ سب کے سب دم بخود ہو دیں تو اس سے ایک نقصان تو یہ ہے کہ بعض مزارع زراعت چھوڑ دینگے

کہ کس کا ہے یہ برداشت ہووے کہ گھاس کے تنکے کو یا ایک دو آم کو شریک تقسیم کرنے آوے یا حساب کی بلا میں مبتلا ہو جاوے اگر ذرّہ ذرّہ حساب میں لاوے تو سب غلّہ بٹائی میں وہ مالک لیوے یہ خالی دست گھر آوے۔ اگر نوکر رعایت نہ کریں تو کام کیسے چلے۔ بیوگان وغیرہ کیسے کریں سب زمین تو یتیم کی ہوتی۔ دُور دراز تک حق پرست حلال خور کہ جس کی گذران اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی ہدایا پر کی تھی وظائف پر وہ کیا کرے سب کو رد کرے یا ایک ایک سے کہ تمام پوچھے کہ یتیم امیر کے مال سے کتنا آپ نے لیا ہے یا نہیں لیا۔

ایک دوسرا زمیندار فوت ہوا ہے وہ ثلث مال تمام سے وصیّت فی سبیل اللہ دینے کی کر گیا ہے اب وارث ثلث کا نہیں دیتے۔ اور جو کچھ خیرات وعطیات کرتے ہیں کہتے ہیں کہ ہم اُس ایفاء وصیّت کی قصد پر کرتے ہیں اور وہ عطیات خیرات مال مشترکہ ورثا کہ جس میں بعض یتیم ہیں دیا کرتے ہیں اور تمام خرچ ثلث سے بہت درجہ کم ہوگا نہ کھانے والے پرہیز کرینگے نہ دینے والے خرچ ثلث بالکل جدا کر کے دیوینگے کیا کیا جاوے۔ غرض امیروں کا حال اتباع شریعت میں واضح ہے۔ اگر اُنکو کہا جاوے کہ وارث بالغ اپنا مال تقسیم کرے اور سب اخراجات میں جلاتا رہے تسلیم کی امید کم ہے ایسی صورت میسر خدا تعالیٰ عطا فرماوے کہ لینے والا اخاصکر اور دینے والا بھی بچ جاوے؟

الجواب۔ الفاظ وصیت سے باعتبار عرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ موصی کی غرض ان اشیاء کو صدقہ دیدینے کی ہے اور ظاہر یہ ہے کہ پچاس سے پچاس روپیہ مراد ہے۔ لہٰذا اُسی مصرف میں صرف کیا جا سکتا ہے جو عام صدقات کا مصرف ہے اور جمعرات کی رسمیں اور قل مروّجہ بدعات اور ناجائز ہیں۔ یہ ہرگز مصارف صدقات نہیں اسلئے ان میں اگر کوئی خرچ کریگا تو ایک تو بدعت کا گناہ ہوگا۔ دوسرا اسکا وصیت کا مال غیر مصرف میں صرف کیا۔ اور شرعاً اُسکا تاوان اسکے ذمّہ عائد رہیگا نمبر ۲ و ۳ غنی کو دینا اور لینا بھی جائز نہیں۔ اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ۔ الآیہ۔ نمبر ۴ جسقدر جائداد اس امیر نے چھوڑی ہے اسکی ملک اُسی قدر سمجھی جائیگی جو عورت شریک کا سوم حصّہ علیحدہ کر کے بچتی ہے اُسکی وصیّت بھی اُسی کے اندر جاری کیجائیگی اور باقی اُسکے وارثوں پر تقسیم ہوگی لیکن عورت جو شریک جائداد ہے اگر وصیّت کو اپنے حصّہ میں لگائے یا اور زائد خرچ متوفی کی جانب سے کرے یعنی اسکو ایصال ثواب کرے تو جائز ہے۔

نمبر ۵۔ اگر یہ ثابت بھی ہو جائے اور اُسکے گواہ شرعی موجود بھی ہوں کہ متوفی نے جمعرات کی رسوم بدعیہ میں خرچ کرنیکی وصیّت کی تھی تب بھی یہ وصیّت باطل سمجھی جائیگی اور محض جائز طور پر صدقہ کیا جائیگا۔ قال فی الدر المختار اوصی بان یتخذ الطعام بعد موتہ للناس ثلاثۃ ایام فالوصیۃ (شامی) ھو الاصح کما فی جامع الفتاویٰ شامی (ص ۸۷۶ ج ۵)

نمبر۸ جس شخص کو میّت نے وصی بنایا ہے اُسکو اسقدر مال میں تصرّف کا حق ہے جسقدر وصیت میں داخل ہے۔ باقی اموال اُسکے وارثوں کی ملک ہیں اُنکو اسمیں تصرّف کرنیکا کوئی حق نہیں مثلاً جائداد جو دَین اور وصیت ادا کرنیکے بعد بچے وہ وارثوں کا حق ہے اُسکے متعلق اگر مورث نے وصی کو مزارعین کی ساتھ کوئی خاص رعایت کرنیکا حق بھی دیا ہو تب بھی اُسکا کوئی اعتبار نہیں البتہ جسقدر مال کی وصیّت کی ہے اور وہ شرعاً جائز بھی ہے اُسمیں تصرف کرنیکا اُسکو حق حاصل ہے مگر اُسقدر جسقدر موصی نے اسکو حق دیا ہے زائد نہیں اور اگر اس وصی کی خیانت ثابت ہو جائے تو مسلمان حاکم جسکو اس قسم کے اُمور کا فیصلہ کرنیکا حق ہے اسی وصی کو معزول کر سکتا ہے۔ اور اگر حاکم مسلم موجود نہ ہو یا اُسکی طرف مقدمہ لیجانا مشکل ہو تو پھر دیندار مسلمانوں کی پنچائت جسمیں کوئی معاملہ فہم عالم بھی شامل ہو اُسکو معزول کر سکتی ہے تنہا ورثا معزول نہیں کر سکتے۔ قال فی الدر المختار واما عزل الخائن فواجب وفی الشامی بل فی عامۃ الکتب اذا کان الاب مبذرا فی مال ابنہ الصغیر فالقاضی ینصب وصیًا وینزع المال من یدہ (شامی ص ج ۵)۔

نمبر۷ لغایۃ نمبر۱۲ جو رعایت وسخاوت مورث اپنی حیات میں کرتا تھا اب اسکے مرنیکے بعد اُسکے وارثوں کو اُسی قسم کی رعایت کا حق ہے۔ اور وارث شرعی اُسکی تینوں بیوی اور چاروں لڑکیاں تو مختار ہیں وہ اپنے حصّہ میں جسکی ساتھ جو رعایت کریں کر سکتی ہیں اور جو کچھ کسی کو دینا چاہیں دے سکتی ہیں البتہ جو نابالغ ہیں اُنکے حصّہ میں ایسی رعایتیں ان تینوں کے مال سے بھی اُسکا وصی یا ولی کر سکتا ہے جسکی فائدہ یتیموں کو پہنچتا ہو۔ اور اُنکو اس رعایت سے کوئی فائدہ نہ پہنچے تو یتیم بچے کے حصّہ میں ایسی رعایت کرنا وصی اور ولی کے لئے جائز نہیں۔ نمبر۱۲ جسقدر مال کی وصیت فی سبیل اللہ کی ہے وارثوں کے ذمّہ فرض ہے کہ وہ اسکو بالکل پورا پورا علیحدہ کر دیں لیکن اگر مختلف اوقات میں دیتے رہیں اور اسی طرح ایک مدّت میں پورا کر دیں تو گو وہ اس مالِ وصیّت سے انتفاع کرنے میں گنہگار ہونگے لیکن وصیت ادا ہو جائیگی (بشرطیکہ مالِ وصیت جسقدر تھا پورا خرچ کر دیں فقط۔

سوال (۲۹۰) ایک عورت بالغہ نے اپنا نکاح بغیر اجازت والد کے غیر کفو میں کر لیا ہے اور اس نکاح کی وجہ سے اسکے والد	بالغہ لڑکی اگر غیر کفو میں نکاح بلا اجازت اولیاء کر لے تو نکاح باطل ہے

ناراض ہیں کیا یہ نکاح عند الحنفیہ درست ہے؟

الجواب۔ فتویٰ اسی پر ہے کہ یہ نکاح ہی صحیح نہیں ہوا (بشرطیکہ خاوند اس عورت کا غیر کفو ہو) شامی اور در مختار، عالمگیری وغیرہ کتب فقہ نے باتفاق اسی پر فتویٰ دیا ہے۔ لہذا یہ

۲۹۰

نکاح صحیح نہیں ہوا۔ عورت پر واجب ہے کہ اس سے فوراً علیحدہ ہو جاوے اور کفو میں نکاح کرے فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ

نکاح کی ایک خاص صورت اور اسکا حکم **سوال (۳۹۱)** ایک شخص نے روبرو چند اشخاص اس امر کا اقرار کیا کہ میں نے اپنی لڑکی مسماۃ چاندنی کے مسمّٰی اللہ دتہ ولد گوڈر قوم کھوکھر کی ساتھ ایجاب و قبول کرا دیئے اور مسماۃ آلہی دختر گوڈر کے ایجاب و قبول اپنے لڑکے مسمّٰی کرم دین المعروف گلا کیلئے کرائے اور مسماۃ آلہی وقت ایجاب و قبول نابالغہ تھی اور مسماۃ چاندنی بالغہ تھی اور مسماۃ چاندنی کے والد مسمّٰی صاحب دین ولد سیدو نے ایجاب و قبول کرائے اور مسماۃ آلہی کے ایجاب اسکے بھائی اللہ دتہ نے کرایا کیونکہ اسکا والد فوت ہو چکا تھا۔ اب نکاح دونوں درست ہیں یا دونوں نہیں جواب سے مطلع فرمایا جاوے اُسکا بیٹا یعنی اللہ دتہ انکاری ہے کہ میں نے ایجاب و قبول نہیں کیا بلکہ وعدہ کیا تھا آیا یہ نکاح درست ہے یا نہیں؟

الجواب مسماۃ چاندنی کا نکاح اگر اُسکی اجازت سے ہوا ہے تو یہ نکاح صحیح لازم ہو چکا کیونکہ اسپر فریقین کا اتفاق ہے کہ اسکا نکاح اللہ دتہ کے ساتھ کیا گیا۔ زیر اختلاف مسماۃ آلہی کا نکاح ہے۔ گواہان نمبر اول کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ دتہ برادر مسماۃ آلہی نے اسکا نکاح کرم دین سے کر دیا تھا اور گواہ نمبر ۲ کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ نکاح اسنے نہیں کیا بلکہ صرف وعدہ کیا تھا کہ نکاح کر دونگا۔ پھر مولوی غلام رسول صاحب نے اُسکا نکاح پڑھا۔ اب اگر گواہان نمبر اول کا بیان صحیح ہے تو نکاح مسماۃ آلہی کا کرم دین کے ساتھ پہلے ہی منعقد ہو چکا ہے البتہ اسکو بعد بالغ ہونیکے نکاح فسخ کرانیکا اختیار شرعاً ملیگا مگر فوراً بالغ ہوتے ہی کسی مسلمان حاکم سے نکاح فسخ کرائے۔ اور اگر گواہان نمبر دوم کا بیان صحیح ہے تو مولوی غلام رسول صاحب نے جو نکاح پڑھا ہے اگر اللہ دتہ کی اجازت سے پڑھا ہے تو نکاح منعقد ہو گیا۔ خواہ رشوت لیکر ہی پڑھا ہے اور اگر اللہ دتہ کی اجازت سے نہیں پڑھا تو یہ نکاح باطل ہے اسکا شرعاً کچھ اعتبار نہیں۔ اور ہر صورت میں اگر نکاح منعقد بھی ہو گیا تب بھی مسماۃ مذکور کو بعد بلوغ فسخ نکاح کرانیکا اختیار ملیگا۔ بشرطیکہ بالغ ہوتے ہی بغیر کسی مہلت کے فسخ کرنیکو کہدے اور پھر حاکم مسلمان کی عدالت سے فسخ کرالے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ

کسی جانور سے وطی کیگئی تو اسکا کیا حکم ہے **سوال (۳۹۲)** اگر کوئی شخص کسی جانور حلال گوشت والے مثلاً گائے بھینس بکری وغیرہ کیساتھ پیشاب گاہ میں دخول تام کرکے انزال ہو یا نہ ہو۔ اس شخص کیلئے کیا سزا ہے اور ایسے جانور کیلئے کیا حکم ہے؟

الجواب وہ شخص فاجر اور گنہگار ہے اسکو چاہیئے کہ توبہ کرے۔ لیکن اسپر حد نہیں آتی البتہ حاکم اُسکو تعزیر دے سکتا ہے۔ اور جانور موطوءہ ماکول اللحم کے بارہ میں مستحب ہے کہ [illegible]

گوشت جلا دیا جائے۔ اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اسکا کھانا بھی جائز ہے۔ درمختار کتاب الحدود میں ہے۔ ولا یحد بوطأ بھیمۃ بل یعزر وتذبح ثم تحرق الخ۔ لیقطع الامتداء والتحدث بہ کلما رؤیت ولیس بواجب کما فی الھدایۃ وغیرھا وھذا اذا کانت مما لا یوکل فان کانت توکل جاز اکلھا عندہ وقال تحرق ایضا الخ فقط واللہ اعلم۔ جواب صحیح ہے۔ اور گوشت اسکا کھانا اگرچہ امام صاحب کے نزدیک جائز ہے مگر اس کے آثار خبیثہ سے بچنے کے لئے نہ کھانا اولیٰ۔ فقط بندہ محمد شفیع عفرلہ

بھنگی چمار وغیرہ کا مسلمانوں کے کنویں سے پانی بھرنا

سوال (۳۹۳) آجکل شدھی وغیرہ کے زمانہ میں اہل ہنود چمار اور چوہڑوں کو شدھ کر کے عام کنوؤں پر چڑھاتے ہیں۔ اس فعل میں بعض جگہ کامیاب ہوتے ہیں اور بعض جگہ ناکامیاب ہوتے ہیں اور اب مسلمانوں میں بھی دو فریق ہیں۔ ایک کہتا ہے کہ انکو کنوؤں پر چڑھنے میں کیا حرج ہے جبکہ اور قوم مثلاً سکھ وغیرہ جو کہ مردار خور ہو تم کنوؤں پر چڑھاتے ہو۔ ایسے ہی یہ بھی ہیں دوسرے کہتے ہیں کہ امام اعظمؒ کا فتویٰ عام ہے کہ اچھوت اقوام کو بھوکر بٹھانا یا اقوام کی ساتھ کھانا پینا حلال ہے عند الشرع ایسا کیا ہے قوی ہے

الجواب پہلے شخص کا قول صحیح ہے۔ اور اگر کوئی چمار چوہڑا وغیرہ جسکے ہاتھ اور برتن یعنی ڈول رسی وغیرہ پاک ہو اور وہ کنویں سے پانی بھر لیویں تو کنواں ناپاک نہیں ہوتا لیکن چونکہ ہندوستان میں عام طور سے طریقہ چلا آتا ہے کہ چمار چوہڑے علٰحدہ اپنے کنویں سے پانی بھرتے ہیں عام ہندو مسلمانوں کے کنوؤں پر نہیں چڑھتے اور عام ہندو مسلمان اسکو برا جانتے ہیں اسکے خلاف کرنے میں فتنہ کا اندیشہ ہے۔ اسلئے اگر بحسن تدبیر اسکا انسداد ہو سکے تو بہتر ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ مسعود احمد عفا اللہ عنہ۔

جواب صحیح ہے۔ اور چونکہ یہ قومیں عموماً پاکی ناپاکی کی تمیز نہیں رکھتی اسی طرح ہندو بھی۔ اسلئے جہاں تک ہو سکے احتیاط ہی برتنا بہتر ہے۔ البتہ اگر اتفاقاً کوئی پانی بھر لے تو کنویں کو ناپاک نہ کہینگے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ بندہ محمد شفیع عفرلہ

بیوہ اگر نکاح ثانی کرے تو پہلے شوہر کی میراث سے محروم نہیں ہوتی

سوال (۳۹۴) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کے فوت ہونے پر جبکہ وہ حسب ذیل وارث چھوڑ کر فوت ہوا ہو ترکہ کس کس حساب سے اور کس کس کو پہنچتا ہے حقیقی بھتیجی یک۔ اپنے مرحوم لڑکے کی بیوی اور اس نے نکاح ثانی بھی کر لیا ہو۔ تایا زاد بھائی کا لڑکا۔ اور دوسرے تایا زاد بھائی کی لڑکی۔ تائی زاد تیسرے بھائی کی ایک بیوہ۔ ان صورتوں میں کس کس کو حصہ پہنچتا ہے ؟۔

الجواب - اس صورت میں حسب بیان سائل ترکہ زید متوفی کا شرعاً بعد ادائے حقوق مقدمہ علی المیراث اسکے تایا زاد بھائی کے لڑکے کو ملیگا۔ باقی اشخاص محروم ہیں فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

طلاق دیچکا مجھ سے کوئی تعلق نہیں یہ الفاظ زوجہ کو کہے تو طلاق بائن ہوگئی

سوال (۹۵۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص مسمی ولی داد خاں عرف حنا ولد امداد خاں قوم راجپوت مسلمان نے اپنی منکوحہ مسماۃ اصغری بیگم دختر اللہ دیا خاں کو اس امر پر مجبور کیا کہ مسماۃ مذکورہ اسکے دوستوں سے ترک پردہ کرے جو قطعاً اجنبی ہیں و نیز خلوت کیلئے انہیں دوستوں کیلئے کہا مسماۃ نے اپنے میکہ پہنچکر ان واقعات کی اطلاع اپنے والدین کی۔ والدین نے اسکو روک لیا۔ کچھ عرصہ بعد شخص مذکور منکوحہ کو لینے آیا جواباً لیجانیکو منع کیا گیا تو اس نے کہا کہ اگر تم لوگ آج نہیں بھیجوگے تو مجھ سے کچھ تعلق نہیں میں طلاق دے چکا اور والدین نے اسکو اسوقت تک نہیں بھیجا جسکو عرصہ چھ ماہ کا ہوتا ہے لہذا عرض یہ ہے کہ صورت مذکورہ میں طلاق ہوئی یا نہیں؟

الجواب۔ طلاق پڑجانا تو اس صورت میں ظاہر ہے۔ باقی یہ سوال کہ طلاق کیسی پڑی سو اسکا جواب یہ ہے کہ اگر الفاظ شوہر کے وہی ہیں جو سوال میں درج ہیں تو ایک طلاق بائن پڑگئی۔ قال فی الدر المختار کما یقع البائن لو قال انت طالق طلقۃ تملکین بہا نفسک لانہا لا تملک نفسہا الا بالبائن (از شامی ص ۶۲۶ ج ۲) عبارت مذکورہ سے ثابت ہوا کہ صورت مسئولہ میں ایک طلاق بائن ہوگئی کیونکہ طلاق صریح کے الفاظ کیساتھ یہ بھی کہا ہے کہ مجھ سے کچھ تعلق نہیں۔ اور عدم تعلق طلاق بائن ہی کی صورت میں متصور ہو سکتا ہے فقط

مردہ بیوی کو خاوند غسل بے ضرورت نہیں دیسکتا اور نہ ہاتھ لگا سکتا ہے

سوال (۹۵۲) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کسی شخص کی زوجہ مرگئی اور شوہر موجود ہے تو بعد انتقال کے بی بی کو غسل دے سکتا ہے یا نہیں اور بعد کفن پہنانے کے مسہری پر اٹھا کر خود رکھ سکتا ہے یا نہیں اور مسہری کو خود لیجا سکتا ہے۔ اور قبر میں خود اپنے ہاتھ سے پکڑ کر رکھ سکتا ہے اور نماز جنازہ خود پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب۔ فی الدر المختار ویمنع زوجہا من غسلہا ومسہا لا من النظر الیہا علی الاصح منیۃ وقال الائمۃ الثلثۃ یجوز لان علیا رض غسل فاطمۃ رض قلنا ہذا محمول علی بقاء الزوجیۃ الخ قلت یعزی بان فیہ شبہۃ واقرہ الشامی۔ شامی ص ۸۰۶ باب الجنائز۔

عبارت مذکورہ سے معلوم ہوا کہ امام اعظم ابوحنیفہ رح کے نزدیک مرد اپنی بیوی متوفی کو غسل نہیں دے سکتا اور اسکے بدن کو بغیر حائل کے ہاتھ نہیں لگا سکتا۔ اسکے علاوہ تمام کام یعنی کفن پہنانے کے بعد مسہری پر رکھنا اور مسہری کو کندھا دینا اور قبر میں اتارنا وغیرہ سب کر سکتا ہے اور یہ اسوقت ہے کہ جبکہ غسل دینے والی موجود ہو۔ اما اگر نہ ہو تو ایسی ضرورت کیوقت شوہر غسل دے سکتا ہے۔ ص ۸۰۷ ج ۱ الشامی فقط

میں نے تجھے چھوڑ دیا۔ یہ لفظ بیوی کو [illegible]

سوال (۹۵۳) زید نے حالت غصہ میں اپنی بیوی کو کہا [illegible] کہہ دیا تو ایک طلاق رجعی [illegible] زید کی بیوی پر

طلاق پڑگئی یا نہیں اگر پڑی تو کیسی طلاق ہوئی اور کیا حکم ہے ؟

الجواب "چھوڑ دیا" کا لفظ جبکہ عورت منکوحہ کو کہا جاوے تو ہمارے عرف میں صریح طلاق کا لفظ ہے محتاج نیت نہیں صرح بہ الشامی فی باب الکنایات تحت قولہ حرام بان لفظۃ سرحت وان کان بحسب الاصل کنایۃ الا انہ صار صریحا للعرف - لہٰذا زید کی بیوی پر ایک طلاق رجعی پڑگئی - عدت کے اندر اندر بلا نکاح جدید کے رجعت کرسکتا ہے - اور بعد عدت اگر عورت راضی ہو تو نکاح جدید باضابطہ بغیر حلالہ ہوسکتا ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم - کتبہ بندہ محمد شفیع غفرلہ

تقریرات صحابہ سے اگر کسی آیت متواترہ کا انکار منقول ہے تو اُس کا کیا مطلب ہے

سوال (۳۹۸) فتاویٰ امدادیہ کے آخر میں صفحہ ۲۲۹ چنانچہ حضرت عائشہ رض کو بطور قطع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کذبوا بالتشدید معلوم ہوچکا اور بالتخفیف نہ بتواتر نہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بلا واسطہ معلوم ہوا تھا - لہٰذا انکار فرمایا - اور اتفاقاً بالتشدید بھی بعد ازاں متواتر رہا - اگر بالفرض نہ ہوتا تو بھی کچھ حرج نہ تھا کیونکہ آپ کو مرتبہ قطع دوسرے طریق سے موجود اور حاصل تھا - بالجملہ بندہ کا تواتر اور عدم تواتر صحابہ کے قطعیت کیلئے کسی طرح مزاحم نہیں تو یہ دونوں مقیس اور مقیس علیہ برابر ہوئے - ہاں بعد کو صحابہ کیلئے یہ صورت ممکن نہیں کیونکہ اُنکو بجز تواتر کے قطع کا کوئی ذریعہ نہیں تو اگر انکار کریں تو یقیناً بعض صورتیں اگر انکار رسم کی طرف راجع کیا جاوے تو زیادہ چسپاں ہوتا ہے - اب سوال یہ ہے کہ رسم کے یہاں کیا معنے ہیں - اس طرح رجوع کیا جاوے ؟

الجواب امداد الفتاویٰ کو دیکھنے سے جو مطلب حضرت کی سمجھ میں آیا ہے عرض کرتا ہوں یعنی مابعد صحابہ کیلئے کسی قرأت متواترہ کا انکار جائز نہیں اور جہاں کہیں کسی عالم یا بزرگ سے اُسکے خلاف منقول ہے کہ قرأت متواترہ کے خلاف کسی قرأۃ کو ترجیح دی یا قرأت متواترہ کا انکار کیا اُس خلاف کو اصل الفاظ کی طرف راجع نہ کیا جاوے بلکہ رسم خط کے متعلق قرار دیا جاوے - مثلاً قرآن مجید میں ہے - لانتم اشد رھبۃ فی صدورھم من اللہ اسکا رسم خط قاعدہ کے اعتبار سے وہی ہونا چاہیئے جو اوپر درج ہے لیکن قرآن مجید میں اسکا رسم خط ایک الف کے اضافہ کے ساتھ اس طرح ہے لاانتم اور یہ رسم خط ظاہر ہے کہ خلاف معنی مراد کیلئے موہم ہے تو اگر کوئی شخص اس میں خلاف کرے تو وہ اصل آیت و قرأت کا خلاف نہ ہوگا بلکہ صرف رسم خط کا - فقط واللہ تعالیٰ اعلم - کتبہ بندہ محمد شفیع غفرلہ -

قرأت کے متعلق چند مفید تحقیقات

سوال (۳۹۹) دوسرے پارے سیقول کی شروع میں یہ شبہ ہوتا ہے کہ جلالین کے حاشیہ پر حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ آیت سیقول الخ تلاوت میں پہلے

اور نزول بعد کو ہوا ہے۔ سوال یہ ہے کہ تقدم تلاوت اور تاخر نزول کی کیا صورت ہے۔ مہربانی فرما کر تفصیل کر دیں اور پہلے تلاوت اور نازل بعد کو۔ اور کتاب اور رسائل میں نظر آیا ہے۔ احقر کے خیال میں نہیں آیا جیسے ایضاح الادلہ میں بھی ہے (۲) مصاحف قرآن کی جمع و ترتیب کیا حضرت صحابہ کے زمانہ میں ہوئی یا بعد کو۔ کیونکہ قرار بعض تابعی معلوم ہوتے ہیں۔ اسکو بھی تصریح کے فرمائیں؟ (۳) امام شعرانی میزان میں شریعت اولیٰ سے کیا مراد لیتے ہیں اور شریعت اولیٰ کی کچھ تفصیل عنایت فرمائیں۔

الجواب - جلالین کے حاشیہ کی عبارت تو سامنے نہیں اور سرسری طور پر دیکھی تو ملی نہیں لیکن اگر وہ عبارت صحیح ہے تو یہ مطلب ہو سکتا ہے کہ قبل از نزول با قاعدہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر یہ آیت جاری ہو گئی ہو۔ اور وہ بھی ایک قسم کی وحی ہے کما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ مصرح ہے۔ لیکن اس طرح کی وحی کو قرآن یا نزول قرآن نہیں کہہ سکتے اسلئے یہ صحیح کو کہا کہ قرأت مقدم ہوئی اور نزول بعد میں فقط (۲) ترتیب مصحف جو امام کے نام سے موسوم ہے حضرت عثمان غنی رضی کے عہد میں اجماع صحابہ کے ساتھ ہوئی ہے بعض تابعین بھی انکی خدمت میں شریک ہوں تو کیا بعد ہے فقط (۳) شریعت اولیٰ کا لفظ جو امام شعرانی رح سے نقل فرمایا ہے اگر پوری عبارت نقل فرماتے یا حوالہ صفحہ و باب وغیرہ تحریر فرماتے تو دیکھکر کوئی تحقیقی بات لکھی جاتی۔ اس طرح کیا عرض کیا جاوے۔ اور سرسری طور پر یہ خیال میں آتا ہے کہ شرائع انبیاء سابقین مراد ہونگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ بندہ محمد شفیع غفرلہ۔

سوال (۴۰۰) حقہ پینا بضرورت جائز اور بلا ضرورت خلاف اولیٰ ہے

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ حقہ پینا حرام ہے یا کیا ہے۔ بینوا بسند الکتاب؟

الجواب حقہ پینا مباح ہے۔ کما قال العلامۃ الشامی فی کتاب الاشربۃ وللعلامۃ الشیخ علی الاجہوری المالکی رسالۃ فی حلہ نقل فیہا انہ افتی بحلہ من یعتمد علیہ من ائمۃ المذاہب الاربعۃ قلت والف فی حلہ ایضاً سیدنا العارف عبد الغنی النابلسی رسالۃ سماھا الصلح بین الاخوان فی اباحۃ شرب الدخان الخ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ مسعود احمد عفا اللہ عنہ

جواب صحیح ہے۔ البتہ اگر بلا ضرورت پیئے تو مکروہ تنزیہی ہے اور ضرورت میں کسی قسم کی کراہت نہیں منہ صاف کرنا بدبو سے ہر حال میں ضروری ہے فقط بندہ محمد شفیع غفرلہ۔

سوال (۴۰۱) ایک مسجد کو دوسری جگہ منتقل کرنا درست نہیں

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کسی قریہ میں ایک مسجد زید کے مکان میں تھی جب رفتہ رفتہ مصلی بڑھتے گئے اور مسجد تنگ ہو گئی تب مصلیوں نے آپس میں متفق ہو کر چندہ کر کے اسکو وسیع کرنے کا ارادہ کیا۔ اور زید سے جگہ طلب کی

تو اس نے اپنے تنگی مکان کا اظہار کیا۔ اور شریک نے بھی کوئی جگہ مسجد کیلئے نہیں چھوڑی نیز یہاں وضو کے
پانی کا بھی کوئی بندوبست نہیں تھا لہذا بعض وقت مسافر مصلی پانی نہ ملنے کی وجہ سے نماز ہی نہیں
پڑھ سکتا تھا۔ اس بناء پر مصلیوں نے ایک مقتدی عالم کی طرف رجوع کیا اور کہا کہ اس صورت میں ہم
اپنی مسجد کو دوسری جگہ نقل کر سکتے ہیں یا نہیں۔ عالم صاحب نے فرمایا کہ کر سکتے ہو۔ کوئی حرج نہیں
تو مصلیوں نے ایک خوشنما جگہ میں جہاں پانی وغیرہ کا بھی عمدہ بندوبست تھا ایک نئی مسجد تیار کی
پرانی مسجد کا کوئی اسباب اسمیں نہیں لگایا گیا تخمیناً تین چار برس تک مصلیوں کے مقرر کردہ امام کے پیچھے
ہمیشہ نماز پڑھتے رہے جب امام کا انتقال ہو گیا تب مصلیوں نے کوئی امام مقرر نہیں کیا۔ بلکہ
انہیں میں جو قابل امامت حاضر ہوتا تھا نماز پڑھا دیا کرتا تھا۔ انہیں سے اکثر اوقات خالد ہی امامت
کرتا تھا۔ اس حالت میں بھی تخمیناً سات یا آٹھ برس گذر گئے۔ بعد ازاں مصلیوں نے امام مقرر کرنا چاہا
مگر خالد کو کسی نے پسند نہیں کیا بلکہ بکر کو پسند کیا۔ اب خالد کا دعوی کرنے پر انہوں نے کہا کہ ہم نے تم کو
امام بنایا تھا اور نہ فی الحال تمہارے پیچھے نماز پڑھینگے۔ اس گفتگو پر نوبت جنگ و جدال کی پیش آئی
اب نتیجہ یہ ہوا کہ خالد یہاں سے محروم ہو کر چند معین مددگار کے ساتھ ویسی پرانی مسجد میں نماز پڑھنا
شروع کیا۔ یہانتک کہ اب عیدین کی نمازیں بھی دو جگہ ہونے لگی۔ اسکے متعلق علمائے زمانہ سے فتوے طلب کیا
انکے بھی دو فریق ہو گئے چنانچہ ایک فریق کہتا ہے کہ وہ پرانی مسجد کی جگہ مذہب شیخین کے موافق
تاقیامت مسجد ہے اور اسی قول پر فتوی ہے۔ کما فی در المختار ولو خرب ما حوله واستغنی عنه یبقی
مسجداً عند الامام والثانی ابداً الی قیام الساعة وبه یفتی حاوی القدسی وعاد الی الملک ای البانی
او ورثته من الثانی ینقل الی مسجد آخر باذن القاضی انتہی۔ پس وہ جگہ اب بھی مسجد ہے مگر خالد کی
ضدیت کا کوئی لحاظ نہیں کرتے اور نہ اسکا کوئی جواب لکھتے ہیں پس خالد کو اپنی ضد پوری کرنیکی ایک دلیل شرعی
بھی ہاتھ آگئی چنانچہ اور [illegible] فریق کہتا ہے کہ آجکل جس جگہ قاضی شرعی نہیں ہے اس جگہ
کے علماء متدینین ہی قاضی شرعی ہیں چنانچہ [illegible] الافکار میں عبارت حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ
کی مرقوم ہے اذا خلا الزمان من سلطان ذی کفایة فالامور موکلة الی العلماء ویجب علی
الامة الرجوع الیہم ویصیرون ولاة فاذا عسر جمعہم علی واحد استقل کل قطر باتباع
علمائه فان کثروا فالمتبع اعلمهم فان استووا اقرع بینهم۔ پس وہ مسجد مطابق امام ابو یوسف رح
حکم قاضی سے نقل کیا گیا۔ لہذا پرانی مسجد کی جگہ مالک کی ملک میں چلی گئی اب وہ مسجد ہی باقی نہیں رہی
یہ قول امام محمد رح کا بھی ہے مگر اسپر فتوی نہیں ہے لیکن دوسرا فریق اسی قول پر فتوی دیتا ہے تاکہ

مسلمانوں میں اختلاف نہ رہے اور متفقہ طور پر ایک ہی مسجد میں نماز پڑھیں نیز چونکہ پرانی مسجد کی جگہ مالک کی ملک میں چلی گئی اور حکم مسجد کا باقی نہیں رہا تو اب غیض وغصہ کی وجہ سے وہاں دوسری مسجد تیار کرنا مسجد ضرار ہے چنانچہ تفسیر کشاف اور مدارک میں ہے قیل کل مسجد بنی مباهاة اور یاء او سمعة اولغرض سوا ابتغاء وجه الله او مال غير طيب فهو لاحق بمسجد الضرار۔ انتہی اور اگر بالفرض پرانی مسجد کی جگہ مسجد کا حکم رکھتی ہے تو بنائے نیک بر بنا ربدکی ہو گئی چنانچہ حدیث انما الاعمال بالنیات اسپر دال ہے۔ اب دونوں فریق علمائے ہند کو ثالث مانتے ہیں ان سے جو حکم صادر ہوگا اسپر عمل کرنے کیلئے تیار ہیں نیز فریقین میں سے کون حق پر ہے۔ براہ کرم نوازی مطلع فرماکر مسلمانوں کو اختلاف و نزاع سے بچادیں اور عند اللہ ماجور ہوویں ؟

الجواب ۔ اس جگہ دو باتیں ہیں ایک میں فریق اوّل حق پر ہے اور دوسری میں فریق ثانی امر اوّل تو اس جگہ کا مسجد ہونا یا نہ ہونا ہے اسکے متعلق حق یہی ہے کہ مسجد ہے اور قیامت تک مسجد ہی رہیگی اور اس موقع پر اس مسجد کا مسجد ہونا باتفاق ائمہ ثلثہ ہے۔ امام محمدؒ کے قول پر بھی اس مسجد کی مسجدیت میں کسی طرح کا فرق نہیں آیا اور شیخین کے مذہب پر تو کسی حال اور کسی صورت میں بھی کوئی مسجد مسجدیت سے خارج نہیں ہو سکتی اور جمہور حنفیہ نے اسی پر فتوی دیا ہے شامی، بحر، نہر، فتح، عالمگیری معتبرات حنفیہ اسکی شاہد ہیں البتہ امام محمدؒ کا قول خلاف میں نقل کیا جاتا ہے لیکن وہ بھی فقط اُس صورت میں جبکہ یا تو مسجد منہدم ہو جائے اور تعمیر کرانیکی کوئی صورت باقی نہ رہے اور نہ محلہ کوئی اُسکے متصل نماز پڑھنے والوں کا باقی رہے۔ اور یا مسجد موجود ہو مگر جو محلہ یا گاؤں اُس مسجد کے متعلق تھا وہ ویران ہو جائے اور کوئی نماز پڑھنے والا وہاں باقی نہ رہے اور جب تک یہ بات نہ ہو یعنی مسجد صحیح سالم موجود اور محلہ بھی اسکے متصل موجود ہو تو کسی امام کے نزدیک اسکی مسجدیت باطل نہیں ہوتی۔ امام محمدؒ کے کلام سمجھنے میں فریق ثانی نے غلطی کی ہے اور فریق اوّل نے بھی اسپر متنبہ نہیں کیا۔ والشاهد على ما قلنا من قول الامام محمدؒ ما في البحر الرائق من اوقاف احكام المسجد ص ۲۵۱ ج ۵ وقال محمد اذا خرب (يعني المسجد) وليس له ما يعمر به وقد استغنى الناس عنه لبناء مسجد اخر او لخراب القرية۔ او لو لم يخرب (يعني المسجد) لكن خربت القرية بنقل اهلها واستغنوا عنه فانه يعود الى ملك الواقف (بحر ص ۲۵۱ ج ۵) پس اس مسئلہ میں فریق اوّل کا قول صحیح ہے کہ یہ مسجد مسجد ہے اور اسکے تمام احکام مسجد ہی کے ہیں اسکو آباد کرنا باعث اجر و ثواب ہے دوسری بات یہ ہے کہ خالد محض اس وجہ سے کہ اُسکو امام نہ بنایا جماعت مسلمین میں تفریق ڈالکر یہاں آگیا اسمیں خالد دو وجہ سے گنہگار ہے۔ اوّل تو اپنے کو مستحق امامت اور بڑا سمجھتا ہے جو صریح حرام ہے

اور دوسرے مسلمانوں کی متفق جماعت میں فتنہ اور تفرقہ ڈالنا یہ بھی سخت گناہ ہے۔ وردت بہ الاحادیث الکثیرۃ۔ البتہ اگر کوئی شخص محض پہلی مسجد کو آباد کرنیکی نیت سے وہاں نماز پڑھا کرے فتنہ کی نیت نہ ہو بلاشبہ اسکو ثواب عظیم ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ

بنگلہ زبان میں تو رے ساری دیلام کا لفظ طلاق صریح ہے

سوال (۴۰۲) اندریکہ شخصے در حالت غضب وغیرہ زن خود را گفت کہ (تو رے ساری دیلام) معنے اسکے ہم نے تجھکو چھوڑ دیا طلاق صریح ہے یا کنایہ؟

الجواب۔ شامی میں ہے۔ فاذا قال رہا کردم ای سرحتک یقع بہ الرجعی مع ان اصلہ کنایۃ ایضاً وما ذلک الا لانہ غلب فی عرف الفرس استعمالہ فی الطلاق وقد مر ان الصریح مالم یستعمل الا فی الطلاق من ای لغۃ کانت الخ۔ اس روایت کی بناء پر صورت مسئولہ میں طلاق رجعی واقع ہوگی فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ مسعود احمد عفا اللہ عنہ

جواب صحیح ہے۔ اگر بنگلہ زبان میں اس لفظ کا ترجمہ یہی ہے کہ ہمنے تجھکو چھوڑ دیا۔ اور یہ لفظ اپنی منکوحہ عورت کو کہے تو طلاق رجعی پڑجایگی کیونکہ یہ لفظ جبکہ منکوحہ عورت کے خطاب میں بولا جائے طلاق ہی کیلئے مخصوص اور خطاب منکوحہ لفظ طلاق میں ہی شرط ہے ورنہ ناقہ طالق وغیرہ اطلاق اس لفظ میں بھی عام ہے اور فقہاء کی تصریحات بھی اسپر موجود ہیں کہ عورت کے خطاب میں جو لفظ غیر طلاق کیلئے نہ بولا جائے وہ صریح ہے لہذا یہ الفاظ صریح ہیں فقط بندہ محمد شفیع غفرلہٗ

نابالغ کا خطبہ جمعہ پڑھنا

سوال (۴۰۳) ایک امام مسجد جو کہ بچوں کو تعلیم دیتا ہے جمعہ کا خطبہ نابالغ بچہ سے پڑھوا کر خود نماز پڑھاتا ہے مقتدیوں میں سے اکبر علی نے کہا کہ نابالغ کا خطبہ جائز نہیں آپ دوبارہ خطبہ پڑھیں ورنہ نماز نہ ہوگی۔ امام نے کہا کہ ہم ایسا ہی پڑھاوینگے جائز ہے۔ اسکے بعد بدھو میاں نے کہا ہم نے نابالغ کو پڑھتے بہت جگہ دیکھا ہے۔ چنانچہ ضد اً چار جمعہ تک مختلف نابالغوں سے پڑھوایا جب چاروں طرف سے ناجائز ہونیکا غل مچا تو خود پڑھانے لگے چنانچہ رامپور دہلی وغیرہ سے ناجائز ہونیکا فتویٰ بھی آگیا۔ اب معلوم کرنا یہ ہے کہ چار جمعہ کی نماز نہ ہوئی تو اسکے ذمہ دار امام صاحب تنہا ہوئے یا کہ پشت پناہ مددگار۔ بدھو میاں بھی ہوئے۔ دونوں کو توبہ کرنا ہوگا یا امام صاحب کو چونکہ دہلی اور رامپور کے فتوے کے سننے کے بعد بدھو میاں نے انکار کیا کہ ہم فتویٰ منگائینگے تب مقابلہ کرینگے؟

الجواب۔ درمختار میں ہے لا ینبغی ان یصلی غیر الخطیب لانہما کشئ واحد فان فعل بان خطب صبی باذن السلطان وصلی بالغ جاز ہو المختار اور شامی میں ہے وفی

الظہیریہ لوخطب صبی اختلف المشائخ فیہ والخلاف فی صبی یعقل ھو والاکثر علی الجواز
ان روایات سے معلوم ہوا کہ پہلی نماز بھی صحیح ہوگئی ترجیح اسی کو ہے لیکن آئندہ ایسا نہ کرنا چاہیئے بلکہ جو
شخص نماز پڑھاوے وہی خطبہ پڑھے۔ اگر امام ضداً ایسا کریگا تو وہ اور اسکے معاون دونوں گنہگار
ہونگے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ مسعود احمد عفا عنہ

(نوٹ) پہلے اس مسئلہ کے جواب میں حکم عدم جواز نماز کا لکھا گیا ہے جو کہ بعض مشائخ کا
مذہب ہے لیکن بعد کو اسی قول کو ترجیح معلوم ہوئی۔

نماز جنازہ کے بعد جماعت کے ساتھ میت کیلئے دعا و فاتحہ پڑھنا بدعت ہے

سوال (۴۰۴) ماقولکم ورثۃ الانبیاء فی الدعاء للمیت وقرأۃ الفاتحۃ او بشیئ من القرآن لایصال الثواب الیہ
بعد الفراغ عن الصلوٰۃ علیہ فہل ثیاب المیت ام لا۔ ام بضیع اللہ عمل العاملین افتونا
ولکم الدرجات العلیٰ فی جنات ولا فناء لہا؟

الجواب۔ الدعاء للمیت وقرأۃ الشیئ عن القرآن بعد صلوٰۃ الجنازۃ لایصال الثواب
الی المیت لو ینبغی عمن ھو اشفق علی امتہ والہ واصحابہ من سائر الآباء والامہات ولا عن
احد من خلفائہ الراشدین ومن بعدھم من الصحابۃ والتابعین فلو کان فی ذلک حسنی
لسبقونا الیہا فعرفنا من ھہنا انہا بدعۃ وضلالۃ ولیس بعمل صالح قد قال فیہ تبارک
وتعالیٰ لا یُضِیعُ عَمَلَ العَامِلِین۔ وقد صرح بہ خلاصۃ الفتاوی فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقراء مسلمین کیلئے چندہ کرنیکی ایک خاص صورت اور اسکا ممنوع ہونا

سوال (۴۰۵) ماقولکم عمد الدین فی قوم لماراؤا ان فقراءھم
لا یتزوجون الا بعد مضی حصۃ من اعمارھم بعد البلوغ بل
بعضھم یموتون ولا یتیسر لہم الزواج الی الموت وفیہ ما من المفاسد مالا یخفی وما ذلک
الا لقلۃ ذات ایدیہم فدبر عقلاءھم فی بیۃ عقد النکاح طعاما نذر العقد بیوم
سواء کان فقیرا او غنیا ویدعو اقربائہ لیأکلوا فیعینہ بشیئ من الدراھم علی الاقل
یدفع کل واحد ویبۃ واحدۃ ولا غایۃ للاکثر فیستعین الرجل بہا فی دفع المہر والولیمۃ
واشتراء الثیاب واثاث البیت فیحفظ من الدیون وما فیہا من المفاسد ولا یعطی الفقیر
لا اخذ الدراھم لان الامیر ایضا یأخذ فہل ھذا البدعۃ حسنۃ ام سیئۃ وھل ثیاب المدبر والمتبرع
ام لا وھل یجوز لاحد ان ینکر علی ھذا العمل ام لا۔ افتونا فقہکم اللہ فی الدین؟

الجواب۔ ھذا العمل فی نفسہ اعانۃ للفقراء من المسلمین ولا انشاء الجواز

واستحسانہ الآن فی زماننا ھذا ممنوعۃ امثال ھذہ الاعمال تنتہی الی الابتداع والجبر فی التبرع والعطاء للریاء والسمعۃ الی غیر ذلک من المحرمات الشرعیۃ فان خلا ھذا العمل من امثال ھذہ المعاصی واحتمالہ القوی فلا شبہۃ فی جوازہ واستحسانہ والا فالترک اولی لما عرف من القواعد الفقہیہ ان دفع المضرۃ مقدم من جلب المنفعۃ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سونے چاندی کے کیس کی گھڑیاں اور سونے کے نب کا قلم مروجہ حال استعمال کرنا جائز ہے

سوال (۴۰۶) آجکل ولایتی گھڑیاں سونے اور چاندی کی جو رائج ہیں انکا استعمال شرعاً جائز ہے یا ناجائز۔ اندرونی پرزی تمام لوہے کے ہوتے ہیں اور اوپر کا خول جو ہوتا ہے اسمیں بھی غالب حصہ دوسری دھات کا ہوتا ہے اور کمتر سونے کا۔ نیز یہ بھی مطلع فرمائیں کہ آیا ایسی چیزوں پر زکوٰۃ دینا چاہیئے یا نہیں اور یہ بھی تحریر فرمائیں کہ فاؤنٹین پین (ولایتی قلم) جس میں سونے کا نب ہوتا ہے اسکا استعمال بھی جائز ہے یا نہیں؟ بینوا وتوجروا

الجواب - یہ ولایتی گھڑیاں جنکا کیس سونے چاندی کا کیا جاتا ہے اسمیں چونکہ دوسری دھاتیں غالب اور سونا چاندی مغلوب ہوتا ہے اسلیئے یہ سونے چاندی کے حکم میں نہیں بلکہ عام دھاتوں کیطرح اسباب متاع میں داخل ہیں (صرح بہ الہدایہ وغیرہا) لہٰذا انکا استعمال مردوں کیلیئے جائز ہے اور زکوٰۃ بھی مثل سونے اور چاندی کے انپر نہیں آتی۔ البتہ اگر تجارت کیلیئے گھڑیاں ہوں تو عام تجارتی مال کیطرح انپر بھی زکوٰۃ آئیگی۔ فاؤنٹین پین میں بھی جو نب ہوتا ہے وہ بھی غالباً اصلی سونے کا نہیں ہوتا اسلیئے جائز ہے فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ کتبہ بندہ محمد شفیع عفرلہٗ

ختنہ بعد بلوغ کا حکم

سوال (۴۰۷) اگر کوئی لڑکا سن بلوغ کو پہنچ جائے اور سنت نہ ہوئی ہو تو اسکی سنت کرانا چاہیئے یا نہیں چونکہ پردہ فرض ہے؟

الجواب - اسکی ختنہ کرانی چاہیئے کیونکہ ختنہ شعار اسلام اور خصائص اسلام سے ہے اور [illegible] اور طبیب اور ختنہ کرنیوالے کو بقدر ضرورت نظر کرنا اور دیکھنا جائز ہے۔ درمختار خطر اباحت میں ہے ینظر الطبیب الی موضع مرضہا بقدر الضرورۃ اذ الضرورات تتقدر بقدرھا وکذا نظر قابلۃ وختان الخ

[illegible] **سوال (۴۰۸)** حقہ پینا اور تمباکو پان وغیرہ میں کھانا کیسا ہے؟

الجواب - حقہ وغیرہ پینا مباح ہے۔ شامی میں ہے۔ وللعلامۃ الشیخ علی الاجہوری المالکی رسالۃ فی حل [illegible] ونقل فیہا انہ افتی بحلہ من یعتمد علیہ من ائمۃ المذاھب الاربعۃ و الف فی حلہ ایضا [illegible] النابلسی رسالۃ سماھا الصلح بین الاخوان فی [illegible] واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ۔

صبح و عصر کی نماز کے بعد سجدہ و نوافل جائز ہیں

سوال (۴۰۹) صبح کو اور عصر کے فرضوں کے بعد یعنی قبل نکلنے سورج اور چھپنے سورج کے کسی نماز میں سجدہ کرنا یعنی قضا فرض جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب - عصر کے بعد جب آفتاب میں زردی آجاوے اور طلوع آفتاب کے وقت آفتاب بلند ہونے سے پہلے اور زوال کے وقت مطلقاً نماز پڑھنا اور سجدہ کرنا جائز ہے - ہدایہ میں ہے لا تجوز الصلوٰۃ عند طلوع الشمس ولا عند قیامہا فی الظہیرۃ ولا عند غروبہا لحدیث عقبۃ بن عامر قال ثلاث اوقات نہانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان نصلی وان نقبر فیہا موتانا عند طلوع الشمس حتی ترتفع وعند زوالہا حتی تزول وحین تضیف للغروب حتی تغرب - اور بعد نماز صبح طلوع آفتاب سے پہلے اور بعد عصر غروب سے پہلے نفل پڑھنا مکروہ ہے - مگر قضاء وغیرہ پڑھ سکتے ہیں کذا فی الہدایہ -

مفقود الخبر خاوند کا بیان

سوال (۴۱۰) کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص جسکا نکاح حالت صغر سنی میں اسکی والدہ نے ایک صغر سن بچی سے عرصہ دس گیارہ سال کا ہوا نکاح کر دیا تھا - اب وہ دونوں جوان ہوگئے ہیں مگر لڑکا بیماری پرانی میں چار پانچ برس سے اپنا گھر بار چھوڑ کر نہ معلوم کہاں چلا گیا ہو - بہت تلاش کرنیسے بھی کہیں پتہ نہیں ملا - لڑکی کے باپ کو خطرہ ہے کہ میں اپنی بیماری میں جوان لڑکی کو چھوڑ کر مر نہ جاؤں - اب باپ میں طاقت نہیں ہو کہ اسکی خورد نوش کا خرچ بھی برداشت کر سکے - اب باپ اسکا دوسری جگہ نکاح کر سکتا ہے یا نہیں ؟

الجواب - اگر درحقیقت شوہر لڑکی کا مفقود الخبر اور لاپتہ ہوگیا ہے اور کچھ خبر اسکی موت و حیات کی نہیں ہو تو اسکی زوجہ مسلمان حاکم یا سرپنچ سے نکاح فسخ کرا سکتی ہے - اور اگر شوہر سے وطی یا خلوت صحیحہ نہیں ہوئی تھی تو بعد فسخ ہونے نکاح کے لڑکی کا نکاح فوراً ہو سکتا ہو اور وطی یا خلوۃ ہو چکی صورت میں بعد عدت کے نکاح ثانی کرنا جائز ہوگا - اور عدت طلاق تین حیض ہیں اور یہ مذہب امام رحمۃ اللہ علیہ کا ہے حنفیہ نے بضرورت اسپر فتوی دیا ہے[1] - فقط واللہ تعالیٰ اعلم - کتبہ محمد شفیع غفرلہ

بعد عصر قضا نماز جائز ہے

سوال (۴۱۱) نماز عصر کے بعد قضائے عمری یا قضاء روزمرہ کی پڑھ سکتے ہیں یا نہیں - اور اسی طرح صبح کی نماز کے بعد ؟

الجواب - بعد عصر کے قضاء نماز جو کسی کے ذمہ واجب الاداء ہو پڑھنا جائز ہے - در مختار میں ہے لا یکرہ قضاء فائتۃ الخ اور یہی حکم قضاء عمری کا بھی ہے بشرطیکہ اسکا قضاء ہونا معلوم ہو - اور جو محض وہم یا احتیاط کی وجہ سے قضا کی جاوے وہ اس وقت میں نہ پڑھنی چاہیے فقط واللہ تعالیٰ اعلم

جمعہ کی نماز کے بعد ظہر کا التزام اور اسکا حکم

سوال (۴۱۲) ہمارے یہاں زمانہ سابق سے جمعہ کی

[1] اور تفصیل اس مسئلہ کی حیلہ ناجزہ میں مذکور ہے وہاں دیکھکر عمل کیا جاوے ۱۲

نماز کے بعد اذان عصر تک وعظ کہنا امام جامع مسجد کے ذمہ لازم کردیا گیا ہے۔ یہ طریقہ مستحسن ہے یا نہیں درصورت استحسان اسکو لازم قرار دینے کا کیا حکم ہے؟ (۲) اگر امام مسجد اسکو التزام مالایلزم سمجھتے ہوئے کبھی کبھی ترک کردے یا نماز اول وقت ہونیکی صورت میں بوجہ درازی وقت عصر تک کی پابندی نہ کرے تو اس صورت میں متولی وقف کو اسکی تنخواہ اور وظیفہ کو بند کرنیکا حق حاصل ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا؟

الجواب جس چیز کے التزام سے یہ محتمل ہو کہ لوگ اسی تعین کے ساتھ سنت یا واجب سمجھنے لگینگے اُسکا ترک کیا جانا مناسب ہے لیکن وعظ بعد الجمعہ کے التزام سے اسکا احتمال نہیں کیونکہ یہ احتمال اسوقت ہے کہ جب تمام یا اکثر مساجد اور اکثر بلاد میں اسکا التزام کیا جاوے جو صورت مذکورہ میں مفقود ہے اور یہ ایسا ہی ہے جیسے کسی مدرس کے ذمہ کسی کتاب کا روزانہ پڑھانا شرط کیا جاتا ہے۔ اور یہ شرط باتفاق جائز اور واجب العمل ہے۔ التزام مالایلزم جو کہ بدعت ہے اسمیں داخل نہیں اسلئے اگر جمعہ کو وعظ کہنے کی شرط منتظمین مسجد امام مسجد کے ذمہ لگائیں تو مضائقہ نہیں۔ اور امام کو اس شرط کا پورا کرنا اگر بلا تنخواہ ہے تو بطور ایفاء وعدہ اور تنخواہ دار ہے تو بطور اجارہ ضروری ہوگا اعذار مستثنیٰ ہیں۔ البتہ یہ قید کہ عصر تک وعظ ہو نہ منتظمین کیلئے لگانا مناسب ہے، اور نہ امام کیلئے قبول کرنا بلکہ اوقات و حالات کے تابع رکھا جائے اور ضرورت کے موافق جسقدر ہوسکے کیا جائے تاکہ لوگوں پر شاق نہ ہو۔ تمام روایات حدیث دربارہ خطبہ و مواعظ اسی کی موید ہیں کہ لوگوں کی دل تنگی سے بچنا چاہیئے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے احادیث صحیحہ میں ثابت ہے کہ نماز میں اگر بچہ کے رونے کی آواز سن لیتے تھے تو نماز مختصر فرما دیتے تھے تاکہ اسکی ماں اگر شریک نماز ہو تو تشویش میں نہ پڑ جائے۔ ظاہر ہے کہ وعظ میں بہ نسبت نماز کے اسکی زیادہ ضرورت ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ۔

خلع کی بعض صورتوں کا بیان | **سوال (۱۳۲۳)** کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید جو ہندہ کا شوہر ہے اس نے ایک سال سے نامذ ایک رنڈی سے نکاح کرلیا ہے۔ اور پہلی زوجہ ہندہ کو چھوڑ رکھا ہے۔ سال دو سال کے بعد ہندہ کے پاس آجاتا ہے اور ہندہ کا لڑکا خالد جو کہ ۳ ½ سال کا ہے زید کا ہی، نہ اسکی خبر لیتا ہے اور نہ ہندہ کو نان نفقہ دیتا ہے۔ زن و شوہر کے تعلقات بھی ابتک ہیں بوجہ مفارقت نہیں آئے۔ ہندہ اپنے والدین کے یہاں جو کہ غریب ہے بڑی مصیبت سے گذارا کر رہی ہے۔ زندگی کا کوئی دوسرا سہارا نہیں۔ ہندہ کا باپ بڈھا آدمی ہے اندیشہ ہے کہ خدانخواستہ اُسکی آنکھ بند ہونے پر کوئی تازی مصیبت پیش آئے۔ ارتداد کا بھی خطرہ ہے مخالفین ہر طرح فریب دیا کرتے ہیں۔ اس صورت میں خلع کا کیا حکم ہے۔ زید ہندہ کو طلاق دینے سے گریزاں رہتا ہے۔ کیا ہندہ بطور خود یا بلا طلاق ہوئے

سے عقد کر سکتی ہے۔ اگر کر سکتی ہے تو کس طور پر خلع کی نالش عدالت قانونی میں دائر کرنا ہوگی یا امیر شریعت یا کسی عالم دینی کے یہاں کیونکہ نالش کرنے کو روپیہ نہیں ہے؟

الجواب ۔ صورت خلع کی یہ ہے کہ عورت مہر معاف کردے اور شوہر طلاق دیدے اور اگر شوہر نہ مانے تو عورت مسلمان حاکم یا مسلمانوں کی پنچائت سے اپنا نکاح فسخ کرا سکتی ہے اور بعد فسخ نکاح عدت طلاق گذار کر نکاح ثانی کر سکتی ہے اور عدت طلاق اُس عورت کیلئے جسکو حیض آتا ہو تین حیض ہیں اور صغیرہ اور آئسہ کیلئے تین ماہ اور حاملہ کیلئے وضع حمل عدت ہے۔ کذا فی کتب الفقہ اور یہ مذہب امام شافعی اور امام مالک رحمہا اللہ تعالیٰ کا ہے حنفیہ نے بھی بضرورت اسپر فتویٰ دیا ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم ۔ مسعود احمد عفا اللہ عنہ

اگر خلع کی صورت نہ ہو سکے تو کسی مسلمان حاکم کی عدالت میں یا پنچائت میں اپنا معاملہ پیش کرنے پر حاکم اور سرپنچ کو چاہیئے کہ پہلے خاوند کو اسپر مجبور کریں کہ حقوق زوجہ ادا کرے اگر وہ نہ مانے تو پھر حاکم اور سرپنچ طلاق کا حکم دے سکتے ہیں اور یہی طلاق ہو جائیگی فقط واللہ تعالیٰ اعلم ۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ۔

سوتیلا باپ لڑکی کا ولی نہیں ہے

سوال (۲۱۳۱) کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک مرد نے اپنی زوجہ کو طلاق دی اور اُس عورت سے ایک لڑکی بھی تھی۔ اُسنے اپنی لڑکی کو عورت سے نہیں لی۔ پھر عورت نے کسی دوسرے شخص سے نکاح کر لیا۔ اور وہ لڑکی اسکے پاس رہی یعنی ماں کے پاس۔ اور لڑکی کے باپ نے اپنی لڑکی سے کچھ تعرض نہ کیا اور نہ کچھ خورد و نوش کا کفیل ہوا۔ لڑکی اپنے سوتیلے باپ کے یہاں رہتی تھی جب لڑکی کی عمر آٹھ یا سات برس کی ہوئی۔ اُسکی شادی کی سوتیلے باپ نے کہ جس نے پرورش کیا تھا اب سوال یہ ہے کہ آیا وہ سوتیلا باپ اسکے نکاح کا ولی ہو کر اجازت نکاح دے سکتا ہے یا نہیں (۲) سوتیلے باپ نے جس لڑکے کی ساتھ اسکی شادی کی تھی وہ لڑکا چند روز کے بعد مفرور ہو گیا۔ اس دوران میں اسنے دو خط اپنی خیریت کے بھیجے مگر اپنا پورا پتہ نہیں لکھا جب لڑکی جوان ہوگئی لڑکی کے باپ نے لڑکے والوں سے کہا کہ تم اپنے لڑکے کو بلا دو۔ ہماری لڑکی بالغ اور جوان ہو گئی ہے تو لڑکے کے باپ نے کہا کچھ روز اور انتظار کرو شاید وہ اب آجائے۔ لڑکی والوں نے انکے کہنے سے اور انتظار کیا۔ پھر دوبارہ لڑکی والوں نے لڑکے والوں سے کہا کہ ہماری لڑکی جوان ہے ہم اسکو کیا کریں۔ لڑکے والے نے کچھ جواب دیا۔ پھر لڑکی والے نے پنچائت کی۔ پنچائت والوں نے لڑکے کے باپ سے کہا کہ لڑکی جوان ہو گئی ہے کیا ہوگا۔ لڑکے کے باپ نے لڑکے کے دو خط دکھائے جسمیں اسنے محض اپنی خیریت ہی لکھی تھی اور پورا پتہ نہیں تو پنچ لوگ نے لڑکے کے والد سے کہا کہ تم دو خط دکھاتے ہو اور پتہ کسی خط میں

نہیں اور چھ برس کا زمانہ ہوگیا ہے۔ لڑکی بالغ ہے تم خط کی مہر سے اُس جگہ جاؤ اور پتہ لگاکر لاؤ ۔ اسپر لڑکی کے والد نے کہا کہ اگر چار یا پانچ مہینہ کے بعد لڑکا آگیا تو بہتر ہے ورنہ ہم اپنی لڑکی کا نکاح عالم سے دریافت کر کے دوسری جگہ کردینگے جب لڑکا نہ آیا۔ لڑکی والے نے ایک عالم غازی پور کے رہنے والے سے مسئلہ دریافت کر کے کہ ایک لڑکا چھ سال سے غائب ہے اور لڑکی بالغ ہے تو آیا اسکا نکاح ثانی کرنا جائز ہوگا یا نہ۔ عالم صاحب نے فتوی جائز کا دیا ہے۔ لڑکی کا نکاح ثانی ہوگیا۔ اُس لڑکی کے تین لڑکے بھی ہوچکے اب اسکا پہلا شوہر آیا ہے جس سے حالت نابالغی میں نکاح ہوا تھا اپنی عورت تلاش کرتا ہے ایسی کیا کرنا چاہیئے۔ وہ اب کس کی عورت ہوگی ؟

الجواب۔ اس صورت میں ولایت نکاح نابالغہ کی اُسکے حقیقی باپ کو تھی سوتیلا باپ ولی نکاح کا شرعاً نہیں تھا پس جو نکاح نابالغہ کا اُسکے سوتیلے باپ نے کیا تھا۔ اگر حقیقی باپ نے اُسکو رد کردیا تھا اور اس نکاح سے انکار کردیا تھا تو وہ نکاح باطل ہوگیا تھا۔ لہذا دوسرا نکاح لڑکی کا شرعاً صحیح ہوگیا اسکے بعد جو پہلا لڑکا آیا اُسکا کچھ حق شرعاً نہیں ہے کیونکہ اُسکی ساتھ نکاح صحیح نہیں ہوا فقط کتبہ مسعود احمد

جواب صحیح ہے۔ اور سوتیلے باپ نے جو نکاح اوّل نابالغہ ہونیکی حالت میں کیا تھا وہ کسی حال صحیح نہیں اگرچہ حقیقی باپ نے بھی اُسکی اجازت بھی دیدی ہو۔ کیونکہ نابالغہ کا نکاح اگر فضولی کردے تو وہ منعقد ہی نہیں ہوتا۔ بہرحال نکاح اول صحیح نہیں ہوا اسلئے پہلے شوہر کو کوئی حق نہیں فقط واللہ اعلم کتبہ محمد شفیع غفرلہ

سوال (۱۵۸) | وصیت کے متعلق ایک فتوی | زید نے اپنی زوجہ ہندہ کے انتقال کے بعد دوسری عورت مسمٰی طاہرہ سے نکاح کیا چونکہ ہندہ کے نام پر کچھ جائداد تھی۔ ہندہ نے اپنے انتقال سے پہلے ایک وصیت لکھ چھوڑی تھی جسمیں اپنی املاک کی وارث اپنی اولاد کو بتایا ہے۔ اور وہ وصیت شرطیہ ہے کہ اگر اولاد زندہ نہ ہو تو کل املاک مسجد کو وقف کیا جائے۔ اب زید اور ہندہ کے بطن سے پیدا ہوا ایک لڑکا زندہ ہے۔ املاک مذکورہ شرع شریف کے موافق کس طرح تقسیم ہوگی ؟ (۲) ہندہ مذکور کے مہر کا کون حقدار ہے ؟

(۳) زید مذکور نے ہندہ کے انتقال کے بعد چند دوسری ملک خریدی اور اپنی دوسری زوجہ طاہرہ کے نام سے خریدی۔ اب طاہرہ کا ایک لڑکا ایک لڑکی اور زید تینوں زندہ ہیں اس ملک میں صرف طاہرہ کے بچوں ہی کا حق ہے یا کہ ہندہ کے لڑکے کا بھی۔ دونوں حالتوں میں شرع شریف کس طرح ترکہ تقسیم کریگا۔

الجواب۔ اس صورت میں ترکہ مملوکہ ہندہ متوفیہ کا جسمیں اسکا مہر بھی ہے شرعاً بعد ادائے حقوق مقدمہ علی المیراث چار سہام ہوکر ایک حصہ اُسکے شوہر زید کو اور تین سہام اُسکے پسر کو ملیں گے اور اگر فی الواقع زید نے کسی مصلحت اور مجبوری کی وجہ سے ہندہ کا نام فرضی درج کرادیا تھا تو ملک

الفاظ دو یا تین مرتبہ کہدیئے کہ اگر میں تجھ سے کلام کروں تو اپنی ماں بہن سے کروں یہ الفاظ اس شخص نے نکالے۔ اب یہ بہت شرمندہ اور پریشان ہے کہ افسوس ایسے لفظ میری زبان سے نکل گئے ازروئے شرع شریف اس کی بیوی پر ایسی حالت میں طلاق یا ظہار ہے یا نہ ؟

الجواب - اس صورت میں نہ طلاق واقع ہوئی نہ ظہار ہوا۔ اسلئے کفارہ واجب نہیں۔ فتاوی عالمگیری میں ہے۔ لو قال ان وطئتك وطئت امی فلا شئی علیه۔ پس زوجہ اُس شخص کی بدستور اُس کے نکاح میں ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ

تصاویر کے متعلق ایک فتوی

سوال (۱۸۰۴ھ) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ دیکھتے ہوئے موجودہ زمانہ میں مختلف نوع اقسام کے نقشہ جات موجود ہیں پھر بھی طلبہ کو علم جغرافیہ یاد کرنے میں دقتیں واقع ہوتی ہیں حالانکہ اسکی ضرورت ہر فرد بشر کو ہے اور جب سے بچہ پیدا ہوتا ہے اس علم کو حاصل کرنے لگتا ہے لہذا بغرض حصول استفادہ برائے معلومات علم جغرافیہ طلبہ اردو انگریزی مدارس ایک نقشہ ہند تیار کیا ہے اسکی تیاری میں اس امر کا خاص خیال و کوشش کیگئی کہ تمام ضروری اقسام جو ملک ہندوستان کے جغرافیہ کے متعلق ہیں نہایت آسانی سے معلوم ہو جاویں اور جو وقت طلبہ کا کتب جغرافیہ کے رٹنے میں ضائع ہوتا ہے نہ ہو۔ اس جغرافیہ میں مثلاً مختلف حیوانات جمادات نباتات تمام ہر قسم کے دار العلوم کے قلعہ جات کنٹونمنٹ تواریخی معلومات تمام لڑائیاں و صلحنامہ مع تواریخ گورنمنٹ برطانیہ کا موجودہ نظام حکومت سابقہ مقبوضہ جات کس گورنر جنرل کے زمانہ میں کونسا مقام فتح کیا اضلاع ہر صوبہ کے مختلف اوقات ہر مقام کے مشہور مواقع مع فاصلہ مختلف بانیں مختلف جگہوں کی آبادی ہر شہر و قصبہ نیز نشانات مذاہب مع تعداد مطابق مردم شماری ۱۹۳۱ء وغیرہ وغیرہ اب سوال یہ ہے کہ اگر انکی ساتھ ساتھ تصاویر بنادی جائیں جس سے سمجھنے میں دشواری نہ ہو۔ تصاویر بنانا جائز ہے یا نہیں۔ اور بغیر تصویر کے مطلب سمجھنا بالکل بیکار رہتا ہے ؟ طبی حکما یا بوقت پاسپورٹ تصاویر لی جاتی ہیں یہ سنا ہو کہ جائز ہے امید ہے کہ جواب سے مطلع کیا جائے ؟

الجواب - تصویر کشی مطلقاً ممنوع و حرام ہے اس بارہ میں کسی قسم کا استثناء منقول نہیں بشرطیکہ جاندار کی تصویر ہو۔ حدیث شریف میں ہے اشد الناس عذابا یوم القیامة الذین یضاهون بخلق الله رواہ البخاری و مسلم عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا مرفوعاً (مشکوٰۃ) و عن عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اشد الناس عذابا عند الله المصورون متفق علیه (مشکوٰۃ باب التصاویر) اور جو ضرورتیں سوال

میں لکھی ہے وہ اس طریق سے پوری ہو سکتی ہے کہ حیوانات جاندار کی تصویر بغیر سر کے یا ہر عضو کی تصویر (بجز سر کے) علیحدہ علیحدہ درج کردی جائے تو جائز ہے اور علاوہ جاندار کے دوسری اشیاء کی تصاویر کھینچنا بلا تأمل جائز ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ مسعود احمد عفا اللہ عنہ

جواب صحیح ہے۔ اس غرض کیلئے جاندار کی تصویر بنانا تو جائز نہیں مگر کوئی اصطلاح خاص جاندار کی جگہ مقرر کرکے یا صورت مذکورہ سے یہ ضرورت پوری کیجا سکتی ہے۔ اسی طرح پاسپورٹ کیلئے بھی تصویر کھچوانا جائز نہیں اگر کسی ضرورت سے مبتلا ہو جائے تو استغفار کرے اور اپنے کو گنہگار سمجھے اُسکے حلال کرنیکی فکر میں نہ پڑے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ۔

چار عورتوں میں سے ایک عورت کو طلاق دی تو اس کی عدت پوری ہونے تک پانچویں عورت سے نکاح درست نہیں۔

سوال (۴۱۹) کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کے نکاح میں چار عورتیں ہیں۔ ان چار میں سے ایک کو طلاق دیا۔ اب اس مطلقہ کی عدت تین حیض پورے نہیں ہوئے۔ اب وہ شخص پانچویں عورت سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟ اب اختلاف ہے ایک مولوی صاحب تو کہتے ہیں کہ پانچویں عورت سے عدت پوری ہونیکے بعد نکاح کر سکتا ہے اور ایک صاحب کہتے ہیں کہ عدت پوری ہونے سے پیشتر بھی کر سکتا ہے۔ جواب باصواب سے مطلع فرما کر ممنون فرمائیں؟

الجواب۔ اس صورت میں جبتک مطلقہ کی عدت ختم نہ ہو جائے اُسوقت تک وہ شخص پانچویں عورت سے نکاح نہیں کر سکتا۔ شامی میں تحت قول درمختار (وحرم الجمع بین المحارم نکاحاً) ای عقداً صحیحاً وعدۃ الخ لکھتے ہیں وفیہ اشارۃ الی ان من طلق الاربع لایجوز لہ ان یتزوج امرأۃ قبل انقضاء عدتہن فان انقضت عدۃ الکل معاً جاز لہ تزوج اربع وان واحدۃ فواحدۃ بحر فقط واللہ اعلم

غیر مقلدین کے عقائد کے متعلق ایک مفصل فتوےٰ

سوال (۴۲۰) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ غیر مقلدین کے عقائد عملیات یہ ہیں کہ تقلید کو شرک بتاتے ہیں اور حنفیہ مذہب والے کو کافر و مشرک اور بدعتی کہتے ہیں اور اپنے مذہب میں داخل کرنیکے لئے کہتے ہیں تو یہ الفاظ کہ مسلمان ہو جاؤ اگر کوئی حنفیہ مذہب کا ان پڑھ اس مذہب میں ہو بھی جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ ہمنے فلاں شخص کو مسلمان کیا ہے چنانچہ یہاں پر کئی موقع گذر چکے ہیں ہم حلفیہ تحریر کرتے ہیں اسمیں بالکل جھوٹ نہیں ہے۔ غیر مقلدین جو نماز پڑھتے ہیں وہ اس طریقہ سے ہاتھ سینہ پر باندھتے ہیں اور رفع یدین کرتے ہیں۔ پیروں کے اندر کا فاصلہ بہت ہوتا ہے۔ اور امام جب قرأت شروع کرتا ہے تو سورہ فاتحہ سے پیشتر بسم اللہ قرأت سے پڑھتا ہے اور سورہ فاتحہ کے بعد جو سورت پڑھتا ہے تو اسکے شروع میں بسم اللہ قرأت سے پڑھتا ہے

اور پھر سورۃ ختم کرنیکے بعد بسم اللہ قرأت سے پڑھتا ہے سورۃ اخلاص شروع کرتا ہے وہ سورۃ اخلاص کو دعا مانتے ہیں، بعض موقع ایسا ہوتا ہے کہ قرأت میں الٹی ترتیب سے سورۃ پڑھتے ہیں جیسے پہلی رکعت میں سورۃ فلق اور سورۃ اخلاص پڑھا اور دوسری میں سورۃ ناس پڑھا۔ اور پھر سورۃ اخلاص پڑھا اور آمین بہت زور سے پڑھتے ہیں۔ یہاں تک کہ آواز مسجد سے دو چار قدم باہر پہنچی ہے اُنسے اسکے متعلق دریافت کیا گیا کہ تم اس طرح قرأت کیوں پڑھتے ہو۔ اور آمین زور سے کیوں پڑھتے ہو تو انہوں نے جواب دیا کہ حدیث میں اسی طرح آیا ہے۔ انکے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں اور رفع یدین کو کہتے ہیں کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے آخر عمر تک کیا ہے اور یہ کہتے ہیں جو شخص امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ نہیں پڑھتا اس کی نماز نہیں ہوتی؟

الجواب۔ ایسے غیر مقلدوں کے پیچھے نماز حنفیوں کی مکروہ تحریمی ہے بشرطیکہ امام سے کوئی فعل ایسا سرزد نہ ہو جس سے حنفیوں کی نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ مثلاً خون زخم کے سر سے بہ کر نکل گیا اور اُس نے وضو دوبارہ نہ کیا اور رعایت مواضع خلاف کی نہ کرے۔ اگر امام رعایت مواضع خلاف کی کرتا ہے تو پھر اسکے پیچھے نماز حنفیوں کی جائز اور صحیح نہیں ہے۔ بہر حال آجکل کے غیر مقلدوں کو امام حنفیہ کا ہرگز نہ بنانا چاہیئے۔ کذا فی الشامی باب الامامۃ مطلب فی اقتداء الشافعی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ بندہ محمد شفیع غفرلہٗ

طلاق بایک مدت گذر جانے کے بعد طلاق کا اقرار کیا تو کس وقت سے عدت شمار ہوگی

سوال (۲۱۴) زید کہتا ہے کہ میرے اور زوجہ کے درمیان میں کچھ تنازع ہو گیا جسپر زوجہ ناراض ہو کر بغیر میری اجازت اپنے والدین کے مکان چلی گئی اور وہیں رہنے لگی اور اس جدائی کا عرصہ تقریباً چار سال ہوئے اس مدت میں کئی مرتبہ زوجہ کو بلا کر بھیجا جسکا جواب انکار تھا اور میں بھی گیا مگر عورت میرے یہاں آنے پر راضی نہیں ہوئی۔ تو اسپر میں ناامید ہو کر زوجہ کے روبرو طلاق ثلاثہ زبان سے کہدیا۔ اس وقت زوجہ کی والدہ اور اسکی حقیقی بہن کے سوا کوئی موجود نہیں تھا۔ اور طلاق کو چھ مہینے گذر گئے تو میں نے قاضی صاحب کے یہاں زوجہ مذکورہ کی اپنی بہن سے شادی کرنیکی درخواست کی قاضی صاحب نے طلاق کے ثبوت کیلئے گواہ طلب کیا جسکے جواب میں میں نے قاضی صاحب کے روبرو مذکورہ بالا واقعات قسمیہ بیان کئے جسپر قاضی صاحب نے حسب بیان مدعی کو پیش نظر رکھکر ماہ اپریل کے واقعہ طلاق کو جسکو چھ ماہ ہوئے ہیں تصدیق کرتے ہوئے عقد نکاح کا حکم صادر فرمایا۔ اب سوال یہ ہے کہ آیا یہ نکاح درست ہے یا نہیں

الجواب۔ قال فی الدر المختار لو اقر بطلاقہا منذ زمان ماض فان الفتوی انہا من وقت

الاقرار مطلقاً نفیاً لتہمۃ المواضعۃ انتہی۔ قال الشامی ای سواء صدقتہ ام کذبتہ ام قالت لا ادری کما یدل علیہ السیاق۔ قال فی البحر وظاہر کلام محمدؒ فی المبسوط وعبارۃ الکنز اعتبار من وقت الطلاق۔ الا ان المتاخرین اختاروا وجوبہا من وقت الاقرار حتی لا یحل لہ التزوج باختہا واربع سواہا زجراً لہ حیث کتم طلاقہا انتہی (قلت ورد العلامہ ابن الہمام فی الفتح بان قول المتاخرین مخالف للائمۃ الاربعۃ) ثم قال الشامی ووفق السغدی کلام محمدؒ علی ما اذا کانا متفرقین من الوقت الذی اسند الطلاق الیہ واما اذا کانا مجتمعین فالکذب فی کلامہما ظاہر فلا یفید انتہی (شامی باب العدۃ ص۶۲۶ ج۲)۔

عبارات مذکورہ سے ثابت ہوا کہ زید نے جو قاضی کے سامنے اقرار طلاق کیا تو یہ اقرار اسی وقت سے نافذ سمجھا جائیگا جس وقت طلاق دینے کو زید نے کہا ہے یعنی ماہ اپریل سے (کیونکہ ماہ اپریل سے شوہر اور بیوی ہندہ علیحدہ علیحدہ ہیں)۔ اب اپریل سے ستمبر تک چھ مہینے ہوئے۔ اس مدت میں یہ تحقیق کیجائے کہ زید کی سابق بیوی ہندہ کو تین حیض آچکے ہیں یا نہیں۔ اگر آچکے ہیں تو عدت ختم ہوگئی۔ اب اسکی بہن سے نکاح جائز و صحیح ہوا۔ ورنہ صحیح نہیں ہوا۔ اور اگر ہندہ حاملہ ہے تو عدت وضع حمل ہے۔ وضع حمل سے پہلے عدت ختم نہ ہوگی۔ اور اگر کسی وجہ سے اسکو حیض بالکل آتا ہی نہیں تو تین ماہ اسکی عدت قرار دی جائیگی جو کہ صورت مذکورہ میں گذر چکی ہے الغرض اس نکاح کی صحت و عدم صحت اس بات پر موقوف ہے کہ ہندہ کی عدت چھ ماہ میں بذریعہ حیض یا وضع حمل گذر گئی یا نہیں۔ گذر گئی ہے تو نکاح صحیح ورنہ باطل ہے۔ قاضی صاحب نے جو گواہ طلب کئے اسکی حاجت ہی نہ تھی۔ بلکہ خود زید کا اقرار اس معاملہ میں کافی تھا تحقیق طلب صرف وہی امر ہے جو ذکر کیا گیا کہ تین حیض اس مدت میں آچکے یا نہیں فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ

کافر کی مخالف اسلام تقریر کی تعریف و ثنا کرنے کا حکم

سوال (۲۲۴) زید ایک جلسہ کا صدر قرار پایا۔ اس میں ہندو مسلمان کے درمیان مناظرہ ہونا طے پایا۔ دس دس منٹ وقت دینے کا قرار کیا پہلے مولوی صاحب نے دس منٹ تقریر کی اسکے بعد مہاشے جی نے اپنی تقریر شروع کی اور اسلام پر اعتراضات شروع کئے۔ قرآن پاک کو بھی اعتراضات سے نہ چھوڑا۔ زید نے بجائے دس منٹ کے انکو پچیس منٹ وقت دیا جب مولوی صاحب نے فرمایا کہ صدر صاحب نے مہاشہ جی کو زیادہ وقت دیا تو صدر صاحب نے فرمایا کہ مہاشہ جی کی تقریر ایسی دلچسپ تھی کہ میں اسمیں محو ہو گیا اور اس لئے مجھکو وقت کا خیال نہ رہا۔ ایسے شخص کیلئے شرع شریف کیا حکم رکھتی ہے زید اسلامی حکم سے کیا حکم رکھتا ہے۔

زید کو تجدید اسلام کرنا چاہیئے۔ زید نے اسلام کی توہین کی یا نہیں۔ زید نے کفر کی تعریف کی یا نہیں زید مسلمانوں کا نمائندہ ہو سکتا ہے یا نہیں ؟

الجواب۔ زید نے اگر فی الواقع ایسا کیا ہے تو وہ سخت گناہگار اور فاسق ہے بلکہ اندیشۂ کفر ہے مگر بایں ہمہ اُس کو کافر کہنا صحیح نہیں۔ احتیاطاً تجدید اسلام کرے تو بہتر ہے۔ توہین کی لیکن تاویل کی گنجائش کیساتھ اسکے کفر کا فتویٰ نہ دینگے۔ تعریف کی گر بطرز مذکور۔ ایسا شخص مسلمانوں کا نمائندہ ہرگز نہیں ہو سکتا مسلمانوں کا نمائندہ وہ ہو سکتا ہے جو صالح و دیندار ہو فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ

یمین طلاق کی ایک خاص صورت | **سوال (۴۲۳)** خالد اور زینب حالت طفولیت میں یکجا کھیلا کرتے تھے اتفاق سے ان دونوں میں لڑائی ہو گئی۔ اور زینب رونے لگی۔ زینب کی خالہ بمعہ خالد کی والدہ اور ایک اجنبی عورت کیساتھ پاس بیٹھی ہوئی تھی۔ بولی کہ خالد زینب سے تم ابھی لڑتے ہو تو کل جب زینب تمہاری بیوی بنیگی تب بھی اسے ایسا ہی ستاؤ گے۔ خالد بولا کہ اگر یہ میری عورت ہوئی تو میں حرامی ہوں کہ اگر اسکو پاس میں جا کر نہ بیچ دوں، اب یہ دونوں بالغ ہیں اور آپس میں نکاح کرنا چاہتے ہیں کیا اب انکا نکاح جائز ہے یا نہیں، اگر جائز ہے تو پھر زینب مطلقہ ہوتی ہے یا نہیں اگر مطلقہ ہوتی ہے تو کیا بائنہ یا رجعی یا مغلظہ اگر بائنہ تو پھر نکاح ثانی ثالث سے مغلظہ ہو جائیگی یا کہ نہیں مہر کا کیا فیصلہ ہوگا۔ بینوا توجروا بالدلیل ؟

الجواب۔ ایام طفولیت و عدم بلوغ کے کسی کلام کا شرعاً کچھ اعتبار نہیں اور اس کلام سے تو بالغ ہونے پر بھی طلاق وغیرہ نہیں پڑتی۔ لہٰذا بیفکر ہو کر دونوں نکاح کر سکتے ہیں اور کسی قسم کی طلاق وغیرہ نہیں

تقویۃ الایمان کے متعلق سوال و جواب | **سوال (۴۲۴)** حضرت مولانا اسمٰعیل شہیدؒ کی تصنیف تقویۃ الایمان کے متعلق کیا رائے ہے۔ اور جو لوگ کفر کا فتویٰ دیتے ہیں وہ کس بنا پر عام طور پر اس کتاب کے متعلق جو اختلافات پیدا ہو چکے ہیں اسکی کیا وجہ ہے۔ مہربانی فرما کر اس کتاب کے متعلق حق اور ناحق کا قطعی فیصلہ اور علماء دیوبند کی آراء سے مطلع کریں چند سال ہوئے بدعتیوں نے صوبہ مدراس کے اسلامی فضاء کو مکدر بنا رکھا ہے اور قصبات و دیہات میں بھی عام طور پر ایسے زہریلے اثرات پھیل گئے ہیں اور یہاں اکثر جاہل طبقہ رہتا ہے اسلئے ضرورت محسوس ہوئی کہ علماء دیوبند سے بھی اسکے متعلق فتویٰ طلب کیا جائے تاکہ اطمینان خاطر ہو جائے ؟

الجواب۔ تقویۃ الایمان درحقیقت تقویۃ الایمان ہی ہے جن لوگوں کے قلوب میں امراض ہیں وہ اس نسخۂ تقویت سے بجائے قوت کے امراض پیدا کر لیتے ہیں اور صاحب تقویۃ پر کفر کے فتوے لگاتے ہیں۔ تقویۃ الایمان میں کوئی مضمون ایسا نہیں جو حدود شرعیہ سے متجاوز ہو بلکہ وہ خالص

ردِ بدعات اور رسوم شرکیہ کیلئے نسخۂ شفاء و قوتِ ایمان ہے، مسلمانوں کو حرزِ جان بنانا چاہیئے۔ مبتدعین جن عبارتوں پر اعتراض کرتے ہیں محض کم فہمی اور بغض و عناد کا نتیجہ ہے۔ ورنہ اہلِ فہم ذرا سے غور کے ساتھ بشرطِ انصاف حقیقت پر مطلع ہو سکتے ہیں اُن عبارتوں کی توضیح اور اصلی مطلب واضح کرنے کیلئے حضرت مولانا مرتضیٰ حسن صاحب مدظلہم ناظم تبلیغ دار العلوم نے دو رسالے مستقل لکھے ہیں۔ ایک السحاب المدرار دوسرا تزکیۃ الخواطر انکو ملاحظہ فرمائیے واضح ہو جائیگا۔ یہ حضرات فرشتہ صفت عین اقتدار نبوی پر قائم ہیں انکی کسی عبارت سے ادنیٰ سی گستاخی و بے ادبی مترشح نہیں ہو سکتی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

جس جگہ ان مبتدعین نے فتنہ برپا کیا ہے وہاں رسائل مذکورہ اور دوسرے رسائل مثل توضیح المراد، الشہاب الثاقب، الختم علی لسان الخصم، اسکات المعتدی، المہند وغیرہ رسائل کی اشاعت کرنے کی کوشش فرمائیں۔ ان رسائل کے دیکھنے کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ کسی کو دم مارنے کی مجال نہ رہیگی فقط واللہ اعلم

عرس مشائخ کا حکم

سوال (۴۲۵) مشائخین کرام کا سالانہ عرس ہوا کرتا ہے اسمیں اکثر لوگ مزاروں پر سجدہ وغیرہ کرتے ہیں۔ اگر منع کیا جاوے تو وہ یہ کہتے ہیں کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کیوں کیا گیا۔ اور جو سجدہ غیر اللہ کیلئے عبادت کی غرض سے کیا جائے وہ حرام ہے۔ اور ہم جو سجدہ کرتے ہیں تعظیم کی غرض سے کرتے ہیں اور وہاں پر اکثر چراغیں اگربتیاں وغیرہ جلائی جاتی ہیں۔ ایا یہ جائز ہے یا نہیں اور وہاں سماع بھی ہوتا ہے اُسکا سننا جائز ہے یا نہیں۔ اور وہاں پر کھانا وغیرہ کھلایا جاتا ہے اُسکا کھانا درست ہے یا نہیں؟

الجواب عرس مشائخ یعنی سال بھر میں روز وفات کو متعین کرکے لوگوں کا وہاں اجتماع اور اس اجتماع کا اتنا اہتمام کہ فرائض و واجبات کی طرح ہو جائے۔ اگر دوسرے منکرات و معاصی سے خالی بھی ہو تب بھی بدعت و گمراہی ہے۔ قرون مشہود لہا بالخیر میں اسکی ایک ادنیٰ نظیر بھی موجود نہیں اگر کوئی ثواب کا کام ہوتا تو ضرور تھا کہ سب سے زیادہ صحابہ کرام اسمیں حصہ لیتے اور پھر سب سے زیادہ اہتمام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عرس کا ہوتا۔ اور پھر اُسکے بعد اُن ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کے اعراس جنمیں سے بہت سے حضرات کے مزارات یقینی طور پر معلوم بھی ہیں اور صحابہ کو بھی معلوم تھے لیکن کہیں اس نو ایجاد شریعت کا نام و نشان زمانۂ سلف میں نہیں سُنا جاتا۔ اسلئے خود حضرات مشائخ صوفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے اسکو ناجائز اور بدعت قرار دیکر منع فرمایا ہے حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہم اللہ تعالیٰ جو حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کے شاگرد اور حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ کے خلیفہ راشد ہیں اپنے وصیت نامہ میں عرس کرنیکو بدعت فرما کر وصیت کرتے ہیں کہ میری قبر پر ہرگز

نہ کیا جائے۔ اسی طرح شاہ اسحاق صاحبؒ نے مسائل اربعین میں بدعت لکھا ہے۔ اسی طرح ان دونوں حضرات سے پہلے صاحب شرح طریقہ محمدیہ نے بہت پُرزور الفاظ میں اس بدعت پر رَدّ فرمایا ہے۔ یہ تو اس وقت تھا جبکہ عرس تنہا عرس ہی ہو۔ دوسرے مفاسد و معاصی سے خالی ہو اور پھر جب موجودہ زمانہ کے اعراس پر نظر ڈالی جائے تو سیکڑوں گناہ کبیرہ سے لبریز نظر آتا ہے۔ قبروں پر چراغ جلانا خود ناجائز ہے۔ حدیث میں اُس شخص پر لعنت فرمائی ہے جو قبروں پر چراغ جلائے۔ قبر کو سجدہ کرنا اگر بہ نیت عبادت ہو تو کفر صریح ہے۔ اور اگر بہ نیت تعظیم ہو تو نہایت سخت گناہ کبیرہ قریب شرک ہے بلکہ بعض علماء نے اسکو بھی کفر کہا ہے۔ دیکھو کتاب الاعتصام بقواطع الاسلام لابن حجر مکی رح نیز علامہ شامی اور صاحب بحر الرائق نے بھی یہی تفصیل فرمائی ہے۔ اور جامع الفصولین باب کلمات الکفر میں اسی کی تائید کیگئی ہے۔ گانا بجانا ایک مستقل گناہ ہے جسکے متعلق احادیث کے دفتر بھرے ہوئے ہیں حق تعالی مسلمانوں کو اس آفت عظمی سے نجات عطا فرمائے اللہم آمین فقط واللہ اعلم۔

سوال (۴۲۶) تراویح میں قرآن پڑھنے پر اُجرت لینا جائز نہیں

رمضان میں حافظ لوگ رقم متعین کرتے ہیں مثلاً اسطرح اگر ہم کو ساٹھ یا ستر روپیہ دیدیں تو ہم نماز پڑھائینگے ورنہ نہیں۔ اسطرح متعین کرنا درست بھی ہے یا نہیں۔ اسطرح متعین کرنیوالے کے پیچھے نماز تراویح جائز ہے یا نہیں؟ نیز نابالغ لڑکا مثلاً سات یا آٹھ سالہ تراویح نماز کے لئے کھڑا کر دیا جائے تو اسکے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

الجواب تراویح میں ختم قرآن پر اُجرت مقرر کر لینا خواہ صراحۃً ہو جیسا کہ بعض لوگ کرتے ہیں یا بطور عرف و عادت ہو جیسا کہ عموماً آجکل رائج ہے۔ دونوں صورتوں میں جائز نہیں اور تحقیق اس معاملہ کی یہ ہے کہ اصل مذہب میں مطلقاً عبادت پر اُجرت لینا جائز نہیں ہے خواہ کوئی عبادت ہو، لیکن حضرات متاخرین نے ضرورت کیوجہ سے اس قاعدہ کلیہ سے چند چیزیں مستثنیٰ کی ہیں اور یہ تصریح فرمائی ہے کہ یہ استثناء انہیں چیزوں کیساتھ ہے۔ باقی عبادات و طاعات اپنی اصلی حکم پر ہیں کہ اُنمیں اُجرت لینا جائز نہ ہوگا۔ اور ان مستثنیات میں ختم قرآن در تراویح کو کسی نے شامل نہیں فرمایا اسلئے اسپر اُجرت لینا اُسی طرح ناجائز رہیگا۔ قال فی الدر المختار من کتاب الاجارۃ ولا تصح الاجارۃ لعسب التیس (الی قولہ) ولا لاجل طاعات مثل الاذان والحج والامامۃ و تعلیم القرآن والفقہ ویفتی الیوم بصحتہا لتعلیم القرآن والفقہ والامامۃ والاذان انتہی۔ قال الشامی وقد ذکرنا مسئلۃ تعلیم القرآن استحسانا الخ یعنی للضرورۃ ۲۷ ثم قال الشامی بعد ذلک باسطر وقد اتفقت کلمتہم جمیعا علی التصریح باصل المذہب

من عدم الجواز ثم استثنوا بعده ما علمته فهذا دليل قاطع وبرهان ساطع على ان المفتى به ليس هو جواز الاستيجار على كل طاعة بل على ما ذكروه فقط مما فيه ضرورة ظاهرة تبيح الخروج عن اصل المذهب من طرو المنع فان مفاهيم الكتب حجة ولو مفهوم لقب انتهى (شامی کتاب الاجارہ ج ۵ ص ۳۵) ثم قال بعد ذلك نقلا عن شرح الهداية للعينى ويمنع القارى للدنيا والآخذ والمعطى آثمان فالحاصل ان ما شاع فى زماننا من قرأة الاجزاء بالاجرة لا يجوز لان فيه الامر بالقرأة واعطاء الثواب للآمر والقرأة لاجل المال فاذا لم يكن للقارى ثواب لعدم النية الصحيحة فاين يصل الثواب الى المستاجر ولولا الاجرة ما قرأ احد لاحد فى هذا الزمان بل جعلوا القرآن العظيم مكسبة ووسيلة الى جمع الدنيا انا لله وانا اليه راجعون انتهى (شامی ج ۵ ص ۳۵) عبارات مذکورہ سے معلوم ہوا کہ فقہاء متاخرین نے جو امامت اور تعلیم قرآن وغیرہ کی اجرت کو جائز قرار دیا ہے تو اس وجہ سے کہ ضرورت شرعیہ ہے اس کے بغیر فرائض کا تعطل لازم آجاتا ہے۔ تراویح میں قرآن ختم کرنا فرض و واجب نہیں کہ اسکو تعلیم اور امامت پر قیاس کیا جائے بلکہ سنت ہے اور اسمیں بھی فتویٰ اب یہ ہے کہ اگر پورا ختم قرآن کرنے کی وجہ سے تقلیل جماعت کی نوبت آتی ہو۔ اور لوگ بوجہ سستی کے شرکت تراویح ہی سے باز رہتے ہوں تو پورا ختم قرآن کرنا مناسب ہی نہیں۔ لما قال الدر المختار فى باب التراويح والختم مرة سنة ولا يترك لكسل القوم لكن فى الاختيار الافضل فى زماننا قدر ما لا يثقل عليهم واقره المصنف وغيره (الى قوله) ومن لم يكن عالما باهل زمانه فهو جاهل انتهى قال الشامى قوله الافضل فى زماننا لان تكثير الجمع افضل من تطويل القرأة (الى قوله) ولهذا قال فى البحر فالحاصل ان المصحح فى المذهب ان الختم سنة لكن لا يلزم منه عدم تركه اذا لزم منه تنفير القوم وتعطيل كثير من المساجد خصوصا فى زماننا فالظاهر اختيار الاخف على القوم (شامی جلد اول باب التراویح) عبارات مذکورہ سے معلوم ہوا کہ تراویح میں ختم قرآن کرنا واجب نہیں بلکہ سنت ہے اور سستی قوم کے عذر سے چھوڑ دینا بھی جائز ہے۔ اسلئے ختم کی ضرورت ضرورت امامت یا ضرورت تعلیم پر قیاس نہیں کیا جا سکتا لہذا اگر کوئی شخص بلا اجرت پڑھنے والا نہ ملے تو چھوٹی سورتیں الم تر کیف [illegible] کو یاد ہوں اُنسے تراویح پڑھنا اس سے بہتر ہوگا کہ اجرت دیکر کسی سے پڑھوائیں [illegible] اس وقت ہے جبکہ لینا دینا باقاعدہ طے ہو جائے یا معروف و مشروط سمجھا جاتا ہو [illegible]

نہ پڑھتا ہو۔ اور دینے والے بھی بطور ہدیہ غیر ضروری سمجھکر دیتے ہوں اسطرح کہ اگر نہ دیا جائے تو کسی کو شکایت نہ ہو تو ایسا دینا بلا شبہ جائز بلکہ باعث اجر ہے اور اسکا لینا بھی جائز ہے۔ اور صورت اُسکی یہ ہے کہ امام اور قاری کی خدمت کی جائے۔ مگر کوئی معمول مقرر نہ کیا جائے کہ ختم کے وقت دینگے یا پہلے اور نقد دینگے یا کوئی اور چیز تاکہ اُسکو انتظار کی صورت قائم نہ ہو فقط واللہ تعالےٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ

جمعہ کے خطبہ کے ساتھ اُردو نظم یا نثر میں ترجمہ کرنے کا حکم

سوال (۲۷ ۴) جمعہ کے خطبہ کے ساتھ ہی ساتھ اُردو نظم یا نثر میں اُسکا مطلب بیان کیا جاتا ہے۔ آیا اس طرح پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب جمعہ کے خطبہ کی ساتھ اُردو میں ترجمہ خواہ نثر سے ہو یا نظم سے بدعت اور ناجائز ہی قرون مشہود لہا بالخیر میں باوجود ضرورت اور قدرت اسکی کوئی نظیر نہیں مفصّل تحقیق اس مسئلہ کی احقر کے ایک رسالہ[1] مستقل میں ہے اگر تفصیل منظور ہو تو اُسکو ملاحظہ فرمائیں فقط واللہ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ

بعد نماز عصر و فجر مصافحہ کرنے کا حکم

سوال (۲۸ ۴) بعد نماز عصر و فجر مصافحہ کرنا سنت بتلایا جاتا ہے اگر کوئی مصافحہ نہ کرے تو اُسے تارک السنت کہکر ترک معاملات کیا جاتا ہے آیا کسی حدیث سے ثابت ہے یا کسی صحابی کا فعل ہے؟

الجواب یہ مصافحہ بدعت ہے اسکو سنت کہنا دوسرا جرم ہے سنت ہونیکی کوئی دلیل معتبر نہیں؟

نکاح خوانی کی اُجرت کا حکم

سوال (۲۹ ۴) اُمور مذہبی سرکار نظام کی جانب سے قاضی لوگ مقرر ہیں اور اُنکا عہدۂ قضات نسباً چلا آرہا ہے ان میں سے بعض تو ایسے ہیں کہ اُنکو رشتہ محرمات تک نہیں معلوم ہے صرف خطبہ نکاح اور فارم کی خانہ پُری کر لینا جانتے ہیں اور نکاح کے بعد وہ متعینہ روپیہ مثلاً پانچ مانگتے ہیں اگر اس سے کم دیں تو نہیں لیتے۔ آیا یہ روپیہ دینا درست ہے یا نہیں اگر درست ہے تو یہ حدیث سے ثابت ہے یا کسی صحابی کا فعل ہے؟

الجواب اس طرح جبراً لینا اور دینا درست نہیں بلکہ آپس میں اگر طرفین کی رضا سے کچھ طے ہو جائے تو اسکو دینا مناسب ہے۔ اگرچہ لینے والے کے لئے اسکے جواز میں شبہ ضرور ہے فقط

طلاق مغلظہ اور حلالہ کی بحث

سوال (۳۰ ۴) ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاق دیں اور اُسکی عورت نے عدت پوری کر کے یہ کہا کہ میں اس مرد سے نکاح کرنا چاہتی ہوں لہٰذا نکاح پہلے مرد سے کر دیا گیا۔ کیا وہ نکاح بلا حلالہ کے درست ہے اور کتاب بہشتی زیور یا زیب النساء میں لکھا ہے کہ حلالہ کرنا مکروہ ہے۔ تحریر فرمائیں؟

الجواب صورت مذکورہ میں بغیر حلالہ کے نکاح صحیح نہیں ہوسکتا۔ اور جو کیا گیا ہے۔ وہ باطل محض ہے شرعاً اُسکا کچھ اعتبار نہیں۔ حلالہ کی صورت کو اگر عقد نکاح میں بطور شرط کے لگایا جائے تو مکروہ ہے لیکن باوجود کراہت کے نکاح خاوند اول کے لئے حلالی ہو جائیگا اور غیر مکروہ صورت یہ ہے کہ عقد نکاح میں

[1] اس رسالہ کا نام ... عربیۃ خطبۃ الجمعۃ ... رحیمیہ بکڈپو دیوبند ضلع سہارنپور سے ملسکتا ہے ۱۲

یہ شرط نہ لگائے کہ تم مجھ سے نکاح کر کے طلاق دیدینا۔ بلکہ نکاح مطلق کیا جائے۔ پھر اگر وہ مرد بعد صحبت کے طلاق دیدے تو اُسکی عدت گذارنے کے بعد پہلے خاوند سے نکاح کر سکتی ہے۔ اور اگر یہ خطرہ ہو کہ دوسرا خاوند طلاق نہ دیگا تو اُسکی صورت یہ ہے کہ عورت بوقت عقد نکاح یہ کہے کہ میں اس شرط پر نکاح کرتی ہوں کہ طلاق کا اختیار ہر وقت مجھ کو رہیگا جب میں چاہونگی اپنے اوپر طلاق واقع کر لونگی اور پھر مرد اسی شرط کے ساتھ نکاح کو بوقت عقد قبول کرے تو عورت کے قبضہ میں رہیگا کہ شوہر ثانی سے نکاح اور صحبت کے بعد اپنے اوپر طلاق واقع کرے۔ اور اُسکی عدت گذار کر پہلے خاوند سے نکاح کرے یہ صورت مکروہ بھی نہیں ہے اور اختیار بھی عورت کے قبضہ میں رہیگا ذکرہ الشامی فی فصل التحلیل من الطلاق فقط واللہ اعلم۔

(تنبیہ) یہ یاد رہے کہ یہ شرط عورت کی طرف سے پیش ہو۔ اور مرد اس شرط کے ساتھ نکاح کو قبول کرے تب ہی اختیار رہیگا۔ اور اگر مرد کی جانب سے یہ شرط پیش ہوگی تو عورت کو اختیار طلاق نہ رہیگا۔

(ذکرہ الشامی وغیرہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ بندہ محمد شفیع غفرلہٗ

بھتیجہ علاتی کی بیٹی سے نکاح حلال نہیں | **سوال** (۱۳۱۴ھ) علاتی بھتیجہ کی لڑکی سے نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب ۔ یہ نکاح حلال نہیں۔ بھائی خواہ حقیقی ہو یا علاتی و اخیافی اُسکی اولاد دوسرے بھائی پر حلال نہیں خواہ اولاد صلبی ہو یا اولاد کی اولاد۔ (کذا فی الدر المختار و عامۃ الکتب) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

نکاح کیوقت دولھا کے سر پر سہرا باندھنا جائز نہیں | **سوال** (۱۳۱۲ھ) حسب رواج زمانہ شادیوں و بارات میں دولھا کے سر پر سہرا باندھنا جائز ہے یا نہیں۔ در صورت عدم جواز حرام ہے یا مکروہ تحریمی یا تنزیہی؟

الجواب ۔ سہرا باندھنا دولہا کے سر پر ناجائز ہے (جسکو عرف فقہاء میں مکروہ تحریمی سے تعبیر کیا جاتا ہے) وجہ یہ ہے کہ یہ رسم خاص ہندوؤں کی ہے اُنہیں کے اختلاط سے مسلمانوں میں چل پڑی ہے یہی وجہ ہے کہ سوائے ہندوستان کے اور کہیں اسکا نام و نشان نہیں۔ اور رسوم کفر و جاہلیت کو جاری رکھنا ناجائز ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے خطبہ میں جہاں اور مہمات اسلامیہ کے متعلق خاص شان سے بیان فرمایا ہے اُنہیں میں ایک جزو یہ بھی تھا کہ کل شئ من امر الجاھلیۃ موضوع تحت قدمیّ ھاتین (مشکوٰۃ بحوالہ مسلم فی حجۃ الوداع ص ۲۲۵) اسکے علاوہ اسمیں تشبہ ہے ہندوؤں کے ساتھ۔ اور کفار کی مشابہت کا اختیار کرنا احادیث کثیرہ و بعض آیات قرآنیہ سے ناجائز ہے۔ قال تعالیٰ ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار۔ وقال علیہ الصلوٰۃ والسلام من تشبہ بقوم فھو منھم (ذکرہ السخاوی فی المقاصد الحسنۃ وحسنہ) یعنی جو کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے اور بعض روایات میں ہے کہ جو کسی قوم کی جماعت کو بڑھائے

وہ اسی قوم میں شمار ہوتا ہے اسلئے اس رسم کا چھوڑ دینا ضروری ہے محض گناہ بے لذت ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ بندہ محمد شفیع غفرلہٗ۔

ذبح اضطراری کی چند صورتیں

سوال (۴۳۴) اگر کوئی پرندہ مثل مرغی وغیرہ کسی درخت پر زخمی ہو کر یا کسی دوسری صورت سے کنجان درخت بلند پر اڑ جائے کوئی صورت نیچے اتارنے کی نہ بن سکے۔ اور نیزہ یا چاقو کو کسی بلند لکڑی سے باندھکر تکبیر کہکر اس جانور کو زخمی کر کے خون نکالا جائے تو یہ صورت داخل ذبح اضطراری ہے یا نہ؟ (۲) کوئی جانور کلاں مثل گاؤ بھینس یا شتر چاہ میں گر پڑے اور کوئی صورت زندہ نکالنے کی نہ ہو کر نیزہ تیز بلند یا چاقو تیز کو کسی لکڑی بلند سے باندھکر تکبیر کہکر نیزہ وغیرہ یا کارد سے زخم کر کے خون نکالا جاوے، اور وہ جانور پھر نکالنے کے وقت بحالت مردہ باہر آوے۔ یہ صورت داخل ذبح اضطراری ہے یا نہیں۔ اور جانور حلال ہے یا کیونکر؟ (۳) کوئی جانور مثل بکری بھیڑ وغیرہ بلند دیوار کے نیچے دب جائے جو کسی صورت فوراً اینٹ خشت ہٹانے سے بحالت حیات باہر نہ نکل سکے اور کوئی عضو اسکا دیوار سے باہر ہو اور ہلتا ہوا علامت حیات کی معلوم ہو اس حالت میں اگر تکبیر کہکر اس عضو پر کارد سے زخم کر کے خون نکالا جاوے اور پھر اینٹ خشت ہٹانے سے چند آدمی جمع ہو کر اس جانور کو مردہ نکالیں یہ صورت داخل ذبح اضطراری ہے یا نہیں؟

الجواب یہ صورت ذبح اضطراری میں داخل ہے اور جائز ہے لما فی العالمگیریہ الباب [illegible] من الذبائح۔ وکذالک ما ندّ من الابل والبقر والغنم بحیث لا یقدر صاحبہا الا بمنزلۃ الصید ان کان مستانساً۔ عالمگیری کشوری ص ۱۹۴ ج ۴ (۲) صورت ثانیہ بھی ذبح اضطراری میں داخل اور جائز ہے جبکہ نیزہ وغیرہ مارنے کے وقت اللہ اکبر کہے فقط (۳) یہ بھی ذبح اضطراری میں داخل ہے بشرطیکہ اسکی حیات متیقن ہو۔ دیوار وغیرہ کے صدمہ سے مر نہ گئی ہو صرف پاؤں وغیرہ کی حرکت سے حیات کا یقین نہیں ہو سکتا کیونکہ ایسی حرکت تو بعد ذبح بھی باقی رہتی ہے۔ والدلیل علیہ ما مر من الوقوع فی القلیب فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ بندہ محمد شفیع غفرلہ

جس جانور کا سر [illegible] کٹ گیا ہو وہ ذبح کرنے سے حلال نہیں ہوتا اگرچہ اس میں حرکت باقی ہو

سوال (۴۳۵) اگر کسی جانور پرندہ کو شکار کرنے کے وقت غلیلہ یا تیر یا گز سے سر اڑ جائے اور باقی گردن [illegible] سینہ موجود ہو [illegible] یعنی اس جانور کو پھڑکتا ہوا یا گردن باقی ماندہ پر یا قریب سینہ تکبیر [illegible] ذبح کیا جاوے تو [illegible] ذبح پر وہ جانور حلال ہے یا نہیں؟ (۲) اگر مرغی کا سر [illegible] [illegible] کی سر [illegible] ذبح کیا جاوے تو اسکا کیا حکم ہے؟

[illegible] بھی [illegible] علیہم [illegible] [illegible] سے باقی رکھا گیا ہے۔

الجواب ان دونوں صورتوں میں ذبح کرنے سے ذبیحہ حلال نہ ہوگا لما فی العالمگیریۃ سنور قطع راس دجاجۃ فاقی الغل بالذبح وان کان تحرک کذا فی الملتقط۔ عالمگیری کشوری ج۵ فقط واللہ اعلم

نماز استسقاء کے بعد دعاء کا طریقہ

سوال ۴۳۶۔ نماز استسقاء کے بعد دعاء امام و قوم پشت ہاتھ سے مانگیں یا جیسے دعاء کا دستور ہے؟

الجواب۔ پشت ہاتھ سے دعاء مانگنا نماز استسقاء میں افضل ہے اور معروف طریقہ پر مانگنا بھی جائز ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی عمل منقول ہے کہ پشت دست مبارک سے دعاء مانگی۔ اخرجہ ابو داؤد فی سننہ من کتاب الدعوات فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ

نابالغ کی بیوی کے لئے طلاق کا حکم

سوال ۴۳۷۔ ایک عورت کی شادی ایک نابالغ سے ہوئی ہے اور اسکے شوہر کا پھوپا یہ کہتا ہے کہ میں تجھے طلاق دیتا ہوں اور تیرا شوہر جو نابالغ ہے اس سے تجھکو طلاق دلائے دیتا ہوں اور تجھ کو طلاق دو اگر اچھی جگہ بٹھائے دیتا ہوں ہمیشہ ہمیشہ آرام کرے گی میں نے اس بات کو منظور نہیں کیا۔ اس پر میرے شوہر نے اور اس کے پھوپا نے مجھکو میرے بھائی کے یہاں پہنچا دیا میں نے اپنے شوہر کے پاس کئی خطوط اپنے بھائی کے یہاں سے بھیجوائے اور نان نفقہ طلب کیا کہ دو سال سے مجھ کو ایک پیسہ نہیں دیا میں اس وجہ سے سخت تکلیف میں ہوں۔ اور جا کر زبانی بھی میرے بھائی نے کہا تو صاف منع کر دیا۔ چار ماہ کے اندر دو مرتبہ میرا شوہر اور میرے شوہر کے پھوپھا نے چند آدمی جو کہ موجود تھے یہ کہا کہ ہم کو دعائی سو روپیہ دیدو ہم بخوشی طلاق دیدیں گے۔ ہم اس عورت کو رکھنا نہیں چاہتے۔ ان الفاظ سے طلاق ہوتی ہے یا نہیں؟

الجواب۔ الفاظ مذکورہ سے طلاق نہیں پڑی۔ کیونکہ خاوند کے پھوپا نے جو کچھ کہا اس کے الفاظ کا تو شرعاً کوئی اعتبار ہی نہیں۔ خاوند نے بھی جو الفاظ کہے ہیں ان سے طلاق کا وعدہ سمجھ میں آتا ہے طلاق نہیں ہوتی۔ اور نابالغ کی طلاق تو صریح بھی واقع نہیں ہوتی۔ البتہ اگر خاوند نان نفقہ نہیں دیتا تو کسی مسلمان حاکم جج وغیرہ کے یہاں اپنا مقدمہ پیش کریں۔ از روئے شرع مسلمان حاکم کو یہ اختیار ہے کہ خاوند کو اگر بالغ ہو مجبور کرے کہ یا طلاق دے اور یا نان نفقہ دے اور اگر خاوند دونوں صورتوں کو قبول نہ کرے تو مسلمان حاکم خود تفریق کا حکم کر سکتا ہے اور یہی حکم تفریق کا قائم مقام شرعاً ہو جائے گا پھر عدت تین حیض گذار کر دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے وهذا فی الاصل مذهب مالك والشافعی افتی به مشائخ الحنفیة للحاجة الضرورة كما صرح الشامی بمالك فی باب النفقة فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ محمد شفیع غفرلہ

جس نے اپنا حج نہ کیا ہو اس کے حج بدل کرنے کا حکم

سوال ۴۳۸۔ حج۔ ایک مسئلہ میں زید کہتا ہے کہ حج بدل کیلئے

تعزیر ہے؟ (۲) کسی شخص نے اپنے والد کو جان سے مار دیا اور گورنمنٹ نے سزا دی یعنی دریائے شور اور سزائے موت سے بچ گیا۔ اُس کے لئے شریعت میں کیا حکم ہے ؟

الجواب۔ شرعی تعزیر تو ہندوستان میں بحالتِ موجودہ جاری نہیں ہوسکتی اور تعزیر شرعی کوئی متعین بھی اس میں نہیں ہے بلکہ قاضی کے اختیار میں ہے جو چاہے سزا دے بشرطیکہ حدود معینہ شرعیہ کی برابر نہ ہو۔ کذا فی الدر المختار من التعزیر۔ البتہ چونکہ قسم بھی کھائی تھی اور خلاف کیا۔ اس لئے قسم کا کفارہ اس کے ذمہ واجب ہے اور کفارہ قسم یہ ہے کہ دس مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کھانا کھلائے کذا فی کتب الفقہ (۲) قتل کی شرعی سزا ہندوستان میں جبکہ نافذ نہیں ہوتی تو سوال وجواب فضول ہے فقط واللہ اعلم

بندوق اور غلیل کا شکار بغیر بالۂ محددہ ذبح کئے جائز نہیں

سوال ۴۴۳۔ اگر غلیل یا بندوق کا شکار بسم اللہ واللہ اکبر کہکر کیا اور جانور مرگیا ذبح کرنے کا موقع نہ ملا وہ جانور حلال ہے یا حرام۔ اس مسئلہ کی پوری تحقیق مطلوب ہے

الجواب۔ بندوق کے چھرے اور گولی اور غلیل کے غلے ان سب کا حکم شرعی یہ ہے کہ ان کے ذریعہ ذبح کا تحقق نہیں ہوتا۔ اگرچہ بسم اللہ کہکر بندوق یا غلیل چھوڑی جائے۔ وجہ یہ ہے کہ ذبح کرنے میں جن چار رگوں کا قطع کرنا ضروری ہے اُن میں یہ شرط ہے کہ اُن کو دھار دار چیز سے قطع کیا جائے۔ کسی بوجھل چیز کے صدمہ سے توڑا نہ جائے۔ بندوق کے چھرے گولی اور غلیل کے غلے ظاہر ہے کہ دھار دار نہیں ہوتے اس لئے اُن سے جو زخم لگتا ہے وہ قطع کرنے کے حکم میں نہیں ہوسکتا۔ یہی مذہب مفتی بہ ہے جس کی تصریح عالمگیری نے کتاب الذبائح میں کی ہے۔ نیز در مختار میں ہے و حل الذبح بکل ما افری الاوداج فانہر الدم (در مختار ص۲۹۴ کتاب الذبائح) جس سے معلوم ہوا کہ ذبح کیلئے قطع کرنا عروق اربعہ کا ضروری ہے توڑ دینے سے یہ صورت حاصل نہیں ہوسکتی فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ

نکاح صغیرہ کی ولایت میں علاتی بھائی اخیافی سے مقدم ہے

سوال ۴۴۴۔ ہندہ نابالغہ کا والد انتقال کر گیا ہے۔ ایک والدہ زندہ اور ایک اخیافی بھائی ہے اور دو علاتی بھائی ہیں۔ بموجودگی علاتی بھائی کے اخیافی بھائی اور والدہ نے نکاح عمر و سلاپڑھایا یہ نکاح صحیح ہے یا نہیں۔ عمر اگر طلاق نہ دے گا ہندہ کو تو بغیر طلاق ہندہ کا نکاح دوسری جگہ علاتی بھائی کر سکتے ہیں یا نہیں یا ہندہ بعد البلوغ اپنا نکاح دوسری جگہ کر سکتی ہے یا نہ ؟

الجواب۔ صورت مذکورہ میں نابالغہ کا ولی قریب اُس کا علاتی بھائی ہے۔ اخیافی بھائی اور والدہ ولی بعید ہیں۔ لہذا حسب قاعدہ فقہیہ اخیافی بھائیوں نے جو نکاح کیا وہ ولی قریب یعنی علاتی بھائی کی اجازت پر موقوف رہا۔ علاتی بھائی کو جب اس نکاح کی خبر گئی اگر اس وقت اُس نے اس

نکاح کو جائز رکھا تو نافذ ہوگیا۔ ورنہ باطل ہوگیا پھر نافذ ہونے کی صورت میں بھی لڑکی کو بعد البلوغ نکاح کرانے کا اختیار شرعاً باقی رہے گا بشرطیکہ آثار بلوغ ظاہر ہونے کے ساتھ فوراً ہی اس سے انکار کردے اور پھر مسلمان حاکم سے فسخ نکاح کا حکم حاصل کرے۔ اور باطل ہونے کی صورت میں علاتی بھائی کو بلوغ سے پہلے یہ اختیار رہے گا کہ دوسری جگہ نکاح کردیں۔ اور پھر بھی بعد البلوغ لڑکی کو خیار فسخ رہے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ احقر محمد شفیع غفرلہ۔

ایک مسجد پر کتبہ میں چند الفاظ ایسے لکھے گئے جن سے اس کے مسجد ہونے میں بعض لوگ شبہ کرنے لگے

سوال ۵۴۴۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہمارے وطن سندھ میں سکھر ضلع جو بڑا شہر مشہور ہے۔ اس میں ایک رہگذر مقام پر مجاہدان شاہان اسلام نے ایک مسجد اور اس کے سامنے حجرہ تیار کروا کر اس پر پتھر لگوائے ہیں حجرہ کے پتھر میں تو لکھا ہوا ہے کہ یہ جگہ مسلمانوں کی آرائش کے لئے تیار کی گئی ہے۔ اور اس میں کوئی قبضہ نہ کرے۔ باقی مسجد کی تاریخی بنا میں ایک شعر لکھا ہوا ہے۔ اس کے مقابلہ میں ایک بڑا مندر ہندوؤں کا ہے جس میں وہ فسادی ہندو اور بعض نسبتہً مسلمانوں اور حاکموں کے ذریعہ چاہتے ہیں کہ اس شعر کو مسجد کے عدم اور ہدم کا ذریعہ بنا کر اس میں مندر بنا دیں جس میں استدلال پیش کرتے ہیں کہ عشرت سرشت کے لفظ کے معنی مسجد لینا ناجائز ہے۔ مستدلین صحت کی غرض یہ ہے کہ لفظ عشرت سرشت بقرائن سیاق وسباق ونمونہ صورت مسجد محراب وتوافق قبلہ ومثل ہیئت ہمگی مساجد واتفاق مسلمانان کہ یہ مسجد ہے اور قدیماً اس میں نماز پڑھی جاتی ہے تنہا وبجماعت۔ اس میں آپ سے طلب جمیع مسلمانان اور حکام کی طرف سے کیا گیا ہے کہ جواب باصواب کو خوب سوچ کر بہت جلدی عنایت فرماویں۔ شعر یہ ہے: خوشا منزل باغ رضوان رقم ؛ کہ جاں را دہد فیض باغ ارم ؛ بتاریخ ایں جائے عشرت سرشت ؛ زہے جائے عشرت رقم زد قلم۔ بعض ہندو اور بعض مسلمان حکام عشرت سرشت سے مسجد مراد لینا ناجائز کہتے ہیں؟

الجواب فی العالمگیریہ الباب الحادی عشر من الوقف فلو جعل وسط داره مسجدا واذن للناس فی الدخول والصلوٰۃ فیہ ان شرط معہ الطریق صار مسجدا فی قولہم ولو عین بابا فی الطریق الاعظم یصیر مسجدا ثم قال بعد ذلک تنبیہ رجل لہ ساحۃ لا بناء فیہا امر قوما ان یصلوا فیہا بجماعۃ فہذا علی ثلاثۃ اوجہ احدہا ان امرہم بالصلوٰۃ فیہا ابدا نصا او امرہم بالصلوٰۃ مطلقا ونوی الابد ففی ہذین الوجہین صارت الساحۃ مسجدا لو مات لا یورث عنہ (عالمگیری مصری ص۳۵۶ ج۲) عبارت مذکورہ سے معلوم ہوا کہ مسجد کا مسجد ہونا ایسی کتبہ وغیرہ پر موقوف

نہیں، اگر کتبہ بالکل موجود نہ ہو یا ایسا ہو کہ جس میں مسجد کی تصریح نہ ہو تو اس سے مسجد ہونے میں کوئی خلل نہیں آتا۔ بلکہ اگر کتبہ میں یہ بھی لکھا ہو کہ یہ مسجد نہیں اور تعامل اہل اسلام سے اس کا مسجد ہونا ظاہر ہوتا ہو تو اس کتبہ کا بھی اس وقت تک کچھ اعتبار نہ ہوگا جب تک یہ کسی حجت سے ثابت نہ ہو جائے کہ یہ کتبہ خود بانی مکان یا بانی مسجد کی جانب سے ہے۔ بلکہ مسجد ہونے کا مدار صرف اس بات پر ہے کہ مالک زمین اپنی زمین میں عام مسلمانوں کو نماز باجماعت پڑھنے کی ہمیشہ کیلئے اجازت دیدے اور کوئی رکاوٹ نہ ڈالے۔ جب یہ بات ثابت ہوگئی تو یہ جگہ مسجد ہوگی خواہ تعمیر بھی نہ ہوئی ہو جب کہ مسجد کے مسجد بننے کے لئے تعمیر اور محراب و صورت مسجد ہونا بھی شرط نہیں۔ کتبہ وغیرہ تو کیا شرط ہوتا تو ایسی صورت میں کتبہ کے موجود نہ ہونے کی وجہ سے وقف اور مسجد کو باطل کر دینا سراسر غلطی ہے اگرچہ یہ بات صحیح ہو کہ اس کتبہ کے الفاظ سے مکان مسجد ہونا سمجھ میں نہیں آتا لیکن مسجد ہونے کا جس چیز پر مدار ہے وہ یہاں بالکل واضح طور پر موجود ہے یعنی تعامل قدیم اہل اسلام۔ لہذا بلاشبہ یہ جگہ مسجد ہے فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم کتبہ بندہ محمد شفیع غفرلہ۔

مسلمان عورت نے ہندو ہو کر اپنا مذہب تبدیل کر لیا اس کا حکم

سوال ۴۰۴: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت مسلمان کے بارے میں کہ جس نے اپنا مذہب تبدیل کر کے اہل ہنود میں شامل ہو گئی، اس کا خاوند دعویٰ کرے اور عدالت اس کا دعویٰ بھی خارج کر دیوے اور عورت کو ہندو ثابت کرتے ہوئے خاوند پر خرچہ وغیرہ بھی ڈالے۔ کیا اس عورت کا نکاح شرعاً ٹوٹ گیا یا نہیں۔ اگر ٹوٹ گیا تو وہ پھر دوبارہ مسلمان ہو سکتی ہے اور اگر مسلمان ہو کر پھر کسی مسلمان دیگر سے نکاح کرے تو یہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: نکاح مطابق قول مشہور کے موافق ٹوٹ گیا اور اب بھی یہ عورت دوبارہ مسلمان ہو سکتی ہے اور مسلمان ہونے کے بعد اگرچہ اصلی قاعدہ شرعیہ یہی ہے کہ پہلے خاوند سے تجدید نکاح کرے لیکن تاہم اگر کسی دوسرے مسلمان شخص سے نکاح کر لیا تو نکاح درست ہو جائے گا۔ کذا فی الخیریہ والعالمگیریہ والشامی والبحر فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ

تصنیف کی صورت میں نہیں لکھا گیا بلکہ ایک استفتاء کے جواب میں اول مختصر لکھ گیا تھا۔ اور پھر مکرر مراجعت ومکاتیب کے ذیل میں اور بہت سے مفید مضامین اور شبہات کے جوابات لکھے گئے اور اس تمام مکاتیب کو یکجا شائع کیا گیا۔ اس لئے یہ ضرورت معلوم ہوئی کہ رسالہ کے تمام مضامین کو ایک منضبط تقریر میں مع تسہیل کے لے لیا جاوے۔ یہ ضرورت خود حضرت مصنف دامت برکاتہم نے محسوس فرما کر اس ناکارہ کو ایما رفرمایا تھا لیکن مشاغل وذوائل اور پیہم امراض کی وجہ سے کئی سال یوں ہی گذر گئے اس کے لکھنے کی ہمت نہ ہوئی۔

اب الحمد للہ اس کی توفیق ہوئی تو اپنی ناقص فہم واستعداد کے موافق اس رسالہ نافعہ کی تلخیص وتسہیل کو اپنی عبارت میں پیش کرتا ہوں جس میں رسالہ مذکورہ کی ترتیب تو باقی نہیں رہی مگر مضامین الحمد للہ سب آگئے بلکہ چند مناسب ابحاث اور مفید مقدمات اور بہت سے زائد مضامین بھی جو احقر کو توضیح یا تائید کے متعلق میسر ہوئے وہ بھی اس میں درج ہوگئے۔

مناسب تو یہ تھا کہ ان مضامین زائدہ کو ممتاز کر کے رکھا جاتا تاکہ اصل رسالہ کے مضامین میں التباس نہ ہو۔ مگر امتیاز کی صورت کے ساتھ انضباط مضمون میں احقر کو تکلف پیش آیا۔ اس لئے اس کو نظر انداز کر دیا اور اس کا تدارک یہ کیا کہ اصل رسالہ کو بھی آخر میں بعینہا ملحق کر دیا گیا۔ نیز یہ کل رسالہ حضرت مصنف دامت برکاتہم کی خدمت میں بغرض نظر واصلاح پیش کر دیا۔ اور آپ کی نظر اصلاح کے بعد شائع کیا گیا۔ اب جو مضامین اس ناکارہ کی طرف سے ہیں وہ بھی حضرت کے مصدقہ ہیں اس لئے مزید امتیاز کی حاجت نہ رہی۔

الغرض تسہیل رسالہ کے مضامین کو چند فصلوں میں تقسیم کر دیا گیا۔

فصل اول آلہ مکبر الصوت کا استعمال دنیوی ضرورتوں میں۔

فصل دوم اس آلہ کا استعمال مجالس وعظ ودرس وتدریس میں۔

فصل سوم اس کا استعمال عبادات مقصودہ میں۔ غیر عبادات میں چونکہ نماز اور تکبیرات نماز اس مسئلہ میں ایک خصوصیت رکھتے ہیں اس لئے اس کو مستقل فصل میں رکھا گیا یعنی

فصل چہارم اس کا استعمال قرأت اور تکبیرات نماز میں۔

ناقل از رسالہ [illegible] شبہات وتصدیق [illegible] ہذا الشرع فی المقصود مستعینا لعون المعبود وراجیا من فضله [illegible] وان یجعله [illegible] وهو حسبی ونعم الوکیل ولا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم

آلۂ مکبر الصوت کا استعمال

دنیوی ضرورتوں میں

شریعت اسلام چونکہ ایک قانون فطرت اور ابدی شریعت ہے اس لئے دنیا جتنے رنگ بدلے سائنس کی نیرنگیاں جتنے گل کھلائے. ایجادات و صنائع کے علمبردار جیسے جیسے آلات ایجاد کرتے جائیں. قرآن و حدیث کے مستحکم اصول میں اُن کے متعلق وہ تمام احکام موجود ہیں جو شرعی حیثیت سے ان کے متعلق ہوں اور جو ادنیٰ غور سے سمجھ میں آسکتے ہوں۔

پھر ان احکام میں بھی تمام اسلامی اصول و قواعد کی طرح اعتدال و میانہ روی موجود ہے کہ نہ تو رہبانیت یا جوگیانہ اصول پر ان نوایجاد آلات کے استعمال اور خداوند عالم کی نعمتوں سے منتفع ہونے کو مطلقاً منع کیا جاتا ہے اور نہ دہریت و مادیت کی رو میں بہنے والوں کی طرح تعلیماتِ مذہب سے آزاد ہو کر اُن کے ہر استعمال کو مطلقاً جائز رکھا جاتا ہے بلکہ جس حد تک اُن میں کوئی مذہبی مفسدہ نہ ہو اُس حد تک اجازت دی جاتی ہے اور جس میں کوئی مفسدہ شامل ہو وہاں روک دیا جاتا ہے۔

اسی قاعدے کے ماتحت آلۂ مکبر الصوت کا استعمال مباح اور جائز کاموں میں خواہ شخصی ہوں یا اجتماعی اُس حد تک مطلقاً جائز ہے جس حد تک کوئی مفسدہ شرعیہ اُس پر لازم نہ آئے۔ کیونکہ قرآن کریم کا ارشاد ہے:-

هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا (سورۂ بقرہ رکوع ۳)	وہ ذات پاک ہیں ہے جس نے پیدا کیا تمہارے فائدہ کے لئے جو کچھ بھی زمین میں موجود ہے سب کا سب۔

امام ابوبکر جصاص حنفی اپنی کتاب احکام القرآن میں آیتِ مذکورہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اس آیت سے ثابت ہوا کہ اصل تمام اشیاء عالم میں یہ ہے کہ اس کا استعمال مباح اور جائز ہو جب تک کہ عقلِ سلیم اُس کی ممانعت پر شاہد یا کوئی دلیل شرعی اس کے عدمِ جواز پر قائم نہ ہو (احکام القرآن جلد اول) اور یہی مضمون تفسیر روح المعانی و تفسیر احمدی وغیرہ میں بھی مذکور ہے۔

معلوم ہوا کہ آلۂ مکبر الصوت کا استعمال تمام دنیوی کاموں میں درست ہے بشرطیکہ وہ کام

خود جائز ہوں۔ اکبر مرحوم نے اس مضمون کو بہترین انداز سے نظم کیا ہے ؎

تم شوق سے کالج میں پلو پارک میں پھولو ... جائز کہ غباروں میں اڑو چرخ پہ جھولو
بس ایک سخن بندۂ عاجز کا رہے یاد ... اللہ کو اور اپنی حقیقت کو نہ بھولو

آلہ مکبر الصوت کا استعمال

مجالس وعظ و درس و تدریس و غیر دینی ضرورتوں میں

مذہبی اور دینی کام جو خود عبادات مقصودہ نہیں ہیں۔ اگرچہ عبادات مقصودہ کے ذرائع واسباب ہیں مثلاً وعظ اور درس و تدریس وغیرہ ان میں بھی آلہ مکبر الصوت کا استعمال جائز ہے۔ کیونکہ اس میں کوئی مفسدہ شرعیہ معلوم نہیں ہوتا۔ اسی طرح مواسم حج یا جہاد کے اجتماع میں کسی انتظامی امر کا اعلان مکبر الصوت کے ذریعہ کیا جاوے اس میں بھی کوئی حرج نہیں۔ جیسے طریق حج میں آلات جدیدہ اور مراکب جدیدہ مثل دخانی جہاز اور ہوائی جہاز وغیرہ کا استعمال بلاخلاف جائز ہے۔ اسی طرح آلات مکبر الصوت وغیرہ کا استعمال بھی درست ہے۔

علامہ شاطبی نے کتاب الاعتصام میں اس بحث کو ایک مستقل فصل میں بیان کیا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ عبادات کے ذرائع و وسائل میں اشیاء جدیدہ کا استعمال مضر نہیں اور جس کسی نے اس کو بدعت قرار دیا ہے غلطی کی ہے اور منشاء غلطی کا یہ ہے کہ مصالح مرسلہ (یعنی وہ جدیدہ ذرائع جن سے کسی دینی کام میں مدد لی جائے) اور بدعات میں فرق نہیں کیا۔ کیونکہ جو چیزیں کسی فرض یا واجب کا موقوف علیہ ہو جاویں یعنی بغیر ان کے اس فرض و واجب کی تکمیل نہیں ہو سکتی تو ایسی چیزوں میں ضرور نہیں کہ ان کا استعمال سلف سے منقول ہو جبھی استعمال کیا جاوے بلکہ ان کا استعمال مصالحہ مرسلہ کے تحت میں جائز ہے اسی سلسلۂ کلام میں فرماتے ہیں

لو کان ثم من یسیر الی فریضۃ الحج طیرانًا فی الهواء او مشیا علی الماء لم یعد	اگر کوئی شخص ایسا ہو جو فریضۂ حج کے لئے ہوا میں اڑ چلا جائے یا دریا میں پیروں چل کر پہنچ جائے تو وہ

مستند علماء منتسبہ کی اعتماد نہ [illegible] | پڑتی نہ مجاہد ہو گا۔

مکبر الصوت کا استعمال

عبادات مقصودہ میں

مثلاً اذان اور خطبہ جمعہ وعیدین اور قرأت وتکبیراتِ نماز وغیرہ۔

یہ مسئلہ ذرا غور طلب ہے اور درحقیقت اس معاملہ میں اگر کچھ اختلاف ہے تو اسی صورت میں ہے۔ اس لئے اس کو کسی قدر تفصیل سے لکھا جاتا ہے۔

مقدمۂ اولیٰ

عبادات میں غلو و تکلف مذموم ہے

پہلے بطور مقدمہ چند امور سمجھ لینا ضروری ہے کہ عبادات کے معاملہ میں جس طرح کوتاہی کرنا جرم ہے اسی طرح اس میں اپنی طرف سے کسی قسم کی زیادتی یا مقررہ حد سے تجاوز اور غلو بھی شرعی جرم وگناہ ہے۔ قرآن وحدیث کی بیشمار نصوص صریحہ اس پر شاہد ہیں۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے۔

یا اھل الکتاب لا تغلوا فی دینکم | اے اہل کتاب اپنے دین کے کاموں میں غلو نہ کرو

اور بخاری ومسلم کی ایک حدیث میں بروایت حضرت انس رضی اللہ عنہ مذکور ہے کہ ایک روز صحابہ کرام میں سے تین حضرات ازواج مطہرات کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اُن سے دریافت کیا کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر کے اندر کتنی عبادت کرتے ہیں انہوں نے واقعہ بیان کر دیا کہ آپ رات کو کچھ حصہ سوتے ہیں۔ کچھ تہجد میں مشغول رہتے ہیں اور کبھی نفلی روزہ رکھتے ہیں کبھی نہیں رکھتے۔

(یہ حضرات چونکہ خود بہت زیادہ عبادات ومجاہدات میں رہتے تھے اس لئے) شاید ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عمل کچھ کم معلوم ہوا۔ اور حضور کے عمل کی یہ تاویل کی کہ ہمیں حضور سے کیا نسبت آپ کے تو سب اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے گئے ہیں۔

اُس پران میں سے ایک نے کہا کہ میں تو ہمیشہ تمام رات نماز پڑھا کروں گا۔ دوسرے نے کہا کہ میں ہمیشہ روزہ رکھا کروں گا اسی عرصہ میں، آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور فرمایا کہ تمہیں لوگ یہ کہہ رہے تھے اور اس کے بعد فرمایا:۔

اما واللہ انی لاخشاکم للہ واتقاکم لکنی اصوم وافطر واصلی وارقد واتزوج النساء فمن رغب عن سنتی فلیس منی

([illegible])

خبردار کہ میں تم سب سے زیادہ حق تعالیٰ سے خوف خشیت رکھتا ہوں مگر میں روزہ بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں اور رات کو نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں۔ اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں جو شخص میری سنت سے اعراض کرے وہ میری جماعت میں نہیں ہے۔

اسی طرح ابوداؤد نے بروایت حضرت انس رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

لا تشددوا علی انفسکم فیشدد اللہ علیکم الحدیث (مشکوٰۃ)

اپنے نفسوں پر عبادت میں اپنی طرف سے تشدد مت کرو، اگر ایسا کرو گے، تو حق تعالیٰ بھی تم پر تشدد فرمائیں گے۔

حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی حدیث کا ترجمہ اس شعر میں کیا ہے ؎

گفتم آساں گیر برخود کارہا کز روی طبع ؛ سخت می گردد جہاں بر مردمان سخت کوش

آیت اور احادیث مذکورہ میں ذکر اللہ اور نفلی عبادت حد سنت سے زیادہ کرنے کی ممانعت اور اُس پر وعید ہے حالانکہ خود آیات قرآنیہ شاہد ہیں کہ انسان کو پیدا اسی لئے کیا گیا ہے کہ عبادت کرے اور ذکر اللہ ہی انسان کی بلکہ کل عالم کی اصلی روح اور بقاء کا مدار ہے۔

اسی طرح آیات کثیرہ اور بے شمار احادیث انسان کو پاک صاف رہنے اور نجاست سے دور رہنے کی ہدایت کرتی ہیں۔ اور نجاست میں ملوث رہنے اور ناپاکی کرنے پر وعیدیں۔ اور اُس کی وجہ سے ایک صاحب کا مذہب تو یہی حقانی ہونا بیان کرتی ہیں لیکن جب اسی قسم کی روایات حدیث کو سن کر حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے یہ طرز اختیار کیا کہ

زمین پر پیشاب کرنے سے شیشی کے اندر پیشاب کیا کرتے تھے تاکہ چھینٹا اڑ کر بدن اور کپڑوں تک نہ پہنچے تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اُن پر اعتراض کیا اور فرمایا:-

لوددت ان صاحبکم لا یشدد هذا التشدید فلقد رأیتنی انا ورسول الله صلی الله علیه وسلم نتماشی فاتی سباطة قوم خلف حائط فقام کما یقوم احدکم فبال۔ الحدیث (رحمة [illegible] قضاء الحاجة)۔

میرا دل چاہتا ہے کہ تمہارے دوست (ابو موسیٰ) اتنا تشدد نہ کریں کیونکہ خود میرا واقعہ ہے کہ میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہا تھا۔ آپ ایک قوم کی کوڑی پر جس کو پیچھے دیوار کے جمع کیا جاتا تھا، ایک دیوار کے پیچھے تشریف لے گئے اور وہاں پیشاب کیا۔

اسی طرح ہر شخص جانتا ہے کہ شریعت اسلامیہ طہارت ونظافت کی کس قدر تاکید کرتی ہے لیکن اس کے ساتھ ہی جس جگہ لوگوں کے غلو کا احتمال دیکھا گیا تو اس میں بھی مبالغہ کرنے سے روک دیا گیا۔ حضرت عبداللہ ابن عمر فرماتے ہیں:-

قلت یا رسول الله انتوضاء من جر جدید مخمر احب الیك ام من المطاهر قال لا بل من المطاهر ان دین الله یسر الحنیفیة السمحاء قال وکان النبی صلی الله علیه وسلم یبعث الی المطاهر فیؤتی بالماء فیشربه یرجو برکة ایدی المسلمین (للاوسط، جمع الفوائد احکام المیاه)

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم کسی نئے گھڑے سے جو کہ سر بند رکھا ہو وضو کریں یہ افضل ہے یا حوض سے وضو کرنا افضل ہے، فرمایا نہیں بلکہ حوض سے ہی افضل ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا دین آسان اور نرم وتنگی سے علیحدہ اور سہل ہے۔ اور ابن عمر فرماتے ہیں کہ خود آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حوض پر آدمی بھیجتے تھے وہ پانی لاتا تو آپ اس کو نوش فرماتے تھے کیونکہ اس پانی میں جو مسلمانوں کے ہاتھ پڑے ہیں اس کی برکت کی امید آپ کو ہوتی تھی۔

حضرت امام زین العابدین نے ایک روز اپنے صاحبزادہ سے فرمایا کہ میرے واسطے ایک کپڑا ایسا تیار کرا دو جس کو قضائے حاجت (استنجاء) کے وقت پہنا کروں۔ کیونکہ مکھیاں نجاست پر بیٹھتی ہیں۔ پھر کپڑوں پر آ بیٹھتی ہیں۔ صاحبزادہ نے جواب عرض کیا کہ یہ مناسب نہیں کیونکہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی کپڑے میں رہتے تھے اسی میں قضائے حاجت فرماتے تھے اسی میں نماز پڑھتے تھے۔

امام زین العابدین نے ان کی بات کو بہت پسند کیا۔ اور یہ ارادہ چھوڑ دیا۔ کذا فی تنبیہ المغترین للشعرانی (ح)

رہا اس پر یہ شبہ کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن مبارک پر مکھی نہ بیٹھتی تھی اس لئے آپؐ کو اس کی ضرورت نہ تھی تو یہ اس لئے صحیح نہیں کہ خلفاء راشدین اور صحابہ کرام میں بھی کسی سے یہ منقول نہیں کہ قضاء حاجت کے لئے کپڑے علیحدہ رکھتے ہوں

الغرض دیکھنا یہ ہے کہ یہ امر تو مشاہد ہے کہ مکھیاں نجاست پر بیٹھتی ہیں۔ پھر کپڑوں پر آجاتی ہیں اس لئے عقلاً دوسرے کپڑوں میں نماز پڑھنا ادب معلوم ہوتا ہے۔ لیکن چونکہ اس میں فضول غلو تھا اس لئے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اختیار نہیں فرمایا۔

یہی وجہ ہے کہ فقہاء رحمہم اللہ نے اس کو مکروہ فرمایا ہے کہ کوئی شخص اپنی وضو کے لئے اپنا برتن علیحدہ رکھے (صرح بہ فی فتح القدیر)

حضرت فاروق اعظم رضؓ کو ایک سفر میں احتلام ہوا تالاب پر غسل کرنے کے بعد کپڑا دھونے میں مشغول تھے۔ حضرت عمرو بن عاص رضؓ نے عرض کیا کہ امیر المومنین نماز کا وقت تنگ ہوا جاتا ہے ہمارے پاس دوسرا کپڑا ہے آپ وہ پہن کر نماز پڑھ لیں۔ یہ کپڑا پھر دُھل جائے گا تو فاروق اعظم فرماتے ہیں:-

واعجبالک یا ابن العاص لئن کنت تجد ثیاباً افکل الناس یجد ثیابا واللہ لو فعلت لکانت سنۃ (رواہ مالک فی الموطاء ص۱۷)	ابن عاص تم تو تعجب ہے کہ ایسی بات کہتے ہو اگر تمہارے پاس بہت سے کپڑے ہیں تو کیا سب کے پاس بہت سے کپڑے ہوتے ہیں۔ بخدا اگر میں ایسا کروں (کہ احتلام کے کپڑے کو چھوڑ کر دوسرا پہن لوں) تو ایک سنت بن جائے گی۔

واقعات مذکورہ بالا سے ایک اہم نتیجہ ان واقعات اور آثار و روایات سے یہ امر بخوبی واضح ہو گیا کہ بہت سی چیزیں شریعت کی نظر میں ضروری اور قابل اہتمام ہوتی ہیں۔ مگر ان میں بھی اہتمام کی جو حد نصوص حدیث یا تعامل سلف سے

ثابت ہو اُس سے زائد اہتمام کرنا غلو میں داخل ہے۔ جیسا کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری کا پیشاب سے بچنے میں زائد اہتمام اور حضرت ابن عمرؓ کا نئے گھڑے کے پانی کو بہتر سمجھ کر سوال کرنا۔ اور امام زین العابدینؒ کا مکھیوں سے بچنے کے لئے استنجاء کے وقت دوسرے کپڑوں کا اہتمام۔ اور فاروق اعظمؓ کا احتلام کے کپڑے کو دھو کر اُسی میں نماز پڑھنے کے واقعات سے واضح ہوا کہ باوجود اس امر کے کہ شریعت میں نجاست سے بچنے اور پاک صاف رہنے کا بہت بڑا اہتمام ہے مگر اس اہتمام میں اُس حد سے تجاوز کرنا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضراتِ صحابہ سے ثابت ہے ناپسند کیا گیا۔

محدث الہند حضرت شاہ ولی اللہ قدس اللہ سرہ نے عبادات کے معاملہ میں تشدد و تعمق (تکلف) کو تحریف دین کے اسباب میں شمار کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ عبادات میں تعمق و تکلف کرنے والے اگر ایسے لوگ ہوں جو دین میں مقتدا سمجھے جاتے ہیں تو دیکھنے والے اُس کو امر شرعی سمجھ جاتے ہیں (جیسا کہ عام تجربہ و مشاہدہ ہے) اور فرمایا ہے کہ یہ یہود و نصاریٰ کے پادریوں کی بیماری ہے (حجۃ اللہ...... ص۱۲۱ ج۱)

اور حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کا ارشاد ہے کہ بدعات سے اور تشدد و تکلف سے بچو۔"

مقدمۂ ثانیہ

اسلامی عبادت کا مبنیٰ سادگی اور یسر و سہولت پر ہے

تمام اسلامی عبادات میں غور کرنے سے بآسانی یہ بات متحقق ہو جاتی ہے کہ اسلام نے تمام عبادات و طاعات میں سادگی کو اختیار کیا ہے۔ کسی عبادت کو بغیر شدید مجبوری (ضرورت) کے آلات و اسباب پر موقوف نہیں رکھا۔

دیکھئے قمری مہینوں کا آغاز و اختتام منازل قمر اس کی روزانہ رفتار کے حساب سے بہت آسانی کے ساتھ معلوم ہو سکتا ہے اور قرآن مجید میں آیت هُوَ الَّذِي جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَاءً وَّالْقَمَرَ نُورًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوا

عَدَدَ السِّنِیْنَ وَالْحِسَابَ میں اس کی طرف بھی اشارہ موجود ہے۔

اور زمانۂ سعادت میں یہ فن نجوم وریاضی نہایت مکمل اور اس فن کے ماہرین اس کثرت سے موجود تھے کہ اب اُس کا کوئی حصہ بھی دنیا میں نہیں ہے۔ اور ان حسابات پر اگر مہینہ کا شروع وختم شرعاً اعتبار کر لیا جاتا تو سرسری نظر میں ایک قسم کی سہولت بھی تھی کہ رویت ہلال کے اہتمام اور اس میں شہادتوں کے جھگڑے ختم ہو جاتے لیکن ان سب امور کے باوجود حکمت الٰہیہ کے معلّم اول نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اُمت کو اس بارہ میں کیا ہدایت فرمائی وہ الفاظِ ذیل میں دیکھئے:۔

صوموا لرویتہ وافطروا لرویتہ چاند دیکھکر روزہ رکھو اور چاند دیکھکر ہی افطار کرو

نماز کیلئے اجتماع اور اس میں آلات کو چھوڑ کر صرف اذان کی مشروعیت

جب حق تعالیٰ نے اسلام کی اشاعت میں ترقی عطا فرمائی اور مسلمانوں کی کثیر تعداد دُور دُور کے محلوں سے مسجد نبوی میں آنے لگی تو ضرورت ہوئی کہ وقت اجتماع کی اطلاع دینے کی کوئی صورت اختیار کی جاوے۔ مشورہ ہوا تو کسی نے ناقوس، کسی نے گھنٹہ بجانے کی تجویز پیش کی۔ اور بعض حضرات نے کسی اونچی جگہ پر آگ روشن کرنے کا مشورہ دیا۔ جیسا کہ تمام کتب حدیث صحاح وغیرہ میں باسانید صحیحہ منقول ہے۔

اور سُنن بیہقی کی ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ بعض حضرات نے جھنڈا بلند کر کے لوگوں کو اطلاع دینے کی صورت تجویز کی۔

لیکن رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو ان میں سے کوئی چیز پسند نہ آئی۔

بالآخر فرشتہ کے ذریعہ اذان کی صورت حق تعالےٰ نے تعلیم فرمائی۔

یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ اعلام واطلاع جو اذان کا مقصود ہے وہ بلاشبہ گھنٹہ وغیرہ کے ذریعہ ……

مُقدّمۂ ثالثہ

استعمال آلاتِ جدیدہ در عباداتِ مقصودہ وغیر مقصودہ میں فرق

یہ مقدمہ سب سے زیادہ اہم ہے کیونکہ عبادات میں آلات جدیدہ استعمال کرنے کے متعلق جو کچھ اختلافات ہیں وہ زیادہ تر اس فرق کے نظر انداز کردینے کی وجہ سے ہیں کہ حج اور جہاد میں آلات جدیدہ کے استعمال اور اُسکے جواز پر نماز میں مکبر الصوت وغیرہ کے استعمال کو قیاس کیا جاتا ہے۔ حالانکہ دونوں میں فرق عظیم ہیں۔
قرآن وحدیث کے ارشادات پر نظر ڈالنے والا اس حقیقت سے بے خبر نہیں ہوسکتا کہ :-

(۱) شریعت میں بعض عبادات تو وہ ہیں جو خود مقصود ہیں اور بعض وہ جو خود مقصود نہیں بلکہ کسی عبادت کا ذریعہ اور طریقہ ہونے کی وجہ سے عبادت کہلاتے ہیں۔ مثلاً نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ خود عباداتِ مقصودہ ہیں اور نماز کیلئے چلکر مسجد میں جانا یا اسکے لئے دوسری ضروریات کی طیاری کرنا۔ اسی لئے حج کیلئے پیادہ یا ریل، موٹر یا جہاز وغیرہ میں سفر کرنا وغیرہ داخل عبادات ہیں مگر خود مقصود نہیں بلکہ ذریعہ عبادت ہونے کی وجہ سے انکو عبادت کہا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اگر اصل عبادت بغیر ان امور کے حاصل ہوسکے تو پھر ان کی ضرورت نہیں رہتی۔

(۲) عباداتِ مقصودہ پر کچھ فوائد ضرور مرتّب ہوتے ہیں اور فوائد ہی کیلئے اُنکو ادا کیا جاتا ہے لیکن علاوہ فوائد کے ان عبادات کی جو شرعی ہیئت وصورت ہے وہ خود بھی مطلوب ہے یہ نہیں کہ اگر وہ فوائد جو کسی عبادت پر مرتّب ہوتے ہیں دوسرے ذریعہ سے حاصل ہوجائیں تو اس عبادت کو چھوڑ دینا جائز ہوجائے۔ نماز کا مشہور فائدہ تواضع اور خشوع وخضوع کی تعلیم ہے اگر کوئی شخص بالطبع متواضع اور خاشع ہو تو اُسکو یہ جائز نہیں کہ نماز چھوڑ دے۔
اسی طرح روزہ کا مشہور فائدہ نفس کی بہیمی قوت کو توڑنا ہے اگر کسی کو بلا روزہ کے محنت وریاضت سے یہ چیز حاصل ہوجائے تب بھی روزہ اُسپر فرض ہے۔ اذان کا مقصود محلہ والوں کو نماز کیلئے جمع کرنا ہے۔ لیکن اگر کسی موقع پر سارے اہل محلہ مسجد میں موجود ہوں تب بھی اذان کا چھوڑنا جائز نہیں جمعہ اور عیدین کے خطبوں کا مشہور فائدہ مسلمانوں کو احکام شرعیہ کی تعلیم یا تذکیر ہے لیکن فرض کیجئے کہ کسی مجمع میں سب علماء وفقہاء اور عبّاد وزہّاد ہی موجود ہوں جنکو یہ سب احکام معلوم بھی ہیں اور یاد بھی لیکن جمعہ کا خطبہ اُسوقت بھی چھوڑنا جائز نہیں نہ جمعہ میں نہ عیدین کا

(۳) عباداتِ غیر مقصودہ اسکے برعکس ہیں کیونکہ وہ خود مقصود ہی نہیں بلکہ وہاں تو فوائد

مقصود ہیں جو اُن پر مرتب ہوتے ہیں۔ مثلاً جو شخص کسی مسجد کے حجرہ میں رہتا ہے اُس کو یہ حکم نہیں کہ نماز کے وقت مسجد سے باہر جائے اور چلکر مسجد میں آئے۔ اسی طرح حرم شریف کے اندر رہنے والے کو نہیں کہا جاتا کہ حج کیلئے جہاز وغیرہ میں سفر کرنا عبادت ہے۔ لہذا حرم سے نکلو اور جہاز میں بیٹھکر جدہ پہنچو پھر مکہ میں داخل ہو۔ جس نمازی کے پاس اسلحہ موجود ہوں اُسکو یہ نہیں کہا جاتا کہ جہاد کے لئے لوہے سے اسلحہ بنانا عبادت ہے لہذا خود اسلحہ بناؤ۔

خلاصۂ

ان تینوں نمبروں کا یہ ہے کہ عبادات مقصودہ میں تو خود وہ ہیئت اور صورت عبادت کی مطلوب اور ضروری ہے جو شرع سے منقول اور تعامل سلف سے ثابت ہے اسمیں کسی قسم کی کمی یا زیادتی یا ہیئت و صورت میں تغیر تبدل بغیر دلیل شرعی کے جائز نہیں۔

اور عبادت غیر مقصودہ میں اُن کی وہ ہیئت و صورت مقصود نہیں ہوتی بلکہ وہ صرف اس لئے مقصود ہے کہ کسی عبادت کا ذریعہ ہیں۔ اسی لئے اگر وہ عبادت بغیر کسی ذریعہ کے حاصل ہو جائے تو اُسکو بالکل چھوڑ دینا بھی جائز ہے۔ اور اگر اسکے علاوہ کسی اور طریقہ سے حاصل ہو جائے تو دوسرا طریقہ اختیار کرنا بھی جائز ہے۔ خواہ یہ طریقہ پہلے سے موجود ہو یا کوئی نئی ایجاد ہو۔ اسمیں کسی نئے طریقہ یا نئے آلہ اور نئی ایجاد کے استعمال کرنے کیلئے اسکی کوئی ضرورت نہیں کہ وہ سلف سے منقول ہو۔ یہی وجہ ہے کہ سفر حج میں اونٹوں کے بجائے موٹر یا ہوائی جہاز پر سفر کرنا بلا خلاف اور بلا کراہت جائز ہے۔ کیونکہ یہ سفر خود مقصود نہیں بلکہ حرم مکہ تک پہنچنے کا ذریعہ ہونیکے سبب مطلوب ہے۔ وہ جس ذریعہ سے حاصل ہو جائے کافی ہے۔ علامہ شاطبی نے کتاب الاعتصام میں اسکو تصریحاً لکھا بھی ہے جسکی عبارت شروع رسالہ میں مذکور ہے

اسی طرح جہاد میں نیزہ اور تیر کے بجائے بندوق اور توپ اور ہوائی جہازوں سے کام لینا بلا اختلاف جائز و درست ہے۔ کیونکہ نیزہ اور تیر خود مقصود نہ تھے بلکہ شوکت کفر توڑنے کیلئے انکا استعمال عبادت تھا اور آج جب دوسرے آلات سے یہ کام زیادہ اچھی طرح ہو سکتا ہے تو انکا استعمال بلا شبہ جائز بلکہ مستحسن ہوگا۔

اسی طرح وعظ و تقریر اور درس و تدریس بلند آواز سے کرنا اور سامعین کا مقرر کے قریب بیٹھنا۔ اور بیان میں اسکی رعایت کرنا کہ آواز سب کو پہنچ جائے یہ سب انتظامات داخل عبادت ہیں مگر خود مقصود نہیں بلکہ مقصود محض سامعین کو سنانا ہے جب یہ مقصود اس سے

نماز و اذان جیسی عباداتِ مقصودہ اور شعائرِ اسلام کی ہیئت منقولہ میں کوئی تغیر کیا جا سکے۔ اور کوئی نئی صورت پیدا کی جا سکے۔ اور ثانیاً اصولِ شریعت کہ غلو اور تعمق فی العبادات سے شدت کیساتھ منع کیا جاتا ہے۔ سادگی کی ہدایت کیجاتی ہے یہانتک کہ جو آلات عہدِ نبوت میں موجود تھے ان سے بھی عباداتِ مقصودہ میں کام نہیں لیا جاتا۔ اِدھر عباداتِ مقصودہ کی جو صورت منقول ہے اُسمیں تغیر تبدل ممنوع قرار دیا جاتا ہے۔ یہ سب چیزیں بجائے اسکے کہ آلہ مکبر الصوت میں یہ احتمال پیدا کریں کہ عہدِ نبوت میں ہوتا تو ضرور استعمال کیا جاتا۔ ہماری نظر میں تو یہ تمام اصولِ شرعیہ اسکی طرف رہبری کرتے ہیں کہ اگر اسوقت موجود ہوتا جب بھی ہرگز عباداتِ مقصودہ میں استعمال نہ کیا جاتا۔ علاوہ اس کے تو کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ عباداتِ شرعیہ اذان، نماز، خطبہ وغیرہ کی ادا یا انکی تکمیل اس آلہ پر موقوف نہیں۔ ورنہ لازم آئیگا کہ عہدِ نبوت اور اسکے بعد چودھویں صدی سے پہلے جتنی نمازیں، اذانیں، خطبے ہوتے رہے وہ سب (معاذ اللہ) ناقص تھے۔ موجدِ مکبر الصوت نے اسلام پر احسان کیا کہ اسکی عبادات کی تکمیل کا راستہ نکالا جسکو کوئی مسلم قبول نہیں کر سکتا۔ اور جب یہ مسلّم ہوا کہ ان عبادات کی ادا اس پر موقوف نہیں بغیر اس آلہ کے بھی یہ عبادات اکمل طریق پر ادا ہو سکتی ہیں تو ایسی صورت میں اگر جواز و عدمِ جواز کے دونوں احتمالات کو مساوی درجہ میں بھی تسلیم کر لیا جاوے۔ تو اصولِ شرعیہ اور احتیاط کا مقتضیٰ یہی ہوگا کہ عباداتِ مقصودہ میں اس کے استعمال کو ترک کیا جائے۔

خلاصۂ حکم یہ ہے کہ مکبر الصوت اور اسکے امثال دوسرے آلاتِ جدیدہ کا استعمال تمام دنیوی ضرورتوں میں نیز ان عبادات میں جو خود مقصود نہیں جائز و درست ہے مگر عباداتِ مقصودہ نماز، اذان، خطبہ میں درست نہیں۔

اسی طرح حج میں جسقدر چیزیں عباداتِ غیر مقصودہ کی حد میں ہیں مثلاً وطن سے بندر سفر کرکے کسی بندرگاہ پر پہنچنا۔ وہاں سے جہاز پر اور پھر جدہ سے موٹر پر سوار ہو کر مکہ مکرمہ پہنچنا ان سب چیزوں میں تو اختیار ہے کہ جو طریق و ذریعہ چاہے اختیار کرے جس سواری میں چاہے سفر کرے، ٹرین میں چلے یا ہوائی جہاز میں آئے۔ لیکن جب حرمِ محترم میں داخل ہو کر ارکانِ حج شروع کرے اور طواف کا وقت آیا تو یہ عباداتِ مقصودہ ہیں۔ اس میں اگر کوئی شخص بلا عذر ہوائی جہاز میں بیٹھ کر طواف کرنے لگے یا وہ پر جو حکیم عباس بن فرناس نے اندلس کے اسلامی عہد میں ایجاد کئے تھے جن سے انسان اپنے بازوؤں پر لگا کر ہوا میں اڑ سکتا تھا۔

فقط خالیا عن قصد الاحرام فلا صلوٰۃ لہ ولا لمن یصلی بتبلیغہ فی ھذہ الحالۃ لانہ اقتدی بمن لم یدخل فی الصلوٰۃ فان قصد بتکبیرۃ الاحرام مع التبلیغ للمصلین فذلک ھو المقصود منہ شرعًا کذا فی فتاوی الشیخ محمد بن محمد العزیزی الملقب بشیخ الشیوخ (شامی جلد اوّل)۔

اور اسی طرح مبلّغ (یعنی مکبّر) اگر وہ صرف لوگوں کو تکبیر سنانے اور اطلاع دینے ہی کے قصد سے تکبیر کہتا ہے تو اُس کی نماز نہیں ہوتی۔ اور اُس شخص کی نماز ہوتی ہے جو اسکی تکبیر کی اقتدا اس حالت میں کرتا ہے اسلئے کہ وہ ایک ایسے شخص کی اقتدا کر رہا ہے جو نماز میں داخل نہیں ہاں اگر اپنی تکبیر سے تحریمہ کا بھی قصد کرے اور لوگوں کو سنانے کا بھی تو یہ عین مقصود شرعی ہے اس صورت میں اسکی بھی نماز درست ہوگی اور اسکی آواز پر اقتدا کرنیوالوں کو بھی، ایسا ہی لکھا ہے فتاوی شیخ الشیوخ میں۔

عبارت مذکورہ میں یہ شرط بوضاحت مذکور ہے کہ مکبّر داخل نماز ہونا چاہیئے اور دوسری شرط یعنی اُسکا مکلّف ہونا خود اُسی شرط سے لازم آتا ہے کیونکہ جانور یا آلہ وغیرہ جو مکلّف نہیں وہ داخل نماز بھی نہیں کہلا سکتے۔ علاوہ ازیں درمختار باب سجود التلاوۃ میں ہے:۔

(لا یجب بسماعہ من الصدی والطیر) اگر سجدۂ تلاوت آواز بازگشت سے یا کسی جانور سے سن لی تو سجدہ واجب نہیں ہوتا اس سے بھی معلوم ہوا کہ غیر مکلّف کی آواز پر احکام شرعیہ میں کوئی حکم شرعی مرتب نہیں کیا جا سکتا۔

اور جب ثابت ہوگیا کہ تکبیرات کو مقتدیوں تک پہنچانیوالے کیلئے داخل نماز اور مکلّف ہونا شرط ہے اگر ان میں سے کوئی شرط نہ پائی جاوے تو اُس آواز پر اقتدا کرنیوالے کی نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ تو آلہ مکبّر الصوت کا حکم خود واضح ہوگیا۔ کیونکہ وہ نہ مکلّف ہے اور نہ داخل صلوٰۃ۔ پس اگر تحقیق سے یہ ثابت ہو جاوے کہ یہ آلہ امام کی آواز کو اپنے اندر جذب کرکے اُسکے مثل آواز پہنچاتا ہے تو اسکی آواز پر اقتدا کرنیوالوں کی نماز فاسد ہوگی پھر یہ تحقیق چونکہ ایک مسئلہ سائنس کی تحقیق ہے اسلئے مجدد الملت حکیم الامت سیدی حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی دامت برکاتہم نے اہل سائنس کو خطوط لکھکر اسکی تحقیق فرمائی جنمیں سے تین حضرات کے مختلف جوابات آئے (جنکو عنقریب بعینہ نقل کیا جاویگا) ایک[۱] صاحب نے اسکو بعینہ امام یا خطیب کی آواز قرار دیا اور از روئے سائنس اسکی یہ صورت قرار دی ہے کہ یہ آلہ آواز کی لہروں کو قوی کر دیتا ہے جس سے وہ دور تک پہنچتی ہے۔

دوسرے[۲] ایک صاحب نے دونوں احتمال کو مساوی قرار دیکر تردد ظاہر کیا ہے۔

تیسرے[۳] صاحب نے قطعی طور پر اسکو آواز امام کی حکایت و نقل بتایا ہے۔

بنا بریں علیہ از روئے قواعد سائنس مسئلہ کا کوئی قطعی فیصلہ نہ ہوا جسکا نتیجہ تردد و شک نکلتا ہے

اور ایسے مواقع کیلئے قاعدہ شرعیہ مشہورہ ہے کہ الیقین لا یزول بالشک یعنی جو امر اصل سے یقینی ہو پھر اُسمیں کسی وجہ سے شک پیدا ہو جائے تو حکم شرعی میں اصل یقین کا اعتبار ہوگا۔ شک کی بنار پر کوئی حکم نہ دیا جائیگا۔ اس مسئلہ میں آوازِ امام کا دُور تک پہنچنا پہلے سے امر متیقن و مشاہد ہے اس آلہ کے توسط کی بنار پر شبہ ہو گیا کہ شاید اسی آواز کی لہریں قوی ہو کر دُور تک پہنچ گئی ہوں۔ اسلئے حسب ضابطہ اس شبہ کا اعتبار نہ ہوگا۔ بلکہ اصل یقینی امر کا اعتبار کر کے اس آواز کو بحکم صدیٰ (یعنی بازگشت) قرار دیا جائیگا جسکا اثر یہ ہوگا کہ اس آلہ کی اقتدا کرنیوالوں کی نماز فاسد ہوگی۔ واللہ سبحانہٗ وتعالےٰ اعلم

آگے اتمام فائدہ کیلئے وہ سوال و جواب بعینہٖ نقل کئے جاتے ہیں جو اس بارہ میں اہلِ سائنس سے کئے گئے۔

آلہ مکبر الصوت کے متعلق اہلِ سائنس کی تحقیقات

بعد اس تحریر کے اسکے متعلق سوالِ ذیل متعدد ماہرین کے پاس بھیجا گیا دو مقام سے جو جواب آیا وہ اسپر متفق ہیں کہ جو آواز دُور پہنچتی ہے عین صوت ہے جو بلند ہو جاتی ہے صوت کی حکایت اور صدائے بازگشت نہیں ہے چنانچہ ذیل میں وہ سوال اور جوابات منقول ہیں،

سوال۔ لاؤڈ سپیکر کے ڈائل پر سے مقرر کی جو آواز بلند ہوتی ہے اور دُور تک کام کرتی ہے وہ عین آواز ہے یا حکایت آواز (یعنی صدائے بازگشت کی طرح ہو کہ آواز تو ڈائل پر آکر ختم ہو گئی اور صدائے بازگشت لوگوں تک پہنچی اسی طرح دوسرے ڈائل سے تیسرے پر صدائے بازگشت کی کاپی ہو اور تیسرے سے چوتھے پر صدائے بازگشت کی کاپی ہے) مطلب یہ ہو کہ ڈائل پر اصل آواز سنائی دیتی ہو یا نری کاپی ہے اُس آواز کے مثل جو پہاڑوں، جنگلوں میں گونجتی ہے کہ اسکو یہاں پر (اس آلہ میں) برقی رَو کے استعانت سے باقاعدہ اور اصل کے متشابہ کر لیا ہے۔ کیا اچھا ہو کہ مستند جوابی بھی جواب میں ہو۔

جواب۔ از سید شبیر علی ایم۔ اے پروفیسر محکمہ سائنس علیگڈھ بمشورہ دیگر اصحاب محکمہ مذکورہ معرفت منشی سراج الحق صاحب ماسٹر مسلم یونیورسٹی سکول علیگڈھ۔

لاؤڈ سپیکر کے ڈائل پر جو آواز بلند ہو کر دُور جاتی ہے وہ بجنسہٖ آوازِ متکلم یا خطیب ہوتی ہے جو لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ قوی ہو جاتی ہے آواز در اصل ہوا میں لہروں کے پیدا ہونیکا نام ہے جو زبان کی حرکت سے پیدا ہوتی ہے اور کان کے پردہ پر جا کر اسی قسم کی کیفیت پیدا کرتی ہے۔ کان کے پردہ تک پہنچنے سے پیشتر اگر وہ لہریں ضعیف ہو چکی ہیں (جسکے مختلف اسباب ہو سکتے ہیں مثلاً بادِ مخالف، یا شور و غل وغیرہ) اور پھر اُنکو لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ قوی کر دیا گیا ہے تاکہ وہ زیادہ دور تک

جاسکیں تو ایسی صورت میں لاؤڈ سپیکر کے بعد جو آواز نکل رہی ہے وہ فی الحقیقت اصلی ہی آواز ہے آواز ڈائل پر جاکر ختم نہیں ہوجاتی بلکہ ضعیف سے قوی ہوجاتی ہے۔ لاؤڈ سپیکر اُن ضعیف لہروں میں ایک قسم کی نئی جان ڈالدیتا ہے اور فعل اُن لہروں کے معدوم ہونے سے پیشتر ہوتا ہے یعنی وہ لہریں متکلم کے منہ سے نکلی ہوئی بجنسہ اپنی اصلی حالت پر قائم ہوتی ہیں۔ صدائے بازگشت میں آواز کی نوعیت یہ ہوتی ہے کہ مخرج یا منبع سے آواز نکل کر کسی چیز سے ٹکراتی ہے اور واپس آتی ہے چونکہ اس فاصلے کو طے کرنے کیلئے وقت درکار ہوتا ہے اور آواز کی رفتار زیادہ تیز نہیں ہے اسلئے دوسری آواز سنائی دیتی ہے۔ صدائے بازگشت میں وہی آواز ٹکراکر دوبارہ سنائی دیتی ہے اور لاؤڈ سپیکر پر وہی آواز ضعیف سے قوی ہوجاتی ہے اس لئے ہمیں دو آوازیں نہیں سنائی دیتیں۔

جواب دیگر - از برج نندن لال صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ایس سی۔ ماسٹر سائنس اگزنڈرہائی سکول بھوپال معرفت منشی مظہر صاحب ماسٹر۔

جب کسی شے میں حرکت ہوتی ہے تو اس تموج میں بیرونی ہوا پر اسکے صدمہ سے ایک صورت تموج پیدا ہوتی ہے جو اصل حرکات کے بجنسہ مطابق ہوتی ہے اسکو تموج اصوات کہتے ہیں جب کوئی شے اسکے سدراہ ہوتی ہے تو اُن میں بازگشت پیدا ہوتی ہے اور چند اصول کے تحت ان لہروں کا اجتماع ایک مرکز پر ہوتا ہے۔ اگر اس مرکز پر کان کو رکھا جاوے تو وہ آواز اگرچہ ابتداءً نہایت آہستہ ہو بلند اور صاف سنائی دیتی ہے دیگر درمیانی مقام پر وہ ہرگز سنائی نہیں دیتی۔ اگر جہاں سے آواز ہوتی ہے اور جہاں کہ یہ لہر ہوتی ہے دونوں مقامات کے درمیان ایک خاص معینہ فاصلہ کم نہ ہو تو اُسمیں گونج اور صدائے بازگشت پیدا ہوتی ہے جو اصل آواز سے بلند ہوتی ہے۔ اور بعض اوقات میلوں سنائی دیتی ہے جب کبھی آواز کسی تنگ نالی میں ہوکر گذرتی ہے تو مشاہدہ میں آیا ہے کہ وہ بہت بلند ہوجاتی ہے۔ اور دُور تک جاتی ہے وجوہات کی تفصیل طویل ہے۔ ایک وجہ [illegible] ہے کہ تنگی کے اندر کی ہوا میں کثرت سے تموج [illegible] جو اصل آواز کے مطابق اور بجنسہ ہوتا ہے [illegible] اصل کی تقویت کا باعث ہوجاتی ہے [illegible] کو وہ آواز [illegible] سنائی دیتی ہے جملہ لاؤڈ سپیکر کی ساخت میں میرا خیال ہے کہ [illegible] دونوں اصول کو مدنظر رکھا [illegible] ٹیلیفون کے اصول کی مدد [illegible] ہے۔ افسوس ہے کہ میرے پاس [illegible] علم میں کوئی کتاب [illegible] موجود نہیں [illegible] کا ذکر کیا ہو۔ لیکن یقین ہے کہ اگر کوئی [illegible] جاوے [illegible] تو [illegible] تحقیق ہو سکیگی البتہ [illegible]

کی وجہ اس خاص صورت میں یہ ہے کہ موجوں کی توانائی ہوا کے وسیع رقبوں میں پھیل کر منتشر نہیں ہونے پاتی بلکہ ایک سمت میں ان موجوں کی ہدایت ہونے سے آواز تقریباً اپنی کامل ابتدائی توانائی کے ساتھ سامع تک پہنچ جاتی ہے۔ اس آواز کو بلاشبہ بولنے والے ہی کی آواز سمجھ سکتے ہیں۔ اس مکبر الصوت سے آواز کا انتقال بہت دُور تک نہیں ہو سکتا۔

اگر مکبر الصوت برقی نوعیت کا ہے جیسا کہ معمولی لاسلکی ٹیلیفون کے ساتھ استعمال کرنے کا آلہ ہوتا ہے تو اسکی نوعیت بالکل جداگانہ ہے۔ یہاں آواز پیدا کرنیوالے جسم کی ارتعاشی حرکت اپنی نوعیت بدل کر ایک دوسری قسم کی ارتعاشی صورت اختیار کرلیتی ہے گویا کہ آواز کی نقل برقی رووں یا برقی موجوں میں تیار کرلی جاتی ہے۔ اور وہ سُننے والے کے آلہ سماعت میں داخل ہو کر بالآخر آواز کے مادّی ارتعاش کی شکل میں تبدیل ہوجاتی ہے جو کہ آواز کے پیدا کرنے کیلئے لازمی ہے اور اس طرح سُننے والا نقل در نقل یا بواسطہ طریقے سے آواز سُن پاتا ہے۔ ایسے لاؤڈ سپیکروں کی آواز ابتدائی آواز کی محض نقل یا حکایت ہی سمجھی جاسکتی ہے۔ ۲۰ صفر ۱۳۶۲ھ

(نوٹ) اس جواب کا حاصل اس کا حکم ہے کہ یہ آواز صدائے بازگشت ہے تو اس بناء پر مولانا حسین احمد صاحب کا جواب۔ مذکورہ بالا متعین ہے۔ اشرفعلی ۱ صفر ۱۳۶۲ھ

ترتیب

در رفع شبہات و تصدیقات علماء

ایک شبہ اور اُس کا ازالہ

مکبر الصوت کو تکبیرات نماز میں استعمال کرنے کیلئے بعض حضرات یہ ضرورت بیان کرتے ہیں کہ جمعة الوداع اور عیدین کے بڑے مجمع میں عموماً مکبرین کا انتظام درست نہ ہونے کی وجہ سے عام طور پر نمازوں میں خلل آتا ہے۔

---

[1] یعنی مندرجہ رسالہ التخفیق الفرید جس کا حاصل یہ ہے کہ مکبر الصوت کی آواز پر تکبیرات (انتقال میں) اقتداء مفسد نماز ہے ۱۲ محمد شفیع

بعض دفعہ مبلّغ و مکبّر کی آواز پچھلی صفوں میں نہیں پہنچتی۔ اور بعض دفعہ وہ غلطی کر دیتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ امام سجدہ میں ہے رکوع میں۔ امام کچھ کرتا ہے مقتدی کچھ کرتے ہیں مکبّر الصوت کے ذریعہ یہ خلل بآسانی رفع ہو سکتا ہے۔

لیکن اس میں سب سے پہلی بات تو وہ ہے جو رسالہ میں عرض کی جا چکی ہے کہ تکبیرات میں اس آلہ کی اقتدا مفسد نماز ہے۔ تو ایسی اصلاح اور آواز رسانی سے کیا نتیجہ جو خود ہی مفسد نماز ہو دوسرے یہ خلل تو بدنظمی سے پیدا ہوتا ہے جو حضرات آلہ مکبّر الصوت کا انتظام اسکے مصارف برداشت کر کے کر سکتے ہیں کیا اُنکے لئے یہ بات اُس سے زیادہ آسان نہیں کہ مکبّرین کا انتظام پہلے سے درست کر دیں۔

ضرورت کے موقعوں پر سمجھدار آدمی مکبّر و مبلّغ مقرر کر دیئے جاویں۔ انتظام کے بغیر تو آلہ مکبّر الصوت سے بھی کام نہیں لیا جا سکتا۔ اور انتظام کی معمولی درستی سے مکبّرین کا نظم درست ہو سکتا ہے۔ اور یہ خلل بہت آسانی سے رفع ہو سکتا ہے۔

اس کے علاوہ تجربہ شاہد ہے کہ آلہ مکبّر الصوت میں بھی بسا اوقات خلل آ جاتا ہے جس کو فوراً درست نہ کیا جائے تو آواز دُور تک نہیں پہنچ سکتی۔ اسی وجہ سے جن جلسوں میں اس آلہ کا استعمال کیا جاتا ہے اُس کے پاس اس کے درست کرنیوالوں کا انتظام رکھا جاتا ہے تقریر و وعظ کے جلسوں میں تو یہ انتظام ہو بھی جاتا ہے مگر نماز میں یہ بھی مشکل ہے کیونکہ جب سب لوگ نماز میں شریک ہو گئے۔ اور فرض کیجئے کہ اثنار نماز میں اس کا کرنٹ نہ رہا تو اُس وقت کون نماز توڑ کر اس کو درست کریگا۔ اور درست نہ کیا تو اب پچھلی صفوں تک آواز پہنچنے کا کوئی نظم ہی نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ اس آلہ کے بھروسہ پر مکبّرین کا انتظام بھی چھوڑ دیا جائیگا۔

الغرض جو خلل اور ضرورت بتلائی گئی ہے وہ تھوڑی سی توجہ اور انتظام سے بآسانی بلا مکبّر الصوت کے رفع ہو سکتی ہے۔ اور جو انتظام ہی سے گھبرائیں تو مکبّر الصوت بھی بدون انتظام و اہتمام کے کام نہیں دے سکتا۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

شبہات کے جوابات اور تصدیقات علمائے کے سلسلہ میں ہم اس وقت حضرت مجدد الملت حکیم الامت سیدنا و سندنا حضرت مولانا اشرف علی صاحب دامت برکاتہم کا رسالہ التحقیق الغریب فی تحقیق مکبر الصوت القریب بعینہ تکمیل فائدہ کے لئے عینہا نقل کرتے ہیں کیونکہ اس میں اول تو خود حضرت ممدوح کا فیصلہ ہے اور

[1] رسالہ المقالات المفیدۃ فی حکم الاٰلات الجدیدۃ میں تمام آلات جدیدہ کے احکام مفصل لکھے ہیں جو مولوی صاحب [illegible] کتب خانہ رحیمیہ دیوبند سے مل سکتی ہے ۱۲

فہرست مضامین امداد المفتین

جلد پنجم بابت ۱۳۵۸ھ

نوٹ سابقہ فہرست غلط طبع شدہ تھی اس مرتبہ ہم نے صحیح کراکر لکھوایا ہے

منیجر

تمت بالخیر

فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون

الحمد للہ والمنۃ کہ ایں خزینۂ علوم فقہیہ و ذخیرۂ فتاوے

یعنے

جلد ششم

فتاوی دار العلوم دیوبند

کہ مشتمل ست بر

عزیز الفتاوے

از افاضات زین مسند الافتاء والتدریس مفتی اعظم حضرت مولانا عزیز الرحمن صاحب

قدس سرہ مفتی دار العلوم دیوبند

و

امداد المفتین

از جناب مولٰنا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی مدظلہ سابق مفتی دار العلوم دیوبند

ناشر

قابل اختر صدیقی مالک کتبخانہ رحیمیہ دیوبند (یوپی)

عزیز الفتاویٰ

از جلد ۶ سے حصہ ششم ۱۳۴۵ھ

نوٹ:۔ اس جلد سے عزیز الفتاویٰ کے مسائل بھی امداد المفتیین کے طرز پر شائع کئے جاتے ہیں۔ ابواب کی ترتیب پر جمع نہیں ہو سکے ختم جلد پر جو فہرست دی جاویگی وہ انشاء اللہ ابواب پر مرتب ہوگی جس سے مسائل نکالنے میں مشقت نہ ہوگی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چرم قربانی کسی کو ہبہ کر دیا جاوے تو اُسکو اختیار ہو کہ اُسکی رقم کسی مسجد یا قومی کام میں دیدے

سوال (۹۷) راندیر کے نگینہ محلہ کے مسلمان اپنی محلہ کی قربانی کے چمڑے جمع کر کے ایک شخص کو بطور بخشش ہبہ کر دیتے تھے پھر وہ شخص ان چمڑوں کو فروخت کر کے اسکی قیمت سے محلہ میں راہ داری کیلئے فانوس روشن کر دیا کرتا تھا اور جواز کی صورت جناب مولوی غلام محمد صاحب مرحوم نے بتائی تھی۔ مدت سے روشنی کا کام چمڑوں کی قیمت سے چلتا تھا مگر امسال پر کسی نے شبہ ڈالدیا کہ یہ صورت جائز نہیں ہے اسلئے سوال ہے کہ مولوی صاحب موصوف نے یہ صورت جواز شریعت کے موافق بتلائی تھی یا خلاف شریعت؟

الجواب۔ یہ صورت جو مولوی غلام محمد صاحب نے بتلائی تھی صحیح ہے۔ در مختار میں ایسا ہی لکھا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ بندہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

کفار کے مذہبی میلوں میں خرید فروخت کے لئے جانا بھی جائز نہیں ہے

سوال (۹۸) ہندؤں کے میلوں میں خرید و فروخت کے لئے جانا درست ہے کہ نہیں؟

الجواب۔ کفار کے مذہبی میلوں میں جانا اور کچھ خرید و فروخت کرنا درست نہیں۔ اس سے احتراز لازم ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ بندہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

طلاق کی ایک صورت

سوال (۹۹) ایک شخص کے دو عورتیں پہلے سے نکاح میں تھیں۔ اب سے تیسرا نکاح کرنا چاہتا تھا جب نکاح کا روز ہوا تو عروس کے والدین نے ایک اقرار نامہ اس مضمون کا لکھا کہ میری اگلی عورتوں کو مہر و طلاق دیدیا گیا۔ جب برات عروس کے گھر پہنچی تو وہ اقرار نامہ مذکور کو پڑھکر زوج نے زبان سے کچھ نہیں کہا لیکن دستخط فوراً کر دیئے البتہ تحریر فرمایئے کہ ان دونوں بیویوں پر طلاق واقع ہوئی کہ نہیں

الجواب۔ اس صورت میں اُسکی دونوں زوجہ سابقہ پر طلاق واقع ہوگئی اور جیسی طلاق اقرار نامہ

میں تحریر ہیں ویسی ہی واقع ہوئی یعنی اگر تین طلاق اقرارنامہ میں تحریر ہیں تو تین طلاق واقع ہوئی اور مغلظہ ہوگئی اور اگر ایک یا دو صریح طلاق لکھی گئی ہے تو طلاق رجعی واقع ہوئی جس میں عدت کے اندر رجعت درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ بندہ عزیز الرحمن عفی عنہ

چرم قربانی فروخت کرکے اُسکی قیمت مسجد وغیرہ میں لگانا درست نہیں

سوال (۹۰۰) چرم قربانی کو فروخت کرکے اسکی قیمت مسجد کی تعمیر میں لگا سکتے ہیں کہ نہیں؟

الجواب قیمت چرم قربانی کا صدقہ فقراء و مساکین پر واجب ہے مسجد کی مرمت وغیرہ میں صرف کرنا اسکا درست نہیں ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ بندہ عزیز الرحمن عفی عنہ

قرآن خوانی پر اجرت یا دعوت وغیرہ کا حکم

سوال (۹۰۱) چہ می فرمایند علمائے دین درکسے کہ جماعتی از قاریان کلام قدیم باجرت بخانہ خواند و ختم کلام مجید یا پارۂ ازاں و یا دیگر کلمات و دعوات ماثورہ باینہا خواندن فرمود و برائے ختم خوانان ما حضر طعامی مہیا ساختہ بعد فراغت ایشاں را خورانید و مبلغے نقد ہم حسب طاقت بایشاں داد طوعاً و کرہاً و گروہے دیگر از ہمسایگان و خویشاوندان را نیز بدعوت می خواند و می خوراند دریں صورت بموجب حکم شریعت غرا چہ حکم است ترتیب ایں چنیں مجلس شرعاً جائز است یا نہ۔ و خوردن و آشامیدن قاریان و دیگر کساں حلال است یا نہ۔ و اخذ قاریان درست است یا نہ۔ و فرقہ دیگر ایں مجموع ایں عمل را بدعت می دانند؟

الجواب۔ قال فی رد المحتار ناقلاً عن شرح الهداية لتاج الشريعة ان القرآن بالاجرة لا يستحق الثواب لا للميت ولا للقاری و قال العينی فی شرح الهداية و يمنع القاری للدنيا والاخذ والمعطی آثمان فالحاصل ان ما شاع فی زماننا من قرأة الاجزاء بالاجرة لا يجوز لان فيه الامر بالقرأة واعطاء الثواب للامر والقرأة لاجل المال فاذا لم يكن للقاری ثواب لعدم النية الصحيحة فاين يصل الثواب الی المستاجر ولولا الاجرة ما قرء احد لاحد فی هذا الزمان بل جعلوا القرآن العظيم مكسبا و وسيلة الی جمع الدنيا انا لله وانا اليه راجعون انتهی ثم قال كما صرح به فی التاتارخانية حيث قال لا معنی لهذه الوصية ولصلة القاری بقرأته لان هذه بمنزلة الاجرة والاجارة فی ذلك باطلة وهی بدعة ولو يفعلها احد من الخلفاء الخ پس ازیں روایات و امثالہا واضح است کہ حق دریں صورت با مانعین ست۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

اراضی کشمیر وغیرہ جنکی بیع شراء کا اختیار مالکوں کو نہیں دیا جاتا اُسکا حکم

سوال (۹۰۲) در کشمیر خصوصاً در مواضعات مطابق حکم قانون در حق

اراضیات مالکان را اختیار بیع و شراء و رہن حاصل نیست! باوجودآنکہ عمارات بصرف زر کثیر تیار می کنند و زمینات ہم اباً عن جد موروثہ و مملوکہ و مقبوض خود دارند۔ آیا برایں چنیں عمارات و مکانات وغیرہ کہ موصوف باوصاف مندرجہ بالا شد ند شرعاً اطلاق لفظ مال کردہ شود یا نہ و بیع شراء و رہن و وصیت و ہبہ وغیرہ جائز است یا نہ و مانند جمیع اموال شرعاً علیٰ فرائض اللہ تعالیٰ درمیان ورثاء تقسیم کردہ شود یا نہ؟

الجواب۔ شرعاً ایں چنیں اراضی و مکانات مملوکہ مالکان آنہا ست و ایں اشیاء اموال اند برائے ارباب آنہا و مالکان را دراں تصرفات بیع و رہن و ہبہ وغیرہ تملیکات روا است۔ کما فی الدر المختار وغیرہ ولا یمنع الشخص من تصرفہ فی ملکہ الا اذا کان الضرر بجارہ ضرراً بیناً الخ۔

تراویح میں سورۃ والضحیٰ اور اُس کے بعد کی سورتوں میں اللہ اکبر کہنے کا حکم

سوال (۹۰۳) چوں ختم کلام اللہ شریف در تراویح کردہ شود بعض حفاظ بعد سورۃ الضحیٰ تا آخر قرآن برِ اختتام ہر سورۃ اللہ اکبر می خوانند کہ علاوہ از تکبیر رکوع می باشد و گمان می کنند کہ سنت است؟

الجواب۔ فقہاء رحمہ اللہ ایں قسم اذکار و ادعیہ را بر خارج از صلوٰۃ یا بر صلوٰۃ نافلہ کہ منفرداً ادا کردہ شود محمول فرمودہ اند در فرائض و ہمچنیں در نوافل و سنن کہ با جماعت ادا کردہ شود مکروہ فرمودہ اند پس قول مانعین دریں بارہ صواب است و قول مجوزین خطاء قال فی الدر المختار بل یستمع و ینصت الخ وان قرء الامام آیۃ ترغیب و ترہیب و کذا الامام لا یشتغل بغیر القرآن و ما ورد حمل علی النفل منفرداً الخ قولہ حمل علی النفل منفرداً افاد ان کلا من الامام والمقتدی فی الفرض والنفل سواء اما الامام فی الفرائض فلما ذکرنا من انہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یفعلہ فیہا وکذا الائمۃ من بعدہ الی یومنا ھذا فکان من المحدثات ولانہ تثقیل علی القوم فیکرہ واما فی التطوع فان کان فی التراویح فکذلک الخ شامی ص ۳۶۶ ج ۱۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

نماز اور جماعت کے متعلق چند مسائل

سوال (۹۰۴) غیر مقلدوں کے پیچھے حنفیوں کی نماز ہوتی ہی کہ نہیں (۲) دو رکعت خالی اور دو رکعت بھری کیوں پڑھی جاتی ہیں؟ (۳) ایک شخص مغرب کی نماز میں دوسری رکعت میں آکر شامل ہوا۔ اور امام نے دوسری رکعت میں قل اعوذ برب الناس پڑھی تو اب اُس مقتدی کو بعد جماعت پوری ہونے کے کونسی سورت پڑھنی چاہیے۔

الجواب۔ غیر مقلدوں کے پیچھے نماز پڑھنے سے اور انکو امام بنانے سے احتیاط چاہیے۔ اگر کوئی غیر مقلد اتفاقاً امام ہوگیا اور کسی حنفی نے اُسکے پیچھے نماز پڑھ لی تو نماز ہو گئی۔ فقط

(۲) احادیث اور آثار صحابہ رضی سے ایسا ثابت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت میں الحمد اور

سورت پڑھی اور آخر کی دو رکعت میں صرف الحمد پڑھی اسواسطے حنفیہ نے اسکو اختیار کیا ہے۔ فقط

(۳) اس صورت میں اس مقتدی کو اختیار ہے کہ جونسی چاہے تمام قرآن شریف میں سے پڑھے۔ فقط ہے فقط

نکاح ثانی کروں تو پہلی بیوی پر طلاق مغلظہ۔ یا مجھ پر طلاق کا حکم

سوال (۹۰۵) زید نے لکھا کہ تاحیات ہندہ زوجہ خود اگر نکاح کروں تو عورت جدید ثانیہ کو میری طرف سے طلاق مغلظہ ہے۔ وقت تحریر شرط ہذا زید کو یہ علم نہ تھا کہ وہ کون ہوگی بحیات زوجۂ خود عقد ثانی کر سکتا ہے یا نہیں؟

(۲) دوم بصورت بالا اگر زید نے نکاح ثانی کیا اور اسکو طلاق مغلظہ ہوگئی تو پھر زید عورت ثالثہ کے ساتھ نکاح کیوں نہیں کر سکتا اسوجہ سے کہ زید نے یہ شرط کی تھی کہ تاحیات ہندہ زوجۂ خود عقد ثانی نکرونگا نہ یہ کہ عقد ثالث و رابع بھی نکرونگا؟ (۳) اگر زید یہ لکھدے یا کہدے کہ اگر بدون اجازت بکر زبیدہ سے نکاح کروں تو زبیدہ پر طلاق مغلظہ واقع ہوجاوے زید کی تحریر کے وقت زبیدہ بہ نکاح دیگر تھی بعد علیحدگی از شخص دیگر زبیدہ سے زید عقد کر سکتا ہے کہ نہیں۔ کیونکہ زید نے یہ لفظ لکھے ہیں کہ زبیدہ پر تین طلاق مغلظہ ہیں زید کے طلاق ڈالنے سے شخص دیگر پر یعنی زبیدہ پر طلاق نہیں پڑ سکتی تو پھر زید زبیدہ سے کیوں نہیں نکاح کر سکتا؟

(۴) زید نے کہا اور لکھا کہ بدون اجازت عمرو اگر زبیدہ سے نکاح کروں تو مجھ پر طلاق ہے۔ یا محض یہ لفظ کہ بدون اجازت عمرو اگر زبیدہ سے نکاح کروں تو طلاق ہے۔ شکل اول میں زید نے خود پر طلاق ڈالی اور شکل ثانی میں محض لفظ طلاق کا استعمال کیا۔ اب زبیدہ سے نکاح کر سکتا ہے کہ نہیں؟ (۵) زید نے الفاظ سوال سوم اور چہارم کی ہمراہ لفظ انشاء اللہ تعالیٰ بھی کہا۔ اس صورت میں زبیدہ سے نکاح کر سکتا ہے یا نہ؟

الجواب (۱ و ۲) درمختار میں ہے۔ وفیہا کلہا تنحل ای تبطل الیمین ببطلان التعلیق اذا وجد الشرط مرۃ الا فی کلما فانہ ینحل بعد الثلث۔ وفی الشامی وای کذالک حتی لو قال ای امرأۃ اتزوجہا فہی طالق لا یقع الا علی امرأۃ واحدۃ کما فی المحیط وغیرہ۔ اس عبارت سے واضح ہوا کہ اگر زید نے بحیات ہندہ دوسرا نکاح کیا تو اس دوسری عورت پر طلاق مغلظہ واقع ہوگا اسکے بعد اگر اور کسی عورت سے نکاح کریگا تو اس پر طلاق واقع نہ ہوگی فقط (۳) اس صورت میں چونکہ اضافت الی النکاح موجود ہے اسلئے اگر بلا اجازت عمرو زبیدہ سے بعد علیحدگی از شوہر اول نکاح کریگا تو زبیدہ پر طلاق مغلظہ واقع ہوجاویگی۔ کما فی الدر المختار شرط الملک ... او الاضافۃ الیہ کان نکحت امرأۃ الخ۔ (۴) اس لفظ سے کہ مجھ پر طلاق ہے طلاق واقع نہ ہوگی اور دوسرے لفظ سے کہ اگر زبیدہ سے نکاح کروں تو طلاق ہے زبیدہ بعد نکاح کے مطلقہ ہوجاویگی۔ کما فی الشامی انہ لا یلزم کون الاضافۃ صریحۃ فی کلامہ ... بل تکفی القرینۃ والعادۃ ... وھکذا ... ما فی البحر لو قال امرأۃ طالق او قال طلقت امرأۃ ... [illegible] ... تطلق

امرأتہ لان العادۃ ان من لہ امرأتان انما یحلف بطلاقہا لا بطلاق غیرہا الخ (۵) انشاء اللہ متصلاً کہدینے سے حکم طلاق ساقط ہوجاتا ہے قال انت طالق انشاء اللہ تعالیٰ متصلاً الخ لایقع فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عام راستہ میں سے کچھ جگہ مسجد میں لینے کا حکم

سوال (۹۰۶) ایک جگہ جامع مسجد مکان امام مسجد و مکان برادر و ہمشیرہ زادہ امام واقع ہے۔ اور ایک قبرستان بھی قدیم سے مورثان امام کا اسی جگہ میں واقع ہے اور راستہ ہر سہ مکانات و قبرستان و نمازیان مسجد کا سامنے دروازہ شمالی حویلی امام کے مابین حد قبرستان و فصیل مسجد کی جانب شمال کو واقع ہے۔ اس شان سے کہ چاہ مسجد تک صرف مکانات مذکورہ کا راستہ ہے اور چاہ کے بعد قبرستان و دکانات امام وغیرہ و مسجد کا راستہ اسی جانب شمالی کو واقع ہے اور مکانات مذکورہ کی آمد و شد بہلی گاڑی کا بھی اب راستہ یہی ہے الغرض ایک راستہ سب کا ہے۔ اب زمینداران شہر نے اس راستہ سے بغرض داخل کرنے مسجد کے ایک حد ایسی قائم کی ہے کہ راستہ گاڑی بہلی مکانات مذکورہ کا محاذی پختہ خانہ خس پوش مقبوضہ امام و مورثان امام بالکل نہیں رہا اور یہ حد زمینداران نے بلا اجازت مالکان مکانات مذکورہ کے خود قائم کی ہے اور یہ چاہتے ہیں کہ پختہ مکان مذکورہ کو توڑ کر راستہ گاڑی بہلی راستہ مکانات مذکورہ کا کردیں اور مالکان مکان اس راستہ کی کسی چیز کو بھی مسجد میں داخل کرنا نہیں چاہتے اور پختہ مکان مقبوضہ کو توڑ کر راستہ گاڑی بہلی کا کرنا نہیں چاہتے اس صورت میں بلا اجازت اس راستہ سے مسجد میں داخل کرنا اور مکان مقبوضہ امام کو توڑ کر راستہ آمد و شد گاڑی کردینا شرعاً جائز ہے یا نہیں۔ اور واضح رہے کہ مسجد میں کچھ تنگی اور ضرورت توسیع کی نہیں ہے دو درجے اسکے مسقف ہیں اور فرش میں آٹھ صف کے قدر وسعت ہے جو جمعہ کو بھی پورا نہیں بھرتا؟

الجواب: اس صورت میں جائز نہیں ہے کہ امام وغیرہ اہل مکانات کے راستہ میں سے کچھ حصہ بھی بدون اہل مکانات کی اجازت کے مسجد میں داخل کیا جاوے راستہ میں سے مسجد میں داخل کرنے کو جو فقہاء نے جائز لکھا ہے اولاً وہ عام راستہ کا حکم ہے نہ خاص راستہ کا ثانیاً اسکے مسجد میں داخل کرنیکے جواز کی دو شرط فقہاء نے لکھی ہیں۔ ایک یہ ہے کہ مسجد میں تنگی ہو۔ دوسری یہ کہ گذرنے والوں کا نقصان نہ ہو اور صورت مسئولہ میں نہ مسجد میں تنگی ہے نہ راستہ والوں کا نقصان ہے لہذا یہ تصرف زمینداران کا درست نہیں ہے۔

در مختار میں ہے جعل شئی من الطریق مسجداً لضیقہ ولم یضر بالمارین جاز لانہما للمسلمین (ترجمہ) راستہ میں سے کچھ مسجد میں لیا جاوے مسجد کی تنگی کیوجہ سے اور راستہ والوں کا کچھ ضرر نہ ہو تو یہ جائز ہے کیونکہ راستہ اور مسجد دونوں مسلمانوں کے ہیں۔ اسپر علامہ شامی تحریر فرماتے ہیں۔ قولہ لضیقہ ولم یضر بالمارین۔ افاد ان الجواز مقید بہذین الشرطین الخ (ترجمہ) راستہ میں سے مسجد میں داخل کرنا ان دو شرط کیساتھ مقید ہے یعنی جو کہ اوپر مذکور ہیں یعنی تنگی مسجد و عدم ضرر مارین۔ در مختار کی اس تعلیل سے لانہما للمسلمین یہ بھی واضح

یہ عام راستہ کا حکم ہے اور خاص راستہ میں تو ایسا تصرف بلا اجازت اہل طریق کسی حال درست ہی نہیں ہے جیساکہ درمختار میں دوسرے موقع پر فرمایا ہے لا یجوز ان یتصرف باحداث شیء اضر بہم اولا الا باذنہم ترجمہ نہیں جائز ہے راستہ خاص میں کوئی تصرف مطلق مگر اہل طریق کی اجازت سے خواہ ان کو مضر ہو یا نہ ہو اور جب یہ معلوم ہوا کہ راستہ مذکورہ کو مسجد میں داخل کرنا درست نہیں ہے تو یہ غصب ہوگا اور مسجد میں اگر زمین مغصوبہ داخل کی جاوے تو اس جگہ مغصوبہ میں نماز مکروہ تحریمی ہوگی اور تصرف کرنے والے عاصی و آثم ہوں گے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

اولاد واقف کو اختیار ہے کہ سابق امام و مؤذن کو معزول کر کے دوسرے مقرر کریں

سوال ۹۰۷۔ ایک شخص نے کسی قدر زمین مسجد کیلئے وقف کر کے قبضہ میں دیدی بعدہ چند سال واقف کا انتقال ہوا اب اولاد واقف چاہتی ہے کہ زمین موقوفہ مقبوضہ امام و مؤذن اپنی ملک و تصرف میں لا کر امام و مؤذن کو بلا قصور شرعی معزول کریں اور دوسرے امام و مؤذن مقرر کریں اور زمین موقوفہ کے محصولات سے ان کی تنخواہ مقرر کر کے ادا کریں اور تولیت کے بارے میں واقف نے کچھ تحریر نہیں کیا اور نہ کسی کو زبانی متولی کیا ہے۔ پس اس صورت میں اولاد واقف زمین موقوفہ کو اپنے دخل و تصرف میں لا سکتے ہیں یا نہیں۔ اور امام و مؤذن کو بلا قصور معزول کرنا درست ہے یا نہیں اور بلا اذن امام سابق دوسرے امام کی امامت جائز ہے یا نہیں؟

الجواب۔ درمختار میں ہے البانی للمسجد اولی من القوم بنصب الامام والمؤذن فی المختار۔ شامی میں ہے قولہ البانی ولی وکذا ولدہ وعشیرتہ اولی من غیرھم اشباہ وفی رد المحتار ایضاً وما دام احد یصلح للتولیۃ من اقارب الواقف لا یجعل المتولی من الاجانب الخ ان روایات سے معلوم ہوا کہ صورت مسئولہ میں اولاد واقف کو اختیار ہے کہ امام و مؤذن سابق کو معزول کر کے دوسرا امام و مؤذن مقرر کریں اور متولی اولاد واقف سے ہی مقرر ہونا چاہئے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

نابالغ کے نکاح میں خود نابالغ کا ایجاب و قبول معتبر نہیں بلکہ ولی کا معتبر ہے

سوال ۹۰۸۔ مسمی کرامت اللہ کی لڑکی اصغری کی عمر جس وقت چار سال کی تھی اور مسمی کھیدو کا لڑکا محرم علی کی عمر تین سال کی تھی کرامت اللہ اور کھیدو میں باہم رائے ہوئی کہ اصغری اور محرم علی کا نکاح آپس میں کر دیا جاوے۔ لہذا کرامت اللہ اپنی لڑکی اصغری کو لے کر نکاح پڑھانے کے واسطے کھیدو کے مکان پر گئے اور سب دنیاوی رسومات کھیدو نے ادا کیا لیکن جب نکاح کا وقت آیا تو روز کا محرم ہی ہوگیا تھا اور نکاح نہیں پڑھا اور نہ ایجاب و قبول ہوا اور نہ دونوں دلہوں نے بھی کچھ مہر متعین نہیں کیا صرف دنیاوی رسومات کر کے چلے آئے اب اصغری و محرم علی بالغ ہو گئے اور اصغری کو اس کی زوجیت سے انکار ہے تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اصغری کی نکاح دوسری جگہ ہو سکتا ہے یا نہیں۔ **الجواب** نابالغ لڑکے و لڑکی کی طرف سے ان کے ولی کا نکاح کرنا اور ایجاب و قبول کرنا کافی ہوتا ہے پس اگر ان کے ولی نے باہم بچوں کی طرف سے ایجاب و قبول کر لیا تھا مثلاً لڑکی کے باپ نے شوہر کے باپ سے کہا تھا کہ میں نے اپنی دختر کا نکاح تیرے بیٹے سے کر دیا اور شوہر کے باپ نے کہا تھا کہ مجھے منظور ہے یا میں نے لڑکے کی طرف سے قبول کر لیا تو نکاح صحیح ہو گیا اس حالت میں اصغری دوسری جگہ نکاح نہیں کر سکتی اور اگر ان بچوں کے اولیاء نے بھی ایجاب و قبول نہیں کیا تو نکاح نہیں ہوا اس صورت میں اصغری دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ بندہ عزیز الرحمن عفی عنہ

زکوٰۃ کا روپیہ بذریعہ منی آرڈر بھیجنا جائز ہے

سوال ۹۰۹۔ زکوٰۃ کا روپیہ بذریعہ منی آرڈر جو اہل مصرف ہوارسال کر سکتے ہیں یا نہیں ادائیگی زکوٰۃ میں کسی قسم کی کراہت تو نہ ہوگی؟

الجواب۔ زکوٰۃ کا روپیہ بذریعہ منی آرڈر روانہ کرنے میں کچھ حرج نہیں ہے جس وقت مصرف کے پاس پہنچ جاوے گا اور اس کے قبضہ میں آجاویگا زکوٰۃ ادا ہوجائیگی فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

پرانی قبروں کو فرش میں برابر کر کے لینا درست ہے

سوال ۹۱۰۔ اگر بوجہ اشد ضرورت قبروں کو مسجد کے صحن میں ڈال لیا جاوے تو درست ہے یا نہیں؟

الجواب۔ قبروں کو برابر کر کے فرش مسجد میں لیا جاوے اس میں کچھ حرج نہیں ہے اور کچھ کراہت نماز میں نہ ہوگی۔ فقط

سنیہ عورت کا نکاح رافضی سے

سوال ۹۱۱۔ زید سنی المذہب ہے اپنے لڑکے کو اپنی اغراض دنیوی کی غرض سے شیعہ ہونے کی ترغیب یا اجازت دیوے اور خود بھی شریک مجالس شیعان ہو کر مرتکب امر غیر مشروع کا ہووے اور اپنی دختر کا عقد بھی شیعہ مذہب میں کرنے سے راضی ہو یا کر دیوے اور لڑکا اس کا رافضی ہوجاوے تو اس کے اور اس کے لڑکے کے واسطے شرع شریف میں کیا حکم ہے اور نیز اس لڑکی کا نکاح شیعہ مذہب سے جائز ہے یا نہیں؟

الجواب زید کا مرتکب امور محرمہ ہونا اس صورت میں ظاہر ہے اور زید بوجہ ارتکاب امور مذکورہ کے سخت عاصی اور فاسق ہے اور اس کے پسر کا رافضی ہوجانے کا وبال اور گناہ اس لڑکے پر ہے اگر باپ اس کے رافضی ہونے سے راضی تھا تو وہ بھی عاصی ہوا اور لڑکی سنیہ کا نکاح رافضی تبرائی سے کرنا حرام اور ناجائز ہے۔ پھر اگر وہ رافضی تبرائی ایسا ہے کہ امور کفریہ اجماعیہ کا معتقد ہے جیسے انک حضرت صدیقہ رضہ تو مرتد ہے اس سے نکاح سنیہ مسلمہ کا منعقد ہی نہیں ہوتا۔ ہکذا فی کتب الفقہ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

کتابیہ سے نکاح کیا تو اس کو اسلام پر مجبور نہیں کر سکتے

سوال ۹۱۲۔ اہل کتاب سے نکاح درست ہے تو منکوحہ عقد مسلمان میں بلا پردہ کے رہ سکتی ہے یا پردہ میں اور اسلام پر مجبور کیا جاویگا یا نہیں اور عقد مسلمانوں کی طرح ہوگا یا کس طرح ہوں؟

الجواب۔ پردہ پر مجبور کیا جا سکتا ہے اسلام پر نہیں اور عقد مسلمانوں کی طرح ایجاب و قبول کیساتھ روبرو گواہوں کے ہونا چاہیئے اور اولاد مسلمان ہوگی۔ کما فی الدرالمختار والولد یتبع خیر الابوین دینا الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

ڈاکخانہ کے سود کا حکم

سوال ۹۱۳۔ ڈاک خانہ میں روپیہ جمع ہے جب وصول ہوتا ہے تو جبراً وہ سود دیتے ہیں اگر وہ روپیہ سود کو لے کر خیرات کر دے تو کیسا ہے؟

الجواب۔ یہ درست ہے کہ وہ شخص اُس سود کو لے کر مساکین کو دیدے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

لڑکے اور لڑکی کا سن بلوغ

سوال ۹۱۴۔ لڑکا لڑکی کس عمر میں بالغ ہوجاتا ہے اور نابالغ لڑکے کے پیچھے نماز ہوجاتی ہے یا نہیں؟

الجواب۔ پندرہ برس کی عمر میں بالغ سمجھے جاویں گے بشرطیکہ اس سے پہلے کوئی علامت بلوغ کی ظاہر نہ ہو۔ اور شرع میں احکام نماز، روزہ وغیرہ اسی عمر میں فرض ہوگا۔ اور نابالغ کی امامت درست نہیں ہے اُس کے پیچھے فرائض و نوافل تراویح وغیرہ کچھ درست نہیں ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ بندہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔ ۸ محرم ۳۵ھ

فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

الحمد للہ والمنۃ کہ ایں خزینۂ علوم فقہیہ و ذخیرۂ فتاوے

یعنی

جلد ششم

فتاوی دار العلوم دیوبند

کہ مشتمل ست بر

عزیز الفتاوے

از افاضات زین مسند الافتاء والتدریس مفتی اعظم حضرت مولانا عزیز الرحمن صاحب قدس سرہٗ مفتی دار العلوم دیوبند

و

امداد المفتین

از جناب مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی مدظلہ سابق مفتی دار العلوم دیوبند

ناشر

نابل اختر صدیقی مالک کتبخانہ رحیمیہ دیوبند (یوپی)

انشاء اللہ متصلاً کہدینے سے طلاق کا حکم ساقط ہو جاتا ہے

سوال ۹۱۵ - زید نے الفاظات طلاق کے ساتھ لفظ انشاء اللہ تعالےٰ بھی کہا - اُس صورت میں زید کی بیوی پر طلاق پڑی یا نہیں ؟

الجواب - انشاء اللہ متصلاً کہدینے سے حکم طلاق ساقط ہو جاتا ہے - قال انت طالق انشاء اللہ تعالیٰ متصلاً الخ لا یقع - فقط واللہ تعالیٰ اعلم - کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ -

بعد وفات زوجہ مہر کی تقسیم

سوال ۹۱۶ - ایک شخص کی بیوی ہندہ کے مہر پچاس روپیہ باندھے گئے تھے وہ بیوی مر گئی - اب خاوند چاہتا ہے کہ مہر ادا کر دوں - بیوی نے کچھ اولاد نہیں چھوڑی - صرف ماں باپ ہیں - اب وہ مہر کا روپیہ وارثوں کو دے یا خیرات کرے - اور مصرف خیرات عمدہ کیا ہے - ؟ **الجواب** جو مہر ہندہ کا بذمہ شوہر ہے اُس میں نصف شوہر کو پہنچے گا اور نصف ہندہ کے والدین کو ملے گا - زید کو اپنے حصہ کا اختیار ہے کہ خیرات کرے - والدین کا حصہ اُن کو دینا چاہیئے - یا وہ اجازت دیں تو خیرات کر دینا درست ہے - عمدہ مصرف صدقہ کے محتاج و مساکین ہیں باقی حسب موقع جس کام کی ضرورت ہو بہتر خرچ کرے باختلاف اوقات مختلف مصارف بہتر ہیں -

غیر مسلم سے سود لینے والے کا روپیہ مسجد میں صرف کرنے کا حکم

سوال ۹۱۷ یہاں قوم شیعہ اسمٰعیلیہ فرقہ تجارت کرتا ہے - اور یہ لوگ سود لیتے ہیں - لیکن سود کو حلال نہیں جانتے - اور دوسرا فرقہ شیعہ ایرانی بھی یہاں تجارت کرتا ہے - وہ غیر مسلموں سے سود لینا درست جانتے ہیں - کیا ان دونوں فرقوں کا روپیہ مسجد میں لگانا درست ہے یا نہیں - اور اپنے ساتھ نماز میں شریک ہونے دیں یا نہیں ؟ **الجواب** اُن دونوں رافضیوں کا روپیہ مسجد میں لگانا نہ چاہیئے - اور نماز میں اگر وہ شریک ہو جاویں تو سنیوں کی نماز میں کچھ خلل نہیں آتا - فقط واللہ تعالےٰ اعلم - کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ -

امام صاحب کے خلاف صاحبین کے قول پر فتویٰ دینا یا عمل کرنا کس صورت میں جائز ہے

سوال ۹۱۸ - اگر کسی مسئلہ میں ائمہ احناف یعنی امام ابو حنیفہ و امام ابو یوسفؒ و محمدؒ کا اختلاف ہے تو اس صورت میں صاحبین کے قول پر عمل کرنا خروج از مذہب حنفیہ ہوگا یا نہیں - اور مفتی حنفی سے اگر کوئی عوام حنفیہ میں سے استفتاء کرے تو جائز ہے یا نہیں کہ امام صاحب کی روایت کے ہوتے صاحبین کی روایت پر فتویٰ دے - اگر کوئی شخص خود یا دوسروں کو امام صاحب کے خلاف روایت پر جو امام ابو یوسفؒ یا امام محمدؒ سے ہے عمل کرے یا فتویٰ دے - تو اس پر عند الشرع کسی قسم کی ملامت کر سکتے ہیں یا نہیں ؟ **الجواب** قال فی الدر المختار واما نحن فعلینا اتباع ما رجحوه وما صححوه کما لو افتوا فی حیاتہم الخ - پس ہم لوگوں کو اس قول پر عمل کرنا لازم ہے جس کو فقہاء مرجحین نے ترجیح دی اور صحیح یا مفتیٰ بہ قرار دیا ہے - خواہ وہ قول امام صاحب کا ہو یا قول صاحبین کا ہو اور ترجیح دینا امام صاحب کے قول پر یا صاحبین کے قول پر یہ کام فقہاء کا ہے - باقی تفصیل شامی وغیرہ میں ہے - فقط واللہ تعالیٰ اعلم - کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ -

بہشتی زیور دیکھکر اسکے مسائل پر عمل کرنا اور دوسروں کو فتویٰ دینا کیسا ہے

سوال ۹۱۹ - زید کہتا ہے کہ جب تک کسی عالم وفاضل مستند یا مدرسہ سے کسی کو اجازت افتار نہ ہو اُس کو بہشتی زیور کے مطالعہ سے فتویٰ دینا جائز نہیں۔ بالخصوص اُس کو جس نے بہشتی زیور کسی عالم سے پڑھا بھی نہ ہو بلکہ دوسروں کو فتویٰ دینا تو درکنار خود اسکو بھی بعض مسائل پر جب تک کسی عالم کی طرف رجوع نہ کرے عمل کرنا درست نہیں ہے۔ بکر کہتا ہے کہ بہشتی زیور اکثر مسائل حنفیہ پر مشتمل ہے اس وجہ سے جس شخص کے پاس بہشتی زیور ہو اور وہ اُس کو دیکھکر خود عمل کرے یا دوسروں کو مسائل بتادے یا فتویٰ دے تو کوئی حرج نہیں ہے اور مولوی اور بہشتی زیور دیکھنے والے میں صرف فرق یہ ہے کہ وہ عربی جانتا ہے اور یہ نہیں جانتا - ؟ **الجواب** بہشتی زیور میں اکثر مسائل مفتی بہا درج ہیں۔ اور وہ اس ہی لئے لکھے گئے ہیں کہ دیکھنے والے اور مطالعہ کرنیوالے ان پر خود عمل کریں - اور حسب موقع دوسروں کو بتلادیں - البتہ یہ ضرور ہے کہ جس مسئلہ میں شبہ ہو یا اختلاف ہو اُس کو کسی عالم سے تحقیق کرلیں۔ اور یہ بھی ضرور ہے کہ مطالعہ کرنے والا سمجھدار ہو۔ اور فہم مطلب میں غلطی نہ کرے۔ بہت سے مسائل اسمیں ایسے صاف اور سلیس ہیں کہ اُن کو کسی سے سمجھنے اور پڑھنے کی ضرورت نہیں اور بعض ایسے بھی ہیں کہ ان کو سمجھنا چاہیئے۔ بہرحال علی الاطلاق زید کا قول صحیح نہیں ہے اور بکر کے قول میں بھی مبالغہ ہے اس ہی خود مصنف بہشتی زیور نے بھی تاکید فرمائے ہیں کہ ان مسائل کو کسی عالم سے پڑھ لے۔ سو بعض مسائل میں تو یہ حکم استحبابی ہے اور بعض مسائل میں جس کو دیکھنے والا نہ سمجھتا ہو۔ اور اس میں شبہ و اختلاف ہو اسمیں تعمیل اس حکم کی ضروری ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم - کتبہ بندہ عزیز الرحمن عفی عنہ،

شطرنج کھیلنا حرام ہے مفتی بہ قول کے خلاف جائز نہیں،

سوال ۹۲۰ - زید کہتا ہے کہ اگر کوئی شخص ابو یوسفؒ کی روایت کے موافق شطرنج تشحید اذہان کے لئے اور ابو یوسفؒ کی روایت کو اپنا مستدل بناوے تو اُس پر عند الشرع کوئی حرج نہیں ہے۔ بشرطیکہ وہ ان شرائط کو ملحوظ رکھے جو امام موصوف نے دی ہیں۔ ؟ **الجواب** بقاعدہ کو اس مسئلہ میں بھی ہم کو مفتی بہ قول اور صحیح کو لینا چاہیئے۔ سو وہ حرمت لعب بالشطرنج ہے۔ و یحرم اللعب بالنرد وکذا الشطرنج - درمختار وفی الشامی فھو حرام وکبیرۃ عندنا وفی اباحتہ اعانۃ للشیطان علی الاسلام والمسلمین کما فی قہستانی۔ اور نیز شامی میں روایت امام ابو یوسفؒ کے متعلق مذکور ہے۔ قولہ فی روایۃ قال للشہر بلالی فی شرحہ وانت خبیر بان المذہب منع اللعب بہ بغیرہ الخ - پس اس سے تصریح ہوگئی کہ روایت امام ابو یوسفؒ ماخوذ بہ ومفتی بہ نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

گوبر کا سنعمال امام محمد کے مذہب کے جواز سے مناسب نہیں

سوال ۹۲۱ - زید کہتا ہے کہ اگر کوئی شخص گوبر کا مثلاً دیں وغیرہ کو استعمال میں لائے۔ خواہ بدن پر خواہ گھر پر تو وہ اور امام محمد صاحبؒ کی روایت کو اپنا مستدل

بنائے تو اس پر عند الشرع کچھ مواخذہ نہیں۔ وطہرہما محمد آخرا للبلوی وبہ قال مالک۔ درمختار۔ بکر کہتا ہے کہ اگر کوئی شخص شطرنج کھیلے گو امام ابو یوسفؒ کے قول کو مستدل بنا دے تاہم وہ عند الشرع فاسق ہو شہادت اس کی عند الشریعت مقبول نہ ہوگی وعلیٰ ہذا القیاس۔ اگر کوئی شخص گوبر کا استعمال کرے وہ بھی فاسق ہے۔ مگر امام محمدؒ کی روایت کو اپنا مستدل بناتا ہو۔ اور زید یہ بھی کہتا ہے کہ صاحبینؒ کی روایت پر عمل کرنے سے کسی قسم کی عند الشریعت ملامت نہیں ہے۔؟ **الجواب**۔ اس میں زید کے قول کی صحت کی یہی وجہ ہو سکتی ہے۔ کیونکہ امام محمدؒ کی روایت کی بھی تصحیح کی گئی ہے اور اس میں ضرورت ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ احتیاط اس کے ترک میں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ۹۲۲۔ مسئلہ نمبر ۶۰۰ کے متعلق مکرر سوال وجواب

زید و عمر شرکاء راستہ نے بعد اصرار خالد کے زیر فصیل مسجد اپنے راستہ پیش دروازہ حویلی و راستہ مسجد سے بغرض بنانے حوض مسجد کے اجازت حمام کے میل سے دیدی تھی ابھی خالد نے اس کی بنیاد کھود کر قبضہ نہیں کیا تھا جو زید سے عمر نے کہہ دیا کہ میں حوض کی اجازت نہیں دیتا۔ یہ عمر کا انکار کرنا بعد اقرار کے شرعاً معتبر ہے یا نہیں۔ اور صورت مذکورہ میں بکر کے مکان کا بھی یہی راستہ ہے۔ اس کو اس واقعہ کی اطلاع بھی نہیں ہوئی۔ اس کی اجازت کی بھی شرعاً ضرورت ہے یا نہیں۔؟ بینوا وتوجروا۔ **الجواب** جبکہ بکر کا مکان بھی اس احاطہ میں ہے اور اس کا بھی یہ راستہ ہے تو اس کی اجازت بھی ضروری ہے بغیر جملہ شرکاء کی اجازت کے تصرف مذکور درست نہیں۔ کیونکہ اجازت تامہ اس صورت میں حاصل نہیں ہوئی بسبب بکر کی اجازت نہ دینے کے اور اسکو اطلاع نہ ہونے کے تو رجوع کرنا عمر کا بھی صحیح ہے بلکہ اس کی اور زید کی پہلی اجازت کوئی چیز نہیں ہے کیونکہ زید کو اور عمر کو یہ اختیار نہ تھا کہ راستہ مشترکہ میں تصرف کی اجازت دیدیں۔ چنانچہ علامہ شامی نے درمختار کے اس قول الا باذنہم کی قید بتائی ای کلہم یعنی تمام شرکاء کی اجازت سے تصرف جائز ہو سکتا ہے۔ پس بعض شرکاء کا اجازت دینا معتبر نہیں ہے۔

سوال ۹۲۳۔ قربانی کا گوشت ذمی کفار کو دینا جائز ہے

قربانی کا گوشت غیر مسلم یعنی اہل ہنود و عیسائی وغیرہ کو دینا جائز ہے یا نہیں۔ اگر جائز نہیں تو کیا نص قرآنی یا حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اس مخالفت کیلئے موجود ہے؟ **الجواب**۔ قربانی کا گوشت کفار کو دینا درست ہے۔ ناجائز کہنا صحیح نہیں ہے۔ اور مختار میں ہے۔ وجاز دفع غیرھا وغیر العشر والخراج الیہ ای الذمی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

سوال ۹۲۴۔ رہن سے نفع اٹھانا سود ہے

رہن با قبضہ جس میں اراضی مرتہن کے قبضہ میں ہو اور وہ اسکی آمدنی اپنے تصرف میں لائے۔ اور مال گذاری سرکار ادا کرے اور زر رہن ادا کرنے پر راہن اراضی مذکور پر قبضہ کر سکتا ہو۔ از روئے شریعت جائز ہے یا نہیں ہے؟ **الجواب** زمین مرہونہ سے مرتہن کو نفع اٹھانا اور آمدنی کھانا درست نہیں ہے اس کو علماء نے سود لکھا ہے۔ شامی میں اس کی تحقیق کی گئی ہے۔ اور یہی کتب فقہ میں لکھا ہے کہ محصول سرکاری زمین مرہونہ کا بذمہ مالک زمین ہے۔ یعنی راہن کے ذمہ ہے اگر مرتہن نے بلا امر راہن کے محصول ادا

کردیا تو وہ تبرع ہے اور احسان ہے اس کو مرتہن راہن سے نہیں لے سکتا۔ اور آمدنی رہن میں سے محسوب کرسکتا ہے۔ البتہ اگر راہن کے حکم سے مرتہن نے محصول ادا کیا ہے تو اس کو راہن سے لے سکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ہمزاد کی حقیقت

سوال ۹۲۵- یہ جو کہتے ہیں کہ ہر آدمی کے ساتھ ہمزاد ہے تو کیا کسی حدیث سے ثابت ہے اور ہمزاد کیا چیز ہے جن ہے یا کچھ اور ہے؟ **الجواب**- حدیث شریف میں یہ وارد ہے۔ ما منکم من احد الا وقد وکل بہ قرینہ من الجن وقرینہ من الملائکۃ الحدیث۔ یعنی ہر ایک شخص کے ساتھ دو قرین ہوتے ہیں ایک فرشتہ اور ایک جن۔ فرشتہ خیر کا حکم کرتا ہے اور جن برائی کا حکم کرتا ہے فرشتہ کا نام ملہم ہے اور جن کا نام وسواس ہے۔

بعض وارثوں کو جدّ نے اپنی حیات میں دیدی بعض کو نہ دی اس کا حکم شرعی

سوال ۹۲۶- ایک شخص کے تین لڑکیاں اور دو لڑکے اولاد سے تھیں اور اس شخص نے سب کی شادیاں کردیں۔ اتفاق دونوں بیٹے اور دو بیٹیاں اس شخص کے سامنے فوت ہوگئیں۔ اس شخص نے اپنا حصہ جدی ترکہ اپنے دونوں پوتوں کے نام ہبہ کردیا اور بیٹی کو جو موجود تھی کچھ حصہ نہ چھوڑا۔ صورت مذکورہ بالا میں کچھ حصہ از روئے شرع اس لڑکی کا بھی ہے؟ **الجواب**- ترکہ بعد مرنے مورث کے شرعاً تقسیم ہوتا ہے اور اس میں دختر اور پوتے سب حقدار ہیں۔ مورث کی زندگی میں کسی وارث کا حق وارث کے مال میں نہیں ہوتا یعنی بطور وراثت کے۔ جدّ اگر پوتوں کو ترکہ جدی دیدے یا ہبہ کرے تو ہبہ ہوگا لیکن ہبہ جائز ہونے کی یہ شرط ہے کہ ہبہ مشاع کا نہ ہو۔ یعنی جو جائداد قابل ہبہ کی ہے وہ منقسم ہو مشترک نہ ہو اور ہر ایک پوتے کو علیحدہ علیحدہ تقسیم کرکے دے۔ اور قبضہ بھی کرادیوے۔ الغرض نابالغ میں تو دادا ہی کا قبضہ کافی ہے بہرحال منقسم اور محدود ہونا مکان وزمین موہوبہ کا ضروری ہے۔ اگر ایسا نہ ہوا اور مشترک کا ہبہ کیا گیا تو وہ شرعاً صحیح ونافذ نہیں ہوا تو رد کیا جاوے گا۔ اور یہ فعل اس شخص کا کہ پوتوں کو دیا بیٹی کو نہ دیا صریح ظلم ہے۔ اور معصیت ہے۔ حدیث شریف میں اس کو جور فرمایا ہے۔ فقط

کچھ سایہ اور کچھ دھوپ میں بیٹھنے کی ممانعت

سوال ۹۲۷- نصف بدن دھوپ میں اور نصف سایہ میں رکھنا منع فرماتے ہیں، آیا اس سے مراد درخت کا سایہ ہے یا دیوار کا اور اس میں نہی شفقتاً ہے یا حکماً؟ **الجواب**- الفاظ حدیث یہ ہیں۔ وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان احدکم فی الفیء فقلص عنہ الظل فصار بعضہ فی الشمس وبعضہ فی الظل فلیقم [illegible] فلیتحول منہ الی مکان آخر [illegible] لاختلاف حال البدن من امرین متضادین اس سے معلوم ہوا کہ نہی شفقتاً ہے اور وجہ ممانعت ضرر اور خوف فساد مزاج کے ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

مدرسہ کیلئے چندہ کا ہدیہ قبول کرنا جائز

سوال ۹۲۸- جو مدرس کہ اسلامیہ مدرسہ میں ملازم ہے۔ چندہ اور ہدیہ اس کو

کوئی شئے ہدیہ دیں تو یہ لینا درست ہے یا نہیں اگر نہیں تو اس کی وہی صورت معلوم ہوتی ہے کہ جیسے حکام کو دعوت وغیرہ کھانا منع ہے؟ **الجواب**۔ مدرس مدرسہ اسلامیہ حاکم نہیں ہے تو اس کو مثل اور حکام کے نہ سمجھا جاوے

محصول ریل سے بچنے کیلئے اپنا اسباب دوسرے کے ٹکٹ کے حساب میں بکدینا جائز ہے

سوال (۹۱۹) بعض لوگ یہ کرتے ہیں کہ بوجہ محصول ریل کے اپنا مال دوسرے مسافروں کو دیدیتے ہیں۔ تاکہ وزن میں کمی رہے۔ اور محصول بالکل نہ لگے یا کچھ کم لگے یہ کیسا ہے؟ **الجواب**۔ اگر دوسرے مسافر سے کہدے کہ میرے پاس وزن زیادہ ہے اور تمہارے پاس کم ہے۔ تو اس زائد وزن کو اپنے حصہ میں لگا لو۔ اور مجھ پر یہ احسان کرو کہ مجھ کو محصول نہ دینا پڑے تو اس میں کچھ حرج معلوم نہیں ہوتا ہے۔ جیسا کہ اپنا کل بوجھ کسی دوسرے شخص کو جو ساتھ مسافر ہے دیدے کہ یہ اسباب تو اپنے اسباب کے وزن میں محسوب کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

شہادۃ علی الطلاق کی ایک صورت

سوال (۹۲۰) مسمی زید کا نکاح مسماۃ خالدہ سے ہوا تھا مگر اب مسماۃ خالدہ مذکورہ اور اس کے والدین بیان کرتے ہیں کہ زید نے مسماۃ مذکورہ کو طلاق دی اور گواہ جو طلاق نامہ میں لکھے ہوئے تھے پیش کئے جن کی شہادت متفق ہیں اور مسمی زید اور اس کی والدہ جو اس طلاق نامہ کی گواہ ہے یہ بیان کرتی ہے کہ نہ ہم نے طلاق دی اور نہ طلاق نامہ لکھا مگر اس بات کی مقر ہیں۔ نشانی انگوٹھا ان کے ہیں جو ان سے دھوکہ دیکر لگوائے گئے۔ منجملہ پانچ گواہان حاشیہ طلاق نامہ کے تین گواہ بروقت شہادت حاضر تھے حافظ محمد شفیع صاحب پیش امام مسجد اور محمد علی خیاط و مسماۃ کلثوم مادر زید۔ اس مسماۃ کلثوم کا ذکر اوپر آچکا ہر دو گواہان کا بیان ہے کہ زید نے ہم لوگوں کے سامنے باوجود بہت سمجھانے کے مسماۃ خالدہ کو طلاق دیدی یعنی بائن طلاق دیدی۔ اور یہ طلاق نامہ لکھوا کر ہم سے دستخط کرکے حوالہ کر دیا۔ ان دونوں گواہان کو اکثر یہاں کے علماء غیر معتبر تصور کرتے ہیں۔ کیونکہ حافظ محمد شفیع کو عرصہ بیس سال کا ہوا قید ہوگئی تھی۔ گو اب ان کی حالت اچھی ہے۔ اور محمد علی بازار میں بیٹھ کر پیشہ خیاطت کرتا ہے۔ گو یہ متشرع آدمی ہے۔ اور ایک گواہ زبانی بھی گواہی دیتا تھا۔ لیکن بوقت شہادۃ اس کی ڈاڑھی شرعی پیمانہ سے بہت تھوڑی تھی۔ (۱) یہ کہ یہ طلاق ہوئی یا نہیں؟ (۲) یہ گواہان شرعاً معتبر ہیں یا نہیں؟ (۳) کیا زید خالدہ پر قبضہ کر سکتا ہے یا نہیں؟ (۴) زید کے واسطے تجدید نکاح کی ضرورت ہے یا نہیں؟ **الجواب**۔ طلاق بائنہ اس صورت میں شرعاً ثابت ہے۔ دو مرد عادل نمازی کی گواہی اس بارہ میں کافی ہے۔ تیسرے گواہ کی ڈاڑھی اگر غیر مشروع ہے تو اس کی گواہی معتبر نہیں ہے مگر کسی گواہ کا سزا یافتہ ہونا اور بعد توبہ کے نیک ہو جانا۔ اسی طرح بازار میں خیاطت کرنا مانع عن الشہادہ نہیں ہے۔ کما فی کتب الفقہ۔ پس جبکہ ثابت ہوا کہ طلاق بائنہ اس صورت میں خالدہ پر واقع ہوگئی تو زید دعویٰ زوجیت کا باطل ہے۔ اور اگر رضامندی طرفین ہو تو تجدید نکاح ہو سکتی ہے۔ فقط

اجارہ زمین کے ساتھ اگر درختوں کو کاٹنے اور تصرف میں لانے کی شرط بھی کر لی تو اجارہ فاسد ہوگیا

سوال ۹۳۱ - زید نے بکر سے زمین اجارہ پر لی اور شرط لگائی کہ جو درخت اراضی میں ہیں زید کو اُن کے کاٹنے کا اختیار ہے اور درختوں کی عوض کوئی معاوضہ مقرر نہیں کیا گیا۔ اب جو درخت زید نے کٹوائے ہیں کیا زید ان درختوں کو فروخت کرسکتا ہے اور ان درختوں کے معاملہ میں کونسا حق متصور ہوگا۔ کیونکہ اجارہ کا عقد صرف منافع پر ہوتا ہے۔ اور یہ بیع موقوف کی صورت ہوگی یا فاسد کی۔؟ **الجواب** - شرط مذکور سے یہ اجارہ فاسد ہوگیا۔ کما فی الدر المختار تفسد الاجارۃ بالشروط المخالفۃ لمقتضی العقد۔ پس جبکہ اجارہ فاسد ہوگیا تو زید کو درخت مذکورہ کاٹ کر اپنے کام میں لانا جائز نہیں ہے۔ اور فروخت کرنا بھی اُن درختوں کو جائز نہیں ہے۔ اگر زید فروخت کرے گا تو بکر مالک اشجار کی اجازت پر بیع موقوف رہے گی۔ اگر اُس نے بیع کو باقی رکھا بیع صحیح ہوجاوے گی۔ اور قیمت بکر کو دی جاوے۔ بعد اجازت بکر مشتری کو اُن درختوں میں تصرف درست ہے۔

بیوی نافرمان اور اُسکی اولاد سب وارث ہونگے

سوال ۹۳۲ - بکر کی زوجہ بلا ہمبستری خاوند کے گھر سے ناراض ہوکر بھاگ گئی۔ دوسری جگہ جاکر علانیہ اُس نے پیشہ زناکاری اختیار کیا اور تیس سال سے زیادہ اسی بدفعلی میں مشغول رہی اور تین چار لڑکے بھی ولد الزنا جنے اور خاوند کے گھر آباد ہونے سے بالکل انکار کردیا۔ ہمیشہ بکر اُس کے واسطے یہ وصیت کرتا رہا کہ میری نافرمانی کی وجہ سے نکاح فسخ ہوگیا ہے۔ لہذا وہ بعد وفات میرے محروم رہ جاوے گی۔ اور لڑکے بھی میری جائداد میں وارث نہیں۔ اب بکر تین بیوی چھوڑ مرا ہے۔ اور ان ازواج کے حق مہر اور حصہ میراث میں جائداد متروکہ زمین وغیرہ جو ان کے حق مہر وغیرہ میں بھی ناکافی ہے۔ اب وہ لڑکے ولد الزنا بھی دعویدار ہوتے ہیں اور جائداد متروکہ میں سے حصہ لینا چاہتے ہیں اب از روئے شریعت کیا حکم ہے۔؟ **الجواب** - ہندہ کا نکاح بکر سے قائم ہے کیونکہ نافرمانی ہندہ کی وجہ سے نکاح اُس کا بکر سے نہیں ٹوٹا۔ اور بکر نے اُس کو طلاق بھی نہیں دی۔ لہذا ہندہ کی جو اولاد ہوئی وہ بکر سے سمجھی جاوے گی اور نسب اُن کا بکر سے ثابت ہوگا۔ اور وہ وارث بکر کے ہوں گے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ الولد للفراش وللعاھر الحجر۔ اور ہندہ بھی وارث ہوگی۔ اور دو بیوی جو بکر نے چھوڑی وہ بھی وارث ہوں گی۔ پس تینوں بیویاں بکر کے ترکہ سے آٹھواں حصہ پائیں گی۔ وہ آٹھواں حصہ تینوں زوجات کو برابر تقسیم ہوگا اور باقی اولاد کو ملے گا۔ فقط واللہ اعلم۔

حدیث من رآنی فقد رأی الحق کا مطلب

سوال ۹۳۳ - اس حدیث شریف کا کیا مفہوم ہے من رآنی فقد رأی الحق بہت لوگ اس حدیث شریف [illegible] کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے مجھ کو دیکھ لیا اس نے بتحقیق اُس نے خدا کو دیکھ لیا۔ اگر یہ مفہوم ہے۔ تو شبہ ہوتا ہے کہ پھر اللہ و رسول

میں کیا فرق رہا۔ تفصیل فرمائیے؟ **الجواب**۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس نے مجھ کو خواب میں دیکھا اُسنے ٹھیک مجھ ہی کو دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت نہیں بنا سکتا۔ دوسری حدیث میں اس کی شرح وارد ہوئی ہے من رأنی فی المنام فقد رأی فان الشیطان لا یتمثل بی۔ یعنی جس نے مجھ کو خواب میں دیکھا اُس نے مجھ کو ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت نہیں بنا سکتا۔ حق کے معنی صحیح اور ثابت کے ہیں۔ جیسا کہ صحیح امر کو امر حق کہتے ہیں۔ اور اہل سنت و جماعت کو جن کا مذہب صحیح ہے اور ثابت ہے اہل حق کہتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

قبرستان میں درود شریف پڑھنے کا حکم

سوال (۳۴۴) قبرستان میں جاکر کیا پڑھنا چاہیئے۔ اور درود شریف پڑھنا چاہیئے یا نہیں۔ کیونکہ بعض کا خیال ہے کہ درود شریف صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر مخصوص ہے؟

الجواب۔ درود شریف بھی پڑھ سکتے ہیں اور طریق مشروع زیارت قبور کا یہ ہے کہ کہے السلام علیکم دار قوم مؤمنین انتم لنا سلف وانا انشاء اللہ بکم لاحقون یغفر اللہ لنا ولکم۔ اس کے بعد اگر قل ہو اللہ وغیرہ پڑھکر ثواب پہنچاوے تو یہ بھی اچھا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

ریشمی مخمل مرد کے لئے ناجائز ہے

سوال (۳۴۵) مخمل پہننا مرد کو جائز ہے یا نہیں۔ اور اگر ناجائز ہے تو کیا وجہ؟

الجواب۔ ریشم کا رواں اُس پر ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

دو ولی جو برابر درجہ کے ہوں ان میں سے ایک نکاح کردے تو دوسرے کو حق فسخ حاصل نہیں

سوال (۳۴۶) ایک لڑکی نابالغہ کے دو بھائی تھے۔ ایک بوقت نکاح نابالغہ مذکورہ کے موجود اور دوسرا موجود نہ تھا۔ اور جو بھائی موجود تھا اُس نے اُس لڑکی کا نکاح کفو میں کردیا۔ اب وہ بھائی جو موجود نہ تھا کہتا ہے کہ میں نکاح فسخ کردوں بغیر میری مرضی کے کیوں نکاح ہوا ہے یہ نکاح فسخ ہو سکتا ہے یا نہیں؟ **الجواب**۔ نکاح نابالغہ اس صورت میں صحیح ہو گیا۔ دوسرے بھائی کو فسخ کرنے کا اختیار نہیں ہے۔ اور درمختار میں ہے کہ اگر دو ولی برابر درجہ کے ہوں تو جس نے پہلے نکاح کردیا وہ ہو گیا یعنی دوسرا ولی اُس کو فسخ نہیں کرسکتا۔ ولو زوجها ولیان مستویان قدم السابق۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

نماز عید میں بجائے چار کے تین تکبیر پڑھی تو نماز کا اعادہ یا سجدۂ سہو واجب نہیں

سوال (۳۴۷) زید نے عید کی نماز پڑھائی تو رکعت اولیٰ میں بجائے چار تکبیروں کے تین تکبیریں ادا کی۔ آیا وہ نماز ہوئی یا نہیں؟ **الجواب** تکبیرات عیدین واجب ہیں۔ علاوہ تکبیر افتتاح اور رکوع کے تین تین واجب ہیں۔ اگر ان میں سے کوئی تکبیر چھوڑ دیگا ترک واجب ہوگا اور ترک واجب سے سجدہ لازم ہوتا ہے۔ مگر چونکہ نماز عیدین میں سجدۂ سہو نہیں ہے لہذا نماز ہو گئی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

نماز میں ہاتھ باندھنے کی ... حدیث سے

سوال (۳۴۸) نماز کے اندر ہاتھ باندھنا کہاں سے ثابت ہے۔ اور اہل

نقلیہ سے روانہ فرمائیں۔ ؟ الجواب۔ وعن وائل بن حجر انہ رای النبی صلی اللہ علیہ وسلم رفع یدیہ حین دخل فی الصلوٰۃ کبر ثم التحف بثوبہ ثم وضع یدہ الیمنیٰ علی الیسریٰ الحدیث۔ رواہ مسلم۔ وعن سہل بن سعد قال کان الناس یومرون ان یضع الرجل الید الیمنیٰ علی ذراعہ الیسریٰ فی الصلوٰۃ۔ رواہ البخاری۔ ان دونوں حدیثوں سے نماز میں ہاتھ باندھنا معلوم ہوا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

قبرستان میں کسی شخص نے درخت لگائے تو وہ کس کی ملک ہیں؟

سوال ۹۳۹۔ ایک قبرستان میں کسی نے درخت لگائے۔ اور اسکو قبرستان میں کوئی حق نہیں ہے نہ اسکو زمیندار نے اجازت دی ہے اور نہ قبرستان میں اسکے مردے دفن ہوتے ہیں۔ تو ان درختوں کو وہ شخص لے سکتا ہے یا نہیں۔ ؟ **الجواب**۔ اگر وہ قبرستان وقف ہے تو وہ درخت بھی وقف ہو گئے۔ کسی کو اُن کا کاٹنا اور لینا درست نہیں ہے بلکہ اگر اُن درختوں کو فروخت کرنے کی ضرورت ہے۔ تو اُن کو فروخت کرکے جو قیمت وصول ہو اسکو قبرستان میں ہی صرف کرنا چاہئے۔ اگر وہ قبرستان وقف نہیں ہے۔ بلکہ مملوکہ زمینداران ہے جس نے وہ درخت بلا اجازت نصب کئے وہ اُن کو کاٹ لیوے یا مالک زمین اُن درختوں کی قیمت نصب کرنے والے کو دیکر درختوں کو اپنی ملک رکھے۔ بہرحال اُس شخص کو جس نے اُن درختوں کو نصب کیا ہے۔ اور مالک زمین بھی نہیں ہے کچھ حق درخت کاٹنے کا نہیں ہے بلکہ بحالتِ موقوفہ میں کوئی بھی نہیں کاٹ سکتا۔ اور اگر ملک ہے تو غاصب کو قیمت دو یا اُس کو اُن درختوں کے کاٹنے کا حکم کرو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ بندہ عزیز الرحمن عفی عنہ،

طلاق دیا تھا یا دیا ہوا ہے کہنے سے طلاق ہوجائیگی

سوال ۹۴۰۔ طلاق دیا تھا۔ طلاق دیا تھا۔ طلاق دیا تھا۔ یا طلاق دیا ہوا ہے۔ یا طلاق دیا ہوا ہے۔ یا طلاق دیا ہوا ہے۔ سے زوجہ کو خطاب کرتے ہوئے بسبب قاعدہ مشہورہ لان الانشاء فی الزمان الماضی انشاء فی زمان الحال کے زوجہ مغلظ ثلاثہ ہوجاویں گے یا نہ باوجود اس بات کے کہ نکاح ماضی بعید سے منعقد نہیں ہوتا جیسا نکاح کردہ بودم۔ غرض یہ ہے کہ یہ قاعدہ کلیہ طلاق میں صحیح ہے یا غلط۔ ؟ **الجواب**۔ اِس صورت میں اُس کی زوجہ مطلقہ ثلثہ ہوجاوے گی۔ کما فی الدر المختار لان الانشاء فی الماضی انشاء فی الحال

مسلمان قصاب کا ذبیحہ بلا شک درست ہے

سوال ۹۴۱۔ زید قصاب ہے علاوہ تجارت جانوران گوشت بھی اپنے ہاتھ سے ذبح کرتا ہے اور فروخت کرتا ہے۔ خالد و عمرو کہتے ہیں کہ زید کے ہاتھ کا ذبیحہ اس وجہ سے درست نہیں ہے کہ شاید وہ اپنے نفع کی وجہ سے مُردہ کاٹ کر کھلا دے۔ چنانچہ العیاذ باللہ ہو بھی جاتا ہے۔ اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ آیا اُس کا ذبیحہ درست ہے کہ نہیں۔ ؟ **الجواب**۔ مسلمان کے ذبیحہ میں کچھ وہم اور شک نہ کرنا چاہیئے احتمال سے ذبیحہ حرام نہیں ہوتا۔ پس جبکہ زید مسلمان ہے اور وہ خود ذبح کرتا ہے پھر فروخت کرتا ہے۔ تو اس گوشت کا کھانا مسلمانوں کو درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

مفقود کی زوجہ کا نکاح بلا قضاء قاضی کر دیا گیا تو نکاح باطل ہے۔

سوال ۹۴۲ - ایک عورت کا خاوند پردیس کو چلا گیا تھا دو برس تک گم رہا بعد چار برس کے اس عورت کے والد نے دوسرا نکاح کر دیا۔ اور نکاح سے دو برس پہلے اس خاوند کا خط بھی آچکا تھا۔ دو اولاد بھی دوسرے خاوند سے پیدا ہوئی۔ پھر اس کا خاوند اول بھی آگیا وہ عورت خوشی سے پہلے خاوند کے یہاں چلی گئی۔ اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ وہ عورت کس کی منکوحہ رہی اور وہ اولاد کس کی ہے۔؟

الجواب پہلا نکاح قائم ہے۔ اور دوسرا باطل ہوا اور اولاد جو زوج ثانی سے ہوئی ولد الحرام ہے فقط

زوجہ مجنون کا حکم

سوال ۹۴۳ - ایک شخص مجنون ہو گیا ہے نہ کھاتا ہے نہ کما سکتا ہے نہ بال بچوں کو نان نفقہ دے سکتا ہے۔ اب اس کی زوجہ چاہتی ہے کہ اگر شرع شریف اجازت دے تو نکاح ثانی ہو جاوے تو کر لے۔ بینوا توجروا۔؟

الجواب شرعاً اس عورت کو اجازت نکاح ثانی کی نہیں ہے نہ مجنون کی طلاق شرعاً واقع ہوتی ہے اور نہ بلا طلاق اس کی عورت دوسرا نکاح کر سکتی ہے مجبوری ہے ہکذا فی کتب الفقہ۔ فقط واللہ اعلم

امامت پر تنخواہ لینا درست ہے

سوال ۹۴۴ - امامت پر تنخواہ لینی اور معاوضہ لینا کیسا ہے۔ اور امام اگر سوم و چہلم و میلاد خوانی کی اجرت لیتا ہو اور ان رسومات کا پابند ہو اور چرم قربانی بعوض امامت لیتا ہو۔ اور ذبیحہ کی اجرت لیتا ہو کیا ایسے امام کی امامت درست ہے اور اس کا اقتدا کرنا چاہیئے یا نہیں؟ دوسری یہ عرض ہے کہ بعض اشخاص اپنی جہالت سے اپنی ازواج کو معلقہ کرے رکھتے ہیں نہ خبر گیری کرتے ہیں۔ اور نہ طلاق دیتے ہیں۔ وہ بیچاریاں بڑے عذاب میں مبتلا ہیں۔ کیا ایسی حالت میں وہ بغیر طلاق لئے دوسرا نکاح کر سکتی ہیں یا نہیں۔؟

الجواب - امامت پر کچھ تنخواہ اور معاوضہ لینا درست ہے اور چہلم کی رسومات اور میلاد خوانی بدعت ہے اس پر کچھ لینا نہ ہو سو بدعت ہے اور چرم قربانی امام کو بعوض امامت لینا بھی درست نہیں ہے۔ ذبیحہ کی اجرت لینا درست ہے۔ پس امام کو ایسے امور سے جو ممنوع ہیں احتراز ضروری ہے۔ ورنہ امامت اس کی مکروہ ہے۔ اگرچہ نماز ہو جاتی ہے دوسرے مسئلہ کا جواب یہ ہے کہ بلا طلاق شوہر اول کے ان عورتوں کو دوسرا نکاح کرنا درست نہیں ہے۔

بیع فاسد کی ایک صورت

سوال ۹۴۵ - زید نے مقام چندوسی بذریعہ خط کے ایک ہزار من غلہ قبل آمد فصل سے بنرخ ۱۳ اثار آڑتی سے خرید لیا اور کچھ روپیہ بطور بیعانہ یا واسطے نفع و نقصان کے آڑتی کے بھیج دیا اور وہاں پر یہ بات مقرر ہے کہ بروقت آمد فصل کے ہم فلاں ماہ میں تم کو غلہ اسی نرخ سے دینگے یا اگر غلہ نہ ہوگا تو اسی نرخ سے دام دیں گے۔ اور اگر ۱۳ اثار سے غلہ کم ہو گیا تو تم کو منافع دیا جاوے گا۔ اور اگر زیادہ ہو گیا تو نقصان لیا جاوے گا۔ لہذا یہ بیع جائز ہے یا نہیں اور اس کا منافع اور نقصان دینا لینا سود میں تو داخل نہیں اور یہ بیع فاسد ہے یا صحیح ہے۔؟

الجواب - یہ بیع ناجائز ہے اور فاسد ہے اس طرح اور ایسی شرط سے بیع کرنا

۱؎ رسالہ حیلہ ناجزہ میں حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ سہولت کی صورتیں بیان فرمائی ہیں اس کو دیکھ لیا جاوے۔ محمد شفیع عفی عنہ

حرام ہے اور نفع لینا ناجائز ہے اور انجام اس کا سود کی طرف پہنچتا ہے ایسی صورت میں بیع کو بالکل توڑ دے اور جتنا روپیہ دیا ہے وہ واپس لینا چاہیئے۔ غلہ کو اپنی ملک نہ سمجھنا چاہئے اور نہ نفع و نقصان لینا دینا چاہیئے کہ یہ معاملہ اول سے ہی ناجائز اور فاسد ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

نابالغہ کا نکاح والدہ نے بلا اجازت عصبات کر دیا تو وہ نکاح موقوف ہے

سوال ۹۷۶ - مسماۃ نخو کا نکاح بوقت نابالغی ایک نابالغ لڑکے سے بغیر رضامندی چچاجی رشتہ داروں کے مسماۃ مذکورہ کی والدہ نے بزبردستی سے کر دیا تھا۔ بعد چند سال نخو کے شوہر کو فالج کا مرض ہو گیا۔ اب تک وہ مفلوج ہے [illegible] نہ کما سکتا۔ جب مسماۃ نخو بالغ ہوئی اس نے خاوند کا یہ حال دیکھ کر ناراضامندی ظاہر کی اور دوسرا نکاح کرنا چاہا۔ لیکن اس مفلوج کے والدین نکاح سے روکتے ہیں۔ حالانکہ نکاح کے وقت سے اب تک وہ اپنے خاوند کے گھر بھی نہیں گیا۔ اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس کا نکاح سابقہ جو بحالت نابالغی ہوا تھا وہ بھی صرف والدہ کی رضامندی سے اور چچاجی رشتہ داروں کی ناراضامندی سے جائز ہے کہ ناجائز اور اس وقت یہ مسماۃ نخو اپنا نکاح ثانی کر سکتی ہے یا نہیں۔؟ **الجواب** - جبکہ مسماۃ نخو کے چچاجی رشتہ دار موجود تھے جو کہ عصبہ ہوتے ہیں۔ تو والدہ کو ولایت نکاح شرعاً حاصل نہ تھی۔ اور بدون اجازت و رضامندی عصبات چچاجی کے وہ نکاح نابالغہ کا منعقد نہیں ہوا۔ پس مسماۃ نخو مذکورہ اپنی رضامندی سے جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ عزیز الرحمن۔

طلاقنامہ لکھانے کے بعد دستخط سے پہلے رائے بدل جاوے تب بھی طلاق پڑ جاتی ہے!

سوال ۹۷۷ - زید نے اپنی منکوحہ کو طلاق دینے کا مشورہ اپنے عزیزوں سے لیکر اسٹامپ بغرض لکھانے طلاقنامہ کے خود جاکر خریدا اور وثیقہ نویس کو اجازت دیکر طلاقنامہ لکھا دیا۔ لیکن دستخط ابھی نہیں کئے تھے جو رائے بدل گئی دستخط نہ ہوئے اس صورت میں زید کی منکوحہ کو طلاق ہو گئی یا نہیں۔ اور واقع ہوئی تو کیسی۔؟ **الجواب** - در المختار شامی میں ہے ولو قال للکاتب اکتب طلاق امرأتی کان اقرارا بالطلاق وان لم یکتب۔ اس سے معلوم ہوا کہ صورت مسئولہ میں طلاق واقع ہو گئی اور جیسی طلاق لکھوانے کو شوہر نے کہا ہے ویسی واقع ہو گی۔ اگر رجعی کہا ہے رجعی واقع ہوئی اور اگر بائنہ کہا ہے بائنہ واقع ہوئی اور اگر تین طلاق لکھنے کو کہا ہے تین طلاق واقع ہوئی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

مسجد کے صحن میں باغیچہ بنانا [illegible] جائز نہیں

سوال ۹۷۸ - جامع مسجد بمبئی کے [illegible] ٹرسٹیوں میں سے اکثر نے یہ رائے دی کہ [illegible] کی آمدنی سے مسجد کے احاطہ میں جو کھلی جگہ ہے وہاں پر باغیچہ قائم کیا جاوے اور درخت [illegible] لگائے جاویں اور اس کی حفاظت کے لئے تنخواہ سے مالی رکھا جاوے حالانکہ جس زمین پر باغیچہ بنایا ہے یہاں زمانہ قدیم سے مسلمانوں کے واسطے گنجائش تھی جب زیادہ مجمع ہوتا تھا تو

نمازی یہاں نماز پڑھتے رہے ہیں۔ پس اس حالت میں اہل مشورہ کو مسجد کے مال سے صرف کرنا جائز ہے یا نہیں؟
الجواب۔ مراعاۃ غرض الواقفین واجبۃ کو پیش نظر کر کے ایسے تصرفات اوقاف میں درست نہیں ہیں جو واقف کی شرط اور غرض کے خلاف ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن

مذہب کی نسبت امام ابوحنیفہ کی طرف کیوں کی جاتی ہے انکے اساتذہ کی طرف کیوں نہیں!

سوال ۹۴۹۔ ایک شخص کہتا ہے۔ کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ چونکہ حضرت امام جعفر صادق صاحبؒ سے صحبت یافتہ شاگرد تھے۔ پس کس وجہ سے حضرت امام ابوحنیفہؒ کا مذہب کہا جاتا ہے اور امام جعفر صادقؒ کا مذہب نہیں کہا جاتا۔ حالانکہ نسبۃً عمر میں امام جعفر صادق صاحبؒ زائد تھے۔ **الجواب**۔ یہ امر کسی کے اختیار میں نہیں ہے کہ ایسا کیوں ہوا اور ایسا کیوں نہ ہوا ذلک فضل اللّٰہ یؤتیہ من یشاء۔ امام صاحب کے اور بھی بہت سے استاد تھے۔ مگر مذہب کا انتساب اُن کی طرف نہیں ہے۔ کیونکہ تاسیس قواعد و اصول و فروع اور اجتہاد میں یہ درجہ انکا تھا

اللہ اکبر کے ہمزہ پر مد پڑھنا غلطی ہے

سوال ۹۵۰۔ ایک امام صاحب رکوع وغیرہ میں جاتے وقت آللہ کبیر کہتے ہیں۔ نماز ہوگئی یا نہیں۔؟ **الجواب**۔ اللہ کی ہمزہ پر اور اسی طرح اکبر کے ہمزہ پر مد کرنا خطاء مفسدۂ صلوٰۃ ہے۔ اس سے احتراز لازم ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

نابالغہ کو تین طلاقیں دیدی تو دوبارہ نکاح کی کیا صورت ہوگی

سوال ۹۵۱۔ ایک شخص نے اپنی زوجہ نابالغہ کو تین طلاق بائن دی اب وہ شخص اُس سے نکاح کرنا چاہتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اُس مطلقہ کی عمر تقریباً دس سال کی ہے جماع کرنے کے قابل نہیں۔ ایسی مطلقہ کے لئے عدۃ میں بیٹھنا واجب ہے یا نہیں۔ بر تقدیر وجوب عدۃ باوجودکہ وہ قابل جماع کرنیکے نہیں ہے پر تحلیل بھی اُسکی بغیر جماع کے ہوسکتی ہے یا نہیں؟

الجواب۔ زوجہ غیر مدخولہ کو اگر تین طلاق متفرق دیوے تو اُس پر ایک طلاق واقع ہوگی۔ اور بائنہ ہوجاتی ہے اور باقی دو طلاق نہیں پڑتی۔ اس صورت میں رجوع الی الزوج الاول کے لئے تحلیل کی ضرورت نہیں اور اگر تین طلاق دفعۃً واحدۃً بکلمۃٍ واحدۃٍ دیوے۔ مثلاً یہ کہے کہ تجھ پر تین طلاق ہیں تو تینوں واقع ہوجاتی ہیں اس صورت میں رجوع الی الاول کو حلالہ کی ضرورت ہے اور حلالہ میں شوہر ثانی کی جماع کی شرط ہے بدون جماع شوہر ثانی وہ عورت شوہر اول کے لئے حلال نہ ہوگی۔ اگر عورت صغیرہ ہے کہ قابل جماع نہیں ہے تو اتنا انتظار کیا جاوے گا کہ وہ قابل جماع ہوجاوے۔ جب قابل جماع ہوجاوے۔ اُسوقت شوہر ثانی کا جماع معتبر ہے۔ درمختار میں ہے۔ وان فرق الخ بانت بالاولی الی علاقۃ الخ۔ وفیہ فی بیان التحلیل واشترط تیقن بوقوع الوطی فی المحل المتیقن به فلو کانت صغیرۃ لا یوطأ مثلہا لم تحل للاول عوالا حلت ای بان کانت صغیرۃ توطأ مثلہا حلت للاول لوجود الشرط وھو الوطی فی المحل الموجب للغسل کما یاتی وان

انتشارها بعد الوطئ لان الافضاء حصل بعد الوطئ فتعتبر شرعا ... ورنہ طلقۃ غیر مدخولہ اور صغیرہ غیر قابل جماع پر عدۃ نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

شطرنج کھیلنے کا حکم

سوال ۹۵۲ - بعض لوگ شطرنج کو حلال کہتے ہیں اور بعض حرام۔ ملا علی قاری موضوعات کبیر میں فرماتے ہیں۔ ومن الاحادیث الباطلۃ احادیث اللعب بالشطرنج تحریما او اباحۃ کلہا کذب علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما ثبت فیہ المنع عن الصحابۃ۔ کیا ہمارے لئے قول و فعل صحابی حجت ہوسکتا ہے یا نہیں؟ **الجواب** - ہمارے لئے تصریح فقہاء حجت ہے سو باعتبار روایت فقہیہ راجح حرمت لعب بالشطرنج ہے۔ کذا فی الشامی باب الحظر والاباحۃ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن

کافر کو اسلام سے روکنے کا حکم

سوال ۹۵۲ - اگر کوئی مسلم شخص کافر کو اسلام سے روکے اس کے لئے کیا حکم ہے یعنی مسلم کیلئے؟ **الجواب** - اس میں کفر کا حکم بلا تحقیق حال نہیں کرسکتے اور حرام ہونے میں کچھ شبہ نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

جو شخص زوجہ کو نان نفقہ نہ دے اس کا حکم

سوال ۹۵۴ - ایک مسلمان جاہل نے اپنی بی بی کو چھوڑ رکھا ہے نہ بلاتا ہے نہ نان نفقہ دیتا ہے بہت سمجھایا گیا لیکن نہیں مانتا۔ نہ طلاق دیتا ہے نہ گھر میں آتا ہے۔ غرض بڑا ظلم اس مظلومہ پر ہو رہا ہے۔ پس اس حالت میں وہ بی بی از روئے شریعت نکاح فسخ کرنیکا حق رکھتی ہے

الجواب - شوہر کو حکم شریعت یہ ہے کہ اپنی زوجہ کو اچھی طرح رکھے اور حسن معاشرت کرے اور خبر گیری کرے اور حقوق ادا کرے ورنہ چھوڑ دے اور طلاق دیدے قال اللہ تعالیٰ فامساک بمعروف او تسریح باحسان پس صورت مسئولہ میں شوہر تارک فرض ہو کر سخت عاصی ہے اور اس ظلم سے عند اللہ ماخوذ ہوگا۔ لیکن چونکہ اختیار طلاق کا شوہر کو ہے۔ کما ورد فی الحدیث الطلاق لمن اخذ بالساق۔ عورت کے اختیار میں طلاق نہیں رکھی گئی۔ اس لئے ایسی حالت میں جس طرح ہو شوہر کو مجبور کیا جاوے کہ یا وہ خبر گیری کرے اور نان نفقہ زوجہ کا ادا کرے ورنہ طلاق دے۔ جیسے اگر وہ نہ مانے تو بذریعہ حکام اس کو مجبور کیا جاوے۔ کہ دو امرین مذکورین میں سے ایک کام کو اختیار کرے۔ عورت خود اپنے نکاح کو فسخ نہیں کرسکتی یہ وبال اس متعلقہ کا بذمہ شوہر رہے گا۔ کہ اس نے اس کو معلق چھوڑ رکھا نہ خبر لیتا ہے اور نہ طلاق دیتا ہے۔ شوہروں کو یہ حکم ہے کہ اپنی ازواج کو معلقہ نہ چھوڑو۔ اور اگر وہ ایسا کریں گے تو تارک فرض اور مرتکب امر محرم کے ہو کر عاصی و فاسق و ماخوذ ہوں گے۔ قال فی الدر المختار لا یفرق بینہما بعجزہ عنہا بانواعہا الثلاثۃ ولا بعدم ایفائہ حقہا الخ وجوزہ الشافعی باعسار الزوج ... بغیبۃ ... فقضی بہ حنفی لم ینفذ ... نعم لو امر شافعیا فقضی بہ نفذ اذا لم یرتش الآمر والمامور بحر۔ فقط ... اس سبب اس مسئلہ میں ...

امام شافعی و مالکؒ کے مذہب پر فتوی دیا ہے جس کی تفصیل اور شرائط عمل رسالہ حیلۂ ناجزہ میں مفصل مرقوم ہیں۔ اُس کو دیکھ لیا جاوے۔ فقط۔ محمد شفیع عفا عنہ۔

فجر کی جماعت طلوع آفتاب سے کتنے پہلے ہونی چاہیئے

سوال ۹۵۵۔ فجر کی نماز با جماعت طلوع آفتاب سے کتنی پیشتر ہونی چاہیئے۔ اور دیگر یہ کہ اذان فجر جماعت سے کتنی پہلے ہونی چاہیئے؟ **الجواب** - شامی میں ہے۔ قال ابو حنیفۃ یؤذن للفجر بعد طلوعہ۔ یعنی صبح صادق ہونیکے بعد اذان کہنا بہتر ہے۔ اور اگر فوراً نہ ہو تو بعد میں کہے۔ الغرض تمام وقت نماز کا اذان کا بھی وقت ہے۔ کما فی الشامی ولعل المراد بیان الاستحباب والا فوقت الجواز جمیع الوقت الخ اور جماعت فجر کی اسفار کے وقت ہونی چاہیئے یعنی جس وقت خوب روشنی ہو جاوے اُس کی مقدار درمختار میں یہ لکھی ہے کہ آفتاب کے نکلنے سے اتنے پہلے نماز صبح شروع کریں کہ چالیس آیتیں ترتیل سے پڑھ سکیں اور پھر اعادہ کی ضرورت ہو تو اعادہ کر لیں غرض تقریباً آدھ گھنٹہ پہلے آفتاب نکلنے سے جماعت کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

غیر کی طرف سے قربانی کرنیکی چند صورتیں اور اُنکے احکام از حضرت حکیم الامۃ تھانوی امت برکاتہم

سوال ۹۵۶۔ اگر اپنے مملوک جانور میں کسی زندہ کی طرف سے کوئی حصہ نفل قربانی کا کیا جاوے۔ آیا قبل قربانی کے اس سے اجازت لینا ضروری ہے یا ضروری نہیں۔ یا یہ حصہ قبل قربانی اُس کی مِلک کر دینا ضروری ہے پھر اُس سے اجازت لیکر قربانی کی جاوے اور اگر امور مذکورہ میں بھی کوئی امر شرط ہو اور اس کو بوجہ ناواقفی کے کوئی شخص پورا نہ کر سکا ہو تو اس صورت میں قربانی سے ایا ذابح کی طرف سے وہ قربانی نفل ہو جاوے گی یا وہ عمل باطل ہو کر بقیہ حصص بھی باطل ہو جاویں گے۔ اور جو صاحب نصاب ہوں یا چکے ہوں اُن کی جانب سے محض ایصال ثواب کی غرض سے کیا حکم قربانی کا ہے۔ اور اگر کسی غیر کے مملوک قربانی کے جانور کو غیر اُسکی بلا اجازت ذبح کر دے تو یہ قربانی کیسی طرف سے قرار پاویگی اور اگر غیر پر اس طرف سے اس طرح قربانی کرے کہ جب ہم اسکی طرف سے قربانی کئے دیتے ہیں پھر اسکے دام اُس سے لے لیں گے اور اُسکو اطلاع بھی نہیں تو یہ قربانی اس غیر کی طرف سے جب وہ دام ادا کر دے ہو جاوے گی ــــــــ؟ **الجواب** الروایۃ الاولی فی العالمگیریۃ اذا ضحی بشاۃ من غیرہ بامرہ لاشک فیہ و بغیر امرہ لا تجزی لانہ لا یمکن تجویز التضحیۃ عن الغیر الا باثبات الملک لذلک الغیر فی الشاۃ ولن یثبت الملک لہ فی الشاۃ الا بالقبض ولم یوجد قبض الآمر ھھنا لا بنفسہ ولا بنائبہ کذا فی الذخیرۃ ج ۲۰۲۶۔ الروایۃ الثانیۃ۔ فی العالمگیریۃ ولو ذبح اضحیۃ غیرہ عن المالک بغیر امرہ صریحا یقع عن المالک ولا ضمان علی الذابح استحسانا اطلق ھذا لہ ینبغی بما اذا ضحیھا المالک التضحیۃ وقیل بدون الاضجاع والمختار ھوالاول ھکذا فی الخیانیۃ ج ۵ ص ۳۰۲۔ الروایۃ الثالثۃ۔ فی ردالمحتار عن الخانیۃ اشتری خمس شیاہ فی ایام الاضحیۃ واراد

يضحي بها. جماعة ضحايا انه لم يعينها فذبح رجل واحدة منها يوم الاضحى بنية صاحبها بلا امره ضمن ج۵ ص۳۰۲ الرواية الرابعة. في العالمگيرية ولو ضحى ببدنة عن نفسه وعرسه واولاده ليس هذا في ظاهر الرواية وقال الحسن بن زياد في كتاب الاضحية ان كان اولاده صغارا جاز عنه وعنهم جميعا في قول ابي حنيفة وابي يوسف وان كانوا كبارا ان فعل بامرهم جاز عن الكل في قول ابي حنيفة وابي يوسف وان فعل بغير امرهم او بغير امر بعضهم لا تجوز عنه ولا عنهم في قولهم جميعا لان نصيب من لم يامر صار لحما فصار الكل لحما وفي قول الحسن بن زياد اذا ضحى ببدنة عن نفسه وعن خمسة من اولاده الصغار وعن ام ولده بامرها لا تجوز عنه ولا عنهم قال ابو القاسم تجوز عن نفسه كذا في فتاوى قاضي خان ج۵ ص مذكور. الرواية الخامسة في ردالمحتار وان تبرع بها عنه (اي عن الميت) له الاكل لانه يقع على ملك الذابح والثواب للميت ج۵ ص۲۲۹

اِن روایات سے یہ امور مستفاد ہوئے!

(۱) جس کی طرف سے قربانی کی جاوے وہ قربانی اگر واجب ہو تب تو بدون اس کے کہ اس شخص (من ضحی عنہ) کو مالک بنا دیا جاوے وہ قربانی ادا نہ ہوگی اور روایت اولیٰ کے یہی معنی ہیں۔ (۲) اگر وہ قربانی واجب نہ ہو محض تبرع و تطوع ہو تو اُس میں نہ مالک بنانا شرط ہے نہ اُس کا امر شرط ہے بلکہ یہ قربانی خود ذابح کی طرف سے واقع ہوگی اور دوسرے شخص کو محض ثواب ہو جاوے گا، خواہ وہ دوسرا حی ہو یا میت، چنانچہ روایت رابعہ کا جزو ثالث یعنی حسن بن زیادہ کا قول اور روایت خامسہ اس کی دلیل ہے اور جس جزئی میں حسن کا یہ قول ہے۔ اُس میں عن عرسہ سے مراد نفل ہے چنانچہ جواز کے لئے اولاد کے صغار ہونے کو شرط ٹھیرانا اس کا قرینہ ہے ورنہ اولاد کبار میں اور عرس میں کیا فرق ہے۔ اور اس روایت کا دوسرا جزو یعنی ان کانوا کبارا ان فعل بامرھم جاز، ظاہراً ثالث کے معارض معلوم ہوتا ہے کہ اس میں ملک شرط ہے اور یہاں پر صرف امر پر اکتفا کیا گیا۔ سو تطبیق یہ معلوم ہوتی ہے کہ مراد امر سے امر معتبر ہے یعنی جو بعد تملیک کے ہو، اور اگر خالی امر ہو تو وہ کافی نہیں اور میرے نزدیک اس روایت کا تیسرا جزو یعنی فی قول الحسن بن زیاد اذا ضحی ببدنۃ الی قولہ لا تجوز عنہ ولا عنھم۔ اسی پر محمول ہے یعنی صرف امر کافی نہیں اور اگر روایات ہی مختلف ہوں تو تطبیق کی حاجت نہیں۔ (۳) دوسرے کا جانور اس کی دوسرے کی طرف سے قربانی کر دینے سے اس کی قربانی ادا ہو جاوے گی۔ بشرطیکہ اُس نے جانور معین کر لیا ہو۔ روایت ثانیہ اس پر دلالت کرتی ہے۔ (۴) اخیر کی صورت میں قربانی نہ ہوگی۔ لانہ لم یقع علی ملکہ حین الذبح وقد علمت کونہ شرطاً۔ اب صرف ایک شبہ کا جواب باقی رہ گیا وہ یہ کہ ادائے زکوٰۃ عن الغیر میں صرف غیر کا اذن کافی ہے اور ملک شرط نہیں تو اس میں اور قربانی میں وجہ فرق کیا ہے۔ جواب یہ سمجھ میں آتا ہے کہ زکوٰۃ میں مقصود اغنائے مساکین ہے اور وہ موقوف نہیں ملک پر البتہ چونکہ عبادت فرض ہے اس لئے نیت شرط ہے اس لئے امر ضرور ہونا چاہیے

اور تضحیہ میں اراقۃ الدم سے تعبد سے مقصود ہے اور وہ دوسرے کی ملک سے حاصل نہیں۔ فقط کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

الجواب۔ کسی کی طرف سے نفل قربانی کرنے کے لئے اس سے اجازت لینے کی اور اُس کے امر کی ضرورت نہیں ہے۔ فی الشامی وقد صح ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضحی بکبشین احدہما عن نفسہ والآخر عن لم یذبح من امتہ وان کان منہم قد مات قبل ان یذبح (رد المختار)۔ اور واجب میں اُس کے امر کی ضرورت ہے اور میت کی طرف سے قربانی کی دو صورت ہیں۔ اگر بامر میت و وصیت میت ہے تو اُس کو صدقہ کردے خود نہ کھائے۔ اور اگر بلا امر و وصیت میت ہے تو خود بھی کھا سکتا ہے۔ والمختار انہ ان بامر المیت لا یاکل منہا والا یاکل (بزازیہ شامی)۔ ۳۔ اور غیر کی قربانی کے جانور کو بغیر اُس کی اجازت کے ذبح کردینے سے وہ قربانی اُس غیر کی ادا ہوگی۔ ۴۔ اس میں بھی وہی تفصیل ہے کہ اگر تبرعاً اُس کی طرف سے کرتا ہے تو امر و اجازت کی ضرورت نہیں ہے اور نہ اُس سے دام لے سکتا ہے۔ کذا فی الدر ایۃ کالمختار لانہ لا یتم علی ملکہ الی آخرہ اور اگر قربانی واجب ہے تو بلا اس کی اجازت و امر کے اُس کی طرف سے نہ ہوگی۔ فقط واللہ اعلم۔ عزیز الرحمن۔

زندہ مرغ کا پیٹ چاک کرکے بیمار کے سر پر باندھنا ناجائز ہے

سوال ۹۵۷۔ زندہ مرغ کا پیٹ چاک کرکے سرسام والے کے سر پر باندھتے ہیں کیا یہ جائز ہے؟ **الجواب**۔ بلا ذبح کئے ایسا کرنا درست نہیں کہ اس میں تعذیب ہے۔ اور پھر استعمال میتہ خود حرام ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

شیعوں کے داماد کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم

سوال ۹۵۸۔ جو شخص کہ شیعوں میں شادی شدہ ہو اُس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ **الجواب**۔ اگر وہ خود سُنّی ہے اور مبتدع اور فاسق نہیں ہے تو اُس کے پیچھے نماز ہو جاوے گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

عیدگاہ میں نماز سے پہلے باآواز لوگوں کو جمع کرنے کے لئے تکبیر کا حکم؟

سوال ۹۵۹۔ اکثر جگہ عیدگاہ میں نماز سے پہلے بار بار لوگ تکبیر باآواز بلند پڑھا کرتے ہیں تاکہ لوگ دُور سے سُنکر جلدی چلے آویں۔ اس طرح سے پکار کر پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ **الجواب** قال عطاء اخبرنی جابر بن عبد اللہ ان لا اذان للصلوٰۃ یوم الفطر حین یخرج الامام ولا بعد ما یخرج ولا اقامۃ ولا نداء ولا شئی لا نداء یومئذ ولا اقامۃ۔ رواہ مسلم۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عید کے دن عیدگاہ میں کوئی آواز اور تکبیر وغیرہ غرض بلانے لوگوں کے نہ کہی جاوے۔

مرتد کا صدقہ خیرات کچھ قبول نہیں

سوال ۹۶۰۔ مرتد اگر اپنے ورثاء فوت شدہ یعنی اقارب مسلمان مردہ کیلئے کوئی چیز بغرض ایصال ثواب خیرات کرے یا قرآن شریف پڑھکر بخشے تو مرتد کی طرف سے ثواب پہنچے گا یا نہیں؟ **الجواب**۔ مرتد کی کوئی عبادت اور طاعت قبول نہیں ہوتی جس کا ثواب وہ کسی دوسرے کو پہنچا سکے۔ قال تعالیٰ ومن یکفر بالایمان فقد حبط عملہ۔ معلوم ہوا کہ مرتد کے سب اعمال حبط ہو جاتے ہیں۔ اور

باطل ہو جاتے ہیں۔ اور درمختار میں ہے۔ واما ادی منہا فیلہ مبطل۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

خوف فتنہ کے وقت فاسق بھائی سے بھی پردہ کرنا چاہیئے!

سوال ۹۶۱ - ایک عورت ہندہ کا عینی بھائی یا چچا شراب خوار زانی فاسق مخمور رہتا ہے۔ لہذا ہندہ اُس سے پردہ کرتی ہے۔ زید کہتا ہے کہ پردہ کرنا شرعاً جائز ہے۔ کیونکہ فاسق کا اعتبار نہیں اور ہندہ اگر پردہ نہ کرے گی تو اُس کی عفت وحیا میں فرق آوے گا عمر کہتا ہے کہ یہ محرم ہیں ان سے کسی صورت میں پردہ نہیں ہے۔ بلکہ پردہ کرنا بے حیائی ہے؟ **الجواب**۔ اپنے محرم سے پردہ نہیں ہے اور عینی بھائی اور چچا محرمات ابدیہ سے ہیں۔ لہذا اُن سے پردہ لازم نہیں ہے۔ لیکن موضع فتنہ وخوف فتنہ میں فقہاء نے محارم سے بھی پردہ کا حکم فرمایا ہے۔ جیسا کہ درمختار میں ہے۔ ومن محرمہ ھی من لایحل لہ نکاحہا ابداً بنسب او سبب ولو بزنا الی الراس والوجہ والصدر والساق والعضد ان امن شہوتہ وشہوتہا ایضاً الخ۔ پس اگر ہندہ کو خوف فتنہ ہے تو پردہ کرنا اُس کا حق بجانب ہے اُس پر ملامت نہیں ہو سکتی۔ فقط واللہ اعلم۔

زکوٰۃ اور چرم قربانی کا روپیہ مسجد یا مدرسہ یا مدرس کی تنخواہ میں صرف کرنا جائز نہیں

سوال ۹۶۲ - اس طرف چرم قربانی کو فروخت کر کے اُسی قیمت سے مسجد کی چٹائی وغیرہ خرید کرتے ہیں۔ اور مدرسہ فنڈ میں جمع کرتے ہیں اُسی فنڈ سے مدرسین کی تنخواہ اور ٹول اور میز کرسی بنایا کرتے ہیں۔ اور علیٰ ہذا القیاس زکوٰۃ کے روپیہ کو بھی ایسے ہی خرچ کرتے ہیں۔ کیا یہ فعل جائز ہے؟ **الجواب**۔ چرم قربانی کا صدقہ کرنا فقراء و مساکین پر واجب ہے جیسا کہ شامی کے باب مصرف الزکوٰۃ میں لکھا ہے۔ کہ جو مصارف زکوٰۃ کے ہیں۔ وہی صدقات واجبہ کے ہیں۔ پس مسجد کی چٹائی اور سقف اور تعمیر و مرمت میں صرف کرنا اُس کا درست نہیں ہے۔ اسی طرح زکوٰۃ کا روپیہ بھی ان چیزوں میں خرچ کرنا جائز نہیں ہے۔ اور مدرسین و ملازمین مدرسہ کی تنخواہ میں بھی خرچ کرنا درست نہیں ہے اور حیلہ جواز کا اس قسم کی اشیاء میں صرف کرنے کا درمختار کتاب الزکوٰۃ میں یہ لکھا ہے کہ اوّل کسی محتاج کو مالک بنا دیا جاوے پھر وہ اپنی طرف سے ان اشیاء میں صرف کر دے۔ اور اگر طلبہ کو دیا جاوے تو بلا حیلہ مذکورہ کے بھی درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

پیسوں اور گنی وغیرہ میں بیع سلم صحیح ہے

سوال ۹۶۳ - یہاں اس طرح سے بیع سلم ہوتی ہے کہ ایک شخص کو چند روپیہ دیدیئے کہ یہ روپیہ تم لو اور بعوض روپیہ ایک ماہ یا دو ماہ میں فی روپیہ بیس یا بائیس آنہ کے پیسے دینے ہوں گے۔ اب سوال یہ ہے کہ پیسہ کو جنس مبیع تصور کر کے سلم جائز ہے کہ نہیں۔ اس ناچیز کے خیال میں جنس غیر ہرگز تصور نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ اُس کا نرخ سرکار نے مقرر کر دیا ہے؟ **الجواب**۔ قال فی الدرالمختار فی باب السلم ویصح فیما امکن ضبط صفتہ الخ کمکیل و موزون الخ و عددی متقارب الخ و بیض جوز الخ

وفی الشامی فی باب الربوٰ سئل الحانوتی عن بیع الذھب بالفلوس نسیئۃً فاجاب بانہ یجوز اذا قبض احد البدلین الخ - ان عبارات سے واضح ہے کہ سلم فلوس میں صحیح ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

نجس پانی سے غسل جائز نہیں

سوال ۹۶۴ - نجس پانی سے غسل جائز نہیں اگر جائز ہے تو کس وقت میں - اور نجس پانی سے اگر غسل کرے تو مسجد میں داخل ہو سکتا ہے یا نہیں - اور قرآن شریف پڑھ سکتا ہے یا نہیں -؟ **الجواب** - نجس پانی سے غسل واجب نہیں اور وہ غسل معتبر نہ ہوگا یعنی جنابت سے نہ نکلے گا - پس مسجد میں داخل ہونا اور قرآن شریف پڑھنا اس کو درست نہیں - درمختار میں ہے یرفع الحدث مطلقاً بماء مطلق قال فی الشامی مخرج المقید والماء المتنجس والماء المستعمل الخ شامی ۔

جماعت ثانیہ مسجد محلہ میں جائز نہیں

سوال ۹۶۵ - جماعت ثانی جائز ہے کہ نہیں اور اگر جماعت ثانی کرے تو گنہگار ہوگا یا نہیں -؟ **الجواب** - دوسری جماعت مسجد محلہ میں مکروہ ہے اور مرتکب اس کا گنہگار ہوتا ہے کما فی الدرالمختار - او مصل فی المسجد بعد صلوٰۃ جماعۃ فیہ - بل یکرہ فعلھا و تکرار الجماعۃ الا فی مسجد علی طریق فلا باس بذلک وفی الشامی قولہ الا فی مسجد علی طرق) ھو مالیس لہ امام و مؤذن الخ

چرم قربانی کا روپیہ مسجد مدرسہ یا رفاہ عام پر خرچ کرنے کی صورت

سوال ۹۶۶ - اگر کسی شخص کو اس شرط پر چرم قربانی کا مالک بنا دیا جاوے کہ تم بعد مالک ہونے کے اس کی قیمت سے محلہ کی روشنی کا انتظام کر دینا اور نیز یہ بھی معلوم ہو جاوے کہ چرم قربانی کی قیمت کس صدقہ میں داخل ہے -؟ **الجواب** - قیمت چرم قربانی جو بعد فروخت کرنے چرم کے حاصل ہو اس کا صدقہ کرنا فقراء و مساکین پر واجب ہے اور مصارف اس کے زکوٰۃ کے مثل ہیں - تملیک فقراء اس میں ضرور ہے کذا فی الشامی اور یہ بھی کتب فقہ میں مصرح ہے کہ زکوٰۃ وغیرہ صدقات واجبہ کو کہ جس میں قیمت چرم قربانی بھی داخل ہے تعمیر مسجد و مرمت مسجد و روشنی و سامان مسجد وغیرہ میں صرف کر دے مگر دینے کے وقت یہ شرط نہ کرے بلکہ دینے کے بعد اس سے کہدے - بہرحال اس حیلہ سے روشنی وغیرہ اور خرید لالٹین وغیرہ میں اس کو صرف کر سکتے ہیں ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم - کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ ۔

کسی کی دختر بدکار ہو جاوے تو وہ ترکہ پدری سے محروم نہیں

سوال ۹۶۷ - زید کا انتقال ہوا جس کے دو فرزند اور ایک دختر ہے دختر کی بدروئیگی یعنی فاحشہ ہونا ثابت ہے تو جائداد پدری سے کیا دختر محروم ہوگی اور بزمانہ حیات متوفی نے قبل وفات تقریباً چار سال منجملہ جائداد متروکہ کے ایک جائداد غیر منقولہ کا وقف بذریعہ وصیت کیا جس میں دختر کے حق میں بھی ایک حصہ جائداد کا وقف کیا ہے - بقیہ جائداد کی نسبت کوئی وصیت نہیں کی - ایسی حالت میں جائداد غیر موقوفہ پر دختر کا کیا حصہ ہے - اور جائداد موقوفہ پر کیا - اور جائداد عطیہ سلطانی مثل جاگیر وغیرہ جس کی نسبت متوفی نے کوئی وصیت نہیں کی ہو دختر مذکورہ شرعاً کیا

حصہ پائے گی۔؟ **الجواب۔** دختر کے فاحشہ وبدرویہ ہوجانے سے وہ ترکہ پدری سے محروم نہ ہوگی۔ پس ترکہ پدری بعد حقوق مقدمہ پانچ سہام ہوکر دو سہام ہر یک لڑکے کو اور ایک سہام دختر کو ملے گا۔ جائداد غیر موقوفہ میں دختر کا حصہ وہ ہے جو مذکور ہوا یعنی پانچواں حصہ اور جائداد موقوفہ میں جسقدر زید واقف نے دختر کا حصہ قائم کیا ہے اُس قدر دختر کو ملے گا۔ اور عطیہ سلطانی مملوکہ زید میں بھی دختر کو اُسی قدر حصہ ملے گا یعنی منجملہ سہام کے حصہ ایک ملے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

اہل سنت کی مسجد کا امام و متولی شیعہ ہوجائے تو اُس کا حق تولیت و امامت ساقط ہوجاویگا

سوال ۹۶۸۔ ایک شخص کو منجانب سرکار کسی مسجد کے اوقاف کا متولی بنایا گیا کہ جو مذہب حنفی رکھتا تھا۔ اور اہل سنت والجماعت رکھتا تھا مدت تک وہ تولیت اُس کی اولاد میں رہتی رہی۔ اب متولی مذکور کی اولاد شیعہ ہوگئی اور مسجد میں تمام مقتدی اہل تسنن ہیں۔ اس صورت میں شیعہ عقیدہ کے خطیب یا امام کی اطاعت واقتداء جائز ہے یا نہیں۔ اور اگر بوجہ اسناد شاہی کہ جو اُس کے پاس موجود ہوں دعویٰ خطابت وامامت کا کرے وہ دعویٰ مسموع ہوگا یا نہیں؟

الجواب۔ کتب فقہ میں تصریح ہے مراعاۃ غرض الواقفین واجبۃ پس ظاہر ہے کہ اہل سنت شیعہ مذہب کو متولی وامام وخطیب مقرر نہیں کرسکتا۔ لہذا شیعہ مذہب شخص کو کوئی حق تولیۃ وغیرہ کا نہیں ہے۔ اور دعویٰ اُس کا باطل وغیر مسموع ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

ولدالحرام اگر متقی ودیندار ہو تو اُس کیلئے مغفرت اور درجات عظیمہ ہیں

سوال ۹۶۹۔ ولد الحرام اگر متقی ہو تو کیا اُسکی مغفرت اللہ کے یہاں ہوگی۔؟ **الجواب۔** جب کہ وہ خود مومن صالح ہے اور عالم وعابد ہے تو اُس کے لئے آخرت میں بڑے بڑے درجات ہیں اور جنت ومغفرت ہے۔ ولد الحرام ہو یا ولد الحلال ہو جو شخص باایمان وصالح ومتقی ہے اُس کیلئے عند اللہ مغفرت ودرجات عظیمہ ہیں ولد الحرام کا کوئی قصور نہیں ہے

شوہر نے مہر معجل ادا نہ کیا تو نکاح میں فرق نہیں آتا۔ البتہ ہمبستری سے عورت انکار کرسکتی ہے

سوال ۹۷۰۔ ایک عورت کا نکاح مہر معجل کی ساتھ ہوا جس کو عرصہ چار سال کا ہوگیا۔ لیکن شوہر نے وہ مہر ادا نہیں کیا۔ عدالت تک نوبت پہونچی۔ ڈگری بھی مہروں کی ہوگئی۔ لیکن کوئی صورت وصولیابی کی نہیں۔ اب ایسا شوہر حق زوجیت رکھتا ہے یا نہیں۔ جب کہ شوہر مہر ادا کرنا نہیں چاہتا۔؟ **الجواب۔** مہر معجل کے ادا نہ کرنے سے نکاح میں کچھ فرق نہیں آتا اور عورت اُس کی زوجیت اور نکاح سے خارج نہیں ہوتی۔ لیکن عورت وطی وغیرہ سے شوہر کو انکار کرسکتی ہے۔ اور ساتھ جانے سے بھی انکار کرسکتی ہے۔ ولہا منعہ من الوطی ودواعیہ والسفر بہا لاخذ ما بین تعجیلہ من المہر کلہ او بعضہ الخ ص ۳۵۰ شامی باب المہر۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

چند گواہ کہ شرائط شہادت نہ ہونے کی وجہ سے ساقط الاعتبار ہوجاویں تو دوسرے گواہ مدعی پیش کرسکتا ہے

سوال ۹۷۱۔ مدعی نے بینہ کسی دعویٰ میں پیش کیا وہ بینہ

بوجہ عذر شرعی غیر مزکی ہو گئے۔ اور نا قابل شہادت ہوئے۔ اب مدعی بجز دوسرے بینہ پیش کرنا چاہتا ہے دریافت طلب یہ امر ہے کہ مدعی کی یہ استدعا مقبول ہے یا نہیں ؟ **الجواب**۔ دوسرے بینہ پیش کر سکتا ہے۔ کما فی الدر المختار۔ شہادۃ قاصرۃ یتمہا غیرھم تقبل کتاب الشہادۃ باب القبول وعدمہ۔ شامی جلد ۴ ص ۲۹۵ وفی کتاب الدعوی قال لا بینۃ لی وطلب یمینہ فحلفہ القاضی ثم برھن علی دعواہ بعد الیمین۔ قبل ذلک البرھان عند الامام منہ وکذا لو قال المدعی کل بینۃ اتی بہا فہی زور او قال اذ حلف فانت بری من المال فحلف ثم برھن علی الحق قبل خانیۃ وبہ جزم فی السراج کما مر رد المحتار شامی جلد ۴ کتاب الدعوی۔ فقط۔

محلہ کی مسجد میں تکرار جماعت جائز نہیں

سوال (۹۷۲) تکرار جماعت در یک مسجد بغیر اذان واقامۃ واستنادن در مسجد مکروہ است یا نہ ؟ **الجواب** ۔ اقول وباللہ التوفیق تکرار جماعت در مسجد محلہ کہ امام و مؤذنش معین باشند اگر چہ بلا اذان و اقامۃ و تغییر ہیئت باشد مکروہ است۔ کما فی الشامی ومقتضی ھذا الاستدلال کراھۃ التکرار فی مسجد المحلۃ ولو بدون اذان ویؤید ما فی الظہیریۃ لو دخل جماعۃ المسجد بعد ما صلی فیہ اھلہ یصلون وحدانا وھو ظاہر الروایۃ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

مذہب حنفیہ میں عقیقہ مستحب ہے

سوال (۹۷۳) عقیقہ در مذہب حنفیہ سنت است یا واجب یا مستحب یا مباح ؟ **الجواب** ۔ صحیح این است کہ عقیقہ در مذہب حنفیہ مستحب است نہ سنت۔ کما فی الشامی۔ یستحب لمن ولد لہ ولد الخ

بعد وقف کرنیکے واقف کو شرائط وقف میں تغیر تبدل کا اختیار نہیں رہتا۔

سوال (۹۷۴) ایک شخص نے جائداد وقف کر کے اس کے شرائط اور مصارف بیان کر دیئے اور مسودۂ وقف رجسٹری کرا دیا۔ اب وہ چاہتا ہے کہ اس کے شرائط و مصارف میں اپنی حیات میں قانوناً وشرعاً جائز کمی بیشی و تبدل و تغیر کا میری حیات تک مجھے اختیار رہے۔ کیا یہ صحیح ہے اور کمی بیشی کا اس کو اختیار ہے یا نہیں ؟ **الجواب** قال فی الدر المختار عن الاسعاف والاصل انہ لا یفعل الا ما شرط وقت العقد الخ ثم قال بعد السطور وفی فتاوی الشیخ قاسم ولان الشرط معتبر فی الوقف فلیس للواقف تغییرہ ولا تخصیصہ بعد تقررہ ولا سیما بعد الحکم فقد ثبت ان الرجوع عن الشروط لا یجوز الا التولیۃ فالمراد بذلک بنفسہ فلہ تغییر الشرط مرۃ واحدۃ۔ اس روایت سے معلوم ہوا کہ واقف نے جو شروط وقت وقف مقرر کی ان میں تغیر تبدل کمی و بیشی کرنا بعد میں درست نہیں ہے اور فقہاء نے اس بات کا مجاز نہیں ہے کہ عقد وقف و شروط مقرر وقف وقف کے بعد میں دیگر شروط کا قید کرے کہ اس کو بعد وقف کر دینے اور شروط مقرر کر دینے کے پھر اختیار تغیر و تبدل کا نہیں رہتا اور جیسا کہ اصل موقوفہ اس کی ملک سے خارج ہو چکا شرائط میں بھی اس کا اختیار باقی نہیں رہا۔ لخروج الوقف عن ملکہ مستجمعا شرائطہ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

اذان کے وقت انگوٹھے چومنے کا حکم

سوال ۹۷۵ - موجودصیش میں یہ مضمون لکھا ہے کہ جب امام علیہ السّلام آسمان پر گذرتے تو ملائکہ مقربین بہ تعظیم آدم پیچھے پیچھے چلتے - آدم علیہ السّلام نے عرض کیا کہ اے پروردگار عالم کیا سبب ہے کہ ملائکہ میری تعظیم کرتے ہیں۔ حکم ہوا کہ تمہاری پیشانی میں نور محمدی ہے۔ یہ اُس کی تعظیم ہے آدمؑ نے عرض کی کہ یا اللہ وہ نور کسی ایسی جگہ آجاوے کہ میں بھی اُس سے مشرف ہوں اور دیکھوں۔ بدرخواست آدم وہ نور انگشت سبابہ میں آگیا۔ فوراً آدم علیہ السلام نے چوم لیا۔ بس یہی وجہ ہے کہ جب موذن اشہد ان محمداً رسول اللہ کہتا ہے تو لوگ انگلی چوم لیتے ہیں۔ یہ سنت آدم علیہ السلام کی ہے؟ **الجواب** یہ قصہ موضوع معلوم ہوتا ہے کسی حدیث واثر صحیح سے اس کا ثبوت نہیں۔ فقط

چند آدمیوں کو ایصال ثواب کیا جاوے تو تقسیم ہو کر ملے یا سب کو برابر

سوال ۹۷۶ - قرآن شریف وغیرہ کا ثواب اگر تمام امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو بخشا جاوے تو ہر ایک کو برابر قرآن شریف کا ثواب پہنچے گا - یا حصہ رسدی؟

الجواب - یہ بھی ایک قول ہے کہ سب کو برابر ثواب ملے گا۔ اور دوسری صورت میں جیسکوشامی میں قاعدہ کے موافق لکھا ہے کہ ثواب تقسیم ہو کر ملے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم ۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ،

روپیہ بقدر حج موجود تھا پھر اولاد کی شادی میں خرچ کر کے مفلس ہوگیا تو حج فرض اس کے ذمہ واجب ہے

سوال ۹۷۷ - ایک شخص کے پاس اسقدر مال تھا کہ وہ حج کر سکتا تھا لیکن اُس نے حج نہ کیا بلکہ وہ روپیہ اپنی اولاد کے بیاہ میں خرچ کر دیا۔ اب مفلس ہوگیا۔ اگر وہ تمام عمر مفلس رہے اور مال جمع نہ کیا اور مر گیا تو کیا تارک حج مرا اور گنہگار مرا۔؟ **الجواب** - اس پر حج فرض ہو چکا تھا۔ اگر بلا حج مر گیا تارک حج فرض ہوا اور گنہگار

اگر بقدر حج روپیہ موجود ہو مدینہ طیبہ کی حاضری کے لئے نہ ہو تو حج فرض ہے تاخیر نہ کرنا چاہیئے

سوال ۹۷۸ - اگر کوئی شخص کے پاس اتنا روپیہ ہو کہ صرف حج کر سکتا ہے اور مدینہ منورہ نہیں جا سکتا تو اُس پر حج فرض ہے یا نہیں یا انتظار کرے کہ مدینہ منورہ کا بھی خرچ ہو جاوے۔؟ **الجواب** - اس پر حج فرض ہوگیا۔ انتظار نہ کرنا چاہیئے۔ فقط

اولاد کی شادی سے حج فرض مقدم ہے

سوال ۹۷۹ - اگر کسی شخص کے پاس اتنا روپیہ ہے کہ وہ حج کر سکتا ہے اور عیالدار بھی ہے تو اس کو اولاد کا نکاح کرنا واجب ہے یا پہلے حج کرنا۔؟ **الجواب** - اُس کو پہلے حج ادا کرنا چاہیئے۔ صرف نفقہ اہل وعیال واجب ان تک اس وقت اس کے ذمہ ہے باقی نکاح وغیرہ کا سامان اُس وقت کرنا اس کے ذمہ نہیں ہے۔ اول حج کرے بعد میں اگر نکاح وغیرہ بہ نیت کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کسی شخص نے چند سال تک قربانی نہیں کی اور اب صاحب وسعت ہوا ہے تو کیا کرے

سوال ۹۸۰ - اگر کسی شخص نے قربانی اکثر سالوں نہ کی ہو اب وہ ادا کرنا چاہتا ہے بقدر وسعت ادا کرنا چاہے تو کیا کرے۔؟

الجواب - جو قربانیاں نہیں کی ہیں ہر ایک قربانی کے عوض قیمت قربانی کی صدقہ کرے۔ کما فی الدر المختار و

تصدق بقیمتها غنیٌّ نشراها ۔ لا لتعلقها بذمة مشتریها او لان المراد بالقیمة قیمة شاة تجری فیها ۔

نبوت اور انبیاء علیہم السلام کے متعلق چند سوال وجواب

سوال ۹۸۱ - (۱) جملہ انبیاء کرام معہ نبی آخر الزمان صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین جو واسطے خلافت ، امامت اشاعت وہدایت دین کے منجانب اللہ مامور کئے گئے تو خداوند تعالیٰ نے واسطے ماموری وانصرام وتعمیل فرائض منصب ہائے جلیلہ مذکورہ بالا کے کون کون سے قابلیت ہائے ضروری ولازمی منصور فرماکران ہادیان کو عطا فرمائیں مثل علم ظاہری وباطنی متعلق منصب ہائے مذکورہ کے ایسی جملہ قابلیت ہائے لازمی ضروری بالترتیب تحریر فرمائیے - ؟ (۲) ایسی قابلیتوں میں سے کوئی خاص قابلیت دیگر قابلیتوں سے مرجح ہے یا سب ہم رتبہ ہیں - اگر کوئی مرجح ہو تو اس کو علیحدہ تحریر فرمادیجئے کہ فلاں قابلیت سب دیگر قابلیتوں سے مرجح ہے ؟ (۳) ان ہادیان کا مسلمان ومحفوظ از گناہ کبیرہ وصغیرہ ہونا واسطے اغراض منصب ہائے مذکورہ کے کس وقت سے لازمی ، اور ضروری ہے - ایام پیدائش یا یوم بلوغ یا یوم بعثت منصب ہائے مذکورہ سے اور نیز یہ کہ قید زمانہ بابت اس کے لازمی ہے یا جائز یا اولیٰ - تشریحات (۱) میرا مطلب صرف تحریر قابلیت ہائے لازمی متعلق منصب ہائے مذکورہ کے ہے نہ کہ متعلق جملہ اوصاف کے اور فضائل رسالت ونبوت کے - لہذا جواب مخصوص صفات متعلق منصب ہائے مذکورہ کے ہو - (۲) نیز یہ کہ تکلیف ومہربانی فرماکران سوالات وجوابات کی نقول رکھ لی جاویں تاکہ اگر کوئی ابہام واقع ہو تو اس کے جواب میں آپ کو دقت نہ واقع ہو - ؟

الجواب - (۱) قال اللہ تعالیٰ اللّٰہ اعلم حیث یجعل رسالتہ - یعنی اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے جس جگہ اپنی رسالت تجویز فرماتا ہے یعنی جو حضرات اس منصب رسالت ونبوت کے قابل ہیں ان کو حق تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ وہ اس منصب کے لائق تھے - اس میں بحث کرنا آپ کا اور ہمارا کام نہیں اور نہ وہ مختصر تحریر میں آسکتا ہے (۲) ان حکمتوں کو اللہ کے حوالہ کیجئے اور یہ سمجھئے کہ جو حضرات اس منصب کے لائق تھے وہی رسول ونبی بنائے گئے - اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اس کام کے کرانے پر برگزیدہ فرمالیتا ہے اَللّٰہُ یَصْطَفِیْ مِنَ الْمَلٰئِکَۃِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء - (۳) انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام قبل بعثت وبعد بعثت معاصی سے محفوظ ہیں ولقد سبقت کلمتنا لعبادنا المرسلین انہم لہم المنصورون وان جندنا لہم الغالبون -

امور مستفسرہ کی تشریحات کا بیان نہ میرا منصب ورتبہ ہے اور نہ مختصر بیان میں آسکتی ہیں اور آپ کے اور ہم جیسوں کے اعتبار سے یہ امور منجملہ ان حکمتوں کے ہیں کہ شریعت نے ان کی تحقیق وخوض کی ممانعت فرمائی ہے آئندہ ایسے امور کی طرف خیال نہ دوڑائیں اور یہ خیال کریں کہ جو کچھ حق تعالیٰ نے جن حضرات کیلئے تجویز فرمایا وہ عین حکمت ہے اور انسان اس کی حکمت کی تہہ تک نہیں پہنچ سکتا - فقط واللہ تعالیٰ اعلم ؛

ذبح کے وقت بسم اللہ اللہ اکبر کہنا بہ نسبت دوسرے الفاظ ذکر کے افضل ہے

سوال ۹۸۲ - ایک شخص وقت ذبح کے بسم اللہ اللہ اکبر کے لفظ اللہ اکبر شریعت ہے کہتا ہے کیا ذبیحہ درست ہے یا نہیں؟ **الجواب** - ذبح کے وقت مسنون و مستحب یہ ہے کہ بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کرے اگر اللہ اکبر شریعت ہے کہہ کر ذبح کیا اگرچہ ذبیحہ حلال ہے، مگر ایسا نہ کہنا چاہئے اچھا نہیں ہے۔ اگر صرف اللہ اکبر کہہ کر ذبح کرے تب بھی درست ہے والشرط فی التسمیۃ هو الذکر الخالص بای اسم کان مقرونا بصفۃ کاللہ اکبر او اجل او اعظم الخ شامی۔ والمستحب ان یقول بسم اللہ اللہ اکبر بلا واو الخ درمختار وفی الشامی قال الزیلعی حتی اذا سمی واشتغل بعمل اخر من کلام قلیل او شرب ماء او اکل لقمۃ او تحدید شفرۃ ثم ذبح یحل الخ۔ اس عبارت سے معلوم ہوا کہ صورت مسئولہ میں ذبیحہ حلال ہے مگر اس طرح کہنا خلاف سنت ہے اس وجہ سے مکروہ ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم، کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

ایک مسجد کا روپیہ دوسری مسجد میں خرچ کرنا جائز نہیں

سوال ۹۸۳ - ایک مسجد کا روپیہ دوسری مسجد میں خرچ کرنا جائز ہے یا نہیں؟ **الجواب** - ایک مسجد میں دوسری مسجد کا روپیہ صرف کرنا موافق تصریحات فقہاء کے درست نہیں ہے، لیکن اگر زیادہ ضرورت میں بطریق قرض لے لیا جاوے درست ہے بشرطیکہ اُس مسجد ثانی میں آمدنی فاضل ہو جس کی اس وقت مسجد کو ضرورت نہ ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

بیع و شراء کی ایک خاص صورت

سوال ۹۸۴ - کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ محمد علی خاں، مظہر حسن خاں و سید محمد ضیاء الحق و مسماۃ نجم النساء چار شخصوں نے اولاً بتاریخ ۱۱ر مارچ ۱۹۰۸ء ایک جائداد کے دو سہام منجملہ سات سہام کے مسمی امداد الرحمن بالغ سے مشترکاً بحصہ مساوی خریدے بعدہ ۶ر اگست ۱۹۰۸ء کو اشخاص مذکور نے چار سہام اُس ہی جائداد کے منجملہ سات سہام کے مسمی عباد الرحمن بالغ سے مشترکاً بحصہ برابر مول لئے اور ایک سہام منجملہ سات سہام کے سکندر علی نے بلقیس بیگم سے ۱۳ر اگست ۱۹۰۸ء کو خرید کیا۔ ہر چہار مشترییان چھ سہام کے جو بذریعہ بیعنامہ ۱۱ و ۱۶ر اگست ۱۹۰۸ء خریدے گئے تھے۔ ایک تقسیم نامہ لکھا گیا جس میں ہر یک شریک کا ڈیڑھ ڈیڑھ سہام قائم ہو کر چار قطعہ معین ہو گئے جو محمد علی کو اور مظہر علی خان و سید ضیاء الحق نے تو تحریر کر کے ... میں تصدیق کرا دیا۔ لیکن مسماۃ احد المشتریہ نے تقسیم نامہ مذکورہ کسی وجہ سے تصدیق نہیں کیا جسکی وجہ سے ہر یک شریک کا حصہ جدا جدا تقسیم نہ ہو سکا۔ بعدہ ... برادر محمد علی خاں نے بیعنامہ دو سہام کا منجملہ چار سہام فروخت شدہ ۱۶ر اگست ۱۹۰۸ء کے ... بنام اپنے لکھا لیا۔ بعدہ احمد علی خاں مر گیا۔ اب محمد علی خاں یہ کہتا ہے کہ بیعنامہ ... اگست ۱۹۰۸ء بابت ... کے بنام چاروں مشتریان کے ناجائز ہوا۔ عباد الرحمن خاں نے ہم کو دھوکہ دیکر چار سہام ... بیعنامہ کیا ہے۔ درحقیقت وہ مالک دو سہام کا تھا اس سے ... ایک سہام کا تو بذریعہ ... دو سہام کا بذریعہ ارث برادری ... مالک ... اور باقی

تینوں شرکاء بھی ایک سہام کے مالک ہیں۔ ڈیڑھ ڈیڑھ سہام کے مالک نہیں ہیں۔ ہر سہ شرکاء البقیہ یہ کہتے ہیں کہ جب محمد علی خاں نے چار سہام شرکت باقی تین مشتریان کے بحصہ برابر خریدی تو اس خرید کے ذریعے عبادالرحمٰن بائع کی ملکیت محمد علی خاں نے تسلیم کرلی اور سب کا مساوی حصہ بقدر ڈیڑھ ڈیڑھ سہام کے تسلیم کرلیا اور پھر اقرارنامہ میں بھی ڈیڑھ ڈیڑھ سہام ہر ایک شریک کا تسلیم کرلیا۔ اب ہر ایک شریک کے ڈیڑھ ڈیڑھ سہام سے محمد علی خاں کو انکار جائز نہیں ہے۔ مظہر حسن خان احد الشرکاء نے جو نالش تقسیم ڈیڑھ ڈیڑھ سہام بنام البقیہ تین شریکوں کی کی تھی۔ تو محمد علی خاں نے وہی عذر پیش کئے تھا آخر عدالت دیوانی سے یہ تجویز ہوئی۔ (بیعنامہ مصدقہ ۱۶ اگست ۱۹۲۹ء اقراری عبادالرحمٰن میں خود محمد علی خاں مدعا علیہ زمرۂ مشتریان میں داخل ہے۔ اور شرعاً بیعنامہ عاقدین پر حجت ہے اس لئے وہ محمد علی خان پر بھی حجت ہے جس طرح محمد علی خاں مدعا علیہ نے بذریعہ بیعنامہ عبادالرحمٰن خاں بائع چہار سہام مملوک ہونا تسلیم کئے اسی طرح ان چاروں سہام میں برابر مشتری کی ملک بقدر ایک ایک سہم تسلیم کرلی۔ اب اس سے انحراف کا مدعا علیہ مذکور کو کوئی حق نہیں۔ انکار بعد الاقرار شرعاً معتبر نہیں ہے اسی کی ساتھ تقسیم نامہ مصدقہ ۱۶ اگست ۱۹۲۹ء مشمولہ مسل میں مدعا علیہ خان مذکور نے ہر ہر شریک کا ڈیڑھ ڈیڑھ سہام بالتصریح تسلیم کرلیا ہے اب اس کا مدعی کو ایک سہم کا مالک بنانا محض اتلاف حق پر مبنی ہے اس لئے دعوی مہاجن نسبت دخل یابی ڈیڑھ سہام کے منجملہ سات سہام کے بذریعہ تقسیم وعلیحدگی حصہ مدعی اور چار سہام مشترک بنام مدعا علیہم ڈگری ہو۔

(۱) انکار ملکیت کسی شخص کا بعد اقرار ملکیت شخص مذکور کے شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ (۲) بیعنامہ عاقدین پر شرعاً حجت ہوتا ہے یا نہیں؟ (۳) محمد علی خاں کو شرعاً یہ حق حاصل ہے یا نہیں کہ اس بیعنامہ کو کہ جس میں خود بھی مشتری ہے اور اقرارنامہ کو جو بحق ہر سہ مشتریان وہ تحریر و تکمیل کراچکا ہے باطل وناجائز قرار دیکر ہر سہ مشتریان دیگر کی ملکیت ڈیڑھ ڈیڑھ سہام سے بعد اقرار کے انکار کرسکے؟ (۴) دعوی مدعی میں تناقض وفساد ہے یا نہیں؟ (۵) نالش مدعی میں استثناءات دعوی بعد تحدی ہے یا نہیں؟

الجواب۔ اگر درحقیقت عبادالرحمٰن مالک چھ سہام کا تھا صرف دو سہام کا مالک تھا اور اس نے بطریق ناجائز دو سہام دوسرے شخص کی ملک کو بیع کردیا تھا تو اس سے ملک عبدالرحمٰن کی ثابت نہیں ہوتی اور دو سہام مملوکہ غیر کی بیع [illegible] غیر کے باطل ہے محمد علی خاں کا دعوی ارث اس صورت میں صحیح ہے اور مشتری کا [illegible] سبب بطلان حق [illegible] نہ ہوگا کیونکہ وہ پہلے بیع وغیرہ جو ملک غیر کے متعلق ہوئی سب ناجائز وباطل ہے جیسا کہ [illegible] دعوی فی ہذہ لما مع بقاء الحق فی الآخرۃ ولذا [illegible] والمتولی [illegible] للجبر فی [illegible] کا جواب حاصل ہوگیا کہ اگر

درحقیقت عبادالرحمٰن نے دھوکہ دیا ہے اور غیر کے حق کو بیع کردیا ہے تو وہ بیع وسرا کالعدم ہے اور محمد علی خاں کا حق وراثت قائم ہے۔

نماز جنازہ کا تکرار ممنوع ہے اور روایات حدیث کا جواب منجانب حنفیہ

سوال ۹۸۵۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ستر بار کئی بار نماز جنازہ پڑھی یا دعا کی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر صحابہ نے ستر یا کئی بار نماز یا دعا کی امام اعظمؒ پر بعد غسل قاضی بغداد نے دعاء رحمت کی اور جنازہ پر چھ بار قبل دفن اور بعد دفن بیس روز تک نماز پڑھی شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کے جنازہ پر پچپن دفعہ نماز جنازہ کی ہوئی۔ مرقومہ بالا باتیں صحیح ہیں یا نہیں۔ مرقومہ بالا چاروں موقعوں میں پہلی نماز تو فرض کفایہ ہے اور باقی نماز مستحب ہیں یا کیا۔ اگر مستحب ہیں تو فرض نماز کے بعد مستحب دعاؤں کے لئے اجتماع واہتمام اور دعاء پر دعاء کرنا مذکورہ بالا دلائل سے ثابت ہوتا ہے یا نہیں یا کیا۔ کیا فعل رسول اللہ صلعم اور فعل صحابہؓ بھی معمولی ہو یا اتفاقی کبھی بدعت سیئہ ہوتا ہے۔؟

الجواب۔ عندالحنفیہ تکرار صلوٰۃ جنازہ مشروع نہیں ہے درمختار میں ہے۔ فالاولی وان صلی من لہ حق التقدم کقاض اونائبہ اوامام الحی اومن لیس لہ حق التقدم وتابعہ الولی لایعید الخ وان صلی ھو ای الولی بحق بان لم یحضر من یقدم علیہ. لایصلی غیرہ بعدہ الخ درمختار وفیہ قبیلہ ولذا قلنا لیس لمن صلی علیہا ان یعید مع الولی لان تکرارھا غیر مشروع الخ وفی ردالمحتار وان صلی الولی لم یجز لاحد ان یصلی بعدہ الخ وفی الہامش المصنف ان تاویل صلوٰۃ الصحابۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان ابابکر رضی اللہ عنہ کان مشغولا بتسویۃ الامور وتسکین الفتنۃ فکانوا یصلون علیہ قبل حضورہ وکان الحق لہ فلما فرغ صلّی علیہ ثم لم یصل احد بعدہٗ۔ اس عبارت سے تاویل نماز صحابہؓ تو معلوم ہوگئی۔ باقی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نماز چند بار حضرت حمزہؓ پر اگر ثابت ہو تو وہ خصوصیت رسول اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ دوسروں کے لئے یہ مشروع نہیں ہے۔ قال اللہ تعالیٰ ان صلوٰتک سکن لھم۔ اور امام اعظم رضی اللہ عنہ کے جنازہ پر یا شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کے جنازہ پر اگر بالفرض نماز کا تکرار ہوا ہو تو یہ فعل تکرار کرنیوالوں کا حجت نہیں ہے۔ حنفیہ پر اس سے الزام نہیں ہوسکتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیزالرحمٰن عفی عنہ۔

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر تکرار صلوٰۃ آپ کی خصوصیت ہے۔ اور حمزہ رضی اللہ عنہ پر نماز مکرر ہوئی ہی نہیں ایک ہی نماز اُن پر ہوئی ہے۔ پھر اور شہداء پر لیکن جنازہ سید الشہداء کا وہاں رکھا رہا اس شمول کو راوی نے ستر نماز سے تعبیر کیا ہے اور نماز سے مراد تکبیر لی ہے باقی سوال میں کوئی روایت حدیثی یا مذہبی نہیں جس کا جواب دیا جاوے فقط

رکوع کے بعد ہاتھ باندھنا حنفیہ اور جمہور کے نزدیک درست نہیں،

سوال ۹۸۶۔ رسالہ اتمام الخشوع بھیجتا ہوں ملاحظہ فرماکر تصدیق وتنقید سے مطلع فرمایا جاوے۔؟

الجواب۔ بندہ نے رسالہ اتمام الخشوع کو دیکھا کوئی حدیث صریح اس بارہ میں نقل نہیں کی گئی جس سے بعدالرکوع صراحۃً ہاتھ باندھنا معلوم ہو بلکہ روایت حضرت علیؓ جو

صفحۂ کتاب مذکور میں منقول ہے جس کے الفاظ یہ ہیں۔ انہ کان اذا قام الی الصلاۃ وضع یمینہ علی الشمال فلا یزال کذالک حتی یرکع سے معلوم ہوا کہ وضع یمین علی الشمال قبل الرکوع تک ہوتا تھا۔ بہرحال حنفیہ کثر ہم اللہ تعالیٰ اور جمہور سلف وخلف کا یہی مذہب ہے کہ بعد الرکوع ہاتھ چھوڑے جاتے ہیں۔ پھر تعجب ہے کہ آپ بندہ کی رائے دریافت کرتے ہیں۔ بندہ کی رائے خلاف اپنے ائمہ اور جمہور کے کیسے ہو سکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

چار سالہ دختر کو شہوت ہاتھ لگانے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔!

سوال ۹۸۷۔ ان مسائل سے ناواقف شخص نے اپنی نابالغ لڑکی پر جس کی عمر چار سال کی ہوگی جوانی کی خواہش سے ہاتھ ڈالا کمر بند تک کھولا۔ مگر کھولتے ہی پھر بند کر دیا تو کیا عورت حرام ہوگئی۔ **الجواب**۔ یہ حکم حرمت کا نو برس یا زیادہ عمر کی لڑکی کو ہاتھ لگانے سے ثابت ہوتا ہے اور عمداً اور خطاءً و نسیاناً اس میں برابر ہے۔ دلائل حرمت کے کتب فقہ میں مبسوط ہیں۔ رد المحتار میں ہے۔ قال فی الفتح ولقولنا قال مالک فی روایۃ واحمد وھو قول عمر وابن مسعود وابن عباس فی الاصح و عمران بن الحصین وجابر وابی وعائشۃ وجمہور التابعین کالبصری والشعبی والنخعی والاوزاعی و طاؤس ومجاھد وعطاء وابن المسیب وسلیمان بن یسار وحماد والثوری وابن راھویہ وتمامہ مع بسط الدلیل فیہ الخ وفیہ ایضاً لان المس والنظر سبب داع الی الوطئ فیقام مقامہ فی موضع الاحتیاط ہدایہ۔ واستدل لذالک فی الفتح بالاحادیث والآثار عن الصحابۃ والتابعین۔ شامی صفحہ ج ۲) چار پانچ برس کی عمر کی لڑکی کو شہوت کے ساتھ ہاتھ لگانے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔ پس صورت مسئولہ میں زوجہ حرام نہ ہوگی۔ ناواقفیت عذر نہیں ہے۔ لیکن لڑکی کے چھوٹے ہونیکی وجہ سے حکم حرمت کا نہیں ہوا۔ فقط

تمادی سے شرعاً حق ساقط نہیں ہوتا

سوال ۹۸۸۔ زید ایک جائداد کا وارث اور قابض تھا۔ اس نے وہ جائداد عمرو کو اپنی زندگی میں دے ڈالی۔ بکر جس کے ورثاء اب دعویٰ کرتے ہیں وقت دیتے جائداد کے موجود تھا اور وہ کبھی اپنی زندگی میں دعویٰ دار نہ ہوا اور جائداد فروخت شدہ و دی ہوئی برابر قبضہ عمر چلا آتا ہے۔ کیا اب بکر کے وارثوں کا دعویٰ چل سکتا ہے۔ محکمۂ شریعت میں جائداد متنازعہ کے نالش دائر کرنے کی کسقدر میعاد ہے؟ **الجواب**۔ اگر بکر کی ملکیت اس کے ورثہ ثابت کر دیں تو ورثہ کا دعویٰ صحیح ہے حق ملکیت کسی مدت میں شرعاً ساقط نہیں ہوتا کما فی کتب الفقہ الحق لا یسقط بتقادم الزمان۔ شامی۔ اور یہ بھی کتب فقہ میں ہے کہ عدم سماع دعویٰ کسی مدت معینہ کے بعد بربناء انسداد حیلہ وتزویر ہے۔ نہ یہ کہ اس مدت کے بعد حق ساقط ہو جاتا ہے۔ کذا فی الشامی ج ۵ مسائل شتی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہٗ۔

عنین کی زوجہ کا حکم

سوال ۹۸۹۔ ایک شخص نے اپنی لڑکی کا نکاح کسی شخص سے کر دیا وہ لڑکی اپنے شوہر کے مکان پر دو برس تک رہی اور زن وشوہر دونوں بالغ ہیں مگر شوہر بسبب عنین ہونے کے اس مدت میں کبھی

ہمبستری پر قادر نہ ہو سکا۔ لہٰذا وہ لڑکی طلاق کی خواہاں ہے مگر شوہر طلاق نہیں دیتا ہے۔ ایسی صورت میں ان دونوں کے نکاح و تفریق کی کیا صورت ہے۔؟ **الجواب**۔ بدون طلاق شوہر کے اس زمانہ میں کہ قاضی نہیں ہے کوئی صورت تفریق اور فسخ نکاح کی نہیں۔ پس جب تک شوہر طلاق نہ دے گا۔ نکاح ثانی اُس عورت کا صحیح نہ ہوگا۔

ف:۔ اس زمانہ میں عورتوں کے مصائب اور ضرورت شدیدہ پر نظر کر کے اُنکی تدبیر شرعی رسالہ حیلہ ناجزہ میں لکھدی گئی ہے اُس کو دیکھ لیا جاوے۔ محمد شفیع عفا اللہ عنہ،

ڈاکخانہ میں روپیہ جمع کرنے کا حکم

سوال ۹۹۰۔ مدرسہ کا روپیہ ڈاکخانہ میں جمع ہے۔ جب وہ روپیہ لیا جاوے گا۔ اُس وقت سود بھی ملے گا۔ کیا وہ سود کا روپیہ مدرسہ کے کام میں صرف ہو سکتا ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ محتاج طلبہ کا خرچ اُس زائد روپیہ سے اُٹھالیں تو درست ہے اور لازم ہے کہ آئندہ مدرسہ کا روپیہ ڈاکخانہ میں جمع نہ کیا جاوے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ،

جو عورت بلا اجازت شوہر کے گھر سے چلی جاوے اُس کا نفقہ ساقط ہو جاتا ہے

سوال ۹۹۱۔ زید کی منکوحہ عورت بلا اجازت شوہر بلا وجہ اچانک مع روپیہ کا مال لیکر مفرور ہو گئی جس کو عرصہ اٹھارہ سال گذر گئے۔ آج وہ اسقدر عرصہ کے بعد خرچ ماہواری کی خواستگار ہے۔ ایا زید خرچ کا کفیل ہو سکتا ہے یا نہیں۔؟ **الجواب**۔ درمختار باب النفقہ میں ہے لا نفقۃ الخ لخارجۃ من بیتہ بغیر حق وھی الناشزۃ الخ اس عبارت سے واضح ہے کہ وہ عورت ناشزہ ہے اور اُس کا نفقہ شوہر کے ذمہ نہیں ہے۔ دعویٰ اُس کا باطل ہے۔

خشک مچھلی بدبودار کھانا مکروہ ہے اور مچھلی کے سب اعضاء کا کھانا جائز ہے

سوال ۹۹۲۔ بعض جگہ خشک مچھلی اسطرح کھاتے ہیں کہ نمک نہیں لگاتے اور خشک کرتے وقت اُس سے اجزاء ممنوعہ مکروہہ مثل پتہ، حرام مغز۔ غدود۔ ذکر خصیہ وغیرہ کلاً یا جزاً نہیں نکالتے۔ بعض جگہ نکالکر بھی خشک کرتے ہیں۔ لیکن پھر بھی بعض اقسام ماہی سے ایسی بدبو آتی ہے کہ بعد پکنے کے بو نہیں جاتی۔ اس سے خوف حدوث امراض ہوتا ہے۔ ایا ایسی مچھلی یا گوشت کھانا درست ہے یا نہیں۔؟ **الجواب**۔ سمک منتن و بدبودار و متغیر کے اکل کی ممانعت میں کوئی کلام نہیں بوجہ ضرر کے کلام اس میں ہے کہ جو اجزاء حیوان دموی میں حرام و مکروہ ہیں وہ سمک میں بھی حرام و مکروہ ہیں یا نہیں۔ پس جب کہ میتہ ہونا مچھلی کا سبب حرمت و کراہت نہیں ہے تو یہ مقتضی اس کو ہے کہ اُس کے اجزاء مثانہ وغیرہ بھی حرام و نجس نہیں ہیں۔ ولینظر ما فی درالمختار اخرالذبائح قبیل الاضحیۃ عن معراج الدرایۃ ولو وجدت سمکۃ فی حوصلۃ الطائر توکل وعند الشافعی رحمہ اللہ لا توکل لانہ کالرجیع ورجیع الطائر عندہ نجس قلنا انما یعتبر رجیعا اذا تغیر وفی السمک الصغار التی تقلی من غیر ان یشق جوفہ فقال اصحاب الشافعی رحمہ اللہ لا یحل اکلہ لان رجیعہ نجس عندنا سائر الائمۃ یحل۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ بندہ عزیز الرحمن عفی عنہ

اُدھار کی وجہ سے قیمت بڑھانے کا حکم اور اُس میں تفصیل

سوال ۹۹۳ - اُدھار غلہ اس طرح دیتے ہیں کہ [illegible] جو اضطراری ہوتی ہے جو غلہ فی من للعہ نقد بازار میں بکتا ہے۔ وہ اُدھار [illegible] سات روپیہ من کا دیتے ہیں۔ اور بیع سلم بھی ایسی گراں ہوتی ہے۔ کیا اتنا گراں دینا درست ہے؟ **الجواب**۔ اجل کی وجہ سے زیادہ ثمن معروف ہے۔ کما فی الشامی الا تری انہ یزاد فی الثمن لاجل الاجل لیکن بہت زیادتی کرنا ثمن میں اجل کی وجہ سے خلافِ مروّت ہے اور مذموم ہے اور عبارت درمختار جو مجیب نے نقل کی ہے وہ یہ مسئلہ نہیں ہے کیونکہ اصل عبارت درمختار یہ ہے۔ شراء الشیٔ الیسیر بثمن غال لحاجۃ القرض یجوز ویکرہ۔ اُسکی صورت یہ ہے کہ کسی شخص نے کسی سے قرض لیا۔ پھر اس دباؤ میں کہ قرض دینے والا جلد تقاضا نہ کرے یا اس وجہ سے کہ قرض میں زیادتی حرام اور ربوٰ ہے مستقرض مقرض سے شیٔ یسیر ثمن غالی کے عوض خریدے جیسا کہ شامی میں ہے۔ وھذا لو الشراء بعد القرض الخ اسی طرح بیع سلم میں جو نرخ مبیع کا مقرر کر لیوے بعد تحقیق شرائط سلم جائز ہے اور یہ امر خارج ہے کہ اگر اس سے قصد اضرار ناس ہے تو حکام ایسی بیع سے روک [illegible]۔ فقط۔

مخنث سے نکاح کا حکم!

سوال ۹۹۴ - مخنث کا نکاح کسی عورت سے ہو سکتا ہے یا نہیں۔ اور مخنث کی کتنی قسم ہیں۔ کس مخنث کا نکاح ہو سکتا ہے؟ **الجواب**۔ خنثیٰ مشکل کا نکاح نہ مرد سے ہو سکتا ہے نہ عورت سے۔ کما فی الشامی قولہ فخرج الذکر والخنثی المشکل۔ ای ان ایراد العقد علیھما لا یفید ملک استمتاع الرجل بھا لعدم المحلیۃ وکذا علی الخنثی لا مرءۃ او لمثلہ الخ وفیہ عن العنایۃ حتی امرءۃ لم یمنع من نکاحہا مانع شرعی فخرج الذکر للذکر والخنثی مطلقاً والجنیۃ للانسی الخ شامی۔ فقط

فاحشہ کی بنائی ہوئی مسجد مسجد ہی کے حکم میں ہے

سوال ۹۹۵ - ایک مسجد رنڈیوں نے اپنی کمائی سے بنائی تھی اُس میں کوئی نماز نہیں پڑھتا تھا۔ اب وہ پورانی ہو کر گر گئی تھی۔ لہٰذا اُس مسجد کو اُن رنڈیوں نے ایک فقیر کو دیا۔ اُس فقیر نے اُس کی لکڑیاں وغیرہ اُٹھا کر زمین ایک شخص کے ہاتھ فروخت کر دی۔ اب وہ مالک زمین مسجد بنانا چاہتا ہے تو اُس مسجد میں نماز پڑھنے میں کچھ حرج تو نہیں؟ **الجواب**۔ زمین مسجد کی بیع وشراء صحیح نہیں ہے۔ بہر حال جس کے قبضہ میں اب وہ زمین ہے اُسکو لازم ہے کہ اُس زمین کو مسجد سمجھے۔ اور اگر وہ یا دیگر مسلمان ... اس کو تعمیر کر دیویں تو بہت اچھا ہے۔ نماز اُس میں صحیح ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

جبر طلاق دینے سے بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے

سوال ۹۹۶ - ایک شخص نے اپنی منکوحہ کو تین طلاق دیدی تھی اور طلاق نامہ بھی لکھکر دستخط گواہی کر کے منکوحہ کے سپرد کر دیا۔ اب عرصہ کے بعد عدالت میں دعویٰ کر دیا کہ میرے خسر نے زبردستی کر کے طلاق دلوائی ہے۔ لہٰذا میری زوجہ مجھ کو ملنی چاہیئے۔ طلاق واقع نہیں ہوئی؟ **الجواب**۔ اس صورت میں تین طلاق واقع ہو گئی۔ شوہر کے قول کے موافق بھی طلاق واقع ہو گئی۔ کیونکہ

دہشت دیکر طلاق دلوانے سے بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

نماز عید ایک شخص پڑھاوے اور خطبہ دوسرا شخص یہ جائز ہے!

سوال ۹۹۷ - نماز عید ایک شخص نے پڑھائی اور خطبہ دوسرے شخص نے تو نماز ہوئی یا نہیں۔؟ **الجواب**۔ نماز ہو جاتی ہے مگر بہتر و مناسب یہ ہے کہ خطبہ و نماز ایک شخص پڑھاوے فی الدر المختار لا ینبغی ان یصلی غیر الخطیب فان فعل الخ جاز الخ۔ فقط۔

سرکاری نہری سے وضو اور غسل کرنا بلا اجازت بھی جائز ہے

سوال ۹۹۸ - آجکل جو سرکاری نہر بغرض آب پاشی جاری ہیں اگر ان نہروں میں بلا اجازت سرکار یا ملازم سرکاری کے وضو وغسل کرے تو جائز ہے یا ناجائز ہے

الجواب۔ وضو اور غسل وغیرہ کیلئے اس نہر سے پانی لینا درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

جمعۃ الوداع میں چار رکعت بہ نیت قضاء عمری پڑھنا بے اصل ہے

سوال ۹۹۹ - اکثر جگہ اخیر رمضان میں جمعۃ الوداع کو قضاء عمری نماز پڑھتے ہیں اور یہاں کیوں نہیں پڑھتے۔ اگر پڑھی جاوے تو کیسی ہے؟

الجواب۔ وباللہ التوفیق قضاء عمری عند الحنفیہ مشروع نیست پس التزام آں خصوص صلوٰۃ آخر جمعہ رمضان المبارک کہ چہار رکعت نفل بہ نیت قضاء عمری ادا کردہ شود شرعاً بے اصل ست و ایں چنیں اعتقاد کردن کہ از چہار رکعت نفل قضاء صلوات فائتہ عمر حاصل شود خلاف نصوص صحیحہ و صریحہ و قواعد شرعیہ ہست۔ لا یعتقد هذا الاعتقاد الفاسد الا الجاهل الذی لا یعرف الدین ولا یمیز الغث عن السمین۔ قال فی الدر المختار ولا یصلی بعد صلوٰۃ مفروضۃ مثلها قراءۃ او فی الجماعۃ او لا تعاد عند توهم الفساد للنهی وما نقل ان الامام قضی صلوٰۃ عمرہ فان صح نقول کان یصلی المغرب والوتر اربعاً بثلاث قعدات الخ قوله وما نقل الخ۔ جواب عن سوال وارد علی الوجه الثالث فان هذا المنقول ینافی حمل النهی عليه اذ یبعد ان یکون ما صلاه الامام اولاً مشتملاً علی خلل محقق من مکروہ او ترک واجب بل الظاهر انه اعاد ما صلاه لمجرد الاحتیاط لتوهم الفساد فینافی حمل النهی فی مذهبه علی الوجه الثالث والجواب اولاً انه لم یصح نقل ذلک عن الامام وثانیاً انه لو صح نقول انه کان یصلی المغرب الخ۔ رد المختار شامی۔ وفیہ قبیلہ عن البحر الرائق وان کان ذلک لخلل غیر محقق بل لنشاء من وسوسۃ فهو مکروہ۔

پس ازیں تصریحات محققین ثابت شد کہ بخوہم فساد قضاء نماز مکروہ است خصوصاً و قتیکہ التزام آں بحد تاکد و لزوم رسد کراہت قضاء بالضرور ثابت خواہد شد۔ ہمیں ست جواب روایت عالمگیریہ وغیرہ و ایں کراہت در نفس قضاء عمری است۔ وانچہ در رمضان المبارک چہار رکعت نفل از قائم مقام قضاء عمری می فہمند آں محض اختراع و احداث است از ہیچ نقل صحیح و قاعدہ شرعیہ ثابت نیست۔ فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

رفع فساد کیلئے دوسری مسجد بنا لینا جائز ہے وہ مسجد ضرار نہیں

سوال ۱۰۰۰- دو قوموں میں کہ جو ایک جگہ رہتی ہیں بوجہ غیر کفو ہونیکے ایک دوسرے سے نفرت رکھتی ہے خصوصاً مسجد میں نماز کے وقت اکثر دنگہ فساد ہو جاتا ہے حتیٰ کہ خونریزی کا اندیشہ ہے۔ اور ہر دو قوم مستقل جماعت کثیر ہے از روئے شرافت ایک راجح دوسری مرجوح ضرور ہے۔ لہذا اگر محض رفع فساد اور انہدام نفاق کے باعث کوئی ایک قوم جُدا مسجد بنالے اور خلفاً تفریقاً بین المومنین وارصاداً لمن حارب اللہ۔ الایہ مقصود نہ ہو تو اس مسجد میں نماز جائز ہوگی یا نہیں۔؟ **الجواب**- جائز ہوگی۔ کیونکہ مفسرین نے تصریح کی ہے کہ مسجد ضرار میں جو امور مذکور ہیں جبتک وہ کسی مسجد میں صادق نہ آویں گی مسجد ضرار کا حکم نہ کیا جاویگا۔ اور اول تو مسلمان کی بنا کردہ مساجد پر ایسا گمان کرنا ہی درست نہیں ہے کہ یہ مسجد ضرار بنائی ہے۔ اور جبکہ وہ حلفاً اس غرض سے اور قصد سے انکار کرتا ہے تو پھر اس کی طرف بدگمانی کرنا درست نہیں ہے۔ قال اللہ تعالیٰ۔ یٰاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا کَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ۔ الآیۃ قال اللہ تعالیٰ۔ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ۔ وفی الحدیث فان الظن اکذب الحدیث۔ اور جب کہ اسنے محض لوجہ اللہ مسجد بنائی تو اس کو مسجد ضرار کہنا اور اس میں نماز کو منع کرنا مصداق ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیہا اسمہ وسعیٰ فی خرابہا کا بننا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

خوشدامن کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں

سوال ۱۰۰۱- خوشدامن کو زکوٰۃ دینی جائز ہے یا نہیں۔؟

الجواب- اپنی خوشدامنہ کو جبکہ وہ مالک نصاب نہ ہو زکوٰۃ دینا جائز اور درست ہے مگر اس کو بالکل مالک بنا دیا جاوے جہاں چاہے خرچ کرے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

رضاعی بھانجی سے نکاح حرام ہے

سوال ۱۰۰۲- زید نے اپنے لڑکے بکر کو دودھ پلانے کے لئے مسماۃ زینب کو ملازم رکھا۔ اب بکر کا عقد مسماۃ مذکور کی نواسی کے ساتھ قرار پایا ہے تو ایسی صورت میں جب کہ معاوضہ دودھ پلائی زید نے ادا کر دیا بکر کے ساتھ عقد میں کوئی نقص شرعی تو نہیں ہے؟ **الجواب**- بکر مسماۃ زینب کا پسر رضاعی ہو گیا اور زینب کی دختر بکر کی بہن رضاعی ہوئی اور اسکی لڑکی یعنی زینب کی نواسی بکر کی بھانجی رضاعی ہوئی اور حدیث شریف میں ہے۔ یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب۔ پس جیسی بھانجی نسبی سے نکاح حرام ہے لقولہ تعالیٰ و بنات الاخت اسیطرح بھانجی رضاعی سے بھی نکاح حرام ہے۔ اور معاوضہ دیدینے سے رضاعت میں کچھ فرق نہیں آیا

فیصلہ شریعت سے انکار کرنا کفر ہے یا نہیں

سوال ۱۰۰۳- زید و عمرو را باہم دیگر مناقشہ و فساد بود زید بعمرو گفت کہ ما بمحکمہ شرع شریف فیصلہ کنیم۔ عمرو گفت من شرع قبول نمی کنم بر شریعت نمی آیم۔ دریں صورت از روئے حکم شریعت عمرو مذکور خارج از دائرۂ اسلام گردید یا نہ و زنش مطلقہ شد یا نہ۔؟ **الجواب**- وعلم انہ لا یفتی بکفر مسلم امکن حمل کلامہ علی محمل حسن او کان فی کفرہ خلاف ولو کان ذلک روایۃ ضعیفۃ الخ (درمختار) ظاہرا انہ

لایفتی بہ من حیث استحقاقہ للقتل ولامن الحکم ببینونۃ زوجتہ وقد یقال المراد الاول فقط لان تاویل کلامہ للتباعد عن قتل المسلم بان یکون قصد ذلک التاویل وھذا ینافی معاملۃ بظاھر کلامہ فیما ھو حق العبد وھو طلاق الزوجۃ لنفسھا بدلیل ما صرحوا بہ من انہ اذا اراد ان یتکلم بکلمۃ مباحۃ فجری علی لسانہ الکفر خطأ بلا قصد لا یصدقہ القاضی وان کان لا یکفر فیما بینہ وبین ربہ فتامل ذلک وافھم ۔ وفی الفتح ومن ھزل بلفظ کفر ارتد وان لم یعتقدہ للاستخفاف فھو ککفر العناد ۔ قال الشارح ان مایکون کفرا اتفاقاً یبطل العمل والنکاح ومافیہ خلاف یومر بالاستغفار والتوبۃ وتجدید النکاح وظاھرہ انہ امر احتیاط وحرران مقتضی کلامھم انہ لایکفر بشتم دین مسلم فانہ یمکن التاویل بان مرادہ اخلاقہ الردیۃ ومعاملتہ القبیحۃ لاحقیقۃ دین الاسلام فینبغی ان لا یکفر حینئذ واللہ تعالیٰ اعلم واقرہ فی نور العین الخ وسئل فی الخیریۃ عمن قال لہ الحاکم ارض بالشرع فقال لا اقبل فافتی مفت بانہ کفر وبانت زوجتہ فھل یثبت کفرہ بذلک فاجاب بانہ لا ینبغی للعالم ان یبادر بتکفیر اھل الاسلام الی حرما حرر فی البحر واجاب قبلہ فی مثلہ بوجوب تعزیرہ وعقوبتہ الخ در المختار شامی جلد ثالث ص ۲۸۹ باب المرتد ۔ پس ظاہر شد کہ در صورت مذکورہ امکان تاویل است وفقہائے محققین دریں صورت حکم کفر وبینونۃ زوجہ نہ فرمودہ اند ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم ۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ ۔

جو شوہر زوجہ کے حقوق ادا نہ کرے اُس کو مجبور کیا جاوے کہ طلاق دے یا حقوق ادا کرے

سوال ۱۱۰۴ ۔ میں نے اپنی لڑکی کا نکاح ایک شخص سے کر دیا تھا اُسنے بہت تکالیف دی جس کو عرصہ دس بارہ سال کا ہو گیا کہ برابر تکالیف برداشت کرتی رہی وہ گھبرا کر میرے مکان پر چلی آئی اور اُس کو ایک مرتبہ یہ بھی کہا تھا کہ تو میری ماں ہے ۔ اور میں نیز ابڑا اتر ہا ہوں ۔ اب مقدمہ عدالت میں پیش ہے عدالت کہتی ہے کہ تم فتویٰ شرعی منگا دو ورنہ عورت کو زبردستی اُس کے خاوند کے یہاں بھیجدی جاوے گی ۔ لہٰذا جو حکم شریعت کا ہو وہ تحریر فرماویں تاکہ فتویٰ عدالت میں پیش کیا جائے اور لڑکی عذاب سے نجات پاوے ؟ **الجواب** ۔ ماں کہنے سے طلاق نہیں ہوتی ۔ البتہ ایسی حالت میں کہ زوجین میں موافقت نہیں ہے اور شوہر طرح طرح کی تکالیف اپنی زوجہ کو پہنچاتا ہے ، زوجہ کو اُس کے پاس نہ بھیجنا چاہیئے بلکہ شوہر کو مجبور کیا جاوے کہ طلاق دیکر اُس کو رہا کرے یا نان نفقہ کی خبر لے اور حقوق زوجیت ادا کرے ۔ فقط

ریشمی رومال ناک صاف کرنے کے لئے مرد کو جائز نہیں

سوال ۱۱۰۵ ۔ ریشمی رومال ناک صاف کرنے کیلئے اور وضو کے اعضا پونچھنے کیلئے استعمال کرنا درست ہے یا نہیں زینت کے لئے نہ ہو کیا شریعت اسکی اجازت دیتی ہے ؟

الجواب ۔ درست نہیں ۔ کما فی الدر المختار قولہ والکیس الذی یعلق ای یعلقہ الرجل معہ لانہ الذی یوضع ولا الذی یعلقہ فی البیت ھو احتراز بہ عن الذی لا یعلقہ والظاھر فی وجھہ ان التعلیق یشبہ اللبس فحرم لذلک لماعمران اللہ یھذ فی باب المحرمات طلبتہ باسقین انتھیٰ اور اس سے کچھ پہلے ہے و بلا یعلم حکم العرقیۃ المسماۃ بالصاقیۃ فاذا کانت منقشۃ بالحریر وکان احد نقوشھا اکثر من اربع اصابع لا تحل ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مسجد کا چندہ کسی نے کھا لیا اب اُس کے گناہ سے بری ہونے کا طریقہ

سوال ۱۱۰۶ - ایک شخص نے برائے تعمیر مسجد لوگوں سے چندہ وصول کیا۔ پھر سب اپنے خرچ میں صرف کر لیا۔ اب وہ چاہتا ہے کہ یہ روپیہ اپنے پاس سے فقرا کو دیدوں اگر بجائے تعمیر مسجد کے بھوکے کو دیدیا جاوے تو جائز ہے یا نہیں۔؟ **الجواب** - چندہ دینے والوں سے دریافت کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے۔ اگر وہ اجازت دیں تو غریب کو دیا جا سکتا ہے۔ اگر اُس مسجد میں اب صرف نہیں ہو سکتا جس کے لئے چندہ کیا گیا تھا تو چندہ دینے والوں کو واپس کر دینا چاہئے۔ اگر یہ دشوار ہو اور تعیین چندہ دینے والوں کی نہ ہو تو پھر کسی محتاج کو ایک یا متعدد کو صدقہ کر دیا جائے۔ فقط

مہر معجل وصول کرنے کیلئے عورت وطی و صحبت سے منع کر سکتی ہے

سوال ۱۱۰۷ - زید نے اپنی لڑکی کا نکاح کر دیا۔ لڑکی زید کے گھر سے خاوند کے گھر کبھی نہیں گئی اور خلوت صحیحہ بھی نہیں ہوئی اور دولہا نے طلاق بھی نہیں دی اس صورت میں دلہن مہر کے لینے کی غرض سے اپنے آپ کو روک سکتی ہے یا نہیں۔ اگر خلوت صحیحہ سے پہلے طلاق ہو تو مہر کسقدر ہوں گے۔؟ **الجواب** - درمختار میں ہے۔ ولها منعه من الوطی ودواعیه الخ والسفر بها۔ ولو بعد وطی وخلوة لاخذ ما بین تعجیله من المهر کله او بعضه الخ۔ اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اگر مہر معجل لفظ عند الطلب سے مہر معجل مراد ہے تو عورت مہر کے لینے کی وجہ سے وطی وغیرہ سے شوہر کو منع کر سکتی ہے۔ اور طلاق قبل وطی و خلوة سے نصف مہر لازم آتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

رضاعت کی ایک صورت

سوال ۱۱۰۸ - مسمی فخر الدین مسماة مریم بی کا رضاعی باپ ہے اور فخر الدین کی دوسری زوجہ سے جو مرضعہ نہیں ہے۔ ایک بیٹا محمد نام ہے اور مریم کو جو شیر خوار ہے ایک مسماة نور بی بیٹی ہے۔ پس عند الشرع کیا محمد کا نکاح نور بی سے درست ہے یا نہیں؟ **الجواب** - صورت مسئولہ میں لبن الفحل کی ساتھ جو تعلق تحریم کا ہے وہ نہیں پایا جاتا ہے نہ تدی و حدہ پر دونوں جمع ہوئے ہیں بدیں وجہ بصورت تحریم کی نہیں ہے پس نور بی کا نکاح محمد سے درست ہے فقط کتبہ محمد عبد اللہ عفی عنہ

الجواب - جبکہ فخر الدین مریم بی کا رضاعی باپ ہوا تو محمد جو بیٹا فخر الدین کا دوسری زوجہ سے ہے مریم بی کا بھائی رضاعی علاتی ہوا۔ اور مریم بی کی دختر محمد کی بھانجی ہوئی۔ پس بقاعدہ یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب نکاح محمد کا مریم بی کی دختر سے ناجائز ہے۔ اور جواب اول صحیح نہیں ہے۔ درمختار میں ہے و یثبت ابوة علی زوج مرضعة اذا کان لبنها منه الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

کھانے پر فاتحہ دینا

سوال ۱۱۰۹ - کھانے پر فاتحہ پڑھنا مولود شریف میں بوقت ولادت قیام کرنا اور نخود پر سوا لاکھ کلمہ پڑھنا اور رسوم مروجہ مشہورہ میں کیا کرنا چاہئے؟ **الجواب** - کھانے پر فاتحہ پڑھنا اور مولود شریف میں بوقت ذکر ولادت قیام کرنا اور نخود پر سوا لاکھ کلمہ پڑھنا جو کہ مروج ہو گیا ہے۔ کہ نخود بریاں پر کلمہ پڑھ کر پھر وہ

برس کی عمر میں یہی حکم ہے یعنی قول اُس کا دربارہ بلوغ معتبر ہے اور پندرہ برس کی عمر میں تو لامحالہ بلوغ کا حکم شرعاً دیدیا جاوے گا۔ فی الدر المختار وادنی مدتہ لہ اثنتا عشرۃ سنۃ ولھا تسع سنین ھو المختار کما فی احکام الصغار فان راھقا بان بلغا ھذا السن فقالا بلغنا صدقا ان لم یکذبھما الظاہر الا وھو ان یکون بحال یحتلم مثلہ والا لا یقبل قولہ الخ فقط

نابالغان کی نانی کو اُن کے والد نے وصی بنا دیا جب بھی بمقابلہ عصبات کے نانی ولی نکاح نہیں ہو سکتی

سوال ۱۱۱۵۔ کیا نابالغان کی نانی جو نہ صرف نانی بلکہ وصی اور قائم مقام نابالغان کے پدر متوفی کی ہے یعنی وصیت کر مرا تھا کہ نانی نابالغان کی پرورش کرے گی۔ اور کہا تھا کہ ان کی ولی بعد میرے مرنے کے تم ہو۔ اس صورت میں ایسی نانی جو بمنزلہ قائم مقام کے ہے اس کے مقابلہ میں نابالغان کے تایا زاد برادر کو نابالغان کے ولی ہونے میں ترجیح ہو سکتی ہے یا نہیں۔؟ **الجواب۔** اس صورت میں تایا زاد برادر ولی نابالغان کا ہے نانی ولی نہیں اگرچہ وہ وصی ہو۔ فقط

حرام کو حلال سمجھنا مطلقاً کفر نہیں بلکہ تفصیل ہے

سوال ۱۱۱۶۔ جس شی کی حرمت کلام اللہ شریف سے ثابت ہے مثلاً وطی کرنا حالت حیض میں اور آنا دُبر سے اگر کوئی شخص اسکو حلال سمجھے تو اُس پر کفر کا فتویٰ دینا صحیح ہے یا نہیں۔؟ **الجواب۔** صحیح یہ ہے کہ کفر کا فتویٰ نہ دیا جاوے۔ کما فی الدر المختار وقیل لا یکفر فی المسئلتین وھو الصحیح خلاصہ وعلیہ المعول لانہ حرام لغیرہ الخ قال فی البحر عن الخلاصہ من اعتقد الحرام حلالا او علی القلب یکفر اذا کان حراما لعینہ وثبتت حرمتہ بدلیل قطعی اما اذا کان حراما لغیرہ بدلیل قطعی او حراما لعینہ باخبار الاحاد لا یکفر۔ شامی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حاملہ عورت قیامت میں حاملہ ہی اُٹھے گی یا بغیر حمل کے ساتھ

سوال ۱۱۱۷۔ حاملہ روز قیامت قبر سے مع حمل اُٹھے گی یا بغیر حمل؟ **الجواب۔** اس بارہ میں کوئی تصریح نہیں دیکھی ظاہر ہے کہ مع حمل محشور ہو گی کما ورد فی الحدیث کما تموتون تحشرون الحدیث۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

عورت کا دودھ پستان سے بہنا ناقض وضو نہیں

سوال ۱۱۱۸۔ عورت کا دودھ پستان سے نکلنا ناقض وضو ہے یا نہیں۔؟ **الجواب۔** ناقض وضو نہیں۔ وہ ناقض خروج کل خارج نجس ہے اور یہ نجس نہیں خروج اس کا ناقض وضو نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ،

شیعہ سے نکاح صحیح نہیں

سوال ۱۱۱۹۔ ایک عورت سنی مذہب نے ایک شیعہ مرد سے نکاح کر لیا بعد میں معلوم ہوا کہ شیعہ ہے۔ اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ وہ نکاح درست ہے یا نہیں اور اُس نکاح کا فسخ کرانا درست ہے یا نہیں **الجواب۔** رافضی اگر غالی ہے یعنی سب شیخین کرتا ہے۔ اور حضرت صدیقؓ کے افک کا قائل ہے۔ اور دیگر عقائد کفریہ کا معتقد ہے تو وہ کافر ہے سنیہ عورت کا نکاح اس سے صحیح نہیں ہوا۔ اور دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے؟

دو طلاق رجعی دینے کے بعد عدت کے اندر صحبت کرلی تو یہی رجعت ہوگئی

سوال ۱۱۲۰ - ایک شخص نے اپنی زوجہ کو دو بار طلاق دیدی اور پھر وہ دونوں زوج اور زوجہ ایک مکان میں رہتے رہے۔ بعد چند دن کے باز نہ آئے وطی کر بیٹھے۔ اب یہ فرمایئے کہ وہ وطی کرنا ہی رجعت ہوگئی یا تجدید نکاح کی ضرورت ہے؟ **الجواب** دو طلاق بھی رجعی ہیں یعنی بعد دو طلاق رجعی کے عدت میں رجعت صحیح ہے پس اس صورت میں رجعت صحیح ہوگئی اور ہمبستری کرنا شوہر کا عدت میں یہی رجعت ہے۔ اب دوبارہ رجعت کرنے کی اور نکاح کرنے کی ضرورت نہیں ہے وہ عورت بدستور نکاح میں ہے اور اُس کی زوجہ ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

قبر میں مردہ کو امانت رکھنا پھر نکالنا بلا عذر شرعی درست نہیں

سوال ۱۱۲۱ - ایک مُردہ کو ایک جگہ امانت کرکے دفن کیا بعد چند روز کے وہاں سے نکال کر اور جگہ لے گئے اور دفن کردیا۔ یہ صورت کسی کتاب میں بندہ کی نگاہ سے نہیں گذری۔ مہربانی فرماکر تحریر فرمادیں کہ یہ صورت کونسی کتاب میں ہے اور یہ صورت درست ہے یا نہیں۔؟ **الجواب** - دفن کرنے کے بعد نکالنا میت کا قبر سے اور دوسری جگہ دفن کرنا درست نہیں ہے جیساکہ درمختار میں ہے۔ ولا یخرج منہ بعد اھالۃ التراب الخ اس کا حاصل یہ ہے کہ دفن کرنے کے بعد میت کا نکالنا درست نہیں ہے اور یہ حکم عام ہے۔ اس سے کہ امانۃً دفن کیا جاوے یا نہیں اور امانۃً دفن کرنا شریعت سے ثابت نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

نماز جنازہ مکرر پڑھنے کا حکم

سوال ۱۱۲۲ - نماز جنازہ دوبارہ پڑھنے کے واسطے کیا حکم ہے۔ اور مُردہ کا منہ وقت دفن دکھانا کیسا ہے۔؟ **الجواب** - جنازہ کی نماز دوبارہ پڑھنی درست نہیں اور نہ اُس کی اجازت سے نماز پڑھی گئی۔ بلکہ ایسے لوگوں نے نماز پڑھی کہ جن کو حق تقدم نہیں تھا تو ولی دوبارہ نماز پڑھ سکتا ہے اور اگر ولی اول نماز پڑھ لے تو پھر دوسروں کو اجازت نہیں کہ مکرر نماز پڑھیں درمختار میں ہے۔ وان صلّی ھو ای الولی بحق بان لم یحضر من یقدم علیہ لا یصلّی غیرہ بعدہ الخ وفیہ ایضاً لان تکرارھا غیر مشروع الخ اور منہ دکھانا میت کا درست ہے۔ لیکن بعد کفن میں ڈھکنے کے کھولنا چہرہ کا اچھا نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

میت کو تابوت میں رکھنا بلا ضرورت مکروہ ہے نیز زمین میں امانت رکھکر پھر نکالنا بھی جائز نہیں

سوال ۱۱۲۳ - ایک پیر صاحب کا انتقال ہوگیا اُن کے مریدان وارثان نے تابوت بناکر اس میں رکھکر زمین کی امانت میں دے دیا اور شہرت کرادی کہ فلاں روز پیر صاحب اس مقبرہ سے نکال کر دوسرے مقبرہ میں دفن کئے جاویں گے۔ (ا) ایا شرعاً تابوت میں کہ چوبی ہے میت کو دفن کرنا جائز ہے یا نہیں (ب) ایا میت کو مع تابوت قبر میں معلق امانت رکھنا شریعت میں جائز ہے کہ نہیں؟ (ج) اگر کسی میت کو امانۃً دفن کیا گیا ہو تو یہ امر جیساکہ

(ہدایہ جلد اوّل بیان کتاب الہدی۔ اس پر بکر نے شبہات ذیل وارد کئے (۱) یہ مسئلہ کتاب الاضحیہ سے تعلق رکھتا ہے کتاب الہدی سے کیا تعلق کیا اضحیہ اور ہدی ایک چیز ہے اگر ایک چیز ہے تو فقہاء نے جدا جدا دونوں کے احکام کیوں بیان کئے۔ نیز وہ حاجی جو مسافر نہ ہو اور غنی ہو اس پر اضحیہ کیوں واجب کیا۔ (۲) علی العدل اگر ہدی کے احکام سے اضحیہ کے مسائل پر فتوی دیا جاوے تو لفظ خطام کے معنے کس لغوی نے رسّی کے لئے ہیں۔ (۳) قاعدہ کلیہ ہے کہ جب کوئی قول دلیل میں پیش کیا جاتا ہے۔ تو دلیل پیش کرنیوالا خود اس قول کو صحیح اور مستند سمجھ لیتا ہے۔ اس قاعدے کو مدنظر رکھتے ہوئے میرا یہ سوال ہے کہ عمدۃ الرعایہ کے جس حاشیہ کا حوالہ دیا گیا ہے اس میں ایک حدیث پیش کی ہے، اور شیخین کو مخرجین میں شمار کیا ہے تو مجھے معلوم ہونا چاہئے کہ صحیح بخاری و مسلم میں یہ حدیث بایں سیاق کہ جس میں لفظ خطام ہی ہو کہاں مروی ہے۔ (۴) مینگنی کوئی دلیل نہیں پیش کی گئی۔ ان چاروں شبہات کو بکر نے جب زید کے سامنے پیش کیا تو اس نے عمرو سے امداد لی۔ عمرو نے بجائے اس کے کہ ان شبہات کا ازالہ زید کا بیان کرے۔ عمرو نے کہا کہ اس قسم کے سوال کرنیوالا جاہل ہے اور اس پر عمرو اور اس کے ہمنشینوں نے مضحکہ اڑایا جن سے سوالات ذیل ہیں:۔

(۱) کیا رسّی اور مینگنی تصدق کرنا واجب ہے؟ (۲) کیا زید نے جو حوالے دیئے ہیں وہ اس کے مدعا کیلئے کافی ہیں۔ (۳) بکر نے جو شبہات وارد کئے ہیں آیا وہ صحیح ہیں یا غلط ہیں۔ اگر غلط ہیں تو وجوہ غلطی بیان فرمائیے (۴) عمرو کا بکر پر جہل کا اطلاق کرنا اور مضحکہ اڑانا کیسا ہے کیا کسی اہل علم پر کسی اہل العلم کو (اگرچہ وہ کچھ سہو کر جائے) جہالت کا اطلاق کرنا اور مضحکہ اڑانا روا ہے؟ **الجواب**۔ صحیح بخاری میں یہ حدیث مروی ہے ہدی کے بارے میں اور اس کے الفاظ حسب ذیل ہیں۔ باب جلال البدن عن علی قال امرنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اتصدق بجلال البدن التی نحرت وبجلودھا۔ باب یتصدق بجلود الھدی عن علی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امرہ ان یقوم علی بدنہ وان یقسم بدنہ کلھا لحومھا وجلودھا وجلالھا باب یتصدق بجلال البدن میں۔ ثم امرنی بجلالھا فقسمتھا ثم بجلودھا فقسمتھا قال العینی ان ھذا الامر للاستحباب کذا قال محمد فی المؤطا ینبغی ان یتصدق بجلال البدن وخطامھا الخ وفی فتح الباری قال المہلب لیس التصدق بجلال البدن فرضًا الخ عالمگیریہ میں ہے الباب السادس فی بیان ما یستحب فی الاضحیۃ والانتفاع بھا واذا ذبحھا تصدق بجلالھا وقلائدھا۔ کذا فی السراجیہ عالمگیریہ وفی الھدایہ ویتصدق بجلالھا وخطامھا ولا یعطی اجرۃ الجزار منھا لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی رضی اللہ عنہ تصدق بجلالھا وبخطامھا ولا تعط اجرۃ الجزار منھا۔ وقال فی فتح القدیر روی الجماعۃ الا الترمذی عن علی قال امرنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اقوم علی بدنہ وان اقسم جلودھا وجلالھا وامرنی ان لا اعطی الجزار منھا

حج میں صرف کرلیا جاوے۔ اور متوفی کا ایک حقیقی بھائی بھی موجود ہے جس کو اُس نے خود علاوہ روپیہ مذکور کے سو روپیہ بھیج دیا تھا۔ اور ایک زوجہ ثانیہ بھی موجود ہے جس کو متوفی نے نقد روپیہ تین سو قبل از وفات دیدیا تھا، اور اب بھی وہ مانگتی ہے کہ اس روپیہ میں سے مجھ کو اور دو۔؟ **الجواب**۔ متوفی نے اپنی زندگی میں جس کو جو کچھ دیا تھا وہ شخص اُس اُس رقم کا مالک ہوگیا۔ مثلاً بھائی کو اور زوجہ ثانیہ کو جو کچھ زندگی مورث میں دیا گیا اُس کا بعد وفات مورث کچھ حساب نہ ہوگا بعد مرنے متوفی کے وہ دونوں وارث ترکہ متوفی کے حسب حصہ خود ہوں گے اور وصیت ایک ثلث میں جاری ہوتی ہے باقی دو ثلث ورثاء کا حق ہے اُس میں ایک ربع زوجہ کا ہے اگر متوفی کے کچھ اولاد نہ ہو باقی بھائی کا۔ پس ورثاء اگر ثلث سے زیادہ وصیت میں صرف کرنے پر راضی نہ ہوں تو صرف ایک ثلث دونوں وصیتوں میں صرف کیا جاویگا۔ اور حج کے لئے اگر وہ روپیہ کافی نہ ہو تو جس جگہ سے اُس روپیہ میں حج ہو سکے وہاں سے کرادیا جاوے۔ وان لم یف فمن حیث یبلغ درمختار، اور ایک روپیہ جو زوجہ قدیم کو دینے کو کہا تھا وہ بھی شامل ترکہ ہو کر تہائی اُس کا وصیت میں لیا جاوے۔ اور باقی دو نصف ورثاء کو دیدیا جاوے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

چند احکام عقیقہ | **سوال ۱۳۱۱**۔ جانور قربانی و عقیقہ یکے ست یانہ اگر حکم بر دو یکے باشد تو عقیقہ از بقرہ عقیقہ ہفت پسر از یک بقرادا خواہد شد یانہ و شکستن استخوان عقیقہ و خوردن گوشت وے برائے والدین، و تقسیمش بجتہ جان بہ نیت ثواب رسانی بر روح میتان جائز ست یانہ۔؟ **الجواب**۔ حکم قربانی و عقیقہ یکے ست یعنی در اضحیہ شرکت عقیقہ صحیح است و یک بقر از جانب ہفت اطفال عقیقہ کردن روا ست قال فی رد المحتار وکذا لو اراد بعضهم العقيقة عن ولد قد ولد له من قبل لان ذلك جهة التقرب بالشكر على نعمة الولد الخ جلد خامس شامی کتاب الاضحیہ و شکستن استخوان عقیقہ و خوردن ہم آں برائے والدین و تقسیمش بجتہ جان روا ست۔ یعنی آنچہ در قربانی از خوردن و صدقہ کردن و بر احباب تقسیم کردن خیار ست در عقیقہ ہم ہمیں صورت است۔ قال فی آخر الاضحیۃ فی بیان العقیقۃ مع کسر عظمها اولا واتخاذ دعوة اولا الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کلمہ یا بدوح وغیرہ کے متعلق سوال و جواب | **سوال ۱۳۱۲**۔ اسم یا بدوح، یا یتہہناہ یا مشتہد یتاہ یہ کس کا نام ہے تحریر فرماویں۔؟ **الجواب**۔ بندہ کو ان اسماء کی تحقیق نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ عزیز الرحمن عفی عنہ

ف۔ احقر نے اپنے استاذ محترم حضرت العلامۃ مولانا انور شاہ کشمیریؒ سے سُنا ہے کہ لفظ بدوح بتشدید دال عبرانی زبان میں اللہ تعالیٰ کا نام ہے بقیہ اسماء کا حال معلوم نہیں۔ محمد شفیع عفا اللہ عنہ۔

انگریزی دوائیوں کا حکم | **سوال ۱۳۱۳**۔ انگریزی دواؤں میں اکثر اسپرٹ پڑتی ہے اُس کا استعمال کرنا کیسا ہے؟ **الجواب**۔ جس دوا میں بالیقین شراب پڑا ہوا ہو، اُس کا استعمال کرنا درست نہیں ہے۔ الا ان تکون الضرورۃ

صحیحہ اور جو اشتباہ ہو تو درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

منکوحہ عورت زنا کی وجہ سے نکاح سے خارج نہیں ہوتی

سوال ۱۱۳۴ - زید و عمر دونوں ہم زلف ہیں عمر زید کی بیوی یعنی اپنی سالی کو لیکر مفرور ہو گیا اور کچھ عرصہ تک اپنی سالی سے حرام کرتا رہا۔ اس کے بعد باہمی نزاع ہو کر مسمی عمر اس کو چھوڑ کر علیحدہ ہو گیا اس عورت مذکورہ نے بلا طلاق کے نکاح کر لیا۔ تو اس صورت میں اس کا اصلی شوہر مسمی زید اسکو اگر وہ رضامند ہوا اپنے یہاں رکھ سکتا ہے یا نہیں اور آیا وہ عورت زید کے نکاح میں رہی یا نکاح سے باہر ہوگئی دوسرے یہ امر کہ آیا عمر کی بیوی کا نکاح قائم رہا یا نہیں۔ کیونکہ اسکے شوہر عمر نے اپنی سالی سے زنا کیا ہے؟

الجواب - زید کے نکاح میں اس کی زوجہ داخل ہے مفرور ہو جانے اور زنا کاری سے وہ عورت زید کے نکاح سے خارج نہیں ہوئی زید اس کو رکھے اور اس سے توبہ کرائے۔ اور عمر کا نکاح اپنی زوجہ سے قائم ہے سالی سے زنا کرنے سے اس کا نکاح باطل نہیں ہوا۔ البتہ عمر معصیت کا مرتکب ہوا توبہ کرے فقط۔

شرائط وقف میں ترمیم و تغیر جائز نہیں، البتہ واقف خود تولیت میں تغیر و تبدل کر سکتا ہے

سوال ۱۱۳۵ - ایک دستاویز تھی جس کا خلاصہ جواب سے معلوم ہو جائیگا؟

الجواب - (۱) محمد یعقوب و محمد اسحاق خاں کو واقف نے دستاویز اول میں اپنی وفات کے بعد متولی قرار دیا تھا جس کو دوسری دستاویز نے معزول کر دیا۔ ان کو موقوف علیہ قرار نہیں دیا اور کسی لفظ میں یہ تشریح نہیں ہے کہ وہ موقوف علیہ بھی ہیں اور ان کا اس قدر حصہ منافع جائداد میں ہے۔ اور متولی کا یہ کام ہے کہ نگرانی و حفاظت وقف کی کرے اور جو مصارف واقف نے مقرر کر دیئے ہیں۔ ان کو آمدنی وقف سے پورا کرتا رہے۔ اور چونکہ واقف نے دستاویز اول کے بند ۱ میں متولیوں کے عزل و نصب و تغیر و تبدل کا اختیار اپنے لئے رکھا ہے اس لئے تولیت میں تغیر و تبدل بحیات خود وہ کر سکتا ہے۔ قال فی الشامی فی البحران التولیة خارجة عن حکم سائر الشرائط لان لہ فیہا التغییر کلما بدالہ واما باقی الشرائط فلابد من ذکرہا فی اصل الوقف فی الاسعاف ولا یجوز لہ ان یفعل الا ما شرط وقت العقد الخ وفیہ بعد اسطر فقد تثبت ان الرجوع عن الشروط لا یصح الا التولیة الخ شامی (۲) سوائے تغیر تولیت کے دیگر تغیرات و ترمیمات درست نہیں ہے کما مر (۳) موافق اس دستاویز دوم کے صرف محمود علی خاں متولی نصف جائداد کے رہیں گے۔ (۴) جبکہ واقف نے محمد یعقوب خاں و محمد اسحاق خاں کو بروئے دستاویز ثانی معزول کر دیا ہے اور صرف محمود علیخاں کو متولی قرار دیا ہے۔ لہذا محمود علیخاں ہی متولی نصف جائداد کے ہوں گے۔ عدالت کو اس کا خلاف کرنا درست نہ ہوگا۔ فقط

زمانۂ طاعون میں شہر چھوڑ کر جنگل میں رہنے کا حکم!

سوال ۱۱۳۶ - جس شہر یا قصبہ میں طاعون شروع ہو جاوے وہاں کے باشندے بڑاس ہم یا آبادی کو چھوڑ کر جنگلوں کی طرف بھاگ جائیں یا اپنے مکانات ہی میں اللہ پاک پر بھروسہ کر کے متمکن رہیں۔ اگر بھاگ جانا جائز ہے تو اس کے کیا حکم اور اشکال میں اور اگر مکان

مسکونہ میں ہی رہنا ہے تو اس کے متعلق ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیا ارشاد فرماتے ہیں۔ بہر حال زیارت پیشوا اور ہمارے رسول کریم محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا جو ارشاد ہو مطلع فرمائیں؟ **الجواب**۔ درمختار میں ہے:-

واذا خرج او دخل فیہا من بلدۃ بہا الطاعون فان علم ان کل شیئ بقدر اللہ تعالیٰ فلا باس بان یخرج ویدخل وان کان عندہ انہ لو خرج نجا ولو دخل ابتلی کرہ لہ ذلک فلا یدخل ولا یخرج صیانۃ لاعتقادہ وعلیہ حمل النہی فی الحدیث الشریف مجمع الفتاویٰ درمختار۔ حاصل یہ ہے کہ اگر طاعون والے شہر سے نکلیں یا داخل ہوں اور اگر اس کا اعتقاد یہ ہے کہ ہر ایک چیز اللہ کی تقدیر سے ہے تو اس کے حق میں نکلنا اور داخل ہونا درست ہے اور اگر اس کا اعتقاد یہ ہے کہ نکلنے کی وجہ سے مرنے سے بچ جاوے گا۔ اور اگر داخل ہوا تو مبتلائے طاعون ہو جاوے گا تو اس کو نکلنا اور داخل ہونا مکروہ ہے سو ایسے عقیدہ والا نہ داخل ہو نہ خارج ہو اور اسی پر محمول ہے ممانعت حدیث شریف میں الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ،

نماز جنازہ مسجد کے اندر مکروہ ہے

سوال ۱۱۳۷) حنفیوں کے نزدیک اُن مساجد میں کہ جن میں فرائض باجماعت ہوتے ہیں جنازہ کی نماز مسجد میں رکھکر جائز ہے یا نہیں۔؟ **الجواب** قال فی الدرالمختار وکرہت تحریمًا وقیل تنزیہًا فی مسجد جماعۃ ہو ای المیت فیہ وحدہ او مع القوم واختلف فی الخارجۃ عن المسجد وحدہ او مع بعض القوم والمختار الکراہۃ مطلقًا خلاصہ بناءً علی ان المسجد انما بنی للمکتوبۃ وتوابعہا کنفل وذکر وتدریس علم وہو الموافق لاطلاق حدیث ابی داؤد من صلی علی میت فی المسجد فلا صلوٰۃ لہ قال فی رد المحتار قولہ فلا صلوٰۃ لہ ہذہ روایۃ ابن ابی شیبۃ وروایۃ احمد وابی داؤد فلا شیئ لہ وابن ماجہ فلیس لہ شیئ ورشی فلا اجر لہ وقال عبد البر ہی خطاء فاحش والصحیح فلا شیئ لہ الخ وفیہ قبیلہ من صلی علی میت فی مسجد یقتضی کون المصلی فی المسجد سواء کان المیت فیہ اولا فیکرہ ذلک اخذًا من منطوق الحدیث ویوید ما ذکرہ علامہ قاسم فی رسالتہ من انہ روی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لما نعی النجاشی الی اصحابہ خرج فصلی علیہ فی المصلی قال ولو جازت فی المسجد لم یکن للخروج معنی اھ مع ان المیت کان خارج المسجد شامی صفحہ ۵۹۴ ج ۱۔ باب صلوٰۃ الجنائز۔ ان روایات سے واضح ہے کہ عند الحنفیہ مسجد جماعت میں نماز جنازہ مکروہ ہے۔ اور اسمیں اختلاف ہے کہ مکروہ تحریمی ہے یا تنزیہی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

نماز میں آمین۔ رفع یدین قراۃ فاتحہ کی تحقیق

سوال ۱۱۳۸) (۱) آمین آہستہ کہنا مسنون ہے یا جہر سے۔؟ (۲) رفع یدین کرنا کیسا ہے؟ (۳) قراۃ خلف الامام میں کیا قول ہے؟ (۴) رفع یدین سوائے ساتھ جگہ کے جو منسوخ ہے کیا دلیل ہے؟ (۵) حدیث کو وکیع نے اعمش سے اُس نے مسیب بن رافع سے اُس نے تمیم بن طرفہ سے اُس نے جابر بن سمرہ سے کہا کہ ہم نکلیں کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ہم لوگ اپنے

ہاتھ اُٹھاتے ہیں نماز میں تو فرمایا کہ کیا حال ہے کہ میں تم کو دیکھتا ہوں کہ ہاتھ اُٹھاتے ہو نماز میں جیسی دُم سرکش گھوڑے کی اطمینان سے رہو نماز میں یہ حدیث صحیح ہے یا ضعیف ہے؟ **الجواب** (۱) آمین آہستہ کہنا مسنون ہے حنفیہ کے نزدیک۔ عن علقمة بن وائل عن ابیه ان النبی صلی الله علیه وسلم قرأ غیر المغضوب علیهم ولا الضالین فقال آمین وخفض بها صوته ولما اختلف فی الحدیث عدل صاحب الهدایة الی ما عن ابن مسعود انه کان یخفی فانه یفید ان المعلوم منه علیه السلام الاخفاء قلت مع انه الاصل فی الدعاء لقوله تعالی ادعوا ربکم تضرعا وخفیة ولا شك ان آمین دعاء فعند التعارض ترجح الاخفاء بذلك وبالقیاس علی سائر الاذکار والادعیة ولان آمین لیس من القرآن اجماعا فلا ینبغی ان یکون فی صوت القرآن کما لا یجوز کتابته فی المصحف۔ (۲) رفع یدین سوائے تکبیر اولیٰ کے حنفیہ کے نزدیک منسوخ ہے اس واسطے کہ جلیل القدر صحابہؓ نہیں کرتے تھے۔ عن براء بن عازب قال کان النبی صلی الله علیه وسلم اذا کبر لافتتاح الصلوٰۃ رفع یدیه حتی یکون ابهاماه قریبا من شحمتی اذنیه ثم لا یعود عن الاسود قال رأیت عمر بن الخطابؓ یرفع یدیه فی اول تکبیرة ثم لا یعود۔ قال ابو جعفر فهذا عمر رضی الله عنه لم یکن یرفع یدیه ایضا الا فی التکبیرة الاولی فی هذا الحدیث وهو حدیث صحیح وفعل عمر هذا وترك اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم ایاه علی ذلك دلیل صحیح ان ذلك هو الحق الذی لا ینبغی لاحد خلافه۔ (۳) حنفیہ کے نزدیک امام کے پیچھے قرأت فاتحہ جائز نہیں ہے۔ عن انس قال صلی رسول الله صلی الله علیه وسلم ثم اقبل بوجهه فقال اتقرؤن والامام یقرأ فسکتوا فسألهم ثلثا فقالوا انا لنفعل قال فلا تفعلوا قال علیؓ من قرأ خلف الامام فلیس علی الفطرة عن عبد الله بن دینار عن عبد الله بن عمر قال یکفیك قرأة الامام قرأة له جماعة من اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم قد اجمعوا علی ترك القرأة خلف الامام (۴) رفع یدین سوائے سات جگہ کے منسوخ ہے۔ والدلیل المجمل لذلك ما روی عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال لا ترفع الایدی الا فی سبع مواطن وعدّ منها تکبیرة الافتتاح وتکبیرة القنوت والعیدین وذکر الاربع فی الحج۔ کذا فی الهدایة ثم هذا عندنا۔ وقال الشافعی یرفع یدیه عند الرکوع والرفع منه لانه علیه السلام فعل ذلك وانا ما رویناه وما رواه محمول علی الابتداء کذا نقل عن ابن الزبیرؓ فانه رأی رجلا یفعل هذا فقال لا تفعل فان هذا شیء فعله رسول الله صلی الله علیه وسلم ثم ترك کذا فی الهدایة والکفایة۔ وقد روی الطحاوی بسنده عن ابن ابی لیلی عن الحکم عن مقسم عن ابن عباس عنه علیه الصلوٰۃ والسلام (۵) آمین میں اختلاف ہے اور تحقیق اس کی فتح القدیر میں اس طرح ہے۔ عن جابر بن سمرة قال دخل علینا رسول الله صلی الله علیه وسلم والناس رافعوا ایدیهم

یہ امر ہے کہ زید کہتا ہے کہ اگر مشتری مچھلیاں پکڑ کر دوسرے کو کھلاوے تو دوسرے کو جائز ہے اگرچہ بیع باطل ہے کیونکہ یہ مباح الاصل ہے عقد نے اس میں اثر نہیں کیا۔ اور عمرو کہتا ہے کہ مشتری کو پکڑ کر اس کا کھانا اور کھلانا حرام ہے۔ اسی طرح دوسرے کو کیونکہ یہ بیع باطل ہے اور اس کی حرمت متعدی ہے؟ **الجواب** قول زید کا اصح ہے کیونکہ یہ بیع اگرچہ باطل یا فاسد ہے لیکن ایسے بڑے تالابوں اور نہروں میں جن میں مچھلیاں کسی کی مملوک نہیں ہوتی جو کوئی پکڑے اسی کی ملک ہو جاتی ہیں۔ قال فی الشامی فانہ یصادہ بعدہ مالکہ الخ فقط

رافضی سے سنیہ کا نکاح اور شیعوں سے تعلقات وغیرہ محرم کی رسوم کے احکام

سوال ۲۴۱۱ (۱) شیعی تبرائی سے سُنی عورت کا نکاح جائز ہے کہ نہیں؟ (۲و۳) محرم کی مجلس میں شیعوں کے گھر جانا درست ہے کہ نہیں؟ (۴) مذہب حنفیہ شیعہ کو کافر ہے کہ نہیں اور ان کی مجلس میں جانا اور شیرینی کھانا درست ہے یا نہیں۔؟ (۶) عشرہ محرم میں سبز کپڑے پہننا اور عورتوں کو غم حسین میں چوڑیاں توڑنا درست ہے یا نہیں (۷) شربت وغیرہ تقسیم کرنا اور اس سے امید ثواب رکھنا اور بھکڑے کی رسم کو اہتمام سے کرنا درست ہے یا نہیں؟ (۸) ساتویں محرم کو مہندی وغیرہ اٹھانا جائز ہے یا نہیں؟ (۹) حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو سید الشہداء کہنا کتاب اللہ و کتاب رسول سے ثابت ہے یا نہیں؟ (۱۰) بارہ امام مذہب اہل سنت وجماعت کے نزدیک کون ہیں؟ (۱۱) اہل بیت سے ازواج مطہرات خاص مراد ہیں یا تمام اولاد صلی اللہ علیہ وسلم؟ (۱۲) آل کے لغوی معنی کیا ہیں تمام امتیان محمد صلی اللہ علیہ وسلم آل میں داخل ہیں یا آپ کی اولاد خاص؟ **الجواب**۔ کلام الروافض مختلفة فبعضه یکون کفراً وبعضه لا فلو قال ان جبرئیل غلط فی الوحی فهو کفر وقال بعضهم بانه شریک محمد صلی اللہ علیہ وسلم فی النبوة وقال بعضهم بالوهیة علی وغیر ذلک من الاختلاف فهذا کله کفر واما الذی یکون بدعة ولا یکون کفراً فهو قول بعضهم ان علیاً کان افضل من الشیخین ومنهم من قال بعضهم بانه یجب اللعن علی من خالف علیاً کعائشة ومعاویة وسب الشیخین لیس بکفر کما حققه الشامی فی تنقیحه وذلک لعدم ثبوت مبناه وعدم تحقیق معناه فان سب المسلم فسق کما فی حدیث ثابت ویستوی الشیخان وغیرهما فی هذا الحکم ولانه لو فرض ان احداً قتل الشیخین بل الختنین ایضاً لا یخرج عن کونه مسلماً عند اهل السنة والجماعة ومن المعلوم ان السب دون القتل نعم لو استحل السب او القتل فهو کافر لا محالة۔ پس معلوم ہوا کہ اگر شیعہ اس فریق سے ہے کہ جو فرقہ روافض کافر ہے یعنی جو سب شیخین کو اور ان کے قتل کو حلال جانتا ہے اور اسی طرح وہ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت رکھتے ہیں اور الوہیت علی رضی اللہ عنہ کے قائل ہیں تو نکاح سنیہ کا اس کے ساتھ درست نہیں ہوا اگر ایسا نہیں ہے اور تفضیلیہ ہے تو درست ہے لہٰذا اس عورت کا نکاح مرد شیعی سے درست ہو گیا کیونکہ جب ولی نے فاسق کے ساتھ نکاح کر دیا تو نکاح صحیح ہو گیا ہے اور شیعہ اگرچہ کفر تک نہیں پہنچا وہ فاسق ہے۔ (۲-۳) شیعوں کی مجلس میں

شریک ہونا درست نہیں اور شیرینی کھانا درست نہیں ہے جو مسلمان ایسے امر کا مرتکب ہو وہ گنہگار ہے (۳) اور اُن کی ساتھ دوستی کرنا حرام ہے خواہ تبرائی ہو خواہ غیر تبرائی ۔ (۴) منکر خلافت شیخین فاسق ہے کافر نہیں اور اُن کی ساتھ ملنا اور آنا اور جانا اور اُس کی مجلس میں شرکت کرنا درست نہیں ۔ (۵) شیعوں کی ساتھ کسی قسم کی مدد کرنا درست نہیں اور کسی قسم کی مدد کرنے والا فاسق و عاصی ہے اور مرتکب گناہ کبیرہ کا ہے ۔ (۶) سبز کپڑے یا سیاہ کپڑا پہننا وغیرہ سب امور ناجائز ہیں ۔ (۷) شربت و شیرینی بوجہ رسوم مروجہ کے سب ناجائز ہیں ۔ (۸) سالتو بجز محرم کو یہ افعال کرنے حرام ہیں ۔ (۹) حضرت حسنین رضؓ کو سید شباب اہل الجنۃ آیا ہے اور سید الشہداء حمزہ آیا ہے اس [illegible] مروی نہیں ہے (۱۱) اہل بیت میں ازواج مطہرات اور باقی اولاد نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سب داخل ہیں (۲) آل [illegible] کے ہیں ۔ باقی آل کا استعمال دو طریقہ سے آتا ہے آل النبی اور آل حسینی اول مخصوص ہے اولاد کی ساتھ اور ثانی تمام امت کو شامل ہے (۱۰) ثم ینبغی ان یکون [illegible] مختفیہ بلا [illegible] الشیعۃ تخصیص الامامیۃ منہم ان الامام الحق بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیؓ ۔ ثم ابنہ الحسن ۔ ثم [illegible] الحسین رضؓ ثم ابنہ زین العابدین ۔ ثم ابنہ محمد باقر ۔ ثم ابنہ جعفر صادق ثم ابنہ موسی الکاظم ثم [illegible] ثم ابنہ محمد التقی ۔ ثم ابنہ علی النقی ۔ ثم ابنہ الحسن عسکری ثم ابنہ محمد القاسم المہدی ۔ اور غیر انبیاء علیہم السلام کہنا درست ہے اور بغیر تبعیت کے درست نہیں ۔ اور خلاصہ ان سب امور کا یہ ہے کہ جو امر صاحب شریعت سے مروی نہ ہو اور نہ کوئی اصل مروی ہو اس کو دین میں داخل کرنا یہ بدعت ہے اور بدعت کے سب افراد ناجائز ہیں ۔ اب افعال مذکورہ شیعوں کے بدعت ہوگئے اس واسطے ناجائز ہوگئے ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم ۔

بیعانہ کی رقم درصورت نہ ہونے بیع کے مشتری کو واپس کردینا ضروری ہے

سوال ۱۱۴۳ میں نے اپنی کچھ زمین ایک شخص کے ہاتھ فروخت کی تھی اُس نے پچیس روپیہ بطور بیعانہ پیشگی دیئے اور باقی زرِ ثمن [illegible] کے دینے کا کیا اور تکمیل بیعنامہ بھی اسی مدت کے بعد قرار پائی اور باہم یہ معاہدہ ہوا کہ اگر برآمدی [illegible] کر مجھ سے باز رہوں تو میرا یہ بیعانہ پیشگی مبلغ پچیس روپیہ ضبط کئے جاویں ۔ اب مشتری کو وہ [illegible] ہو گئے اُس نے بیعنامہ تکمیل نہیں کرایا اب موافق معاہدہ کے یہ پچیس روپیہ ضبط کر سکتا ہوں یا نہیں ۔ **الجواب** وہ پچیس روپیہ آپ کو ضبط کر لینا اور واپس نہ دینا درست نہیں ہے [illegible] حقوق العباد ہے اگر اُس نے بیعنامہ تکمیل نہیں کرایا تو یہ روپیہ آپ کو واپس دینا چاہئے [illegible] دوسرے شخص [illegible] بیع کر دیں یا وہ خریدے تو اُسی کے ہاتھ فروخت کر دیں اور روپیہ مذکورہ ثمن میں وضع کریں ۔ فی الحدیث [illegible] نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن بیع العربان [illegible] العربان ان یشتری السلعۃ و یعطی [illegible] ان اخذ البیعۃ حسب من الثمن والا [illegible] المشتری [illegible]

[illegible] مشکوٰۃ [illegible]

فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیہا سوق الخ ۔ وفیہ قبیلہ وجملۃ ذلک من یقول لا تصح الجمعۃ فی ایام
الفتنۃ مع انہا تصح فی البلاد التی استولی علیہا الکفار کما ستذکرہ الخ ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم ۔

خلع کی ایک صورت اور یہ کہ حاکم کسی سے جبراً طلاق دلوادے تو طلاق ہوجاویگی

سوال ۱۱۴۸ ۔ ایک شخص نے اپنی زوجہ کو بہت مجبور کر رکھا ہے اور بدمعاش آدمی ہے اور نان نفقہ دیتا ہے نہ خبر گیری کرتا ہے ایسی عورت کو طلاق بطور خلع کے دلوانی چاہیئے کہ نہیں اگر اس پر بھی طلاق نہ دے تو حاکم وقت سے کہکر جبراً طلاق دلائی جا سکتی ہے یا نہیں ؟ **الجواب** ۔ حنفیہ کے مذہب کے موافق اس صورت میں بدون طلاق دینے شوہر کے تفریق نہیں ہوسکتی ۔ البتہ خلع ہوسکتا ہے ۔ خلع کی صورت یہ ہے کہ عورت مثلاً مہر معاف کردے اور شوہر طلاق دیدے اور حاکم وقت اگر جبراً شوہر سے طلاق دلوادے تو یہ صورت بھی ہوسکتی ہے طلاق واقع ہوجاویگی ۔ کیونکہ حنفیہ کے نزدیک اکراہ سے بھی طلاق ہوجاوے گی ۔ کما صرح بہ الفقہاء کذا فی الدر المختار فقط

مریض جریان معذور کی نماز کا حکم

سوال ۱۱۴۹ ۔ خاکسار مرض جریان میں مبتلا ہے اور ایسی حالت ہے کہ ہر وقت کپڑا خراب رہتا ہے نہا کر بھی پاک رہنا مشکل ہے ۔ اب فرمائیے کہ نماز کیسے ادا کروں ؟ **الجواب** ۔ ایسی حالت میں آپ اسی حالت میں وضو کرکے نماز پڑھ لیا کریں غسل کی ضرورت نہیں ہے یہ ودی وغیرہ ہے منی ہے ۔ اس میں وضو لازم ہوتی ہے اور نماز کے لئے دوسرا کپڑا رکھیں ۔ اگر نماز کی حالت میں بھی قطرہ آوے تو نماز پوری کرلیں نماز صحیح ہوجاتی ہے ۔ بعد نماز کے اس پاجامہ کو اگر قطرہ لگا ہو دھو کر رکھدیں ۔ دوسری نماز کے وقت پھر اس کو پہنکر وضو کرکے نماز پڑھیں ۔ بہر حال نماز اسی حالت میں پڑھتے رہیں وہ نماز صحیح ہے فقط

لفظ چھوڑ چکا کنایات طلاق میں سے ہے بلا نیت کے طلاق واقع نہ ہوگی

سوال ۱۱۵۰ ۔ لفظ چھوڑ چکا جو کئی شخصوں معتبرین کے سامنے کہا ہے ۔ اس لفظ سے طلاق واقع ہوگی یا نہیں اور عورت دوسرا نکاح کرسکتی ہے یا نہ ؟

الجواب ۔ لفظ چھوڑ چکا ترجمہ فارقتک کا ہے اور یہ لفظ کنایات میں سے ہے اگر شوہر سے اس کی نیت کا حال دریافت کیا جاوے اس کے بعد حکم طلاق کا ہوگا ۔ اور تا وقتیکہ حکم طلاق کا نہ ہو اجازت دوسرے نکاح کی نہیں ہوسکتی ۔ وکذا اذا قلت لا ملک لی علیک وفارقتک ونحو ذلک وفی الدر المختار ۔ شامی فقط واللہ تعالیٰ اعلم ۔

میں فلاں کام کروں تو اپنے باپ سے نہیں یہ الفاظ قسم نہیں کسی قسم کا کفارہ اس پر نہیں ہے

سوال ۱۱۵۱ ۔ اگر یہ کہدے کہ اگر میں آپ کے گھر جاؤں تو اپنے باپ سے نہیں بلکہ کسی خاکروب سے ہوں ۔ پھر اگر چلا جاوے تو کفارہ لازم ہے یا نہ ؟ **الجواب** اس میں کچھ کفارہ نہیں ہے جانا درست ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم ۔

حیلہ اسقاط کا حکم

سوال ۱۱۵۲ اسقاط یعنی حیلہ جو میت کی جنازہ کی نماز کے قبل یا بعد کیا جاتا ہے وارثان میت پر واجب ہے کہ نہیں ۔ وہ حیلہ یہ ہے گیہوں یکمن ساڑھے بارہ سیر اور زر نقد کم از کم سوا روپیہ و قرآن مجید

اور غرض حیلہ دینے والوں کی یہ ہے کہ مردہ کی تمام قضا شدہ روزہ و نماز و حج وغیرہ کا یہ کفارہ ہو جاتا ہے اور یہ کل جنازہ کی نماز پڑھانے والے کو دیتے ہیں۔ اور حیلہ لینے والے بیٹھ جاتے ہیں۔ اور ساتھ میں قرآن شریف لیتے ہیں اور ایک دعا بڑی سی پڑھتے ہیں اور کہتے کہ ہم نے قبول کیا؟ **الجواب** - حیلہ اسقاط مذکورہ وارثان میت پر واجب نہیں اور ایسی وصیت کو بھی فقہاء نے جائز نہیں رکھا۔ قال فی الدر المختار ونص علیہ فی تبیین المحارم فقال لا یجب علی الولی فعل الدور وان اوصی بہ المیت والواجب علی المیت ان یوصی بما یفی بما علیہ ان لم یضق الثلث عنہ فان اوصی باقل وامر بالدور وترک بقیۃ الثلث للورثۃ او تبرع بہ لغیرھم فقد اثم بترک ما وجب علیہ الخ فقط

سوال ۱۱۵۳ - ہندہ اور مریم خالہ بھانجی ہیں۔ عمر نے پہلے نکاح مریم یعنی بھانجی ہندہ سے نکاح کیا ابھی تک وطی بھی نہیں ہونے پائی تھی کہ پھر عمرو نے ہندہ سے نکاح کر لیا۔ اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ مریم زوجہ اول بغیر طلاق کے اور نکاح کر سکتی ہے یا نہیں۔؟

بھانجی کے نکاح میں ہوتے ہوئے خالہ سے نکاح باطل ہے

الجواب - فی الحدیث لا تنکح المرءۃ علی خالتھا ولا علی ابنۃ اخیھا ولا علی ابنۃ اختھا۔ رواہ مسلم وفی رد المحتار فلو علم فسمہ الصحیح والثانی باطل۔ پس معلوم ہوا کہ دوسرا نکاح عمرو کا جو ہندہ سے ہوا باطل ہے اور مریم کا نکاح صحیح رہا اور مریم کو بدون طلاق شوہر کے دوسرا نکاح کرنا درست نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ۱۱۵۴ - زید ہندہ را شادی کردہ باوے سہ سال روزگار گذرانید بعد ازاں جہت عدم موافقت باز بخانہ پدر رفتہ دو سال بسر برد و زید گاہ گاہ برائے آوردن اومی رفتی اما او برآمدن راضی نہ شدی و بعد دو سال ہندہ نوٹسے اعلان نمود کہ اندریں مدت مراخورپوش دادہ بخانہ تو بری دگرنہ من حسب تفویض

منکوحہ غیر اگر بذریعہ جھوٹی شہادت کے کسی دوسرے شخص سے اپنے نکاح کا حکم قاضی سے حاصل کرے تو یہ قضاء نافذ نہ ہوگی

طلاق کابین نامہ نفس خود را طلاق خواہم داد زید نوٹس را نہ گرفت و خاموش ماند بعد ازاں ہندہ پیش قاضی رجسٹرار بحضور قاضی نفس خود راستہ طلاق داد قاضی انگشت زدہ گرفتہ طلاق نامہ رجسٹری نمود۔ پس از یک سال عمرو از ہندہ نکاح کرد و ہندہ نزد عمرو بست روز ماندہ باز نزد زید آمد۔ پس عمرو بنام زید مذکور و خالد دگر مایں طور نوٹسے نمود کہ زید و خالد زنم را از نزد من بردند و طلاقنامہ ہندہ پیش حاکم نمود زید و خالد و ہندہ بروز مقررہ پیش حاکم زماں حاضر شدند ہندہ جواب داد کہ زید شوہر من ست بخانہ او ماندم و عمرو شوہر من نے پرسیدہ شد کہ شادی از عمرو کردہ جواب داد کہ نہ باز پرسیدہ شد کہ ایں طلاق نامہ رجسٹری کردہ دادہ جواب داد کہ من ندانم لیکن از انگشت من زدہ گرفت۔ بعد ازاں حاکم ہر دو زوج و ہندہ را معائنہ نمودہ حاکم داد کہ ایں برائے زید درست نہ شد پس بحسب داد ان حاکم عمرو ہندہ بعد عدت مستثنیٰ حلال گردد یا نہ۔؟ **الجواب** - ہرگاہ ہندہ موافق تفویض زید نفس خود راستہ طلاق داد و ہندہ بعد عدت بعمرو نکاح کرد دریں صورت حکم حاکم باآنکہ ہندہ زوجہ زید است ہندہ را برائے زید حلال نمی کند کہ از نفاذ قضاء ظاہراً و باطناً ایں صورت کہ آں زن منکوحہ غیر نباشد۔ فی الشامی قولہ وکذا لو نکحت امرءۃ محرمۃ

من نحتنز قولہ حیث کان المحل قابلاً ۱ھ فاذا ادعی انہا زوجتہ واثبت ذالک بشہادۃ الزوج وھو یعلم انہا محرمۃ علیہ بکونہا منکوحۃ الغیر او معتدۃ تہ او بکونہا مرتدۃ فانہ لا ینفذ بالطناً اتفاقاً الخ درمختار جلد رابع ص ۳۳ فقط واللہ تعالیٰ اعلم ۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

ولی بالغ اگر نابالغ کو ہبہ کر دے تو قبضہ نابالغ کا اتمام ہبہ کیلئے شرط نہیں بلکہ اظہار رہا نہا کافی ہے

سوال ۱۱۵۵ - ایک شخص حافظ عبد الرحیم نامی نے اپنے مرنے سے تین سال پہلے اپنی املاک قسم مکان وغیرہ اپنے ایک نابالغ لڑکے اور دو نابالغ پوتوں کے نام ہبہ نامہ لکھوا کر رجسٹری کر دیا۔ اور تا مرگ املاک پر اپنا قبضہ رکھا ہبہ نامہ کی خبر اپنی زندگی میں وارثوں کو نہ ہونے دی۔ اب وہ شخص فوت ہو گیا تو بڑے لڑکے نے ہبہ نامہ ظاہر کیا۔ پس مرنے والے کے حقیقی وارث حسب ذیل ہبہ نامہ کرنے پر حصہ ترکہ پا سکتے ہیں یا نہیں۔ اگر ان ورثاء کا حق ہے تو فی ہزار ایک کو کیا ملنا چاہیئے؟ **الجواب** - کل ایک ہزار روپیہ مرنے والے کے وارث

ابن	ابن	بنت	بنت	زوجہ
مالہ لعصبہ ۲۹۱	مالہ لعصبہ ۲۹۱	ماصلہ للعصبہ ۱۴۵	ماصلہ للعصبہ ۱۴۵	ماصلہ ۱۲۵

قال فی الدر المختار وھبۃ من لہ ولایۃ الطفل فی الحملۃ الخ تتم بالعقد الی ان قال لان قبض الولی ینوب عنہ در مختار ۔ قولہ بالعقد ای الایجاب فقط کما یشیر الیہ الشارح کذا فی الہامش وھذا اذا اعلمہ او اشھد علیہ والاشہاد للتحرز عن الجحود بعد موتہ والاعلام لازم لانہ بمنزلۃ القبض بزازیہ شامی جلد ۴ کتاب الھبہ وفی المتفرقات من البیوع اشترت لطفلہا ای ان لا ترجع علیہ بالثمن جاز ویکون ھبۃ استحساناً ۔ درمختار

اِن عبارات سے واضح ہوا کہ نابالغ اولاد یا اولاد کی اولاد کو ہبہ کرنے میں موہوب لہم کے قبضہ کی ضرورت نہیں ہے صرف ہبہ کر دینے سے موہوب لہم مالک ہو جاتے ہیں ولی کا قبضہ قائم مقام اُن کے قبضہ کے ہے البتہ جنکو ہبہ کیا جاوے اُنکو خبر کرنا ضروری ہے یا ہبہ پر گواہ بنانا چاہیئے بہرحال بعد پورا ہونے ہبہ کے جائداد موہوبہ دیگر ورثہ پر تقسیم نہ ہوگی۔ لیکن واہب نے اگر اپنے نابالغ پسر اور دو پوتوں کو بالاشتراک بلا تقسیم ہبہ کیا ہے تو یہ ہبہ مشاع کا ہوا اور ہبہ مشاع کا صحیح نہیں ہے اس حالت میں وہ جائداد و مکان بعد موت واہب کے جملہ ورثہ کو تقسیم ہوگی اور صورت تقسیم ہوگی اور صورت تقسیم یہ ہے کہ تمام ترکہ متوفی کا بعد ادائے حقوق مقدمہ علی المیراث اڑتالیس ۴۸ سہام ہو کر چھ سہام زوجہ کو اور چودہ چودہ سہام ہر ایک پسر کو اور سات سہام ہر ایک دختر کو ملیں گے۔ فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن

نماز جنازہ کے بعد ساری جماعت کھڑی رہے اور میت کیلئے دعا کرے اسکا التزام بدعت ہے

سوال ۱۱۵۶ - مرقاۃ شرح مشکوۃ جز خامس فی زیادۃ لہما وانہ وضع عمر علی سریرہ فتکنفہ الناس یدعون ویثنون ویصلون علیہ قبل ان یرفع وانا فیہم فلم یرعنی الا رجل قد اخذ بمنکبی من ورائی فالتفت فاذا ھو علی بن ابی طالب

فترحم علی عمرؓ الخ۔ کفایہ۔ باب الجنائز روی ان رجلاً فعل هكذا بعد الصلاة فرآه رسول الله صلى الله عليه وسلم
فقال ادع يستجب لك۔ عنایہ باب الجنائز۔ روی ان رسول الله صلى الله عليه وسلم رأى رجلاً فعل هكذا بعد الفراغ
من الصلوة فقال ادع الخ۔ قسطلانی کی جزء رابع حاشیہ پر شرح مسلم امام نووی مصری صفحہ ۳۰۶۔ قوله حفظت
من دعائه ای علمته بعد الصلاة تحفظه۔ رد ھا بیہ[20] ونیز در شرح برزخ ارقام نمودہ تصدق وخواندن قرآن مجید
بر میت ودعاء در حق او در قبل برداشتن جنازہ وپیش از دفن سبب نجات از احوال آخرت وعذاب قبر است
رفاہ المسلمین صفحہ ۹۶۔ مروی ہے کہ مردے کو گور میں رکھتے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا پڑھا کرتے تھے
اللهم اغفر له وارحمه وعافه واعف عنه ... حتى يؤدي حقه بالصلاة عليه والدعاء له انتهى۔ شامی
وصول القراءة للميت اذا كانت بحضرته او دعی له عقبها ولو غائبا لان محل القراءة تنزل الرحمة والبركة والدعاء
عقبها ارجى للقبول۔ قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اقرءوا يٰس على موتاكم۔ نماز مترجم مولانا ابو البشر صاحب[16]
بعد نماز کے سب لوگ بیٹھ کر قل شریف گیارہ بار اور الحمد شریف دس بار پڑھ کر میت کی ارواح کو بخشیں۔ تحفۃ المصلی[18] مفتی
دائم اللہ صاحب۔ گیارہ دفعہ درود شریف پڑھ کر بعد سلام نماز جنازہ میت کو بخشیں۔ تحفۃ الغافلین[12] صفحہ ۳۔ اچھا طریقہ
ثواب رسانی کا مردہ کے حق میں یہ ہے کہ قبل دفن کے جس قدر ہو سکے کلمہ یا قرآن شریف یا درود یا کوئی سورۃ پڑھ کر
ثواب بخشے۔ مظاہر حق کتاب الجنائز تحت حدیث ابن عباسؓ یعنی سورہ فاتحہ نماز جنازہ میں پڑھے کہ حدیث ابن
عباسؓ کی ہیں گزرا یا جنازہ پر بعد از نماز کے یا پہلے نماز کے بقصد تبرک پڑھی ہو۔ امام محمود بدر الدین عینی شرح صحیح بخاری
میں زیر باب موعظۃ المحدث عند القبر بیان فرماتے ہیں مصلحۃ المیت اذا اجتمعوا عنده لقراءة القرآن والذكر
فان الميت ينتفع به۔ مشکوٰۃ[5] صفحہ ۱۴۰ عن ام سلمة قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا حضرتم المريض او الميت
فقولوا خيرا فان الملائكة يؤمنون على ما تقولون۔ جواہر النفیس[17] شرح در یکیس صفحہ ۱۳۳ و فی نافع المسلمین اجل رفع
بين يدي بل عاء الفاتحة للميت قبل الدفن جائز۔ سوال مرقومہ بالا دلائل سے بعد سلام نماز کے دعا یا ایصال ثواب
بسورۂ فاتحہ وا خلاص سنت ثابت ہوتا ہے یا مستحب یا بدعت حسنہ یا بدعت سیئہ۔ صرف ثبوتی پوچھتا ہوں بلا اجتماع
واہتمام اور ضروری جانے؟ **الجواب**۔ امور مستحبہ ومباحہ اصرار والتزام سے بدعت ہو جاتے ہیں عن عبد الله بن مسعودؓ
لا يجعل احدكم للشيطان شيئا من صلاته يرى ان حقا عليه ان لا ينصرف الا عن يمينه لقد رأيت رسول الله
صلى الله عليه وسلم كثيرا ينصرف عن يساره۔ قال القاري في المرقاة في شرح هذا الحديث من اصر على امر مندوب
وجعله عزما ولم يعمل بالرخصة فقد اصاب منه الشيطان من الاضلال فكيف من اصر على بدعة ومنكر انتهى
وفي العالمگیریہ۔ وما يفعل عقيب الصلوات مكروه لان الجهال يعتقدونها سنة او واجبة وكل مباح يؤدي اليه
فهو مكروه انتهى۔ فقط واللہ تعالی اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

حدیث لاصلوٰۃ لجار المسجد الا فی المسجد اور افضل عبادۃ امتی تلاوۃ القرآن نظراً کی تحقیق

سوال ۱۱۵۷ - لاصلوٰۃ لجار المسجد الا فی المسجد - صحیح معمول بہا ہے یا غیر مشہورہ میں مرقوم ہے اور یہ حدیث ان افضل اعمال امتی تلاوۃ القرآن نظراً صحیح ہے یا غیر صحیح۔؟ **الجواب** - جامع صغیر میں ہے۔ لاصلوٰۃ لجار المسجد الا فی المسجد قط هق - عن جابر وعن ابی هریرۃ ضعیف وفی السراج المنیر هذا محمول علی الفریضۃ وما الحق بها ففعلها فی المسجد افضل وما عدا ذلک ففعلہ فی البیت افضل من فعلہ فی المسجد - افضل عبادۃ امتی قراءۃ القرآن نظراً وفی السراج المنیر ای من مصحف فقراءتہ نظراً افضل من قراءتہ عن ظهر قلب رواہ الحکیم الترمذی عن عبادۃ ابن الصامت و اسنادہ حسن - حدیث اول معمول بہا ہے - اس طریقہ سے کہ حدیث کو محمول کریں گے - فرائض پر اور جو اُس کے حکم میں ہو اور نوافل میں پڑھنا افضل ہے - اور حدیث ثانی - الفاظ مذکورہ سے موجود ہے - اور جو الفاظ سوال میں درج ہیں - اُن الفاظ سے نہیں ملی مگر مطلب ایک ہے - فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

ظہر کی ابتدائی سنت قضا ہو جاوے تو بعد والی سنت سے پہلے قضا کرے یا بعد میں

سوال ۱۱۵۸ - جو شخص امام کی ساتھ فرض ظہر میں شریک ہوا اور سنت رہ گئی ہو تو سنت رباعی کی قضا بعد فرض کے معاً یا سنت ثنائی پڑھکر اگر اختلاف فقہاء ہے تو اولیٰ اور ارجح اور قوی اس میں کیا ہے۔ قضائے سنت رباعی بعد ادائے فرض ظہر معاً یا سنت ثنائی بعد ظہر کے پڑھ کر سنت رباعی قضا کیے۔؟ **الجواب** - جو شخص امام کی ساتھ شامل ہوا فرض ظہر میں تو چار رکعت سنت پہلے پڑھے اور دو رکعت بعد کو مگر فتح القدیر نے عکس کو ترجیح دی ہے - پس اختیار ہے جو کرے درست ہے اور راجح دو رکعت کو مقدم کرنا ہے - ثم باتی بها ای وقتہ قبل شفعہ عند محمد وبہ یفتی اقول وعلیہ المتون لکن رجح فی الفتح تقدیم الرکعتین کذا فی الشامی - فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

ایک مقتدی کے ساتھ جماعت شروع ہونیکے بعد دوسرا آجاوے تو کہاں کھڑا ہو۔

سوال ۱۱۵۹ - امام کے داہنی طرف ایک مقتدی تھا ایک اور آیا امام اُس سے مطلع نہیں ہوا مگر مقتدی اطلاع پاکر پیچھے ہٹا اور جانب یمین جانب میں ہوتے نماز مقتدیوں کی جائز ہے یا جائز۔ مکروہ یا غیر مکروہ؟ **الجواب** - جب ایک مقتدی ہے امام کے داہنی طرف پر - دوسرا آگیا تو امام آگے بڑھ جاوے یا مقتدی پیچھے ہٹ جاوے یا وہ بعد کا آنے والا مقتدی کو پیچھے کھینچ لے جو طریقہ ممکن ہو اُس کو کرے نماز صحیح ہو جاتی ہے - اذا اقتدی بامام فجاء آخر یتقدم الامام موضع سجودہ کذا فی مختار النوازل وفی القهستانی - ان المقتدی یتأخر عن الیمین الی خلف اذا جاء آخر وفی الفتح ولو اقتدی واحد بآخر فجاء ثالث یجذب المقتدی - وهذا کلہ عند الامکان والا تعین الممکن - فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

صف اول میں جگہ نہیں تو بعد میں آنے والا تنہا پچھلی صف میں کھڑا ہو یا کیا کرے؟

سوال ۱۱۶۰ - ایک مقتدیوں کی امام کے پیچھے ہے اُس میں بالکل جگہ اور مقتدی کی نہیں - اب جو شخص آوے تو کیا کرے کھڑا ہو صف ثانی میں

تنہا یا صف اول سے کسی مقتدی کو لیوے، اور اس کی ساتھ کھڑا ہو۔ اگر صف اول سے لے تو کس جگہ سے شروع صف سے یا اخیر سے اگر اخیر سے لیگا تو نماز میں کچھ نقصان آئے گا یا نہیں۔؟ **الجواب**۔ اگر صف میں جگہ نہیں ملی تو کچھ انتظار کرے تا کہ دوسرا آجاوے ورنہ تنہا امام کے پیچھے اور صف کے پیچھے کھڑا ہو جاوے۔ تنتظر حتی یجیئ اخر فیقفان خلفه وان لم یجئ حتی رکع الامام یختار اعلم الناس بهذه المسئلة فیجذبه ویقفان خلفه ولو لم یجد عالما یقف خلف الصف بحذاء الامام للضرورة کذا فی الشامی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

امام کو وسط صف میں رہنا چاہئے اس کے خلاف مکروہ ہے۔؟

سوال ۱۱۶۱۔ اگر مقتدی امام کے داہنی طرف کھڑے ہو جاویں اور بائیں طرف کوئی نہ ہو علی ہذا القیاس ایسے ہی بائیں طرف تو نماز ہو جائے گی یا نہ؟ **الجواب**۔ امام صف کے بیچ میں کھڑا ہو یہ سنت ہے۔ اگر مقتدی سب ایک طرف کھڑے ہو جاویں اور بائیں طرف تو نماز ہو جائیگی یا نہ؟ **الجواب** امام صف کے بیچ میں کھڑا ہو یہ سنت ہے اگر مقتدی سب ایک طرف کھڑے ہو گئے نماز صحیح ہو گئی۔ مع الکراہت یقوم فی المحراب لیعتدل الطرفان ولو قام فی احد جانب الصف یکره کذا فی الشامی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

امام مسافر اور مقتدی مقیم ہوں تو مقیم باقی ماندہ نماز کس طرح پڑھے

سوال ۱۱۶۲۔ امام مسافر اور مقتدی مقیم ہیں اور چار رکعت کی نماز ہے جب امام دو رکعت پوری کر چکا تو سلام پھیر دیا۔ اب مقتدی الحمد پڑھیں یا ساکت کھڑے ہو کر رکوع کریں۔؟ **الجواب**۔ جب امام مسافر ہے تو مقتدی بقیہ نماز کو بغیر قرأۃ و فاتحہ پڑھے۔ وصح اقتداء المقیم بالمسافر فی الوقت وبعده فاذا قام المقیم الی الاتمام لا یقرء کذا فی الشامی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسبوق کی تین رکعتیں رہ گئی تو ان کو کس طرح ادا کرے۔

سوال ۱۱۶۳۔ اگر امام مقیم ہے اور مقتدی نماز رباعی میں رکعت اخیر میں شریک ہوا مقتدی بعد سلام امام تینوں رکعتوں میں کیا پڑھے۔ آیا تینوں رکعتیں خالی بلا قرأۃ خاموش رہکر نماز ختم کرے گا یا دو رکعتیں الحمد و سورۃ کی ساتھ اور ایک رکعت صرف الحمد کی ساتھ پڑھے گا۔؟ **الجواب** جس شخص کو ایک رکعت ملی ہے امام کی ساتھ، مسبوق ہے اگر نماز رباعی ہے تو بقایا کو اس طرح سے پڑھے کہ دو رکعت میں فاتحہ پڑھے اور سورۃ بھی ملاوے اور ایک رکعت میں صرف فاتحہ پڑھے۔ والمسبوق من سبق الامام بها او ببعضها وهو منفرد حتی یثنی ویتعوذ ویقرء لانه یقضی اول صلوته فی حق القرءة کما یاتی حتی لو ترك القراءة فسدت۔ کذا فی الشامی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

تنہا ایک لڑکا نابالغ جماعت میں کس طرح شریک ہو؟

سوال ۱۱۶۴۔ ایک نابالغ لڑکا کہ جماعت کی داہنی طرف یا بائیں طرف آکر نماز میں شریک ہو یا درمیان صف میں بالغین کی ساتھ آکر کھڑا ہو گیا تو نماز میں کچھ نقصان آئے گا یا نہیں۔؟ **الجواب**۔ اگر ایک نابالغ ہے تو صف میں کھڑا ہو۔ ثم الصبیان ظاهره تعددهم فلو واحدا دخل الصف کذا فی الشامی۔ فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

یہ جو مشہور ہے کہ قرآن میں چودہ نام شیطان کے آئے ہیں غلط ہے

سوال ۱۱۶۵- حفاظ میں جو مشہور ہے کہ قرآن شریف میں چودہ نام شیطان کے ہیں سات سورہ فاتحہ میں اور سات مابقی قرآن شریف میں۔ **الجواب**- یہ قول بالکل غلط ہے مقدمہ ابن جوزی میں لکھا ہے۔ اقول وما اشتهر على لسان بعض الجهلة من القرآن في سورة الفاتحة للشيطان كذا من الاسماء خطاء فاحش والطارق قبحہ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

عورت کی طرف طلاق کی اضافہ لفظوں میں ضروری نہیں معنوی کافی ہے۔ اور یہ کہ دھوکہ دیکر نکاح کرلیا جاوے تو خیار فسخ ہو جاتا ہے

سوال ۱۱۶۶- زید نے اپنی ہمشیرہ کا عقد بکر سے بایں خیال کر دیا کہ بکر نا کتخدا ہے اور بکر نے بھی اپنے آپ کو نا کتخدا ہونا ظاہر کیا مگر قبل از رخصت زید کو دریافت ہو گیا کہ بکر نے اپنے ازدواج کو مخفی رکھا اور متزوج صاحب اولاد ہے۔ اس پر زید نے رخصت ہندہ سے انکار کیا کہ بشرط نا کتخدا ہونے بکر کے عقد نکاح کر دیا تھا چونکہ اس کے خلاف ظاہر ہوا۔ اب ہم رخصت نہیں کرتے اور زید نے بکر سے خلع چاہا۔ بکر نے خلع منظور نہیں کیا بلکہ اس وقت تک سابق نکاح کو مخفی کرتا رہا۔ پھر اسی متنازعہ میں بکر نے کہا کہ اگر میرا نکاح اور اولاد ہونا ثابت ہو جاوے تو میرے گولی مار دینا اور یہی فیصلہ طلاق ہے فیصلہ یہاں ایسے تنازعات میں طلاق میں مستعمل ہوتا ہے اب زید کہتا ہے کہ ہندہ کو طلاق ہو گئی اور زید نے شہادت صحیحہ سے ان الفاظ کو ثابت کر دیا۔ اور بکر ان الفاظ کے کہنے سے قطعی انکار کرتا ہے اور بکر ان الفاظ کے کہنے سے قطعی انکار کرتا ہے۔ اب یہ دریافت طلب ہے کہ صورت مذکورہ میں طلاق ہوئی یا نہیں۔ بظاہر الفاظ اضافۂ طلاق کسی کی جانب نہیں۔ لیکن باعتبار محل نزاع و تبادر کلام اضافت طلاق بطرف ہندہ دریافت ہوتی ہے؟ **الجواب**- اس صورت میں واقع ہو گئی۔ کما حققه الشامي من انه لا يلزم كون الاضافة صريحة في كلامه وقال فهذا يدل على وقوعه وان لم يضف الى المرأة صريحا وقال لان العادة ان من له امرأة انما يحلف بطلاقها لا بطلاق غيرها الخ۔ اور چونکہ تذکرہ اور واقعہ ہمشیرہ زید کے متعلق تھا۔ لہذا اسی پر طلاق واقع ہو گی۔

خط میں لکھا کہ ایک ماہ انتظار کریں اسکے بعد میری زوجہ کو طلاق ہے تو بعد ایک ماہ کے طلاق ہو جاوے گی

سوال ۱۱۶۷- ایک شخص نے اپنے سالہ کے نام خط لکھا اس میں تحریر تھی کہ ایک ماہ میرا اور انتظار کریں۔ بعد ایک ماہ میں نے اپنی زوجہ کو تین طلاق دی۔ تو ان الفاظ کے لکھنے سے طلاق واقع ہوئی یا نہیں اور خط میں شوہر کے دستخط نہیں ہیں؟

الجواب- ان الفاظ سے کہ ایک ماہ میرا اور انتظار کریں الخ وقت تحریر سے ایک ماہ بعد اس لکھنے والے کی زوجہ پر طلاق واقع ہو گئی جب کہ لکھنے والا اس کا شوہر ہو[1] دستخط کا لکھنا یا نہ لکھنا برابر ہے فقط۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

شرکت جائداد کی ایک صورت

سوال ۱۱۶۸- عمرو زید نے ایک جائداد مشترک خریدی زید بطرح تجارت وسعت مالی رکھتا ہے اور عمرو مفلس نادار ہے۔ زرثمن ہر دو کا زید نے دیا۔ بعد انتقال زید ورثاء زید جائداد مذکورہ بالا میں سے حصہ نصف

[1] یعنی شوہر اس کا اقرار کرے یا دو عادل گواہ شہادت دیں کہ شوہر نے ہمارے سامنے لکھا ہے تب تحریر کا اعتبار ہوگا۔ بدون اسکے طلاق کا حکم نہیں کیا جاوے گا۔ ۱۲ محمد شفیع غفرلہ

جائداد عمر سے لینا چاہتے ہیں۔ عمر کہتا ہے کہ زید بے شک میرا شریک تھا زمین میں نے ہی دیا ہے تمہارا کچھ حق اس جائداد میں نہیں ہے۔ اور ورثاء زید کہتے ہیں کہ اگر روپیہ ہمارے مورث نے نہیں دیا ہے۔ تو ہم وہ زر ثمن اب دیتے ہیں ہم کو نصف جائداد دو۔ اور مورث کے انتقال سے اس وقت تک جو منافع ہوا ہے۔ وہ تم ہم کو دو موجب حکم شرع کون حق پر ہے؟ **الجواب**۔ جب زید و عمر دونوں مشتری جائداد مذکور کے ہیں تو دونوں شریک نصف نصف کے ہیں۔ اور انکے بعد اُن کے ورثاء قائم مقام اُن کے ہیں۔ لہٰذا زید کے ورثہ کا قول اور مطالبہ صحیح اور حق ہے۔ فی رد المحتار۔ قوله ودفع نصف الثمن) بناءً على ان مطلق الشركة يقتضي التسوية الخ فقط

مضارب نے خیانت کی اور رأس المال بھی نہ دیا تو زکوٰۃ اس مال کی کس کے ذمہ ہے

سوال ۱۱۶۹۔ ایک شخص نے دوسرے کو بغرض ربح کے واسطے روپیہ دیا تھا اُس نے روپیہ لیکر ایک دو سال تجارت کیا۔ اور رب المال کو منافع بالکل نہیں دیا۔ بلکہ خود رکھ لیا اور رب المال نے اُس روپیہ کی زکوٰۃ بھی ادا کر دی تو مالک روپیہ کو اصل روپیہ مع زکوٰۃ کے لینا جائز ہے یا نہ؟

الجواب۔ مضاربت اگر صحیح ہو تو اُس کا حکم یہ ہے کہ اصل روپیہ اور جو کچھ نفع معین ہوا نصف یا ثلث وہ مالک روپیہ کو ملے گا۔ پس مضارب نے جبکہ خیانت کی اور روپیہ دینے سے انکار کیا تو وہ اصل روپیہ مع حصہ منافع کے لینے کا مستحق ہے اور زکوٰۃ ایسے روپیہ کی بعد وصول ہونے کے واجب الاداء ہوتی ہے لیکن اگر قبل از وصول مالک نے زکوٰۃ ایسے روپیہ کی بعد وصول ہونے کے واجب الاداء ہوتی ہے لیکن اگر قبل از وصول مالک نے زکوٰۃ ادا کر دی تو وہ محسوب ہو جاتی ہے پس جو روپیہ زکوٰۃ کا مالک نے ادا کیا ہے اُس کو مضارب سے نہیں لے سکتا۔ فتجب زكوتها اذا تم نصابا وحال الحول لكن لا فوراً بل عند قبض اربعين درهما من الدين القوى كقرض وبدل مال تجارة فكلما قبض اربعين درهما يلزمه درهم الخ درمختار۔ وفيه ولو عجل ذو نصاب زكوته لسنين او لنصب صح درمختار فقط

جو قبرستان وقف ہو اُس میں دفن کرنے سے منع کرنیکا خلاف شرط واقف کسی کو حق نہیں

سوال ۱۱۷۰۔ ایک قبرستان جس میں کئی سال سے مُردے دفن کئے جاتے ہیں۔ سوائے [illegible] مسلمان) یا کوئی حاکم اُس میں دفن کرنے سے منع کرے تو شرعاً اُس کو منع کرنے کا اختیار ہے یا نہیں؟ **الجواب**۔ قبرستان وقف میں کسی کو دفن کرنے سے روکنا درست نہیں ہے فقط

کتنے چھوٹے گاؤں میں جمعہ جائز نہیں ہے

سوال ۱۱۷۱۔ ہمارے گاؤں میں تخمیناً تین چار سو آدمی بستے ہیں اور ضروریات وغیرہ کچھ نہیں ملتی۔ ایسے گاؤں میں عند الحنفیہ نماز جمعہ و عیدین واجب اور ادا ہوتی ہے یا نہ؟ **الجواب**۔ ایسے گاؤں میں موافق مذہب حنفیہ نماز جمعہ و عیدین صحیح نہیں ہے۔ كما فی الشامی وفيما ذكرنا اشارة الى انه لا تجوز فى الصغيرة التي ليس فيها قاض الخ وقال قبيله وتقع فرضا فى القصبات والقرى الكبيرة التي فيها اسواق الخ رد المحتار جلد اول اور اکبر مساجد کے عدم وسعت کے تعریف منقوض و مزیف ہے۔ كما قال فى شرح المنية فكل تفسير لا يصدق على احدهما فهو غير معتبر حتى التعريف الذي اختاره جماعة من المتاخرين صاحب المختار والوقاية وغيرهما

وھو مالو اجتمع اھلہ فی اکبر مساجدہ لا یسعھم فانہ منتقض بھما اذ مسجد کل منھما یسع اھلہ وزیادۃ الی ان قال فلا یعتبر ھذا التعریف۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

جمعہ کے روز خطبہ سے پہلے مؤذن ہاتھ میں عصا لیکر اذا صعد الخطیب المنبر فلا صلوٰۃ ولا کلام کہے اس کا حکم

سوال ۲۱۷۲ علاقہ مدراس کی چند بستیوں میں یہ عادت مستمرہ ہے کہ مؤذن بروز جمعہ قبل از خطبہ ہاتھ میں عصا پکڑے ہوئے یہ الفاظ پڑھتا ہے۔ الجمعۃ عید للفقراء والمساکین۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا صعد الخطیب المنبر فلا صلاۃ ولا کلام بعد اس کے مؤذن خطیب کے ہاتھ عصا پکڑواتا ہے اس کو بعض علماء منع کرتے ہیں اور بدعت سیئہ کہتے ہیں اور بعض جائز و مستحب کہتے ہیں۔ بینوا توجروا۔؟

الجواب اس کے متعلق علامہ شامی نے آخر میں یہ لکھا ہے اقول ولو کون ذلک متعارفاً لا یقتضی جوازہ عند الامام القائل بحرمۃ الکلام ولو امرا بمعروف او رد سلام استدلالا بما مرو لا عبرۃ بالعرف الحادث اذا خالف النص الخ۔ اس سے معلوم ہوا کہ ممانعت ارجح ہے پس قول مانعین صواب ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کسی بستی کی مردم شماری دو ہزار ہو، اسمیں اگر بازار وغیرہ بھی ہو تو جمعہ جائز ہے!

سوال ۲۱۷۳ جس بستی میں تخمیناً دو ہزار آدمی آباد ہوں وہاں جمعہ وعیدین جائز ہے یا نہیں۔ اور جس جگہ شرعاً جمعہ وعیدین جائز نہیں وہاں جمعہ وعیدین پڑھنے سے وہ لوگ گنہگار ہوں گے یا نہیں۔ جمعہ وعیدین کی ادائیگی کیلئے کتنی مردم شماری ہونی چاہیئے۔ فقہاء یہ شرط کہاں سے لگاتے ہیں، کہ جمعہ وعیدین کے لئے تین آدمیوں کا ہونا ماسوائے امام کے شرط ہے۔ حالانکہ جمعہ اور عیدین کے واسطے جماعت شرط ہے۔ اور جماعت کے لئے دو آدمی کافی ہیں۔ نیل الاوطار میں ہے۔ اما الاثنان فبانضمام احدھما الی الآخر یحصل الاجتماع وقد اطلق الشارع علیھما اسم الجماعۃ فقال الاثنان فما فوقھما جماعۃ۔ اس حدیث کا کیا جواب ہے۔؟

الجواب قال فی رد المحتار المعروف بالشامی وتقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیھا اسواق الی ان قال وفیما ذکرنا اشارۃ الی انہ لا تجوز فی الصغیرۃ التی لیس فیھا قاض الخ (شامی باب الجمعۃ) ان عبارات سے ظاہر ہے کہ جمعہ قصبات اور بڑے قریہ میں ادا ہوتا ہے جس میں بازار ہوں اور چھوٹے قریہ میں ادا نہیں ہوتا اور درمختار باب العیدین میں ہے وفی القنیۃ صلاۃ العید فی القری تکرہ تحریماً ای لانہ اشتغال بما لا یصح لان المصر شرط الصحۃ قولہ (صلاۃ العید) ومثلہ الجمعۃ اس عبارت سے یہ معلوم ہوا کہ قریہ صغیرہ میں جس میں شرائط جمعہ نہیں پائے جاتے اگر نماز عیدین و جمعہ ادا کی جاویگی تو گنہگار ہوں گے۔ باقی یہ کہ دو ہزار آبادی جس بستی میں ہو وہ قریہ کبیرہ ہے یا نہیں۔ سو ظاہر ہے کہ وہ قریہ کبیرہ ہے اگر اس میں بازار و دکانیں ہوں تو جمعہ وہاں ادا ہوگا ورنہ نہیں۔ آدمیوں کی تعداد صحیح روایات سے ثابت نہیں ہے بلکہ عرفاً جس کو قریہ کبیرہ سمجھیں وہ قریہ کبیرہ ہے اور جس کو قریہ صغیرہ سمجھیں وہ قریہ صغیرہ ہے اور درمختار میں ہے العادس

الجماعۃ واقلہا ثلثۃ رجال الخ سوی الامام بالنص لانہ لابد من الذاکر وھو الخطیب وثلثۃ سواہ بنص فاسعوا الی ذکر اللہ۔ اس عبارت سے جماعت جمعہ میں سوائے امام کے تین کا ہونا نص سے ثابت کیا ہے یعنی آیت فاسعوا الی ذکر اللہ سے اور جیسا کہ نیل الاوطار میں ہے یہ مذہب تین کا ہے امام صاحب نے نص قرآن کی وجہ سے احتیاطاً تین ہونا شرط کیا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

نماز میں فاتحہ اور سورۃ کے درمیان بسم اللہ پڑھنے کا حکم!

سوال ۱۱۷۴) نماز میں سورۂ فاتحہ کے بعد اور سورت کے قبل بسم اللہ پڑھنی چاہئے یا نہیں، اگر پڑھی جائے تو سراً یا جہراً؟ **الجواب۔** عبارت درمختار یہ ہے لا تسن بین الفاتحۃ والسورۃ مطلقاً ولو سریۃ ولا تکرہ اتفاقاً الخ اس کا حاصل یہ ہے کہ ابتدائے سورۃ میں بسم اللہ پڑھنا مسنون ہے اور نہ مکروہ ہے اور محققین نے اس کو راجح فرمایا ہے کہ پڑھنا بہتر اور مستحب ہے شامی میں ہے ولذا صرح فی الذخیرۃ والمجتبیٰ بانہ ان سمی بین الفاتحۃ والسورۃ المقروءۃ سراً او جہراً کان حسناً عند ابی حنیفۃ ورجحہ المحقق ابن الہمام الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پاجامہ پہنا ہے یا نہیں

سوال ۱۱۷۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پاجامہ پہنا ہے یا نہیں؟ **الجواب۔** پہننا پاجامہ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہے۔ البتہ خریدنا ثابت ہے۔ کما جاء فی بعض الروایات۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

سادات کے علاوہ ہر شخص امام بن سکتا ہے

سوال ۱۱۷۶) بعض لوگ کہتے ہیں کہ سوائے سادات کے اور کوئی مستحق امامت نہیں ہے یہ کہنا صحیح ہے یا غلط؟ **الجواب۔** یہ غلط ہے کہ سوائے سادات کے اور کوئی شخص مستحق امامت نہ ہو۔ امامت کا استحقاق علم وفضل وتقویٰ پر ہے اور جو شخص مسائل سے واقف ہو وہ اگرچہ سید نہ ہو بہ نسبت سید کے جو مسائل سے ناواقف ہو احق واولیٰ بالامامۃ ہے۔ کما بین فی کتب الفقہ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

چرم قربانی کی قیمت مدارس اور تنخواہ مدرسین میں دینا جائز نہیں اور جرمانہ مالی وصول کرنا بھی جائز نہیں!

سوال ۱۱۷۷) کھال قربانی سے جو روپیہ مدرسہ میں آئے آیا اس روپیہ سے مدرسین کی تنخواہ دینا یا مدرسہ کی عمارت میں صرف کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۲) زکوٰۃ وصدقۂ عید الفطر کا روپیہ بھی تنخواہ میں دینا یا عمارت میں لگانا جائز ہے یا نہیں؟ (۳) بعض قوموں میں جو پنچائت کی رو سے کسی مجرم پر جرمانہ کیا جاتا ہے آیا یہ جرمانہ کرنا اور تاوان لینا جائز ہے یا نہیں اور جرمانہ وتاوان میں جو روپیہ

الجواب۔ قیمت چرم قربانی کا تصدق واجب ہے فقراء ومساکین کو بلا کسی معاوضہ کے دینا لازم ہے مدرسین کی تنخواہ میں دینا یا عمارت مدرسہ میں صرف کرنا درست نہیں ہے (۲) اور یہی حکم ہے زکوٰۃ وصدقۃ الفطر کا کہ اس کا بھی تنخواہ مدرسین میں اور عمارت مدرسہ میں صرف کرنا درست نہیں ہے۔ کذا فی الدرمختار والشامی۔ (۳) جرمانہ کرنا شرعاً درست نہیں ہے۔ اور اس کو مدرسہ وغیرہ میں صرف کرنا درست نہیں ہے شامی میں ہے کہ اگر جرمانہ کسی پر کیا ہو تو اس کو

اسی کو درس کرنا چاہیئے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

مدرس مدرسہ کو بلا عذر شرعی معزول کرنا مہتمم و متولی کے اختیار میں ہے یا نہیں

سوال ۱۱۷۸: عمرو کہتا ہے کہ مدرسہ کے مہتمم یا مسجد کے متولی کو مالی اوقاف کے وظیفہ خوار ملازم کو بلا وجہ بغیر عذر شرعی کے اپنے منصب تدریس و امامت سے علیحدہ کر دینے کا اختیار کلی ہے اگرچہ متولی بنانے والے متولی کے اس فعل ناجائز سے ناراضگی ظاہر کرتے ہوں اور اس کو منع کرتے ہوں۔ اور عمرو اپنے دعوے کی دلیل میں یہ عبارت شامی کی پیش کرتا ہے وہ یہ ہے حکم عزل المدرس والامام ولا دھما اقول وقع التصریح بذلک فی حق الامام والمؤذن ولا ریب ان المدرس کذلک بلا فرق ففی لسان الحکام عن الخانیۃ اذا عرض للامام والمؤذن عذر منعہ من المباشرۃ ستۃ اشھر للمتولی ان یعزلہ ویولی غیرہ وتقدم ما یدل علی جواز عزلہ اذا مضی شھر ویری اقول ھذا العزل بسبب المقتضی والکلام عند عدمہ قلت وسیذکر الشارح عن المؤیدیۃ التصریح بالجواز لو غیرہ اصلح الخ۔ زید کہتا ہے کہ اس عبارت سے بھی عذر شرعی ثابت ہے کہ چھ ماہ یا ایک ماہ بغیر رخصت کے یا اپنا قائم مقام مقرر نہ کرنے کے امام یا مدرس تکاسل و تساہل سے حاضر نہیں ہے جس کی وجہ سے سخت مضرت پہنچتی ہے۔ یہ کہنا کہ عدمہ سے بغیر عذر شرعی خارج کر دینے کا ثبوت کہاں ہوا۔ اور خود عند عدمہ میں ضمیرۃ راجع ہے عزل کی طرف یعنی ای عند عدم العزل۔ اور آخر عبارت خود شاہد اس امر کے ہے کہ متولی کو محض اپنی رائے سے اختیار معزول کرنے کا نہیں ہے۔ اس صورت میں کون حق پر ہے؟ (۲) عمرو کہتا ہے کہ امام مسجد نہ تو اجیر ہے نہ نوکر کیونکہ اس کو مال وقف سے تنخواہ ملتی ہے اور زید کہتا ہے کہ امام مسجد اجیر اور نوکر ہے ان دونوں میں کس کا قول صحیح ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب: عبارات مذکورہ و نیز دیگر عبارات سے یہی واضح ہوتا ہے کہ بلا عذر شرعی کے متولی و مہتمم کو مدرس وغیرہ کے معزول کرنے کا اختیار نہیں ہے ہاں شامی کی اس عبارت سے قلت وسیذکر الشارح عن المؤیدیۃ التصریح بالجواز لو غیرہ اصلح) یہ معلوم ہوتا ہے کہ مدرس و امام موجود سے لائق تر و اصلح ملے تو اول کو معزول کر کے دوسرے کو مقرر کرنا جو کہ اصلح ہے درست ہے۔ (۲) جو امام تنخواہ امامت کی لیتا ہے اس کی اجیر ہونے میں کیا تامل ہے امامت پر اجرت لینا فقہاء نے جائز لکھا ہے اور مال وقف سے تنخواہ ملنا اس کو مقتضی نہیں ہے کہ وہ اجرت نہ ہو اور تنخواہ دار اجیر نہ ہو کیا اگر وقف تعمیر کے لئے مال وقف سے عاملین تعمیر مقرر کئے جاویں تو وہ اجیر نہ ہوں گے۔ قول عمرو اس میں صحیح ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

لحم خنزیر و شراب وغیرہ جانوروں کو کھلانا بھی جائز نہیں

سوال ۱۱۷۹: خنزیر کی مری کو اگر کوئی مسلمان اپنے جانوروں کو مثلاً بیل گھوڑے وغیرہ کو کھلائے یا پلائے تو جائز ہے یا نہیں۔ اسی طرح اگر کوئی خون یا شراب یا دیگر اشیاء نجسہ کو جانوروں کو کھلائے تو جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: خنزیر کی مری وغیرہ کو اور اسی طرح خون و شراب و دیگر اشیاء نجسہ کو جو عین نجاست ہیں بیل گھوڑے وغیرہ کو کھلانا حرام ہے۔ کما فی الشامی۔ ویلہ بخلاف

الودک ای دھن المیتۃ لانہ جزءھا فلا یکون مالاً ابن مالک ای فلا یجوز بیعہ اتفاقاً وکذا الانتفاع بہ لحدیث البخاری ان اللہ حرم بیع الخمر والخنزیر والاصنام قیل یارسول اللہ ارئیت شحوم المیتۃ فانہ یطلی بہا السفن ویدھن بہا الجلود ویستصبح بہا الناس قال لا ھو حرام الحدیث۔ شامی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

ذابح بقر وغنم کی امامت بلاکراہت جائز ہے

سوال ۱۱۸۰ ۔ ایک شخص امام مسجد ہے اور مسائل نماز سے واقف ہے لیکن بکرے وغیرہ ذبح کرتا ہے۔ بعض لوگ اُس کی امامت پر بوجہ ذابح ہونے کے اعتراض کرتے ہیں ایسے امام کی امامت جائز ہے یا نہیں۔؟ **الجواب**۔ ذابح ہونا کسی شخص کا مانع اُس کے امام ہونے کے نہیں ہے۔ امامت کیلئے احق اعلم باحکام الصلوٰۃ ہے۔ کما فی کتب الفقہ۔ پس جب کہ شخص مذکور مسائل نماز روزہ سے واقف ہے تو امامت اُس کی جائز بلکہ درصورت نہ ہونے اُس سے زیادہ اعلم کے افضل و بہتر ہے۔ اور ذابح ہونا اُس کا موجب کراہت امامت نہیں ہے چنانچہ کراہت امامت میں جن اسباب کو فقہاء نے شمار کیا ہے اُن میں ذابح ہونا کسی نے نہیں لکھا فقط

مال حرام سے خریدی ہوئی دیگ ایک کافر نے خریدی پھر اُس سے مسلمان نے خریدلی تو اُسکے لئے جائز ہے

سوال ۱۱۸۱ ۔ رنڈی نے اپنے روپیہ سے ایک دیگ خریدی پھر اُس کو ایک مہاجن کے ہاتھ فروخت کردی۔ اور اُس مہاجن سے ایک مسلمان نے خریدلی۔ اب اُس دیگ کو اگر سب مسلمان اپنے روپیہ سے اُس مسلمان سے خریدلیں تو خریدلیں تو درست ہے یا نہیں اگر خرید کر اُس دیگ کو مسجد میں لگادیں تو اُس میں پانی بھرنا اور اس سے وضو کرنا درست ہے یا نہ۔؟ **الجواب**۔ اس صورت میں خریدنا اُس دیگ کا اور مسجد میں لگانا۔ اور اُس پانی سے وضو غسل کرنا نمازیوں کو درست ہے کیونکہ وہ مہاجن اُس دیگ کا مالک ہوگیا تھا اُس سے جس مسلمان نے خریدی اُس کی بیع صحیح ہوگئی پھر اُس مسلمان سے خریدنا جائز ہوا۔ [illegible]

مہر غیر معجل وغیر موقت کا مطالبہ قبل از موت یا فرقت نہیں ہوسکتا

سوال ۱۱۸۲ ۔ عورت نے شوہر پر عدالت دیوانی میں مہر کا دعویٰ کیا ہے آیا عورت کس وقت مہر وصول کرسکتی ہے؟ **الجواب**۔ مہر اگر فی الحال دینا قرار نہ پایا تھا بلکہ معجل تھا تو اُس کے ادا کرنے کا وقت طلاق یا موت ہے۔ جبتک مفارقت نہ ہوگی عورت یا اُسکے [illegible] دعویٰ نہیں کرسکتے۔ کما فی [illegible] المکبریہ الی [illegible] بجل المہر الیٰ غایۃ معلومۃ نحو شہر او سنۃ صح وان قال لا الیٰ غایۃ معلومۃ فقد اختلف المشائخ فیہ قال بعضہم یصح وھو الاصح لان الغایۃ معلومۃ فی نفسھا وھو الطلاق او الموت الخ عالمگیریہ فقط

فتویٰ یہ ہے کہ ہندوستان میں غیر مسلم سے سود لینا جائز نہیں ہے

سوال ۱۱۸۳ ۔ مولانا عبدالعزیز صاحب مرحوم نے فتاویٰ عزیزیہ میں یہ مسئلہ لکھا ہے کہ ہندوستان دار الحرب ہے اور اس وجہ سے کفار سے یہاں سود کا لینا دینا مسلمانوں کو جائز ہے اور حدیث شریف کا حوالہ دیا ہے اگر کوئی مسلمان ہنود اور کفار سے ہندوستان میں سود لے تو کیا جائز ہے؟ **الجواب**۔ اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔ امام صاحب کی یہی روایت ہے جیسا کہ فتاویٰ عزیزیہ میں لکھا ہے لیکن امام ابو یوسفؒ اور دیگر ائمہ ہر جگہ سود کو حرام فرماتے ہیں اور اسی میں احتیاط ہے ہم لوگوں کا فتویٰ بھی عدم جواز کا ہے فقط

بٹائی پر زمین دینے کا جواز مع بیان شرائط

سوال ۱۱۸۴ ۔ زمین کو بٹائی پر دینا جس کو مزارعت کہا جاتا ہے جائز ہے یا نہیں۔ اور جائز ہے تو اُس کی شرطیں کیا ہیں۔؟

الجواب۔ اقول وباللہ التوفیق۔ درباره مزارعۃ مفتی بہ قول صاحبین ہے۔ اور صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک

نزدیک مزارعت کی صحت کی آٹھ شرطیں ہیں جو درمختار میں بیان کی گئی ہیں۔ اُن میں سے یہ بھی ہے کہ بیان کیا جاوے کہ تخم کس کا ہوگا مالک زمین کا یا عامل کا۔ قال فی الدر المختار ولا تصح عند الامام لانہا کقفیز الطحان وعندہما تصح وبہ یفتی للحاجۃ وقیاسًا علی المضاربۃ بشروط ثمانیۃ الخ وذکر ہا لبذر الخ ثم قال وکذا صحت لو کان الارض والبذر لزید والبقر والعمل لآخر او الارض لہ والباقی لآخر او العمل لہ والباقی للآخر الخ۔ درمختار کتاب المزارعۃ۔ اور اُسی میں بیان رسم المفتی میں ہے۔ اما العلامات للافتاء فقولہ وعلیہ الفتویٰ وبہ یفتی وبہ ناخذ الخ اور دوسری کتاب میں ہے واما نحن فعلینا اتباع ما رجحوہ وما صححوہ کما لو افتوا فی حیاتہم۔ اُن عبارات سے واضح ہے کہ ہم لوگوں کو اُسی قول پر فتویٰ دینا چاہیے۔ جس کو مشائخ نے مفتیٰ بہ قرار دیا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ تحریرات مسئلہ میں تحریر مولوی غلام محمد صاحب صحیح ہے اور جواب اُن کا حق ہے مولوی محمد فاضل صاحب کا جواب صحیح نہیں ہے۔ اور اعتراض اُن کا غیر صواب ہے۔

لڑکی کو پہلے سے علم ہو گیا کہ والد میرا نکاح فلاں جگہ کرنا چاہتا ہے اور اُس نے سکوت کیا تو یہ بھی اجازت میں داخل ہے؟

سوال ۱۱۸۵۔ زید نے اپنی لڑکی کے نکاح کی تاریخ مقرر کر دی اور لڑکی کو تنہائی میں بٹھا دیا۔ غرض لڑکی کو ہر طرح سے یہ علم ہو گیا کہ میرا نکاح فلاں شخص سے ہوگا نکاح کے وقت زید نے قاضی سے کہا کہ لڑکی کا نکاح پڑھا دو۔ لڑکی کو نکاح کا علم ہو گیا ہے۔ اُس صورت میں نکاح ہو گیا یا نہیں۔؟

الجواب۔ باپ کے نکاح کرنے کی صورت میں لڑکی بالغہ کو نکاح کی اطلاع ہونے پر سکوت کرنا کافی ہے۔ نکاح ہو جاتا ہے لیکن سنت یہ ہے کہ باپ اپنی دختر سے اجازت نکاح کی لے اور کہے کہ میں تیرا نکاح فلاں شخص سے کرتا ہوں اس پر سکوت کرنا اُس کا رضا و اجازت ہے نکاح ہو جاوے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

ماں یا بھائی نے غیر کفو میں لڑکی کا نکاح کر دیا تو یہ نکاح صحیح نہیں ہوا

سوال ۱۱۸۶۔ ایک لڑکی کا نکاح اُس کی والدہ اور بھائیوں نے غیر کفو میں کر دیا اگر باپ دادا کے سوا کوئی لڑکی کا نکاح غیر کفو میں کر دے تو نکاح منعقد ہو جاتا ہے یا نہیں۔ اس صورت میں نکاح ہوا یا نہ۔؟

الجواب۔ درمختار میں ہے۔ وان کان المزوج غیرہما ای غیر الاب وابیہ ولو الام او القاضی او وکیل الاب الخ لا یصح النکاح من غیر کفو او بغبن فاحش اصلا الخ۔ اس عبارت سے واضح ہوا کہ بھائیوں اور والدہ نے جو نکاح اُس لڑکی کا غیر کفو میں کیا وہ صحیح نہیں ہوا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

غیر مقلد کی امامت سے اجتناب کرنا احوط ہے

سوال ۱۱۸۷۔ جو شخص امام کے پیچھے قرأۃ فاتحہ کا قائل ہو اُس کے پیچھے حنفیہ کو نماز پڑھنا ممنوع ہے یا نہ۔ اگر ممنوع ہے تو اکثر علماء احناف و صوفیاء کرام جو قرأۃ خلف الامام کے قائل تھے اُن کی اقتداء بھی جائز تھی یا نہیں۔ بینوا توجروا۔؟

الجواب۔ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ شافعیہ بھی پڑھتے ہیں اور ضروری سمجھتے ہیں اُن کی اقتداء کو کوئی حنفی منع نہیں کرتا۔ جھگڑا اتمام عدم تقلید پر ہے چونکہ تقلید کر نیوالے گروہ یا یوں کہو کہ مقلدین ائمہ کو مشرک کا خطاب دینے والا فریق باعتبار عقائد کے اہل سنت و جماعت کے طریق سے بیان نظر آتے ہیں اور سب سلف صالحین

خصوصاً امام ہمام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر جو کہ بشارت والسابقون الاولون من المهاجرين والانصار والذين اتبعوهم باحسان. الآیۃ میں بالیقین داخل ہیں. طعن کرنے کو اپنا دین بنالیا ہے اسلئے علماء احناف احوط سمجھتے ہیں کہ غیر مقلد کو امام نہ بنایا جاوے۔ کاش اگر وہ شافعی ہوکر قرأۃ خلف امام کرنا مجتہد بنکر خطا میں نہ پڑتا تو پھر کچھ احتراز واعتراض نہ ہوتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

اموات کے ایصالِ ثواب کیلئے کوئی خاص سورت متعین نہیں البتہ سورۂ یٰسین اور سورۂ ملک افضل ہیں

سوال ۱۱۸۸ اموات کو ثواب پہنچانے میں کونسی سورۃ پڑھنا چاہئے۔ اور اموات کے ماتھے یا کفن پر یا سینہ پر بسم اللہ یا کلمہ لکھنا کیسا ہے۔ **الجواب**۔ اموات کے ثواب رسانی میں کسی سورۃ کی تخصیص نہیں ہے جس سورۃ کو پڑھکر چاہیں ثواب پہنچادیں سورۂ یٰسین و تبارک الملک پڑھکر ثواب پہنچانا بھی اچھا ہے اور حدیث شریف میں ہے اقرءوا على موتاكم سورة يٰسين۔ الحديث۔ اموات کی پیشانی یا سینہ پر اگر بسم اللہ یا کلمہ لکھیں تو محض انگشت سے لکھیں بلا سیاہی کے۔ کذا فی الشامی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

متولی وقف کو شرائط وقف اور مصارف میں تغیر و تبدل کا حق کس صورت میں ہے

سوال ۱۱۸۹ مسماۃ سیدۃ النساء زوجہ احمد اللہ نے ایک وقف نامہ تحریر کیا جس میں اپنی کل جائداد مقبوضہ کو وقف کردیا اور اپنے بعد اپنے شوہر احمد اللہ کو اُس جائداد موقوفہ کا متولی بنادیا۔ اب مسماۃ مذکورہ نے رحلت کی اور اُس کا شوہر جائداد موقوفہ کا متولی ہے۔ اس وقف نامہ میں پندرھویں شرط یہ ہے کہ خود واقفہ کو اپنی زندگی میں اور بعد اُس کے اُس کے شوہر احمد اللہ متولی جائداد موقوفہ کو اختیار ہے کہ جو شرائط مناسب سمجھیں اُن میں کمی بیشی ترمیم و اضافہ کردیں۔ متولی جائداد یعنی احمد اللہ زوج مسماۃ واقفہ چاہتے ہیں کہ اولاد مذکور احمد حسین و اکبر حسین کو اس جائداد کی آمدنی سے کچھ نہ دیں اور وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم کو بموجب اس شرط پندرھویں کے اختیار ہے کہ جس شرط کو چاہیں رکھیں جس کو چاہیں نکالدیں۔ حالانکہ شرط آٹھویں میں صراحت ہے کہ بعد ادائے خرچ متذکرہ ذیل و صرفہ [illegible] وغیرہ کے بقیہ رقم اولاد ذکور احمد حسین کو اور نصف اولاد اکبر حسین کو [illegible] اُن کے [illegible] و وظیفہ کے دیدی جاوے۔ واقفہ تا [illegible] خود اولاد ذکور کو دیتی رہی۔ اور بعد [illegible] واقفہ کے [illegible] شوہر متولی بھی اولاد ذکور کو دیتا رہا لیکن چند [illegible] سے بوجہ رنجش باہمی کے چاہتا ہے کہ اولاد اکبر حسین کو [illegible] نہ دے۔ اب سوال یہ ہے کہ حسب شرط پندرھویں شیخ احمد اللہ کو اختیار جائز ہے۔ اولاد اکبر حسین و احمد حسین [illegible] جائداد موقوفہ سے کچھ نہ دے یا ایک کو کچھ دے اور ایک کو کچھ نہ دے اور بزعم خود اُس شرط کو بدل دے یا اس شرط کے علاوہ دوسری شرائط میں تبدیل و تغیر ترمیم و اضافہ کا متولی کو اختیار حاصل ہے کیونکہ آٹھویں شرط میں مصارف کا بیان ہے اگرچہ عنوان [illegible] سے بیان کی گئی ہے لیکن درحقیقت اُس میں مصارف کا ذکر ہے جس سے بظاہر یہ مفہوم ہوتا ہے کہ علاوہ اس آٹھویں شرط کے دوسری شرطیں بدلنے کا اختیار متولی کو

ہے۔ **الجواب**۔ قال فی رد المحتار وفی الاسعاف: لا یجوز له ان یفعل الا ما شرط وقت العقد وفیه وشرط فی وقفه ان یزید وظیفة من یری زیادته او ینقص من وظیفة من یری نقصانه او یدخل معهم من یری ادخاله او یخرج من یری اخراجه جاز ثم اذا فعل ذلک لیس له ان یغیره لان شرطه وقع علی فعل یراه فاذا راٰه وامضاه فقد انتهی فعله الخ۔ اس عبارت سے معلوم ہوا کہ جب واقف نے اصل شرائط وقف میں تغیر و تبدیل کا اختیار کیا ہے تو تغیر و تبدیل درست ہے جس کے وظیفہ کو وہ چاہے موقوف کرکے دوسرے کو اس کی جگہ قائم کر سکتا ہے۔ اور جبکہ متولی کو بھی اس نے اختیار اس کا دیا ہے۔ تو اس کو بھی اختیار تبدیل و تغیر کا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

نماز میں ہاتھ باندھنے کی جگہ مسافر مقتدی مقیم کی نیت کا بیان

سوال ۱۱۹۰ ۔ حنفیہ نماز میں ہاتھ کہاں باندھتے ہیں۔ فوق السرہ یا تحت السرہ مفتی بہ اور معمول بہ روایت کیا ہے۔ اور قوت کس میں ہے؟ (۲) اگر مسافر مقیم کی اقتداء کرے تو چار کی نیت کرے یا دو کی؟

الجواب۔ حنفیہ کے نزدیک تحت السرہ والی حدیث ماخوذ بہا و معمول بہ ہے فوق السرہ والی حدیث معمول بہ نہیں ہے اور خلاف اولویت میں ہے نماز ہر طرح ہو جاتی ہے (۲) مسافر اگر مقیم کی اقتداء فرض رباعی میں کرے تو بہ تبعیت امام چار رکعت کی نیت کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

نماز جنازہ کا تکرار غیر ولی کے لئے جائز نہیں

سوال ۱۱۹۱ ۔ نماز جنازہ دوبارہ پڑھنا جبکہ ولی میت پڑھ چکا ہو جائز ہے یا نہ؟

الجواب۔ قال فی الدر المختار وان صلی هو ای الولی بحق فلا یصلی غیره بعده الخ وفی الشامی فان صلی الولی لم یجز لاحد ان یصلی بعده الخ۔ ان روایات سے معلوم ہوا کہ ولی کے نماز جنازہ پڑھنے کے بعد دوبارہ نماز جنازہ کی پڑھنا درست نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ،

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جنازہ پر تکرار نماز کی وجہ

سوال ۱۱۹۲ ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جنازہ کی نماز کتنی دفعہ پڑھی گئی اور امام کون ہوا؟

الجواب۔ ذکر فی النهایة عن المبسوط ان تأویل صلاة الصحابة علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم مرة بعد اخری ان ابا بکر رضی اللہ عنہ کان مشغولاً بتسویة الامور وتسکین الفتنة فکانوا یصلون علیه قبل حضوره وکان الحق له فلما فرغ صلی علیه ثم لم یصل احد بعده۔ اس عبارت سے واضح ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے آنے سے پہلے پڑھی گئی تھی۔ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ امور ضروریہ سے فارغ ہو کر آئے اور نماز پڑھی تو پھر کسی نے نہیں پڑھی۔ غرض یہ ہے کہ اس سے استدلال تعدد نماز جنازہ کا نہ کیا جاوے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

چار شخصوں نے چوری کی دو نے اقرار کیا اور باقی دو کے متعلق شہادت دی تو یہ شہادت معتبر نہیں

سوال ۱۱۹۳ ۔ چار شخصوں نے مل کر چوری کی ان میں سے دو شخص اپنے اوپر اقرار کرتے ہیں اور باقی ساتھیوں پر گواہی دیتے ہیں یہ گواہی معتبر ہے یا نہ؟

الجواب۔ اقرار کرنے والوں کا اقرار اپنے نفس پر معتبر ہے اور گواہی ایسے لوگوں کی معتبر نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ عزیز الرحمن المفتی عفی عنہ

عداوت جو دینی امور کی وجہ سے ہو وہ مانع شہادت ہے دینی عداوت مانع قبول شہادت سے نہیں

سوال ۱۱۹۴ - دنیاوی عداوت قبول شہادت سے مانع ہے یا نہ، اور جو عداوت دین کی وجہ سے ہو وہ مانع قبول شہادت سے ہے یا نہیں ؟ **الجواب** - درمختار میں ہے وعدو بسبب الدنیا - اس سے ثابت ہوا کہ دنیاوی معاملات میں جس کو کسی سے عداوت ہو اس کی گواہی اس کے مقابلہ میں درست نہیں ہے اور دین کی وجہ سے جو عداوت ہو وہ مانع عن قبول الشہادۃ نہیں ہے قال فی الدر المختار وتقبل من عدو بسبب الدین لانہا من التدین بخلاف الدنیویۃ فانہ لا یامن التقول علیہ الخ اس قاعدہ کو ملحوظ رکھنا چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

بغیر اجازت بالغہ کا نکاح کردیا تو یہ نکاح موقوف بر اجازت ہے

سوال ۱۱۹۵ - زید نے اپنی لڑکی مسماۃ ہندہ بالغہ کا نکاح بکر سے کردیا مگر بوقت نکاح اس سے اجازت نہیں لی - اور نہ اس کو اطلاع کی تو یہ نکاح جائز ہے یا نہ ؟

الجواب - یہ نکاح موقوف رہا جس وقت لڑکی کو خبر نکاح کی پہنچے اگر وہ خاموش رہی اور انکار نہ کیا نکاح منعقد ہوگیا فی الدر المختار فان استاذنہا ھو ای الولی وھو السنۃ او وکیلہ او رسولہ او زوجہا ولیہا واخبرہا رسول او فضولی عدل فسکتت عن ردہ مختارۃ الخ فھو اذن الخ - فقط واللہ تعالیٰ اعلم -

کافر سے گوشت خرید کر کھانا حلال نہیں البتہ کافر کے ہاتھ کسی مسلمان کی دکان سے منگائیں تو حلال ہے ؟

سوال ۱۱۹۶ - زید مسلمان نے جانور ذبح کیا اور ہندو بکر قصاب نے اس کو اپنی دوکان میں رکھکر فروخت کیا - خواہ کسی مسلمان کی نظر کے سامنے رہا یا نہ - اس گوشت کو خرید کر مسلمان کو کھانا درست ہے یا نہ - ؟ (۲) گوشت ذبیحہ بھی مسلمان کا ہے اور دکان بھی مسلمان کی ہے - مگر بازار کیبٹ سے خرید کر ہندو لاتا ہے - اور مسلمان کے مکان میں بکتا ہے آیا اس گوشت کا کھانا جائز ہے یا نہیں - ؟ **الجواب** - شامی میں ہے - ومفادہ ان مجرد کون البائع مجوسیا یثبت الحرمۃ فانہ بعد اخبارہ بالحل بقولہ ذبحہ مسلم کرہ فکیف بل ونہ الخ - شامی جلد ۵ کتاب الحظر والاباحۃ - اس عبارت سے ظاہر ہے کہ ہندو کافر بایع سے گوشت خرید کر مسلمان کو کھانا درست نہیں ہے - (۲) فی الدر المختار ویقبل قول الفاسق والکافر والعبد فی المعاملات لکثرۃ وقوعہا الخ وفیہ قبیلہ ویقبل قول کافر ولو مجوسیا قال اشتریتہ اللحم من کتابی فیحل الخ - ان عبارات سے واضح ہوا کہ کافر کے ہاتھ مسلمان قصاب کی دکان سے جو گوشت منگوایا گیا ہے وہ حلال ہے - فقط واللہ تعالیٰ اعلم - کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

مسلمان کی بنائی ہوئی مسجد کو مسجد ضرار نہیں کہہ سکتے

سوال ۱۱۹۷ - در قصبہ ... مسجدے از مدت مدید قائم ست الحال شخصی از اہل محلہ مسجدے دیگر تیار ساختہ - بعض علماء مسجد نو را مسجد ضرار گویند و بعض برخلاف ایں فتویٰ دہند - قول کدام کس اقرب الی الصواب ست - بینوا توجروا - ؟ **الجواب** - بانی مسجد جدید اگر از راہ نفسانیت و بغرض اضرار مسجد قدیم مسجد جدید تیار کردہ است مستحق وعید ... است - لیکن بار احکم مسجد ضرار کہ در زمن روایت

کہ انما الاعمال بالنیات وارد است و مدار علم نیت او نیست و بحکم آیہ کریمہ یا ایہا الذین آمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم، سوء ظن بمؤمن حرام است۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

جس شخص نے بے نکاح عورت کو گھر میں رکھا ہوا ہے اُس سے ترک تعلق ضروری ہے اور کھانا اُسکے گھر کا مکروہ ہے؟

سوال ۱۱۹۸- ایک شخص نے ایک عورت کو بغیر نکاح کئے ہوئے گاؤں سے لایا اور دونوں ایک مکان میں رہتے ہیں۔ یہانتک کہ عورت کو حمل بھی رہ گیا۔ اور بچہ ہوا نہ اُس نے اُس عورت سے ابتک نکاح کیا اور نہ برادری کے لوگ اُس کو کچھ کہتے ہیں اور نہ اُس سے علیحدگی کرتے ہیں۔ اس صورت میں عورت اور مرد اور برادری کی نسبت کیا حکم ہے؟

الجواب- ظاہر ہے کہ عورت و مرد فاسق مرتکب کبیرہ کے ہیں اُن کی ساتھ ترک مجالست و مواکلت و مشاربت لازم ہے۔ اور برادری کے لوگ جو اُن سے ملنا اور کھانا پینا ترک نہیں کرتے اور اُن کو تنبیہ نہیں کرتے وہ بھی گناہگار ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

صبح کی سنت اگر نماز سے پہلے نہیں پڑھی تو قبل طلوع آفتاب نہ پڑھے بعد میں مضائقہ نہیں؛

سوال ۱۱۹۹- ایک شخص نے سنت فجر کی نہیں پڑھی اور جماعت میں شریک ہو گیا تو بعد جماعت کے فوراً اُسی وقت سنت پڑھے یا بعد طلوع آفتاب کے؟ **الجواب** بعد فرض کے کسی وقت سنت نہ پڑھے بلکہ بعد آفتاب کے طلوع ہونے اور بلند ہونے کے اگر چاہے پڑھے۔ قال فی الشامی واما اذا فاتت وحدھا فلا تقضی قبل طلوع الشمس بالاجماع لکراہۃ النفل قبل الصبح واما بعد طلوع الشمس فکذلک عندھما وقال محمد احب الی ان یقضیھا الی الزوال الخ فقط

حکم بزثالث سماعت و فیصلہ مقدمہ کی فیس فریقین سے لے تو یہ جائز نہیں البتہ حکومت خود اس کو فیس دے تو مضائقہ نہیں؛

سوال ۱۲۰۰- عدالت ججی میں ایک مقدمہ دائر ہوا جس میں ہندہ مطلقہ نے اپنے زوج مطلق پر مہر و والسی جہیز کا دعویٰ کیا۔ عدالت نے فریقین مقدمہ کو توجہ دلائی کہ وہ اپنے مقدمہ کا انفصال عدالت میں کرانے کے بجائے پنچایت سے کرالیں۔ فریقین مقدمہ نے اس پر راضی ہو کر ایک شخص کو مقرر کیا جس کو فریقین نے بالاتفاق تسلیم کر لیا۔ عدالت نے بھی اُسے مقرر کر دیا اور اُس کے لئے ۵۰؎ روپیہ فیس مقرر کر دی اور اُسے بذریعہ عدالت اطلاع دی کہ تم کو فلاں فلاں مدعی مدعا علیہ نے اپنے مقدمہ میں حکم بنایا ہے لہذا تم اس مقدمہ کی تحقیقات کر کے منصفانہ فیصلہ کر دو اور اس کے لئے ۵۰؎ روپیہ تم کو بھیجے جاتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ آیا یہ فیس حکم کو لینا جائز ہے یا نہیں اسکی دو صورتیں ہیں۔ اول یہ کہ عدالت خود یہ فیس حکم کو دے یعنی اپنے خزانہ سے، دوسرے یہ کہ فریقین مقدمہ سے عدالت وصول کرے اور پھر حکم کو دے ان دونوں صورتوں کے حکم میں کچھ فرق ہے یا نہیں۔ حکم کو مدعی مدعا علیہ کے بیان لینا شہادت لینا، عذرات سُننا فریقین کو تاریخ کی اطلاع تحریری دینا اور تمام مسل تحریری مرتب کرنا اور پھر فیصلہ لکھنا اور تمام کاغذات عدالت میں بھیجنا یہ تمام کام کرنے پڑیں گے۔ بینوا توجروا۔؟ **الجواب**- قال فی الدر المختار- المحکم کالقاضی وفیہ من کتاب

الحظر ولا باس به وجاز رزق القاضی فی بیت المال او کان غنیا هذا اذا کان بلا شرط ولو بشرط کان اجرة فحرام لان القضاء طاعة الخ وفی رد المحتار من القضاء قال فی البحر وذکر الهدیة لیس احترازیا اذ یحرم علیه الاستقراض والاستعارة ممن یحرم علیه قبول الهدیة کما فی الخانیة قلت ومقتضاه انه یحرم علیه سائر التبرعات فتحرم المحاباة ایضا ولذا قالوا له اخذ اجرة کتابة الصك بقدر اجر المثل فان مفاده انه لا یحل له اخذ الزیادة لانها محاباة وعلی هذا فما یفعله بعضهم من شراء الهدیة بشئ یسیر او بیع الصك بشئ کثیر او نحو ذلك لا یحل لانه اذا حرم الاستقراض والاستعارة فهذا اولی الخ - رد المحتار - قوله ولو غنیا فی الاصح عبارة النهایة ثم القاضی اذا کان فقیراً فالافضل بل الواجب الاخذ لانه لا یمکنه اقامة فرض القضاء الا به اذ الاشتغال بالکسب یقعده عن اقامته وان کان غنیاً فالافضل الامتناع علی ما قیل رفقاً ببیت المال وقیل الاخذ وهو الاصح صیانة للقضاء ابتداءً من غیر شرط ثم رزقه الوالی کفایة الخ۔ ان عبارات وامثالہا سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ حکم اس بارہ میں مثل قاضی کے ہے۔ اور قاضی کو قضاء پر اجرت لینا درست نہیں ہے۔ اور تحریر وغیرہ کی اجرت کا طالب ہو تو وہ بقدر اجر مثل لے سکتا ہے۔ نہ زائد لہذا یہ معلوم ہوتا ہے کہ صورت مسئولہ میں حکم کو فیس مذکور فریقین سے لینا درست نہیں ہے۔ البتہ اگر حاکم اور والی خزانہ میں سے دیویں تو درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

وجوب عشر کی دلیل قرآن مجید سے

سوال ۱۲۰۱- کیا فرماتے علماء دین اس مسئلہ میں کہ جس طرح صلوٰۃ اور زکوٰۃ کے متعلق قرآن شریف میں اقیموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ صراحۃً مذکور ہے اسی طرح عشر کے متعلق کوئی آیۃ کریمہ ہے یا نہیں۔ ہندوستان میں عشر واجب ہے کہ نہیں۔ بینوا توجروا۔؟ **الجواب**- عشر کے وجوب کو مفسرین نے آیۃ واٰتوا حقه یوم حصاده سے ثابت فرمایا ہے۔ لہذا زمین عشری میں عشر لازم ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

مہر معجل اور مؤجل کے معنی

سوال ۱۲۰۲- مہر معجل اور مؤجل کس کو کہتے ہیں۔ اور معجل اور مؤجل کے جو معنی لغوی ہیں وہی کتب فقہ میں معتبر ہیں یا فقہاء نے اپنی اصطلاح میں کوئی دوسرے معنی لیکر فقہ میں استعمال کیا ہے۔؟ **الجواب**- مہر معجل اور مؤجل کے جو معنی لغوی ہیں وہی اصطلاح فقہاء میں ہیں جو مہر فی الحال دیا گیا یا فی الحال دینا اُس کا قرار پایا وہ معجل ہے اور جس مہر کی کچھ مدت ادا کیلئے مقرر کی گئی یا الی التعیین چھوڑا گیا ہو وہ مؤجل ہے۔ اور بغیر تعیین مدت کے لئے مدت موت یا طلاق ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

نصف مہر معجل اور نصف مؤجل کی صورت میں مطالبہ کس وقت ہو سکتا ہے

سوال ۱۲۰۳- کسی مرد کا نکاح کسی عورت سے ہوا اور اس میں نصف معجل اور نصف مؤجل قرار پایا اور بعد بیس برس نکاح کے عورت نے قبل طلاق اور قبل موت احد الزوجین مطالبہ دین کیا۔ مطالبہ کرنا عورت کا صحیح ہے یا نہیں۔؟ **الجواب**- اگر نصف مہر مؤجل ہے اور نصف مؤجل ہے تو معجل کا

مطالبہ عورت فی الحال کر سکتی ہے اور مؤجل غیر معین کا مطالبہ بدون مفارقت کے یعنی بدون طلاق یا موت کے نہیں فقط

اگر مہر کیسے معجل یا مؤجل کی کوئی تصریح نہیں تو حق مطالبہ کس وقت ہوگا؟

سوال ۱۲۰۴۔ کسی مرد کا نکاح کسی عورت سے ہوا اور مقدار مہر ذکر کی گئی لیکن معجل اور مؤجل کا کچھ تذکرہ نہیں ہوا تو بلا طلاق اور بلا موت احد الزوجین کے عورت کو حق مطالبہ مہر کا حاصل ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب۔ بلا طلاق یا موت کے مطالبہ مہر کا نہیں ہو سکتا کما فی العالمگیریہ لا خلاف لاحد ان تاجیل المہر الی غایۃ معلومۃ نحو شہر او سنۃ صحیح وان کان لا الی غایۃ معلومۃ فقد اختلف المشائخ فیہ قال بعضہم یصح وہو الصحیح لان الغایۃ معلومۃ فی نفسہا وہو الطلاق او الموت۔ فقط

مضاربت کی ایک صورت

سوال ۱۲۰۵۔ زید نے عمر کو کچھ روپیہ چند شرائط کے ساتھ دیا، عمر نے اس روپیہ سے تجارت کی روپیہ زید کا اور کاروبار عمر کے متعلق تھا۔ زید نے کچھ عرصہ بعد اپنے روپیہ کی نالش کر دی۔ اب یہ مقدمہ پنچایت میں منتقل ہو کر آگیا ہے اور فریقین شرعی فیصلہ پر راضی ہیں۔ دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس شرائط نامہ کے بموجب یہ قرض تھا یا کسی قسم کی شرکت تھی۔ اور تجارت کے نفع و نقصان میں دونوں حصہ مساوی شریک ہوں گے یا اس کا بار صرف زید یا صرف عمر پر پڑے گا اور مال موجودہ یا جو روپیہ قرض میں ہے وہ کس کا خیال کیا جائے گا۔ بہر حال زید اپنے کل روپیہ پانے کا عمر سے مستحق ہے یا بعض کا، یا کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب۔ یہ صورت مضاربت کی ہے کیونکہ مضاربت میں یہی ہوتا ہے کہ ایک شخص کا روپیہ ہو اور دوسرا اس میں تجارت کرے اور نفع دونوں کا ہو جس طرح مقرر ہوگیا ہو۔ خواہ نصف نصف یا ثلث و ثلثین اور حکم مضاربت کا یہی ہے کہ اگر نفع ہو تو دونوں یعنی مضارب و رب المال اس کو حسب شرط تقسیم کر لیں۔ اور اگر نقصان ہو تو مضارب پر ضمان نہیں ہے مگر اس میں بعض شرائط ایسی لگائی گئی ہیں جن کی وجہ سے مضاربت صحیح نہیں رہی بلکہ مضاربت فاسد ہوگئی جیسے یہ شرط کہ کل دکان کے خرچ جات و نفع و نقصان کے شریک ہوں گے۔ ہاں اگر وہ تمام سامان دکان رب المال کے روپیہ سے ہی خریدا گیا ہے تو یہ شرط صحیح ہو سکتی ہے۔ بہر حال اگر مضاربت فاسدہ ہوگئی تو تمام روپیہ و نفع رب المال کا ہوتا ہے اور مضارب کو اجر مثل ملتا ہے اور اگر مضاربت صحیحہ ہے تو نفع حسب شرط دونوں تقسیم کریں۔ اور رب المال کو اس کا پورا روپیہ مع حصہ نفع کے دیا جاوے اور اگر نفع نہ ہو بلکہ نقصان ہو تو رب المال کا نقصان ہوا۔ مضارب ضامن نہیں ہے۔ فقط

شیرخوار بچے کے منہ میں پستان دیا مگر دودھ حلق سے نیچے اترنے کا یقین نہیں تو حرمت ثابت نہ ہوگی

سوال ۱۲۰۶۔ ایک عورت نے ایک لڑکے کو دودھ پلایا اور اتفاق سے اس نے اس کے کی منسوبہ لڑکی کو بھول کر اپنا پستان اس کے منہ میں دیدیا بعد اس کے حلق میں کوئی قطرہ دودھ کا گیا یا نہیں۔ خدا کو معلوم ہے اس لڑکے کا اس لڑکی سے شادی کرنا شرعاً درست ہے یا نہ؟

الجواب۔ حرمت رضاعت ثابت ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ مدت رضاعت یعنی دو برس یا ڈھائی برس کی عمر میں کسی بچہ کو دودھ پلایا جاوے اور یہ بھی شرط ہے کہ بچہ کے پیٹ میں دودھ پہنچ جائے ہو

پس اگر عمر اس لڑکی کی دو اڑھائی برس سے زیادہ نہ تھی اور بچہ کے پیٹ میں دودھ جانا محقق ہے یعنی پستان میں دودھ تھا تو ان دونوں بچوں یعنی لڑکا لڑکی میں نکاح نہیں ہو سکتا کہ وہ دونوں بہن بھائی رضاعی ہیں اور اگر عمر لڑکی کی زیادہ تھی یا دودھ کا پیٹ میں جانا بظن غالب ثابت نہیں ہے تو حرمت ثابت نہیں ہے اور نکاح ان دونوں کا صحیح ہے۔ قال فی الدر المختار فلو التقم و لم یدر أدخل اللبن فی حلقه ام لا لم یحرم لان فی المانع شكا الخ وفیہ ایضا ولا حل بین رضیعی امرءة لكونهما اخوین وان اختلف الزمن والاب الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

سونے چاندی کے بٹن جائز ہیں

سوال ۱۲۰۷۔ سونے چاندی کے بٹن مردوں کو جائز ہیں یا نہیں۔؟ **الجواب** درمختار میں ہے او باس بازرار الدیباج والذهب الخ۔ اس سے معلوم ہوا کہ بٹن سونے و چاندی کے مردوں کو حلال ہیں کہ یہ تابع ہیں ثواب کے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

جو لوگ بتوں پر چڑھانے کیلئے خریدیں ان کے ہاتھ بکرا فروخت کرنا مکروہ ہے مگر قیمت ان کی حلال ہے۔

سوال ۱۲۰۸۔ میرے پاس بکریوں کا روزگار ہے عموماً اس جگہ مشرک آباد ہیں جو کہ بکریوں کے بچے خرید کر اپنے بتوں کی پوجا پر مثلاً دمہرہ۔ دیوالی اور بھی مختلف پوجاؤں میں بکریوں کے بچے مار کر اس کا خون بتوں پر ڈالتے ہیں۔ اور اکثر میں بھی بکرا بکری ان کے ہاتھ فروخت کرتا ہوں یہ جائز ہے یا نہیں۔؟ **الجواب** بیچنا ان کے ہاتھ حلال ہے یعنی قیمت ان بچوں اور بکرہ بکری کی بائع کو حلال ہے لیکن یہ فعل مکروہ ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

تخم ریزی کے وقت روپیہ بغیر تعیین نرخ روپیہ دیکر فصل پر بازار کے نرخ سے غلہ لینا جائز نہیں

سوال ۱۲۰۹۔ کاشتکار تخم ریزی کے وقت روپیہ لیتے ہیں۔ اور فصل پر بازار کے نرخ سے روپیہ دیتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں۔؟ **الجواب** اس طرح مجہول طریق سے بیع و شراء کرنا ناجائز ہے۔ البتہ اگر ایسا کیا جاوے کہ قیمت اس وقت پختہ کرلی جاوے کہ میں ایک من تل کی مثلاً پچیس روپیہ لوں گا تو یہ درست ہے پھر بوقت وصول قیمت خواہ پچیس روپیہ نقد لئے جاویں یا پچیس روپیہ کا کوئی غلہ لے لیا جاوے مگر اس وقت قیمت نقد روپیہ سے طے کی جاوے فصل کے نرخ پر نہ چھوڑا جاوے کیونکہ یہ معلوم نہیں ہے کہ فصل پر کیا نرخ ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

حق موروثیت شرعاً باطل ہے

سوال ۱۲۱۰۔ جو کاشتکار کسی زمین کو بارہ سال تک کاشت کرے تو اسکو زمین میں تصرف کرنا بلا رضامندی مالک زمین کے شرعاً درست ہے یا نہیں۔؟ **الجواب**۔ کاشتکار کو ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ موروثیت شرعاً باطل ہے۔ کاشتکار کا کچھ حق شرعاً نہیں ہے کہ وہ زبردستی بلا رضامندی زمیندار مالک زمین کی زمین میں تصرف کرے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

بچہ کے حق پرورش کی تفصیل

سوال ۱۲۱۱۔ دختر کہ اس کی ماں کو اور ماں نہ ہو تو نانی کو حق حضانت کس مدت

تک ہے اور دختر کے باپ کا چچا زاد بھائی دختر کو اُس کی نانی سے جبر لینے کا مجاز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔ ؟ **الجواب** ماں کو اور اُس کے بعد نانی کو حق حضانت لڑکی کا اُس لڑکی کے مشتہاۃ ہونے تک ہے یعنی بالغہ ہونے تک ہے، اور ولایت نکاح نابالغہ کی عصبات کو ہے علی ترتیب الارث والحجب۔ اور اگر کوئی ولی محرم لڑکی کا نہ ہو بلکہ غیر محرم ہو۔ تو لڑکی بعد پورا ہونے حق حضانت کے اُسکے سپرد نہ کی جاویگی بلکہ جس کے پاس ہے مثلاً نانی وغیرہ کے اُسی کے پاس چھوڑی جاوے گی۔ درمختار میں ہے۔ والام والجدۃ لام او لاب احق بہا ای بالصغیرۃ فالعصبۃ اولی بتقدیم الاقرب فالاقرب ولاحق لابن العم فی حضانۃ الجاریۃ قلت بقی ما اذا انتہت الحضانۃ ولم یوجد لہ عصبۃ ولا وصی فالظاہر انہ یترک عند الحاضنۃ الخ۔ وفیہ ایضاً وتعلیلہم بان ابن العم غیر محرم وانہ لاحق لغیر المحرم فقط

میت والوں کو ایک دن رات کا کھانا دینا مستحب ہے اس سے زائد رسمیں لغو ہیں

سوال ۱۲۱۲۔ یہاں کے بعض لوگ زور دیتے ہیں کہ میت کے ورثہ کو سوگ کرنا چاہیئے اور گھر میں کھانا نہ پکانا چاہیئے۔ اور برادری کو ضرور کھانا تقسیم کرنا چاہیئے ان امور کے متعلق کیا رائے ہے۔ ؟ **الجواب**۔ سوائے زوجہ کے دیگر اقربا کو تین سوگ کرنا مباح ہے۔ اس سے زیادہ درست نہیں ہے قال فی الدر المختار ویباح الحداد علی قرابۃ ثلثۃ ایام۔ اور ایک دو وقت اہل میت کیلئے کھانا دیگر اقربا کو مستحب ہے۔ قال فی الفتح ویستحب لجیران اہل المیت والاقرباء الاباعد تہیئۃ طعام لہم یشبعہم یومہم ولیلتہم الخ۔ اور برادری کو کھانا تقسیم کرنا محض ریا اور حرام ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

شیعہ غالی منکر ضروریات سے سُنیہ کا نکاح درست نہیں

سوال ۱۲۱۳۔ زید شیعہ تبرائی جو حضرت صدیقہ عائشہؓ کو تہمت لگائے اور شیخین کو بُرا کہے اور خلافت کا منکر ہو اُس کی ساتھ نکاح ہندہ حنفیہ سُنیہ کا جائز ہے یا نہیں اور ہندہ مہر پانے کی مستحق ہے یا نہیں۔ ؟ **الجواب**۔ شیعہ مذکور سے نکاح سُنیہ کا صحیح نہیں ہے اور اگر دخول ہو چکا ہے تو مہر کامل ہے قال فی الشامی نعم لا شک فی تکفیر من قذف السیدۃ عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا او انکر صحبۃ الصدیق او اعتقد الالوہیۃ فی علیؓ او ان جبرئیل غلط فی الوحی او نحو ذلک من الکفر الصریح الخ باب المرتد وفی الدر المختار فللموطؤۃ ولو حکما کل مہرہا المذکور ہا الخ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

جمعہ کی اذان سے بیع و شراء ترک کرنا واجب ہے اور راستہ میں ایسا کام کرلینا جس سے سعی الی الجمعہ فوت نہ ہو جائز ہے!

سوال ۱۲۱۴۔ اذان جمعہ ہونے کے بعد ایک شخص نے لوٹے مسجد کیلئے خریدے کمہار ہوٹل کے قریب لیدر مسجد کے پاس آیا تھا۔ اور ایک گروہ نے کہا کہ اذان کے بعد بیع حرام ہے۔ اسلئے اس کا لوٹے خریدنا ایک حرام فعل ہوا ہے۔ دوسرے گروہ نے کہا کہ بنظر نزول برغور کرنے سے یہ مطلب معلوم ہوتا ہے کہ اذان سُنکر لوگ کاروبار چھوڑ کر مسجد میں آجاویں چونکہ وہ شخص مسجد میں آگیا اور اُس نے ایک ضروری کام مسجد کے لئے کیا اسلئے اس میں کچھ نقصان نہیں۔ کونسا گروہ حق پر ہے۔ **الجواب**۔ قال فی الدر المختار ووجب سعی الیہا وترک البیع ولو مع

الیها وترك البیع ولو مع السعی وفی مسجد اعظم وزرنا لو الاذان الاول فی الاصح ۔ فی الشامی قلت وسیذ کرالمصنف فی آخر البیع الفاسد انہ لا باس بہ لتعلیل النہی بالاخلال بالسعی [illegible] لتعلیل النہی بانہ اخلال بالسعی فاذا انتفی الخ ۔ عبارت مذکورہ سے دونوں باتوں کا جواب معلوم ہوگیا کہ اذانِ اوّل سے ہی سعی الی الجمعہ واجب ہوجاتی ہے اور بیع ممنوع ہوجاتی ہے اور یہ کہ جب سعی الی الجمعہ فوت نہ ہو تو بیع درست ہے پس مسئلہ ثانیہ میں قول فریق حق ہے ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم ۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ ۔

بوقت شہادتین ناخن انگشت کو بوسہ دینا بدعت ہے !

سوال ۱۲۱۵ ۔ تقبیل ابہامین بوقت اشہد ان لا الٰہ الا اللہ جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب ۔ علامہ شامی نے قہستانی وغیرہ کے حوالہ سے اس تقبیل کا استحباب نقل کرکے بعد میں جراحی سے نقل کیا ہے ، و لم یصح فی المرفوع من کل ہذا شئی ۔ لہٰذا سنت سمجھکر اسکو نہ کرنا چاہئے اور چونکہ عوام اس کو سنت جانتے ہیں اور تارک کو ملامت کرتے ہیں لہٰذا ترک اس کا ضروری ہوگیا ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم ۔

اگر میں زوجہ کے گھر میں نہ رہوں تو میرا نکاح درست نہ رہے گا ان الفاظ سے طلاق نہیں ہوتی !

سوال ۱۲۱۶ ۔ مسماۃ فاطمہ سے بی بخش نے اس وعدہ پر اور اقرار پر نکاح کیا کہ اگر میں تیرے گھر نہ رہوں اور تیری بلا اجازت اور کسی جگہ جاؤں یا رہوں تو میرا نکاح تیرے ساتھ درست نہ رہے گا ۔ بعد نکاح ایک رات مسماۃ کے گھر رہ کر پھر جس وقت صبح کا ہوا وہیں چلا گیا پھر مسماۃ فاطمہ کے گھر آکر نہیں رہا اور نہ اس کو خرچ دیا ۔ اس صورت میں مسماۃ مذکورہ دوسرا نکاح کرسکتی ہے یا نہیں ؟ **الجواب** ۔ الفاظ مذکورہ سے صورت مسئولہ میں طلاق واقع نہیں ہوئی اور مسماۃ فاطمہ بحالت موجودہ دوسرے سے نکاح نہیں کرسکتی بلکہ اول شوہر سے طلاق لی جاوے بعد اس کے بعد عدت کے دوسرا نکاح کرسکتی ہے ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم ۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ ۔

مجنون بحالت افاقہ طلاق دیدے تو صحیح ہے

سوال ۱۲۱۷ ۔ زید تین برس سے مجنون ہوگیا ہے پاگل خانہ میں اسکا علاج ہورہا ہے بقول ڈاکٹر اس کی اس وقت یہ حالت ہوگئی ہے کہ پندرہ دن طبیعت اس کی صحیح اور درست ہوجاتی ہے حسن و قبیح فعل کو بھی طرح تمیز کرلیتا ہے ۔ اس حالت میں اگر کوئی عزیز اس سے ملتا ہے تو تمام عزیز و اقارب کو پوچھتا ہے ۔ اور پندرہ دن طبیعت اس کی خراب رہتی ہے حسن و قبیح فعل کو تمیز نہیں کرسکتا ۔ اگر حالت افاقہ میں زید اپنی زوجہ کو طلاق دیدے تو صحیح ہوگی یا نہیں ؟ **الجواب** ۔ حالت افاقہ میں اگر وہ تام العقل ہوجاتا ہے تو طلاق اس کی صحیح ہے کما حققہ العلامۃ الشامی فی رد المحتار فیعتبر ما قلنا حین یزول عنہ ما بہ بالکلیۃ وہذا کالعاقل البالغ [illegible] ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم ۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ ۔

زوجہ مجنون کی تفریق کا حکم [illegible] امام محمد کے قول پر عمل [illegible]

سوال ۱۲۱۸ ۔ [illegible] مجنون مسکین اور غریب ہے ۔ کوئی نگہداری کرنے والا نہیں ہے [illegible] **الجواب** ۔ علامہ شامی نے اس موقع پر کہا و قال [illegible]

جبکہ دوسرے نمازیوں کو تشویش ہو تو باآواز بلند ذکر کرنا یا نماز کے بعد کوئی دعا پڑھنا جائز نہیں،

سوال ۱۲۲۲۔ بعد جماعت فرض نمازوں کے اللہم انت السلام ومنک السلام تبارکت یا ذا الجلال والاکرام کہکر اذکار ماثورہ کو امام اور مقتدی کا جہر سے پڑھنا (جس کے سبب سے بارہا دیکھ چکا ہوں کہ بہت سے مسبوق کی باقی نماز میں خلل ہوتا ہے) جائز نہیں۔ کیا ایسے وقت میں بھی امام کا مقتدیوں کو یہ اذکار ماثورہ جہر سے سنانا تعلیماً ہو یا مصلحتاً ہو یا ضداً ہو۔ سنت ہے، مستحب ہے یا بدعت ہے، یا کیا ہے؟ **الجواب**۔ قال فی رد المحتار وفی الفتاوی الخیریۃ من الکراہیۃ والاستحسان جاء فی الحدیث ما اقتضی طلب الجہر بہ نحو وان ذکرنی فی ملأ ذکرتہ فی ملأ خیر منہم رواہ الشیخان وہناک احادیث اقتضت طلب الاسرار والجمع بینہما بان ذلک یختلف باختلاف الاشخاص والاحوال کما جمع بذلک بین احادیث الجہر والاخفاء بالقراءۃ ولا یعارض ذلک حدیث خیر الذکر الخفی لانہ حیث خیف الریاء او تاذی المصلین او النیام الی ان قال عن الامام الشعرانی اجمع العلماء سلفاً وخلفاً علی استحباب ذکر الجماعۃ فی المساجد وغیرہا الا ان یشوش جہرہم علی نائم او مصل او قاری الخ۔ پس ثابت ہوا کہ صورت مسئولہ میں جہر اذکار وادعیہ کا ممنوع ہے۔ کیونکہ تشویش نمازیوں کو ہوتی ہے۔ فقط

ایک فطرہ چند مساکین پر تقسیم کرنا یا چند فطرے ایک مسکین کو دینا جائز ہیں

سوال ۱۲۲۳۔ فطرہ یک کس یک مسکین را دادن یا فطرہ یک کس چند مساکین را دادن یا عکس کردن۔ پس ازیں صور کدام صورت جائز است؟ **الجواب**۔ قال فی الدر المختار وجاز دفع کل شخص فطرتہ الی مسکین او مساکین علی ما علیہ الاکثر الخ کما جاز دفع صدقۃ جماعۃ الی مسکین واحد الخ۔ پس معلوم شد کہ ہمہ صور مذکورہ جائز است۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

فرض نماز کی جگہ سے ہٹکر نفل وسنت پڑھنا مسجد میں بھی مسنون ہے اور خارج مسجد بھی

سوال ۱۲۲۴۔ احادیث سے فرضوں کے بعد جگہ بدل کر سنت، نفل پڑھنا مسجد میں ثابت ہوتا ہے یا نہ۔ بعد فرضوں کے جگہ بدل کر سنت، نفل پڑھنا جو مسنون ہے یہ صرف مسجد کے لئے ہے یا گھر میں نماز پڑھنے والوں کیلئے بھی یہ مسنون ہے؟ **الجواب**۔ قال فی رد المحتار وفی الجوہرۃ ویکرہ للامام التنفل فی مکانہ لا للمؤتم وقیل یستحب کسر الصفوف وفی الخانیۃ یستحب للامام التحول لیمین القبلۃ الخ وفی رد المحتار قولہ لا للمؤتم ومثلہ المنفرد لما فی المنیۃ وشرحہا اما المقتدی والمنفرد فانہما ان لبثا او قاما الی التطوع فی مکانہما الذی صلیا فیہ المکتوبۃ جاز والاحسن ان یتطوعا فی مکان آخر الخ قولہ وقیل یستحب کسر الصفوف لیزول الاشتباہ عن الداخل المعاین للکل فی الصلوۃ البعید عن الامام وذکرہ فی البدائع والذخیرۃ عن محمد ونص فی المحیط علی انہ السنۃ کما فی الحلیۃ الخ شامی۔ ان عبارات سے واضح ہے کہ عند الحنفیہ بھی کسر صفوف اور آگے پیچھے ہٹ کر سنت ونفل پڑھنا مستحب ہے۔ اور شامی کی عبارات سے جو منفرد کے بارہ میں ہے معلوم ہوتا ہے کہ مکان میں نماز پڑھنے والے کیلئے بھی تطوع فی مکان آخر بہتر ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

تکبیرات نماز میں امام و مسبوق جہر کرنا چاہئے تفاوت نہ کرے

سوال ۱۲۲۵ نماز پڑھانے میں امام کا قرأت اور بعض تکبیرات کو اس طرح جہر سے ہونا کہ مسجد سے باہر مڑک تک سنائی دے اور بعض تکبیرات کو اس طرح آہستہ ہونا کہ دوسری صف والے بھی نہ سنیں مثلاً تکبیر رکوع آہستہ آواز سے اور تکبیر قومہ بہت زور سے اور تکبیر سجود آہستہ اور تکبیر جلسہ پکار کے ایسا کرنا سنت ہے یا بدعت ہے یا کیا ہے۔ سی طرح اگر کوئی تکبیر اونچا اور کوئی نیچا قرون ثلثہ سے ثابت ہے یا اختراعی ہے بینوا توجروا؟

الجواب ـ امام کو قرأت اور تکبیرات کے جہر میں طریق اوسط کو اختیار کرنا چاہئے اور بقدر حاجت کے موافق جہر کرنا چاہئے اور یہ فرق اور تفاوت مابین التکبیرات کے جہر مفرط سے ادا کرنا اور بعض میں قدر حاجت سے بھی کم کر دینا مذموم ہے اور بے اصل ہے شریعت میں اس کی کچھ اصل نہیں ہے، صرف سلام میں تو فقہاء نے یہ لکھا ہے کہ دوسرے سلام کو پہلے سلام سے کچھ پست آواز سے کہے۔ کما فی الدر المختار وسن جعل الثانی اخفض من الاول الخ، ماسوا اس کے اور کسی جگہ جہر میں تفاوت درجات نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

چاول وغیرہ جن کی مقدار فطرہ میں کوئی نص وارد نہیں ان میں اشیاء منصوصہ کی قیمت کے حساب سے دیا جائیگا

سوال ۱۲۲۶ ـ در اکثر مواضع برنج نخود، ذرہ گندم و جو پیدا نہ شوند در چنیں موضع کہ طور صدقہ فطر ادا کردہ شود اگر برنج دادہ شود یک صاع یا نصف یا قیمت بمقدار قیمت گندم دادہ شود پس قیمت بکدام موضع معتبر است؟

الجواب ـ قال فی الدر المختار لم ینص علیہ کذرۃ و خبز تعتبر فیہ القیمۃ ـ پس معلوم شد کہ معتبر در برنج قیمت است۔ مثلاً آنچہ قیمت نصف صاع گندم یا یک صاع جو دراں قریہ یا بقرب و جوار آں قریہ باشد[1] بحساب آں قیمت برنج ادا کردہ شود۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

ایک شخص کے تین بچے ختنہ کرانے کے بعد اتفاقاً فوت ہوگئے اب وہ چوتھے بچہ کی ختنہ میں متردد ہے۔ اس کا حکم

سوال ۱۲۲۷ ـ ایک شخص نے ایک لڑکے کی ختنہ قبل از بلوغ حسب دستور کی اور وہ لڑکا ختنہ کے بعد ہی دو روز میں بعارضہ تپ شدید فوت ہوگیا، کچھ عرصہ کے بعد دوسرے لڑکے کی ختنہ کی اور وہ لڑکا بھی اسی طرح سے دو تین روز تپ شدید میں لاحق ہو کر قضا کر گیا، کچھ زمانہ گذرا تھا کہ تیسرے لڑکے کی ختنہ کی گئی وہ بھی دو تین روز تک سخت بخار میں مبتلا ہو کر گذر گیا اب نوبت چوتھے لڑکے کی آئی ہے مگر والدین کو تجربہ سابقہ سے گمان غالب ہوتا ہے کہ جس طرح پیشتر اس کارروائی سے متواتر تین بچوں کے فوت ہو جانے کا صدمہ اٹھانا پڑا شاید اب کی دفعہ بھی ختنہ کی خوشی کے ساتھ ہی بچہ کی موت کا غم دیکھنا نہ پڑے۔ اس لئے موجودہ لڑکے کی ختنہ میں والدین کو تامل ہوتا ہے ایا شرعاً ایسی حالت میں ترک ختنہ یا تاخیر درست ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب ـ درمختار میں ہے۔ والاصل ان الختان سنۃ کما جاء فی الخبر وھو من شعائر الاسلام وخصائصہ فلو اجتمع اھل بلدۃ علی ترکہ حاربھم الامام فلا یترک الا لعذر وعذر شیخ لا یطیقہ ظاھر ووقتہ غیر معلوم وقیل سبع سنین کذا فی الملتقی وقیل عشر وقیل اقصاہ اثنتی عشرۃ سنۃ وقیل العبرۃ بطاقتہ وھو الاشبہ وقال ابو حنیفۃ لا علم لی بوقتہ الخ۔ اس عبارت کا حاصل یہ ہے کہ ختنہ کرانا سنت ہے اور وہ شعار اسلام میں سے ہے بے عذر قوی ترک اس کا درست نہیں ہے اور ایسا بوڑھا جس میں طاقت ختنہ کی نہیں ہے عذر اس کا ظاہر ہے اور وقت اس کا معین نہیں ہے الخ یعنی قبل بلوغ جب چاہے ختنہ کرا دے الخ پس صورت مسئولہ میں ترک ختنہ جائز نہیں ہے۔ لیکن تاخیر بلوغ تک درست ہے اچھی موسم میں اور جب کہ وہ لڑکا متحمل اسکا ہو سکے بہ شیار شخص سے ختنہ کرائی جاویں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

مرض موت میں مہر معاف کرنا معتبر نہیں اور تمادی کی وجہ سے شرعاً حق ساقط نہیں ہوتا

سوال ۱۲۲۸ ـ زید نے اپنی منکوحہ سے مرض الموت میں درحالیکہ اس کے بطن سے کم سن اولاد بھی زندہ موجود ہے مہر معاف کرائے، بعد زید نے نکاح ثانی کیا چنانچہ اس بیوی سے بھی کچھ اولاد ہوئی اور موجود ہے۔ اور اس کی وفات کے بعد موجودہ بیوی نے زید کی جائداد سے اپنے مہر اور حصہ وراثت اور اپنی اولاد کے حصہ وراثت حاصل کئے اور زید کی پہلی اولاد کو ان کی والدہ کے دین مہر سے بوجہ علت تمادی کے لادعویٰ کر دیا۔ اور جائداد زید پر اپنا قبضہ جما کر حصہ وراثت سے بھی محروم گردانا ہے۔ ایا شرعاً پہلی بیوی کی اولاد زید کی جائداد سے اپنی والدہ کا دین مہر اور حصہ وراثت حاصل کر سکتی ہے یا نہیں اور کیا معاف کرانے سے دین مہر ساقط ہو جاتا ہے اور کیا تمادی اسقاط حقوق میں شرعاً معتبر ہے اور مؤثر ہے یا نہ؟

الجواب ـ حالت مرض الموت میں مہر معاف کرنا شوہر کو معتبر نہیں ہے۔ اس متوفیہ کی اولاد اپنا حصہ میراث کا اور مہر کا شرعاً پانے کی مستحق ہیں، زوجہ ثانیہ کا قبضہ تمام جائداد پر کہ شوہری ہے شرعاً باطل ہے پہلی زوجہ کی ورثاء کا اس میں حق ہے اور تمادی شرعاً کوئی چیز نہیں ہے۔ کتب فقہ میں ہے ان الحق لا یسقط بتقادم الزمان شامی۔ وفی الدر المختار

---

[1] صرح بہ فی آخر باب المصرف من الدر المختار ان المعتبر فی الزکوٰۃ مکان المال وفی صدقۃ الفطر مکان من یکف علیہ آ ۵ ۱۲ محمد شفیع عفی عنہ

اعتاقہ ومحاباتہ الخ کل ذلک حکمہ کحکم وصیۃ الخ وفیہ ایضاً لا وصیۃ لوارث۔ فقط

بڑے بھائی کا حق مثل والد کے ہے

سوال ۱۲۲۹۔ بڑے بھائی کا چھوٹے بھائیوں پر شرعاً کچھ حق ہے یا نہیں۔ اور حق استاد کا شاگرد پر کسی دلیل سے ثابت ہے یا نہیں۔ مثلاً عمر چھوٹے بھائی نے زید بڑے بھائی سے کتب صرف ونحو وکتب فارسی تعلیم پاکر بعدہ زید سے علم میں فائق ہوگیا۔ اب عمر اپنے بڑے بھائی زید کو جو اس کا استاد بھی ہے، عام لوگوں کے روبرو گالیاں دے، اور زد وکوب سے بے عزت کرے اس صورت میں متمرد وعاق ہے یا نہیں اور امامت اس کی کیا حکم رکھتی ہے۔؟

الجواب۔ حدیث شریف میں ہے حق کبیر الاخوۃ علی صغیرھم حق الوالد علی ولدہ رواہ البیھقی اور شامی میں ہے وفی المنح عن البزازیۃ وقال الزندویسی حق العالم علی الجاھل وحق الاستاذ علی التلمیذ واحد علی السواء وھو ان لا یفتح الکلام قبلہ ولا یجلس مکانہ وان غاب لا یرد علیہ کلامہ ولا تقدم علیہ فی مشیہ الخ وعن عبد اللہ بن عمرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یدخل الجنۃ منان ولا عاق ولا مدمن خمر۔ رواہ النسائی والدارمی وفی اللمعات ویدخل قاطع الرحم فی العاق فان العقوق قد یطلق فی الاقربین من غیر الابوین کما ذکرہ الطیبی اولی الالباب الخ۔ حدیث اول سے بڑے بھائی کا حق چھوٹے بھائی پر مثل والد کے حق کے اور روایت شامی سے استاذ کا حق تلمیذ پر ثابت ہوا اور دوسری حدیث کی شرح میں صاحب لمعات کے قول سے معلوم ہوا کہ عقوق سوائے والدین کے دیگر اقرباء سے قطع رحم میں بھی مستعمل ہوتا ہے پس حاصل یہ ہوا کہ عمر اس صورت میں بیشک قاطع رحم وعاق ہے، وفاسق ہے اور فاسق کے پیچھے فقہاء نے نماز کو مکروہ تحریمی لکھا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ایک منتر کی صورت میں شوہر سے نامعلوم المعنی الفاظ طلاق کہلوانے کا حکم

سوال ۱۲۳۰۔ زید اور اس کی زوجہ کے درمیان بوجہ شرارت اولیائے زوجہ کچھ بد معاملگی تھی۔ لہٰذا زید اپنی زوجہ کو بدستور گھر میں لانے سے مجبور تھا۔ اس اثنا میں بکر نے زید کو منتر ذیل سکھلایا۔ اور کہا کہ تم اس کو ایک خاص کوٹھڑی میں سوتے وقت اپنی زوجہ کی صورت خیال کرکے سات رات برابر پڑھو۔ انشاء اللہ تمہاری زوجہ بلا اذن اولیاء خود آجائے گی۔ منتر مذکور یہ ہے۔ آلو کورو آلو کورو آلو بارحمان جاگہ جاگہ کرے ساتھ بیری کے میرے شیطان شولے دن سوئے جاجاگے (زوجہ کا نام لگتا نہیں۔ لاگے تو تیرے پی ہیں جی سے تین طلاق تین طلاق اس صورت میں یہ وہم ہوتا ہے کہ زوجہ پر طلاق تو واقع نہیں ہوئی۔ حالانکہ اس عبارت کے پڑھنے سے ایقاع طلاق منظور نہ تھا۔؟

الجواب۔ یہ ظاہر ہے کہ بدون معلوم ہوتے معنی عبارت مذکورہ کے کچھ حکم قطعاً نہیں ہوسکتا لیکن جو کچھ گمان غالب صورت مسئولہ میں ہوتا ہے وہ یہی ہے کہ طلاق واقع نہیں ہوئی کیونکہ شوہر محض ایک عبارت معلّمہ کی نقل کررہا ہے بغرض عمل نہ بغرض ایقاع وانشاء طلاق بس تو ہم کو دور کریں۔ اور جبکہ شوہر نے اس عبارت کو بغرض ایقاع طلاق نہیں پڑھا تو وہ اطمینان کرلے کہ طلاق واقع نہیں ہوئی اور عبارات کتب فقہ جو آپ نے نقل فرمائی ہیں، اور دیگر اس قسم کی عبارات اس پر شاہد ہیں لہٰذا وہم کو دفع کریں اور یہ فیصلہ فقہاء کا بھی پیش نظر رکھیں کہ شک سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

نمازوں کا کفارہ مریض کی زندگی میں دینا درست نہیں بعد وفات دینا چاہیے

سوال ۱۲۳۱۔ ایک شخص مریض ہے اس کی نمازیں قضاء ہوئی ہیں امید صحت کم ہے۔ کفارہ نماز حیات میں دیا جائے یا بعد وفات۔ در کفارہ نماز کیا ہے اور کفارہ نمازیں اناج دینا افضل ہے یا نقد یا کتب دینیہ خرید کر مدرسہ اسلامیہ میں داخل کردی جاویں۔؟

الجواب۔ کفارہ نمازوں کا بعد وفات دینا چاہیے۔ زندگی میں کفارہ نمازوں کا حکم نہیں ہے اور کفارہ ایک نماز کا وزن انگریزی سے پونے دو سیر گندم ہیں دن رات میں چھ نمازیں لینی چاہئیں یعنی مع وتر کے پس ایک دن کی نمازوں کا کفارہ ساڑھے دس سیر گندم ہوئے۔ اختیار ہے خواہ گندم دیوے یا نقد۔ نقد بہتر ہے کہ اس میں سب حوائج پوری ہوسکتی ہیں۔ اور اگر کتب دینیہ خرید کر دینا چاہیں تو یہ بھی درست ہے لیکن پھر یہ ضروری ہوگا کہ وہ کتب طلبہ کو تقسیم کردی جاویں اور ان کی ملک کردی جاویں۔ مدارس میں جس طرح کتب وقف رہتی ہیں اس طریق سے جائز نہیں ہے۔ اس میں کفارہ ادا نہ ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

شطرنج کھیلنے کا حکم

سوال ۱۲۳۲۔ اگر امام مسجد تاش کھیلنے والوں کے پاس بیٹھا رہے یا طریقہ کھیلنے کا بتاتا ہے تو کیا حکم ہے اور امامت اس کی کیسی ہے۔؟

الجواب۔ درمختار میں ہے وکرہ تحریما اللعب بالنرد وکذا الشطرنج الخ پس جب کہ شطرنج سے کھیلنا حرام ہوا تو اس کی تعلیم دینا اور بتلانا ظاہر ہے کہ حرام ہے، اور کھیلنے والوں کے پاس بیٹھنا اور دیکھنا بھی حرام ہے۔ پس امامت اس کی مکروہ ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ مفتی

امداد المفتین

حصہ ششم

بقیہ از رجسٹر ۱۳۵۰ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

طالب علم کے والدین ترکِ تعلیم پر مجبور کریں تو اُن کی اطاعت واجب نہیں

سوال ۷۴۷ - زید تعلیم دین حاصل کر رہا ہے اُس کے والدین اُس کو تعلیم سے منع کرتے ہیں۔ منع ہونے کی اہم ضرورت یوں ہے کہ اس کی منکوحہ تقریباً تین سال سے بالغہ ہے۔ اب والدین اس کی شادی کرنے کے لئے تیار ہیں لیکن بایں شرط کہ تعلیم کو ترک کرے جب تک اپنی روزی کے لائق نہ ہو جائے۔ آیا اب زید کو بروئے شریعت کیا چاہیئے۔؟

الجواب - اس صورت میں بہتر اور اسلم طریقہ یہ ہے کہ والدین کو تکمیل علم دین کے لئے جس طرح ہو راضی کریوے اور اگر وہ اس بارہ میں والدین کا کہنا نہ مانے تو نافرمان نہ ہوگا۔ اور والدین کو لازم ہے کہ ابھی تکمیل علم دین کی وجہ سے اس کے نکاح کو ملتوی رکھیں۔ اگرچہ اس کی زوجہ بالغہ ہوگئی ہے شرح شرعۃ الاسلام فصل فی حقوق الوالدین میں ہے۔ ولا یغزکما الغزو او حج او طلب علم فی الخزانۃ انہ لو خرج بطلب العلم بغیر اذن والدیہ فلا باس بہ ولم یکن ذلک عقوقا الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ محمد شفیع غفرلہٗ۔

ہلتے ہوئے دانت کو سونے یا چاندی سے بندھوانا جائز ہے

سوال ۷۴۸ - جب کہ سونا شریعت میں قطعی حرام ہے۔ پس حدیث شریف ما جاء فی ربط الاسنان بالذہب سنن ابوداؤد میں کس طرح آئی۔ اور شریعت نے سونے کے دانت بنوانے کا کس وقت پر حکم دیا ہے۔ اور کیا ایسے شخص کی امامت جائز ہے یا نہیں۔ بدلائل احادیث و قرآن مطلع فرمایا جاوے۔؟ **الجواب** - اگر کسی شخص کا دانت ہلنے لگے تو اس کو سونے یا چاندی کے تار سے باندھنا جائز ہے اور یہی مطلب حدیث سنن ابوداؤد کا ہے جیسا کہ فتاوی قاضی خان میں ہے۔ اذا تحرکت ثنیۃ الرجل الی ان قال فشدھا بذھب او فضۃ لا باس بہ ولیس ھذا کالحلی الخ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

بیٹا اگر باپ کے ساتھ تجارت وغیرہ کا کام کرتا ہو اور کھانا پینا ایک جگہ ہو تو یہ کل مال والد کا ہے

سوال ۷۴۹ - زید بکر سگے بھائی اور دو سگی بہنیں یعنی چار بہن بھائی ہیں جب یہ لوگ نابالغ و نابالغہ تھے والد کا انتقال ہوا والدہ نے ان لوگوں کی پرورش والد مرحوم کے متروکہ مختصر سی جائداد کی آمدنی سے کی۔ زید جو چاروں میں بڑا ہے سن شعور کو پہنچا تو متفرق کام کاج کر کے کنبہ کی پرورش و پرداخت میں اعانت کرتا رہا یہاں تک سبھوں کی بلوغیت کو پندرہ برس بھی زیادہ زمانہ تجاوز کر گیا۔ اور ان ایام میں والدہ حیات رہیں کھانا پینا رہنا سہنا سبھوں کا ایک ساتھ رہا جس کی کفالت زید کے ذمہ رہی والد مرحوم کے متروکہ جائداد کی مختصر آمدنی جو کہ پورے خانہ داری کے اخراجات کا مشکل سے آٹھواں حصہ ہوتا ہوگا جمع مشترک ہی رہ کر والدہ کے اختیار سے خانہ داری کے تصرف میں لگتا گیا۔ زید یا بکر کسی نے اپنے اختیار میں لاکر تصرف نہیں کیا۔ بلکہ صرف زید بقیہ اخراجات کا ساتواں حصہ کما کر پورا کرتا رہا۔ فی الحال والدہ کا بھی انتقال ہو گیا۔؟

اب زید و بکر میں مناقشہ اس امر پر ہے کہ حصہ بقرہ کیا جاوے۔ والد مرحوم کے متروکہ میں تو کلام ہی نہیں کہ حسب فرائض سب پر منقسم ہوگا۔ مگر جو بات جھگڑا طلب ہے وہ یہ ہے کہ زید مختصر سا کاروبار اپنے نام سے کرتا ہے جس کو عرصہ بارہ تیرہ سال کا ہوا اس میں جو پونجی شروع شروع میں پاس وقت تک لگائی گئی ہے وہ پونجی زید کو نہ کسی بہن بھائی نے دیا ہے (جزو یا کل کوئی حصہ) نہ ان کی اعانت و وسیلہ سے حاصل کیا گیا ہے۔ اور نہ والد مرحوم کے متروکہ جائداد کے ذریعہ سے کسی عنوان پر حاصل کر کے زید نے کاروبار کیا ہے حتیٰ کہ اس کاروبار میں برادری والوں سے یا کوئی برادری والوں کی دور کا ملاقات باپ کے لگاؤ والوں سے بھی مدد امداد حاصل کئے بغیر زید نے محض اپنی ذاتی رسوخ و تدبیر پر محض غیر شخص سے کہ جس سے کوئی دور کا بھی واسطہ یا بلاواسطہ سرو کار نہیں۔ خدمت انجام دے کر اس سے

امداد حاصل کرکے اور کچھ زید نے اپنی کمائی کا پس انداز ملاکر کاروبار جاری کیا۔ البتہ بارہ تیرہ سال کے عرصہ میں کبھی کبھی کسی وقت صرف بکر ذاتی طور پر کاروبار مذکور میں حاضر باش رہا وہ بھی زید کے مجبور کرنے پر کیونکہ متعلقین زید و بکر اس وقت تک شریک طعام بوجوہات وادہ تھے۔ اور پورے گھر بھر کی کفالت شادی غمی مرنا جینا سب کچھ کاروبار زید پر تھا۔ بکر کی کل متفرق حاضری کو جوڑ کر اکٹھا کیا جائے تو شاید بارہ تیرہ سال کے عرصہ میں مشکل سے بیس پچیس مہینے پورے ہوں۔ کاروبار مذکور زید بلا امداد کسی کے بذریعہ ملازمین انجام دیتا رہا کوئی کچھ بتا نہیں سکتا کہ زید نے اتنے عرصہ میں کیا نفع نقصان کاروبار مذکور میں کیا۔ یا کس کے ذمہ کتنا لینا دینا متعلق کاروبار ہے یا کس کس کا بقایا متعلق کاروبار زید نے لیا ہے اس کو کوئی شریک طعام نہیں جانتا ہے اب بصورت نقصان زید کا مطالبہ بکر وغیرہ پر ہو تو وہ مطالبہ جائز ہو سکتا ہے یا نہیں۔ ہاں ایک بات قابل ذکر ہے وہ یہ کہ کاروبار مذکور کے متعلق نفع و نقصان کا کوئی وعدہ وعید تحریری یا تقریری مابین زید و بکر وغیرہ کبھی کچھ نہیں ہوا۔ امید ہے کہ جواب سے مطلع فرمائیں۔؟

الجواب۔ اس صورت میں حسب بیان سائل کل سامان تجارت زید کی ملک ہے اور بکر نے جو کچھ کاروبار کیا وہ بطور اعانت ہے اور چونکہ زید نے بکر کی عیال اور پرورش میں رہ کر زید کی اعانت کاروبار تجارت میں کی ہے اس لئے سامان تجارت یا نفع وغیرہ میں کچھ حصہ بکر کا شرعًا نہیں ہے کما قال الشامی فی الشرکۃ الفاسدۃ توھذا فی غیر الابن مع ابیہ لما فی القنیۃ الاب وابنہ یکتسبان فی صنعۃ واحدۃ ولم یکن لھما شیئ فالکسب کلہ للاب ان کان الابن فی عیالہ الخ بنا برعلیہ نفع نقصان جو کچھ ہو زید کا ہو گا بکر کو کچھ تعلق نفع و نقصان سے نہ ہو گا فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ مسعود احمد عفا عنہ۔

ڈاڑھی منڈانے یا کٹوانے والے کے پیچھے نماز درست نہیں

سوال ۴۵۰۔ ایک شخص اپنے کو حافظ و قاری اور فاضل الٰہ آباد اور ڈاڑھی فریج قریب صفایا کراتا ہے اور روزانہ تاش کھیلتا اور کھلاتا ہے اور اعتراض کرنے پر تاش کھیلنے کو جائز و مباح بتاتا ہے اور امامت کرتا ہے۔ حالانکہ اس شخص سے زیادہ پابند شریعت و صوم و صلوٰۃ خواندہ حضرات موجود ہیں۔ کیا ایسے حافظ و نام کے قاری جو پابند شریعت غرضانہ ہو اور پورے طریق فرائض و سنن کے مسائل سے واقف نہ ہو۔ یا ہو اور دوسرے لوگ موجود ہوں تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا اور ایسے شخص کو زبردستی امام مسجد بنانا جائز ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ وہ شخص فاسق اور سخت گنہگار ہے اس کو امام بنانا ناجائز ہے۔ کیونکہ اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے اور وہ واجب الاہانت ہے اور امام بنانے میں اس کی تعظیم ہے۔ اس لئے اس کو امام بنانا جائز نہیں ہے۔ شامی باب الامامۃ صفحہ ۳۷۶ ج ۱ میں ہے واما الفاسق فقد عللوا کراھۃ تقدیمہ بانہ لا یھتم لامر دینہ وبان فی تقدیمہ للامامۃ تعظیمہ وقد وجب علیہم اھانتہ شرعًا الخ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

نذر کی کہ فلاں روز ہمیشہ روزہ رکھوں گا پھر عاجز ہو گیا تو ادا کرنا یا فدیہ کی وصیت کرنا واجب ہے

سوال ۴۵۱۔ عائشہ کے گاؤں میں ہیضہ کی شکایت ہوئی اور لوگ بکثرت مرنے لگے۔ جب عائشہ کی بھاوج کا انتقال ہو گیا تو عائشہ گھبرا گئی بے ساختہ اس کے منہ سے گھبراہٹ میں نکل گیا کہ اے خدا اگر ہمارے گھر کے سب لوگ اس وبا سے محفوظ رہے تو میں زندگی بھر جمعہ جمعرات کو روزہ رکھوں گی۔ چنانچہ اس کے گھر کے لوگ اس وبا سے محفوظ اور اچھے رہے۔ اب عائشہ کو روزہ رکھنا دشوار معلوم ہوتا ہے۔ لہٰذا دریافت کرنا چاہتی ہے کہ کیا زندگی بھر اس کو جمعرات جمعہ کو روزہ رکھنا ضروری ہے یا اس سے بچنے کی کوئی صورت ہے۔؟

الجواب۔ اس صورت میں مسماۃ عائشہ کو جمعرات اور جمعہ کا روزہ رکھنا لازم ہے۔ درمختار احکام النذر میں ہے ومن نذر نذرًا مطلقًا او معلقًا بشرط وکان من جنسہ واجب ای فرض الخ وھو عبادۃ مقصودۃ الی ان قال ووجد الشرط المعلق بہ لزم الناذر لحدیث من نذر وسمّی فعلیہ الوفاء بما سمّی کصوم وصلوٰۃ وصدقۃ الخ اور مجموعۃ الفتاوٰی میں بزازیہ کی

روایت نقل کی ہے اُس میں بھی مستحسن کا ایسے صیغہ میں وجوب نذر مصرح ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ مسعود احمد عفا اللہ عنہ۔
جواب صحیح ہے اور اگر فی الواقع عائشہ ان روزوں کے ادا سے معذور ہے تو وہ اس کے ذمہ لازم رہیں گے وہ اس کے ذمہ ضروری ہوگا کہ بعد موت اُس کا فدیہ ادا کرنے کی وصیت کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ محمد شفیع عفا اللہ عنہ۔

طلاق مغلظ کے گواہوں نے شہادت میں تاخیر کی تو مطلقاً فاسق نہیں بلکہ بعذر

سوال ۵۲۴ - زید نے اپنی دونوں منکوحہ زینب و کلثوم کو تقریباً دو برس پہلے ایک مرد اور تین عورتوں کی موجودگی میں ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ خطاب کر کے تکرار کے ساتھ مطلقاتِ ثلثہ کر دیا تھا۔ اس کے بعد اور بھی لوگوں سے اظہار کیا تھا کہ میں نے اپنی ہر دو بیبیوں کو مطلقات ثلثہ کر دیا ہے اور جب اس کے چچا نے کہا کہ تمہاری بیبیاں ایسی ہی رہیں گی تو جواب دیا تھا کہ نہیں میں نے تو ہر ایک کو مطلقات ثلثہ کر دیا ہے جب بھی اگر میرے گھر میں رہیں گی تو اپنے والد سے زنا کریں گی۔ یہ سارا واقعہ ایک کثیر التعداد لوگوں میں مشہور ہو گیا تھا۔ لیکن وہ شخص اپنی ان ہی مطلقہ ثلثہ دونوں عورتوں کو لیکر بغیر حلالہ اور نکاح کے زندگی بسر کر رہا ہے جب لوگ زید کے اس ارتکاب حرام پر مجبور ہو کر اس کی اصلاح کرنے کے لئے کوشش کو عمل میں لائے تو بعض مولوی صاحب کہتے ہیں کہ چونکہ سات آٹھ دن کے اندر اندر گواہوں نے شہادت نہ دی لہٰذا وہ سب گواہ قابلِ اعتبار نہ رہے اور فاسق ہو گئے ہیں اور زید کی بیبیاں مطلقات بھی نہیں ہوئیں۔
اب سوال یہ ہے کہ واقعی سات یا آٹھ دن کے اندر اندر گواہی نہ دینے سے گواہ فاسق ہو جاتے ہیں اور قابل اعتبار نہیں رہتے۔ واقعی زید کی بیبیاں مطلقات نہیں ہوئیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب - قال فی الاشباہ والنظائر من کتاب القضاء والشہادۃ۔ مصری ص۲۹۴ ج۱۔ شاہد الحسبۃ اذا اخر الشہادۃ بلا عذر یفسق ولا تقبل شہادتہ اھ ومثلہ فی الدر المختار والشامیۃ من الشہادۃ ثم قال الشامی وفی الظہیریۃ اذا شہد اثنان علی امرأۃ ان زوجہا طلقہا ثلاثا او علی عتق امۃ وقالا کان ذلک فی العام الماضی جازت شہادتہما وتاخیرہما لا یوہن شہادتہما قیل وینبغی ان یکون ذلک وہذا فی شہادتہما الا علی انہ یمسکہا امساک الازواج [illegible] انتہی شامی کتاب الشہادۃ ص۵۰۲ ج۴۔ وفی البحر عن القنیۃ اجاب المشائخ فی شہود شہدوا بالحرمۃ المغلظۃ بعد ما اخروا شہادتہم خمسۃ ایام من غیر عذر انہا لا تقبل ان کانوا عالمین بانہما یعیشان عیش الازواج ثم نقل عن العلاء الحمامی والخطیب الانماطی وکمال الائمۃ البیاعی شہد وا بعد سنۃ اشہر باقرار الزوج المطلقات الثلاث لا تقبل اذا کانوا عالمین بعیشہم عیش الازواج وکثیر من المشائخ اجابوا کذلک فی جنس ہذا البحر الرائق ص۶۳ ج۷ کتاب الشہادۃ) وقال فی الدر المختار ویجب اداؤہا بالطلب ولو حکما کما مر لکن وجوبہ بشروط سبعۃ مبسوطۃ فی البحر وغیرہ منہا عدالۃ القاضی وقرب مکانہ وعلمہ بقبولہ او بکونہ اسرع قبولا وطلب المدعی لو فی حق العبد الخ (از شامی ص۵۰۱ ج۴)۔ عبارت مذکورہ سے معلوم ہوا کہ شہادت جب واجب الادا ہو جائے تو پھر اس میں تاخیر کرنا موجب فسق ہے۔ لیکن اگر کسی عذر کی وجہ سے یا فقدان شرائط کی وجہ سے واجب ہی نہ ہو تو پھر تاخیر موجب فسق نہیں ہوتی اور صورت مندرجہ سوال میں شہود کے لئے عذر بھی ہیں اور فقدان شرائط بھی۔ لہٰذا اُن کی تاخیر موجب فسق و رد شہادت نہیں ہو سکتی۔ بلکہ اُن کی شہادت مقبول ہے۔ عذر تو یہ ہے کہ اس موقع پر چونکہ طلقات ثلثہ کی عام شہرت ہو چکی تھی شہود کو اس پر اطمینان ہو سکتا ہے کہ اس عام شہرت کے بعد یہ میاں بیوی کی طرح اب نہ رہیں گے۔ اس اطمینان کی وجہ سے انہوں نے فوراً شہادت دینا ضروری نہ سمجھا اور شرائط وجوب میں سے ایک بڑی شرط قاضی کا فقدان ہے کہ ہندوستان میں کوئی ایسا قاضی نہیں جو حقوق اللہ کے متعلق شہادت حسبہ کو سُنے اور فیصلہ کرے۔ اس لئے صورت مذکورہ میں شہود مذکورین

کے وقت ادائے شہادت واجب ہی نہیں تھا کہ اُن کو تاخیر سے فاسق کہا جاوے۔ اور اُن کی شہادت کو رَدّ کر دیا جائے۔ بناءً علیہ شہود مذکورہ کی شہادت شرعاً مقبول ہے پھر اگر یہ شاہد عادل وثقہ ہیں اور تمام شرائط مقبولیت شہادت کی ان میں موجود ہیں تو قضاءً بھی حرمت مغلظہ ثابت ہوگئی۔ اور اگر بالفرض یہ شہادت کسی وجہ سے مردود بھی ہو جاوے تو یہ لازم نہیں آتا کہ حرمت مغلظہ نہ ہو بلکہ اگر فی الواقع اس شخص نے تین طلاقیں دی ہیں تو خواہ کوئی گواہ ہو یا نہ ہو اور گواہی اس کی قابل قبول ہو یا نہ ہو ہر حال میں حرمت مغلظہ دیانۃً عند اللہ ثابت ہو جائے گی اور مرد وعورت دونوں پر فرض ہوگا کہ ایک دوسرے سے علیحدہ ہو جائیں۔ اگرچہ فیصلہ قانونی میں حرمت کا ثبوت نہ ہو سکے۔ فقط

واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ۔ الجواب صحیح بندہ اصغر حسین عفا اللہ عنہ۔

طلاق رجعی کی ایک صورت اور اُس کا حکم

سوال ۴۵۳۔ زید نے اپنی بیوی ہندہ کو غصہ میں اپنی ماں کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا اگر آئندہ تم نے ان سے کام کرایا تو تم پر طلاق ہے۔ تو یہ کیسی طلاق ہے اور کس وقت واقع ہوگی اور اس کی دفعیہ کی کوئی صورت ہو سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب۔ اس صورت میں اگر زید کی زوجہ ہندہ نے زید کی والدہ سے کوئی کام کرایا تو زید کی زوجہ پر ایک طلاق رجعی ہو جاوے گی عدت میں زید کو رجعت کرنا جائز ہے اور بعد عدت کے نکاح جدید بلا حلالہ کے جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ مسعود احمد عفا اللہ عنہ۔ الجواب صحیح بندہ محمد شفیع غفرلہ

نابالغہ کے نکاح کی ایک خاص صورت

سوال ۴۵۴۔ کوئی شخص اپنی ہمشیرہ کی جانب سے ایجاب دیویں وقت نابالغی ہیں جب کہ والد فوت ہو گیا ہے۔ اور بعد بالغ ہونے کے پھر اُسی بھائی نے دوسری جگہ ایجاب کر کے خود شادی دیدی۔ اس میں شرع محمدی کا کیا حکم ہے آیا نکاح ثانی درست ہے یا باطل ہے۔ اول شوہر ابتک نابالغ ہی ہے جس سے طلاق لی گئی آیا نابالغی میں طلاق دینی درست ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ صورت مذکورہ میں نابالغہ کا نکاح جو اُس کے حقیقی بھائی نے کیا ہے جائز اور صحیح ہو گیا لیکن لڑکی کو اختیار رہا کہ بالغ ہونے کے بعد اس نکاح کو فسخ کرادے۔ بشرطیکہ آثار بلوغ ظاہر ہوتے ہی بلا تاخیر اس نکاح سے انکار کر دے اور اس انکار پر لوگوں کو گواہ بنا کر عدالت میں مسلمان حاکم کے سامنے مقدمہ پیش کر کے حکم فسخ نکاح حاصل کرے۔ اب اگر لڑکی نے بوقت بلوغ ایسا کیا ہے تو نکاح سابق فسخ ہو گیا اگرچہ اس کا خاوند نابالغ ہو۔ اور اس صورت میں پھر جو دوبارہ نکاح اس کے بھائی نے بحالت بلوغ کیا ہے اگر یہ بالغہ لڑکی کی اجازت سے کیا ہے تو صحیح و نافذ ہو گیا۔ اور اگر بلا اجازت کیا ہے تو لڑکی کی اجازت پر موقوف رہا۔ اور اگر اس نے بوقت بلوغ اپنا نکاح بقاعدہ مذکو فسخ نہیں کرایا بلکہ نابالغ خاوند سے طلاق لی (جیسا کہ بظاہر سوال سے معلوم ہوتا ہے) تو شرعاً نابالغ کی طلاق کا کوئی اعتبار نہیں یہ نکاح سابق بدستور قائم ہے اور نکاح ثانی بالکل باطل۔ کذا فی الدر المختار والشامی من باب الولی و کتاب الطلاق۔ فقط

نابالغ خود ایجاب و قبول کرے تو معتبر ہے بشرطیکہ سن تمیز کو پہنچ گیا ہو

سوال ۴۵۵۔ ایک لڑکے کی عمر آٹھ سال اور لڑکی کی عمر سات سال کی۔ اُس وقت اُن دونوں کا نکاح کیا جاوے اور ایجاب و قبول لڑکا کرے اور وارثین لڑکی کی طرف سے قبول نہ کیا ہو تو اس صورت میں ان کا نکاح ہوا یا نہیں۔؟ (۲) لڑکا جب بالغ ہو گیا تو اس نے دوسری جگہ اپنا نکاح کر لیا اور سات سالہ لڑکی سے جو نکاح کیا تھا اس کی رخصتی بھی نہیں ہوئی۔ اب لڑکی بالغ ہو کر منع کرتی ہے کہ میں اس شوہر کے یہاں نہیں جاتی ہوں۔ آیا اس کا نکاح فسخ ہو سکتا ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ اگر نابالغ لڑکے نے ایجاب اپنے ولی کی اجازت سے کیا تھا اور لڑکی نے خود با جازت اولیاء قبول کر لیا تھا۔ تو اگرچہ لڑکی کے اولیاء نے خود قبول نہ کیا تب بھی نکاح صحیح ہو گیا۔ کیونکہ سات سالہ لڑکی کی عمر تمیز کو پہنچ جاتی ہے اور بچہ کے معاملات اور تمام عقود کا یہی حکم ہے کہ اگر وہ صبی ممیز ہے تو منعقد ہو کر اجازت ولی پر موقوف رہتے ہیں اور اگر ممیز نہیں تو اوّل ہی سے منعقد نہیں ہوتے کذا فی الاشباہ والشامی اور در صورت صحت نکاح بھی لڑکی کو شرعاً اختیار ہے کہ وہ بالغ ہوتے ہی اپنے نکاح کو فسخ کرائے بشرطیکہ آثار بلوغ ظاہر ہوتے ہی اس نکاح سے انکار کر دے اور پھر لوگوں کو اس انکار کا گواہ بنا کر مسلمان حاکم سے نکاح فسخ کرائے۔ کذا فی الدر المختار والہدایہ

فلاں غلہ میعادی قرض پر اس شرط سے دیتے ہیں کہ تم فلاں قسم کا عمدہ غلہ ہمیں فلاں نرخ سے دیدو تو یہ بیع فاسد ہے۔ اور اگر وقت عقد میں یہ شرط نہ لگائی تھی بلکہ بیع تو عام دستور کے موافق میعادی قرضہ کے طور پر کامل ہو چکی اس کے بعد مشتری نے اپنی خوشی سے گراں قسم کا غلہ اس کو ارزاں دیدیا تو یہ جائز ہے۔ وہذا ظاہر مما سردہ فی العالمگیریہ فی البیع بالشرط۔ (۳) اس کا بھی وہی حکم ہے جو نمبر دوم میں مذکور ہے کہ شرط بوقت عقد کرنے کی صورت میں ناجائز ورنہ جائز ہے۔ (۴) اس کا بھی وہی حکم ہے جو نمبر اول میں گذرا کہ عقد کے وقت اگر یوں کہے کہ اگر تم اُدھار لوگے تو اس نرخ سے ملے گا تو ناجائز ورنہ جائز ہے۔ (۵) بیع فاسد ہے جس کا حکم یہ ہے کہ طرفین کے ذمہ شرعاً اس کا فسخ کرنا ضروری ہے۔ لیکن اگر فسخ نہ کریں تو ملک ہو جاتی ہے اور دوسرے خریدنے والوں کو ان سے لینا جائز ہو جاتا ہے۔ کذا فی عامۃ کتب الفقہ (۶) رہن کی آمدنی اگرچہ مالک کی اجازت سے ہو مرتہن کے لئے ناجائز ہے اور سود کے حکم میں ہے۔ کل قرض جر نفعاً فہو ربوٰ۔ علامہ شامی نے بحث کے بعد اسی پر فتویٰ دیا ہے اور اسی کو اختیار فرمایا ہے۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم کتبہ بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ ۱۲ رجب ۵۰ھ

بارش کے لئے گائے وغیرہ ذبح کرنے کا حکم

سوال ۴۵۸۔ عوام الناس طلب باراں یا کسی دوسری حاجت کے لئے شہر سے دور نکل کر کسی اولیاء کرام کی قبروں کے پاس گائے وغیرہ ذبح کرتے ہیں پس یہ فعل جائز ہے یا نہیں۔ اور مذبوحہ حلال ہے یا نہیں جیسا حکم ہو معتبر دلائل سے تحریر کیا جائے۔ شاہ عبد العزیز صاحب دہلویؒ کا عقیدت کی طرف اس مسئلہ میں رجوع ثابت ہے یا نہیں؟ **الجواب**۔ جائز نہیں بلکہ ایسا کرنا گناہ اور زیادہ موجب غضب الٰہی ہے چند وجہ سے اول تو بارش نہ ہونے کے لئے شریعت نے نماز اور دعاء کی تعلیم فرمائی ہے۔ قربانی کی نہیں تو اس کام کے لئے قربانی اگر کوئی کرے خالص اللہ ہی کے نام کی کرے اور کسی پیر فقیر کا اس میں دخل نہ ہو تب بھی بدعت اور ناجائز ہوگی دوسری وجہ عدم جواز کی یہ ہے کہ مزارات اولیاء کے پاس جاکر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ ان مزارات پر یہ گوشت چڑھاتے ہیں یا اُن کے نام پر ذبح کرینگے اور دونوں صورتیں حرام ہیں بقولہ تعالیٰ وما اھل لغیر اللہ بہ اور اگر کوئی خاص شخص ان رسوم کے متعلق یہ خیال عقیدہ بھی نہ رکھے جب دوسروں کا عقیدہ خراب ہونے کا خطرہ تو ضرور ہے اسلئے اس حرکت کو ترک کرنا ضروری ہے ان واہیات کاموں کو چھوڑ کر سیدھے مسلمانوں کی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کیوں نہ کیا جائے آپ نے کئی مرتبہ دعاء پر اکتفاء فرمایا اور ایک مرتبہ نماز استسقاء پڑھی۔ فقط۔

عورت کے مرتد ہونے سے نکاح فسخ نہیں ہوتا

سوال ۴۵۹۔ ایک عورت حیلہ سازی فسخ نکاح کرنے کے لئے تابع خواہشات نفسانی ہو کر بہر چہ عیسائیت لیتی ہے۔ تاکہ دوسرے کے ساتھ نکاح کرے حالانکہ زوج اول متدین شخص ہے۔ زمانہ حال پر توجہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمائیں کہ ازیں بعد نکاح اس کا بحال رہا یا فسخ ہو چکا ہے۔ بینوا بالکتاب توجروا عند اللہ فی الدنیا والآخرہ۔؟

الجواب۔ قال فی الہدایۃ اذا ارتد احد الزوجین وقعت الفرقۃ بغیر طلاق۔ قال العلامۃ ابن الہمام رح ھذا جواب ظاہر المذہب وبعض مشائخ بلخ وسمرقند افتوا فی ردتہا بعدم الفرقۃ حسماً لاحتیالہا علی الخلاص باکبر الکبائر وعامۃ مشائخ بخارا افتوا بالفرقۃ وجبرھا علی الاسلام وعلی النکاح مع زوجہا الاول لان الحسم بذلک یحصل ولکل قاض ان یجدد النکاح بینہما بمہر یسیر ولو بدینار رضیت ام لا وتعزر خمسۃ وسبعین ولا تسترق المرتدۃ مادامت فی دار الاسلام فی ظاہر الروایۃ وفی روایۃ النوادر عن ابی حنیفۃؒ تسترق انتہی (فتح القدیر نکاح اہل الشرک صفحہ ۲۹ ج ۳ مصری) وقال فی البحر من نکاح الکافر بعد نقل القولین لائمۃ البخاری وبلخ وتعقبہم فی جامع الفصولین بان جبر الحرۃ البالغۃ مناف للشرع ایضاً وھو مردود فان الجبر علی النکاح عہد فی الشرع فی الجملۃ للضرورت کما فی العبد والامۃ والحر الصغیر والصغیرۃ فجاز ارتکابہ فی غیرھم للضرورۃ (بحر ص ۲۲۲ ج ۳)
(۲) وفی الفتاویٰ قاضی خان منکوحۃ ارتدت والعیاذ باللہ تعالیٰ حکی عن ابی النصر وابی القاسم الصفار

انهما لا يقع الفرقة بينهما حتى تصل الى مقصودها ان كان مقصودها الفرقة وفي روايات الظاهر يقع
الفرقة وتجبر المرأة حتى تسلم وتجدد النكاح سداً لهذا الباب عليها (فتاوى قاضي خان فصل في الفرقة
بين الزوجين ص۲۲۲ ج ۲ - مصطفائی) (۳) واجرت كلمة الكفر على لسانها مغايظة لزوجها او اخراجاً
لنفسها عن حبالته او لاستيجاب المهر عليه بنكاح مستانف تحرم على زوجها فتجبر على الاسلام و
لكل قاض ان يجدد النكاح بادنى شيء ولو بدينار سخطت او رضيت. وليس لها ان تتزوج الا بزوجها قال
الهندواني اخذ بهذا. قال قال ابو الليث وبه نأخذ كذا في التمرتاشي انتهى. (عالمگیری الباب العاشر فی نکاح
الكفار ج۲ ص۳) (۴) وفي الدر المختار وتجبر على الاسلام وعلى تجديد النكاح زجراً لها بمهر يسير كدينار وعليه
الفتوى ولوالجية. وافتى مشائخ بلخ بعدم الفرقة بردتها زجراً وتيسيراً لا سيما التي تقع في المكفر ثم تنكر قال
في النهر والافتاء بهذا اولى من الافتاء بما في النوادر لكن قال المصنف ومن تصفح احوال نساء زماننا
وما يقع منهن من موجبات الردة مكرراً في كل يوم لم يتوقف في الافتاء برواية النوادر قلت وقد بسطت
في القنية والمجتبى والفتح والبحر - وحاصلها انها بالردة تسترق وتكون فيئاً للمسلمين عند ابي حنيفة رح
ويشتريها الزوج من الامام او يصرفها اليه لو مصرفاً - وفي الشامي وعبارة النهر لا يخفى ان الافتاء بما اختاره
بعض ائمة بلخ اولى من الافتاء بما في النوادر ولقد شاهدنا من المشاق في تجديدها فضلاً عن جبرها
بالضرب ونحوه ما لا يعد ولا يحد (الى) ومن قواعد المشقة تجلب التيسير والله الميسر لكل عسير اه قلت المشقة
في التجديد لا يقتضي ان لا يكون قول ائمة بلخ اولى مما في النوادر بل اولى مما مر ان عليه الفتوى وهو
قول البخاريين الخ (شامی نکاح الکافر ص[illegible] ج ۲) - (۵) وفي قنية الفتاوى تحرم المعينة وتجبر على الاسلام
برمز النوازل والواقعات للناطفي - وفيها وبعض مشائخ بلخ ابو القاسم الصفار و سمعيل الزاهد من ائمة
بخارى وبعض ائمة سمرقند كانوا يفتون بعدم الفرقة بردتها حسماً لباب معصيتها وفي الجامع الصغير لابن
شاذان وابراهيم الرستغفني يفتيان بانها لا تبين (برمز شرح الصباغي) وفيها المرتدة متى في دار الاسلام فانها
لا تسترق في ظاهر الرواية وفي النوادر عن ابي حنيفة انها تسترق برمز مجد الائمة الترجماني ثم قال
ولو كان الزوج عالماً يستولى عليها بعد الردة فتكون فيئاً للمسلمين عند ابي حنيفة ثم يشتريها من الامام او يصرفها
اليه ان كان مصرفاً فلو افتى مفت بهذه الرواية حسماً لهذا الامر لا بأس به - قلت وفي زماننا بعد فتنة
التتر العامة صارت هذه الولايات التي غلبوا عليها واجروا احكامهم فيها كخوارزم وما وراء النهر وخراسان و
نحوها صارت دار الحرب في الظاهر فلو استولى عليها الزوج بعد الردة يملكها لا يحتاج الى شرائها من الامام
فتبقى في يده بحكم الرق حسماً لكيد الجهلة ومكر المكرة على ما اشار اليه في السير الكبير (قنية الفتاوى ص

باب نکاح الکافر)۔ قال الشامی بعد نقل ھذہ العبارۃ من قنیہ فقولہ یملکھا مبنی علی ظاہر الروایۃ من انھا لا تسترق مادامت فی دار الاسلام ولا حاجۃ الی الافتاء بروایۃ النوادر لما ذکر من صیرورتہا دھو دار حرب فی زماننا فیملکہا بمجرد الاستیلاء علیہا لانہا لیست فی دار الاسلام فافہم (شامی ص۳۰۲ ج ۲)۔ عبارات مذکورہ سے نکاح مرتد کے فسخ ہوجانے یا نہ ہونے کے متعلق چند امور حاصل ہوئے۔ (الف) عورت اگر مرتد ہوجائے اور مرد مسلمان ہو تو یہ نکاح اگرچہ فسخ ہوجائے گا۔ لیکن یہ عورت دوسرے شخص سے نکاح نہیں کرسکتی بلکہ شرعاً اس پر مجبور ہے کہ بعد تجدید اسلام اس خاوند سے تجدید نکاح کرے اور اس نکاح جدید میں مہر بھی بہت کم رکھا جائے۔ اور اس نکاح جدید میں عورت کی رضاء و عدم رضاء کا کچھ اعتبار نہیں بلکہ بلا رضاء بھی اس نکاح جدید بحکم قاضی صحیح ہوجائے گا۔ یہ مشائخ بخارا کا فتویٰ ہے اور یہی ظاہر الروایۃ ہے جو عامہ متون و شروح میں منقول ہے (ب) یہ نکاح تو فسخ ہوجائے گا لیکن خاوند کو حق ہے کہ اس عورت پر اپنا قبضہ بدستور قائم رکھے اور اگر کہیں چلی جائے تو گرفتار کرلائے۔ اور بلا تجدید نکاح اس سے صحبت وغیرہ حلال ہے (بحکم الرق) اور یہ صورت دار الاسلام میں تو باذن خلیفۂ وقت ہوسکتی ہے۔ اور وہ بھی بروایۃ نوادر لیکن دار الحرب میں اذان امام کی ضرورت نہیں اور نہ روایت نوادر پر فتویٰ دینے کی ضرورت بلکہ ظاہر الروایۃ کے اعتبار پر بھی یہ حکم ہوگا کہ یہ عورت اپنے خاوند کی مملوکہ ہوجائے گی۔ اور بلا تجدید نکاح اس سے صحبت وغیرہ حلال ہوگی۔ فقہا کی ایک جماعت کثیرہ نے اس قول پر فتویٰ دیا ہے۔ (ج) صورت مذکورہ میں نکاح ہی فسخ نہ ہوگا بلکہ نکاح اوّل بعینہٖ باقی رہے گا۔ ائمہ بلخ و سمرقند اور بعض ائمہ بخاری کا یہی فتویٰ ہے۔ اور عام کتب حنفیہ میں ہے کہ اگر کوئی مفتی اس فتوے پر حکم کرے تو جائز ہے۔ چنانچہ درمختار اور شامی اور نیز صاحب نہر الفائق نے اسی قول کو اختیار کیا ہے اور اسی پر شامی رہا ہے۔ مشائخ حنفیہ کے اقوال و فتاویٰ مذکورہ بالا اگرچہ باہم کسی قدر اس مسئلہ میں مختلف ہیں۔ لیکن اتنی بات پر سب کا اتفاق ہے کہ مرتد ہوجانے کے بعد عورت از روئے قانون شرعی آزاد اور خود مختار نہ رہے گی۔ کہ جس سے چاہے نکاح کرلے۔ بلکہ اسی خاوند کے قبضہ و تسلط میں رہے گی۔ اختلاف صرف اتنا ہے کہ نکاح سابق باقی رہیگا۔ یا نکاح جدید کرایا جائیگا۔ یا نکاحِ جدید کی ضرورت ہی نہیں۔ لیکن ہندوستان میں بحالاتِ موجودہ آخری دو صورتیں اختیار سے باہر اور ناممکن العمل ہیں۔ اس لئے پہلی صورت متعین ہوگئی جس کو ائمہ بلخ و سمرقند اور بعض ائمہ بخاری اور ابو القاسم صفار اور اسمٰعیل زاہد نے اختیار فرمایا ہے۔ اور جس پر درمختار و شامی اور بحر الرائق۔ اور نہر الفائق وغیرہ نے فتویٰ دیا ہے یعنی زوجہ کے ارتداد کی وجہ سے نکاح فسخ نہ ہوگا البتہ احوط و مستحسن یہ معلوم ہوتا ہے (واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم) کو تسلط و قبضہ کے بعد تجدید نکاح کرلیا جائے اور قبل تجدید نکاح صحبت سے احتراز کیا جائے تاکہ ظاہر الروایۃ کے اختلاف سے بھی نکل جائے۔ ھذا ما ظھرلی واللہ الموفق للصواب والملہم للصواب۔

(التنبیہ) زوجہ مرتدہ کا حکم شرعی تو وہ ہے جو اوپر معلوم ہوچکا لیکن اس حکم کے بیان و اشاعت کی ساتھ اس پر

بھی غور کرنا ضروری ہے کہ آجکل جو عورتوں میں ارتداد کا باعث عموماً یہ ہے کہ خاوند ان کے حقوق ادا نہیں کرتے اور ہندوستان میں چونکہ مدت سے محکمۂ قضاء شرعی نہیں اس لئے وہ حکومت کے ذریعہ سے بھی اپنے حقوق وصول نہیں کرسکتیں۔ اور مظالم کو رفع نہیں کرسکتیں۔ اور احکام شرعیہ سے بے خبر ہونے کی وجہ سے یہ سمجھتی ہیں کہ بحالت موجودہ (معاذ اللہ) اسلام میں ہماری حیات کی کوئی صورت نہیں، مجبور ہو کر محض جہالت کی بناء پر اس ہلاکت میں پڑتی ہیں جس سے تمام عمر کی نیکیاں اور تمام اعمال صالحہ حبط ہو جاتے ہیں اور پھر بھی ان کا مقصد یعنی خاوند سے علیحدگی حاصل نہیں ہوتا۔ اس لئے سخت ضرورت ہے کہ سب سے زیادہ ان احکام شرعیہ کی اشاعت کی کوشش کی جائے جن کے ذریعہ سے عورتیں اپنے حقوق کا تحفظ دارالحرب میں بھی باوجود محکمہ قضاء موجود نہ ہونے کے کرسکتی ہیں۔ تاکہ ان کو معلوم ہو جائے کہ ہندوستان میں بحالت موجودہ بھی اپنے سچے مذہب و ایمان پر قائم رہتے ہوئے عورتوں کے لئے تمام جائز حقوق حاصل کرنے کی صورتیں شریعت اسلامیہ میں موجود ہیں۔ کسی عورت کا خاوند گم ہو جائے یا موجود ہو اور مفلس نادار ہونے کی وجہ سے خرچ برداشت نہیں کرسکتا۔ یا کرسکتا ہے مگر اس کو نہیں دیتا یا عنین نامرد وغیرہ ہے کہ عورت کا حق معاشرت پورا نہیں کرسکتا۔ یا اسی قسم کے دوسرے معاملات جن سے حقوق نسواں میں ناقابل برداشت خلل پڑتا ہے ان سب صورتوں میں عورت کے لئے اس خاوند سے علیحدہ ہو جانے اور دوسرے نکاح کرنے کی صورتیں ہندوستان میں بحالت موجودہ بھی شریعت اسلامیہ میں موجود ہیں۔ جو حکیم الامۃ سیدی حضرت مولانا اشرف علی صاحب دامت برکاتہم نے رسالہ الحیلۃ الناجزۃ للحلیلۃ العاجزۃ میں بہت تحقیق اور مشاہیر علماء کے مشوروں کے بعد جمع فرمادی ہیں۔ ارتداد کی صورت علاوہ اس کے کہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے وبال و مصائب آخرت کا اختیار کرنا ہے۔ از روئے قانون شرعی اس کے مقصد کو بھی پورا نہیں کرسکتی۔ ہذا واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

اصاب المجیب العلام — الجواب صحیح

بندہ سید اصغر حسین عفا اللہ عنہ — محمد رسول خاں عفا عنہ

سوال ۴۲۰ — بیوی کو میکہ میں چھوڑنے کا الزام

میرے لڑکے کی سسرال والے میرے لڑکے سے سخت ناراض رہتے ہیں۔ انہوں نے ایک بہانہ سے چاہا کہ اپنی لڑکی کو اپنے یہاں بلا کر پھر جہیز میں بھیجدیں گے یہ خبر لڑکے کو کسی نے کر دی۔ لڑکی کے والدین اپنی لڑکی کو لینے کے واسطے آئے میرے لڑکے نے ان سے یہی جواب دیا کہ پہلے میرا قصور تم بتاؤ پھر میں تمہاری لڑکی کو بھیجوں گا۔ تو اس پر وہ بالکل لاجواب ہوئے۔ اور کہنے لگے کہ اگر ہم لڑکی کو نہ لے گئے تو ہماری ہتک ہوگی۔ وہ ہمارے گھر سے چلے گئے۔ اور باہر کھڑے ہوگئے میرے انتظار میں۔ میں بھی دس منٹ کے بعد باہر گیا تو انہوں نے مجھ سے بڑی منت کی کہ تم لڑکی کو ہماری ساتھ بھیجدو۔ اور اپنے لڑکے کو سمجھا دو تب میں نے اقرار کرلیا اور گھر میں گیا اور بہت لڑکے کی بیوی سے کہا کہ تم اپنے باپ کے گھر چلی جاؤ وہ کہنے لگی کہ میں ہرگز ہرگز نہیں جاؤں گی جبتک کہ اپنے خاوند کی اجازت نہ ہو۔ پھر میں نے اپنے لڑکے سے بھی کہا تب اس نے مجھ کو یہ جواب دیا میں نے اسکو منع

میں آکر مارا اور کہا کہ تو میرے خلاف کرتا ہے۔ میں نے زبردستی اپنے لڑکے کی بیوی مع اُس کے بچّے کے زبردستی گود میں دیکر اُس کے والد کی ساتھ کردی۔ اور میں پھر ملازمت پر چلا گیا۔ وہ میرے پیچھے اپنی سسرال میں بحالتِ غصّہ گیا۔ انھوں نے اُسکو آتا ہوا دیکھکر اپنی لڑکی کو مکان کے اندر مع بچّے کے بند کردیا۔ اور مکان کو مقفل کردیا جب میرا لڑکا پہنچا تو آپس میں پھر طعن زنی کی باتیں ہونے لگیں۔ یہانتک کہ میرے لڑکے نے کہا کہ اگر تم میری بیوی نہیں بھیجتے تو میرے باپ نے بھیجا ہے وہ آکر لیجاوے گا۔ میں چھوڑ چلا اُس پر طعنہ زنی کرتے کرتے لڑکی کی والدہ نے کہا کہ کیا تو چھوڑ چلا۔ اُس نے کہا ہاں۔ یہی بات اُس نے دو تین دفعہ کہی۔ اس کو اُس کے والدین تو طلاق بتاتے ہیں۔ کیونکہ یہ لفظ ایک عورت اور ایک مرد کے سامنے کہے تھے۔ کیا ایسے الفاظ سے طلاق واقع ہوئی ہے یا نہیں؟ (نوٹ) چھوڑ دینے سے مراد لڑکے کی یہ نہ تھی کہ میں طلاق دیتا ہوں۔ بلکہ یہ تھی کہ میرا باپ جس سے تو لایا ہے۔ وہ لیجاوے گا۔ میں چھوڑ چلا۔ لڑکی کا باپ غصّہ میں یہ کہتا رہا کہ تم بے فکر رہو۔ میرا رنج تمہاری بیوی اور لڑکے سے ہے اس کو سیدھا ہو جانے دو پھر بھیجوں گا۔ میرے لڑکے نے پھر دوبارہ غصّہ میں آکر اور لوگوں کے پاس باتوں باتوں میں آکر جواب دیدیا کہ جاؤ زور لگاؤ میں اسکو طلاق تصوّر کرتا ہوں۔ کیا ایسی باتیں کہنے سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ اس کو رنج ہے نہ کہ طلاق۔ میرے لڑکے اور بہو کو آپس میں بیحد محبّت ہے اور اس سے پہلے کبھی جھگڑا تک بھی نہیں ہوا۔ کیا ایسی صورت میں طلاق ہوتی ہے یا نہیں۔ توجروا بالدلیل۔ الجواب۔ لڑکے کے پہلے الفاظ (میرے باپ نے بھیجا ہے وہ آکر لیجائے گا میں چھوڑ چلا) یہ لفظ طلاق کے لئے صریح نہیں۔ بلکہ بیوی کو اُس کے میکہ میں چھوڑ دینے کو محتمل ہیں۔ بلکہ قرینہ حال و مقال سے یہی معنے راجح معلوم ہوتے ہیں۔ اس لئے اگر فی الواقع لڑکے نے ان لفظوں سے طلاق کی نیت نہ کی تھی تو طلاق ان الفاظ سے واقع نہیں ہوئی۔ لیکن بعد میں جو اُس نے یہ لفظ کہے کہ جاؤ زور لگاؤ میں اس کو طلاق تصوّر کرتا ہوں۔ ان لفظوں کے معنے ہمارے محاورے کے اعتبار سے یہی ہیں کہ وہ اپنے الفاظ سابقہ طلاق ہونے کا اس وقت اقرار کرتا ہے۔ اگرچہ نیت طلاق کی نہیں۔ لیکن جب کوئی شخص طلاق زوجہ کا اقرار بلفظ طلاق کے صاف کرے اگرچہ دل میں نیت نہ ہو۔ اور فی الواقع اقرار بھی جھوٹا ہو۔ تب بھی قضاءً طلاق پڑ جائے گی قال الشامی ولو اقر بالطلاق کاذبا او هازلا وقع قضاء لا دیانۃ (شامی کتاب الطلاق صـ۴۳۳ ج ۲)۔ اور دوسرے مواقع میں تصریح ہے کہ عورت کا حکم اس بارہ میں مثل قاضی کے ہے یعنی جو طلاق قضاءً واقع ہو جائے عورت اس پر عمل کرے گی اور اپنے کو مطلقہ سمجھے گی۔ پس صورت مذکورہ میں ایک طلاق رجعی واقع ہو گئی۔ عدت کے اندر اندر مرد کو رجعت کرنے کا اختیار ہے عدت گذرتے ہی عورت بائنہ ہو جائے گی۔ پھر بغیر نکاح جدید کرنے کے اُس کے نکاح میں نہ آسکے گی۔ البتہ نکاح جدید پھر بھی ہو سکے گا۔ حلالہ کی ضرورت نہ ہو گی۔ فقط۔

وصیت کا ثلث ترکہ میں محدود ہونا | سوال ۱۱۴۲ - ایک شخص کی کوئی اولاد نہیں ہے اور قریبی ہی رشتہ دار

تعدی کرنا حرام ہے۔ اسی طرح اشیاء مستعملہ میں جو چیزیں ایسی ہیں کہ ان میں ہر شخص کے استعمال کا اثر متفاوت ہے یعنی بعض کے استعمال سے خراب ہو جانے کا اندیشہ ہے اور بعض سے نہیں جیسے سواری کا جانور، تو ایسی مشترک چیزوں کا استعمال بھی جائز نہیں۔ البتہ جو اشیاء ایسی نہیں بلکہ سب کا استعمال اس میں تقریباً یکساں ہوتا ہے مثلاً مکان میں رہنا یا ایسے برتن وغیرہ کا استعمال کرنا جس کے استعمال کا اثر یکساں ہو۔ ان میں گنجائش ہے ہر شریک ان کو پورا پورا استعمال کرے یا اپنے حصہ کے برابر زائد۔ اصل حکم یہی ہے لیکن اس کی حدود کی حفاظت اور پھر آپس عدل کرنا چونکہ عادۃً مشکل ہے اسلئے اب یہی ضروری ہے کہ تقسیم کرکے ہر ایک کا حصہ ممتاز کر دیا جائے، اور ہر شخص اپنے حصہ کو استعمال کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ احقر محمد شفیع غفرلہ۔ از تھانہ بھون ۷ رمضان ۵۰ھ

بدل خلع ادا کرنا وقوع طلاق کیلئے شرط نہیں

سوال ۴۶۷۔ زید نے زوجہ سے خلع کر لیا۔ بمقابلہ دراہم کے اور زوجہ نے قبول کر لیا۔ آیا یہ خلع طلاق بائن ہے یا نہیں۔ آیا خلع کے طلاق ہونے میں ادائے زرِ خلع شرط ہے یا نہ؟

الجواب۔ یہ خلع صحیح ہو گیا اور عورت پر طلاق بائن واقع ہو گئی۔ اور بدل خلع عورت کے ذمہ واجب ہو گیا۔ لیکن طلاق کا وقوع زرِ خلع کے ادا کرنے پر موقوف نہیں بلکہ طلاق بالفعل واقع ہو گئی۔ قال فی الدر المختار وحکمہ ای الخلع ان الواقع بہ ولو بلا مال وبالطلاق الصریح علی مال طلاق بائن وثمرتہ فیما لو بطل البدل کما سیجیٔ (در مختار [illegible])

مجنون کی زوجہ تفریق کا حکم کس طرح حاصل کر سکتی ہے

سوال ۴۶۸۔ ایک شخص مجنون ہے یعنی دیوانہ۔ اس کی عورت نے عدالت میں مقدمہ دائر کیا ہے کہ مجھ کو عدالتی طور پر خلع دلا دی جاوے۔ حاکم وقت نے جس کے یہاں مقدمہ پیش ہے وہ حکم کرتا ہے کہ علماء دین سے دریافت کرو۔ لہٰذا عرض کرتا ہے کہ بندہ نے ترمذی اور مشکوٰۃ میں بھی اور نیز فقہ کی کتابوں میں بھی دیکھا ہے کہ حضرت عائشہؓ سے اور حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اٹھایا گیا قلم ان تین سے سونے والے سے جب تک نہ جاگے لڑکے سے جب تک نہ بالغ ہووے مجنون سے جب تک نہ ہوش آوے۔ روایت کیا اس کو احمد اور ابوداؤد اور نسائی نے اور ابن ماجہ نے۔ علماء دین سے سوال ہے کہ کیا مجنون کی عورت پر طلاق واقع ہو سکتی ہے اور مجنون کی طلاق پڑ سکتی ہے؟ **الجواب**۔ مجنون کی طلاق تو شرعاً معتبر نہیں۔ البتہ زوجۂ مجنون کے لئے شرعاً یہ صورت ہو سکتی ہے کہ کسی مسلمان حاکم کی عدالت میں مقدمہ پیش کرے اور حاکم مسلمان اس مجنون کو ایک سال کی مہلت علاج کرنے کیلئے دے، اگر سال بھر میں وہ تندرست ہو گیا تو نکاح فسخ نہ ہوگا۔ اور اگر سال بھر میں تندرست نہوا۔ تو عورت سال بھر کی مدت کے بعد اسی حاکم کی عدالت میں درخواست دیوے تو حاکم کو اختیار ہوگا کہ ان دونوں میں تفریق کا حکم کر دے (اور یہ تفریق شرعاً) قائم مقام طلاق کا سمجھا جائے گا۔ بشرطیکہ حاکم مسلمان ہو۔ اس حکم کی تاریخ سے تین حیض عدت کے گذار کر دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے یہ مذہب امام محمد کا ہے اور فتاویٰ عالمگیری نے کہا ہے [illegible] اسی پر فتویٰ دیا ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری آخر باب العنین)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

تقرر امام کا بانی مسجد کو اختیار ہے جب تک وہ خیانت نہ کرے۔

سوال ۶۶۹ - فقیر محمد نے صاحبزادہ محمد حسین کو ایک قطعہ زمین ہبہ کر دی کہ تم اس میں مسجد تعمیر کر دو جو سب اہل محلہ کے کام آئے صاحبزادہ محمد حسین نے مسجد تعمیر کرادی جس میں اہل محلہ نے بھی حسب توفیق امداد دی مگر انتظام تعمیر صاحبزادہ کے ہاتھ تھا۔ جب امامت کی نوبت آئی تو اہل محلہ اور صاحبزادہ صاحب کے درمیان نزاع شروع ہو گیا۔ صاحبزادہ کہتا ہے کہ امام کا نصب و عزل فقط میرا اختیار ہے کیونکہ میں متولی مسجد ہوں۔ قوم کہتی ہے کہ سب کے مشورہ سے ہونا چاہئے۔ صاحبزادہ کہتا ہے کہ میں لوگوں کا تصرف ہونے نہیں دیتا۔ کیونکہ وہ میرے مریدوں اور مہمانوں کو جو کثرت سے آتے ہیں۔ اور مسجد میں رہتے ہیں مسجد میں رہنے نہ دیں گے۔ لوگ کہتے ہیں اس ضرورت کے لئے ایک سرائے اور مہمان خانہ تجویز کر دو۔ مسجد میں ہم لوگ ایک عالم معین کریں گے۔ صاحبزادہ نے اپنی طرف سے اپنا لڑکا امام مقرر کیا جو قاری اور متون فقہی یعنی قدوری اور کنز الدقائق پڑھا ہوا ہے لوگ کہتے ہیں تمام اہل محلہ اس پر اکتفا نہیں کر سکتے اور ایک مستقل عالم کو نصب کرنا چاہتے ہیں جو مسجد کے لئے اصلح ہے۔ پس ایسی صورت میں قوم اہل محلہ کو امام نصب کرنے کا حق ہے یا نہیں۔؟ **الجواب** - عبارت سوال سے معلوم ہوا کہ اس مسجد کے بانی صاحبزادہ محمد حسین ہیں اور مذہب امام اعظم ابوحنیفہؒ کا یہ ہے کہ مسجد کی تولیت اور امامت کیلئے بانی مسجد بہ نسبت دوسرے اہل محلہ کے زیادہ حق دار ہیں۔ البتہ اگر بانی مسجد سے کوئی خیانت ثابت ہو جائے جیسا کہ سوال میں مذکور ہے تو پھر اہل محلہ کو چاہئے کہ ایسے شخص کو تولیت و امامت سے معزول کر کے کسی لائق کو امامت کیلئے مقرر کیا جائے۔ فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

چھوٹے گاؤں میں جمعہ درست نہیں

سوال ۶۷۰ - ایک مولوی صاحب واعظ اپنے وعظ میں بیان فرماتے ہیں کہ جمعہ فقط انہیں لوگوں پر فرض اور واجب ہے کہ جس جگہ جمعہ ہوتا ہے اور جس جگہ جمعہ نہیں ہوتا ہے نہ اذان جمعہ اُن لوگوں پر فرض نہ واجب جمعہ سوائے قصبوں شہروں کے جائز نہیں ہے۔ اور جو دیہات شہر سے دو تین میل کے فاصلہ پر ہیں وہاں جمعہ کی اذان کی آواز نہ آتی ہے جمعہ فرض نہیں ہے آیا یہ درست ہے یا نہیں۔؟

الجواب - مولوی صاحب واعظ نے صحیح فرمایا چھوٹے گاؤں والوں پر جمعہ فرض و واجب نہیں بلکہ صرف اُس جگہ کے باشندوں پر فرض ہے جہاں جمعہ ہو سکتا ہے۔ کذا فی عامۃ کتب الحنفیہ۔ فقط۔

[illegible] کی امامت میں نماز ہو جاتی ہے

سوال ۶۷۱ - ایک دو شخص یا چار شخص ہیں اور آپس میں دونوں یا چاروں شخص فاسق بدکار عیاش ہیں اور نماز روزہ کے بھی پابند ہیں اور عیاشی میں بھی مستعد ہیں۔ چاروں کی بات ہر ایک ایک کو معلوم ہے [illegible] نماز میں ایک شخص امام ہو جائے اور تینوں مقتدی ہو جائیں اور بعض [illegible] مقتدی [illegible] ہو جائے تو وہ نماز [illegible] ہے۔ اُس کو ان چاروں کے فعل کی کچھ خبر نہیں ہے

اُس نے بھی ان کے پیچھے نماز جماعت سے ادا کی تو اس کی نماز درست ہوئی یا نہیں ؟ **الجواب** - اِن چاروں کی نماز اس طرح بلاشبہ درست ہے اور اگر یہ لوگ مسجد محلہ کے امام کے پیچھے نماز پڑھیں اور زیادہ اچھا اور ثواب ہوگا اور جس شخص نے بے خبری میں ان لوگوں میں سے کسی کے پیچھے نماز پڑھ لی اُس کی نماز ہوگئی۔ فقط

امام سے مقتدی ناراض ہو تو نماز میں فرق نہیں آتا

سوال ۴۷۲ - اگر امام کے دل میں کسی ایک مقتدی کی طرف سے خیال فاسد ہو یا مقتدی کے دل میں امام کی طرف سے خیال باطل ہو تو ان صورتوں میں اس امام کے پیچھے نماز درست ہوئی یا نہیں فقط دلوں کا فرق ہے اور خلاف شرع کوئی بات نہیں ؟ **الجواب** - جبکہ خلاف شرع کوئی بات نہیں فقط دلوں میں خیالات فاسدہ پیدا ہونے سے نماز میں کچھ خلل نہیں آتا بلاشبہ جائز ہے۔ فقط

نکاح خوانی کی اُجرت لینا جائز ہے

سوال ۴۷۳ - اگر کسی حافظ یا میاں جی یا قاضی نے بوقت نکاح پڑھانے کے دولہا کو صرف کلمہ پڑھا کر ناکح کو بدون ایجاب و قبول کرائے نکاح خوانی طلب کرے اور کہے کہ اگر تم نکاح خوانی نہ دوگے تو میں نکاح پڑھوں ورنہ نہیں تو ایسا درست ہے یا نہیں ؟ **الجواب** - نکاح خوانی کا لینا جائز ہے لیکن نکاح پڑھنے والوں کو اس کا بھی اختیار ہے کہ اگر یہ انکار کرے تو کسی دوسرے سے بلا اُجرت نکاح پڑھوالیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عدت زبانی طلاق کے وقت سے شروع ہوگی

سوال ۴۷۴ - ایک عورت شادی شدہ اُس کے خاوند نے دوسری عورت کرلی ہے۔ پہلی عورت کو شرع کی رُو سے زبانی تین طلاق اپنے والد صاحب اور والدہ صاحبہ کے روبرو دے چکا اور کوئی کاغذ وغیرہ نہیں کیا۔ اور دوسری جگہ نکاح کرتا ہے تو تحریری طلاق نامہ پیش کرتا ہے جس کو چھ ماہ ہوگئے ہیں۔ اب اب عورت کو عدت طلاق جب سے کرنی چاہئے۔ جب سے تحریر پیش ہوئی۔ یا جب سے کہ زبانی طلاق دی مطلع فرمائیں ؟ **الجواب** اِس صورت میں اُس شخص کی زوجہ پر تین طلاق واقع ہوگئی۔ کیونکہ زبانی طلاق دینے سے طلاق واقع ہوجاتی ہے بعد چھ ماہ کے جو تحریری طلاق نامہ شوہر نے ثبوت اور اطمینان کیلئے لکھا ہے۔ اس وقت عدت گذارنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ ظاہر یہ ہے کہ جب عورت کو اب سے چھ ماہ پیشتر زبانی تین طلاق دے چکا ہے تو اُس عرصہ میں عورت کو تین حیض آچکے ہوں گے۔ لہٰذا عدت ختم ہوگئی۔ اب عدت لازم نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ احقر محمد شفیع عفی عنہ

نابالغ خاوند کا انتقال ہو جائے تو مہر اور میراث کا عورت کو حق ہے

سوال ۴۷۵ - زید نے اپنی لڑکی کا نکاح بکر کے لڑکے سے کردیا جو کہ ابھی دونوں نابالغ تھے۔ بعد کچھ مدت کے بکر کے لڑکے کا انتقال ہوگیا لیکن بالغ نہیں ہوئے تھے اس لئے بکارت بھی زائل نہیں ہوئی۔ اب زید کی لڑکی کے زیور کا مستحق کون ہوگا اور مہر کس کو مل سکتا ہے۔ اور بکر کی پہلی بیوی کا یہ لڑکا تھا اور اب بکر کی دوسری بیوی موجود ہے جس سے دو لڑکے موجود ہیں اور پہلی بیوی کا انتقال ہوگیا تو اب بیوی مرحومہ یا بیوی موجودہ کے مہر میں سے بھی کچھ حصہ زید کی لڑکی کو مل سکتا ہے یا نہیں اور لڑکی کا زیور اور مہر زید کو مل سکتا ہے۔ یا بکر کو مل سکتا ہے۔؟ **الجواب** - جو زیور لڑکی کا مملوکہ ہے اُسکی خود لڑکی ہی مالک ہے اور مہر بھی لڑکی

کا حق ہے وہ بھی لڑکی کو ملے گا۔ اور بکر کی کسی زوجہ کے مہر میں سے زید کی لڑکی کو کچھ حصہ نہیں ملے گا۔ کیونکہ زید کی لڑکی وارث بکر کی زوجات کی نہیں ہے اور زید کی لڑکی جبتک خود زندہ ہے اُس کے زیور اور مہر سے زید کو کچھ حصہ نہیں مل سکتا۔ اور بکر کسی حال وارث اپنے لڑکے کی زوجہ کا نہیں ہے۔ فقط کتبہ مسعود احمد عفا اللہ عنہ۔

عورت کو طلاق کا اختیار دیدیا تو کیا حکم ہے

سوال ۴۷۶۔ ایک شخص نے عند النکاح زوجہ کو یہ اقرار نامہ لکھدیا کہ میں نے جو فلانی عورت کو نکاح کیا تھا اُسکو پھر نہ لاؤں گا۔ یا تمہارا نان نفقہ کو ایک برس تک بند کردوں تو بعد گذرنے ایک برس کے جب تم چاہو گے۔ اُسوقت تین طلاق بائن ہوکر بعد انقضائی عدت دوسرا زوج اختیار کرسکوگی۔ زوج نے بالکل اس کے خلاف کیا۔ آیا اسکی عورت پر طلاق بائن واقع ہوگی عورت کو طلاق کا اختیار ہے یا نہیں۔؟ **الجواب** اس صورت میں اگر یہ اقرار نامہ دوسری زوجہ کے نکاح کے بعد لکھا گیا ہے تو عورت کو اپنے نفس کو تین طلاق دینے کا اختیار شرعاً حاصل ہے پس وہ اپنے نفس پر تین طلاق واقع کرے اور عدت تین حیض گذار کر عقد ثانی کرسکتی ہے درمختار میں ہے وتنحل الیمین بعد وجود الشرط مطلقاً الخ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ مسعود احمد عفا اللہ عنہ۔

عورت سے کہا میرا تیرا کوئی تعلق نہیں رہا تو وقوع طلاق نیت پر موقوف ہے!

سوال ۴۷۷۔ ہندہ کا نکاح شرعی زید کے ساتھ ہوا تین سال تک تعلقات زن و شوہری قائم رہے اور اس عرصہ میں ایک لڑکا بھی مسماۃ کے بطن سے پیدا ہوا۔ لیکن اس عرصۂ تین سال میں زید نے ہندہ کو طرح طرح کی تکلیفیں پہنچائیں اُسکو اپنے میکہ میں آنے سے روکدیا اور ہر قسم کے خورونوش اور مار پیٹ وغیرہ کرکے یہ کہدیا کہ تو میرے نکاح سے باہر ہوگئی۔ مجھ میں اور تجھ میں کوئی تعلق زن و شوہر کا باقی نہیں رہا۔ دو ماہ کا لڑکا شیر خوار کو جبراً مسماۃ سے علیحدہ کرلیا۔ اُس کے برادر حقیقی کے سپرد کردیا جس کو اُسوقت چھ سال کا زمانہ گذرا۔ اس عرصہ میں جو خطوط متعلق نان نفقہ کے زید کے پاس بھیجے گئے اُن کا تحریر جواب کچھ نہیں دیا۔ مگر چند اشخاص اہل قوم کے روبرو صاف لفظوں میں کہدیا کہ میں مسماۃ کو طلاق دے چکا ہوں۔ میرے اور اُس کے کوئی تعلق زن و شوہری کا باقی نہیں رہا۔ متعدد شخص اس معاملہ کے شاہد ہیں اور وقت ضرورت شہادت دے سکتے ہیں۔ دریافت حال یہ امر ہے کہ حالت موجودہ میں ہندہ زید کی زوجیت میں رہی یا نہیں۔ اور اسکو دوسری جگہ نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں۔؟ **الجواب** جس وقت شوہر نے اپنی زوجہ کو یہ الفاظ کہے تھے کہ تو میرے نکاح سے باہر ہوگئی الخ اگر اس وقت شوہر کی نیت طلاق کی تھی۔ جیساکہ سوال سے ظاہر ہے تو اسکی زوجہ پر اُسی وقت ایک طلاق بائن واقع ہوگئی تھی۔ اس کے بعد جو الفاظ صریح طلاق کے شوہر نے کہے ہیں اگر وہ عدت گذرنے کے بعد کہے ہیں تو اُن کا کہنا لغو ہوا اُن سے طلاق واقع نہیں ہوئی۔ بہر حال اب ہندہ زید کے نکاح سے خارج ہے اور دوسرا نکاح کفو میں کرسکتی ہے۔ فتاویٰ عالمگیری باب الکنایات میں ہے ولو قال لم یبق بینی وبینک نکاح او قال لم یبق بینی وبینک عمل یقع الطلاق اذا نوی (عالمگیری باب الکنایات ص ۳۵۲ و ص ۳۵۳ جلد اول مصری) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ مسعود احمد عفی عنہ

اگر خاوند مرزائی ہوگیا تو فوراً نکاح جاتا رہا

سوال ۴۷۸ - ایک مولوی صاحب نے اپنی لڑکی صغیرہ کا نکاح اپنے ایک رشتہ دار سے کردیا۔ کچھ عرصہ بعد زوج مرزائی ہوگیا، منکوحہ نے بعد بلوغت کے بعد عدالت میں فسخ نکاح کیلئے دعویٰ دائر کردیا ہے۔ آیا اس کا نکاح فسخ ہوگیا یا نہیں ؟ **الجواب** - ان عقائد کی وجہ سے زید کافر و مرتد ہوگیا اور نکاح اسکا مسماۃ ہندہ سے فسخ ہوگیا۔ خاوند کے مرتد ہوجانے سے فوراً بلا قضاء قاضی فسخ ہوجاتا ہے جیسا کہ درمختار باب نکاح الکافر میں ہے وارتداد احدھما فسخ عاجل بلا قضاء الخ (قوله بلا قضاء) ای بدون توقف علی قضاء القاضی وکذا بدون توقف علی مضی عدۃ فی المدخول بہا۔ کما فی البحر شامی ص ۴۲ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

جس عورت کو زنا کا حمل ہو اُس کا نکاح جائز ہے

سوال ۴۷۹ - زید نے ہندہ سے ۲ ذیقعدہ سنہ ... کو نکاح کیا اور ۸ ربیع الثانی سنہ ... کو ہندہ کے بطن سے لڑکا پیدا ہوا۔ اس حساب سے نکاح ہونیکے بعد پانچ مہینہ آٹھ دن کی میعاد میں لڑکا پیدا ہوا اسکے بعد اہل محلہ میں بات چلی کہ اس قدر جلدی لڑکا پیدا ہوا تو زید نے اہل محلہ کے چار آدمیوں کے سامنے اقرار کیا کہ ہندہ سے میرا ناجائز تعلق پہلے سے تھا اور جن لوگوں نے زید کا نکاح ہندہ سے پڑھوایا وہ جانتے تھے کہ ہندہ ناجائز نطفہ سے حاملہ ہے۔ باوجود جاننے کے حالت حمل میں نکاح پڑھا دیا۔ ایسی حالت میں یہ نکاح درست ہے یا نہیں ؟ **الجواب** - حاملہ من الزنا کا نکاح بحالت حمل جائز ہے اور جس شخص کا حمل ہے اگر اُس سے نکاح ہو تو اس کو بحالت حمل وطی کرنا بھی جائز ہے جیسا کہ اس صورت میں ہوا پس اس صورت میں نکاح زید کا ہندہ سے صحیح ہوگیا تھا۔ اور جن لوگوں نے باوجود علم حمل زنا کے نکاح کرایا اُن پر کچھ گناہ نہیں ہے۔ کیونکہ اُنہوں نے ایک جائز کام کردیا۔ درمختار میں ہے وصح نکاح حبلیٰ من زنا الخ - فقط۔

ایک مجلس میں بیک لفظ تین طلاق دینے سے تینوں واقع ہوں گی

سوال ۴۸۰ - زید حنفی المذہب نے اپنی بیوی ہندہ کو ایک مجلس میں بحالت نیش و غضب بہ عرض میں بیک زبان تین طلاقیں دیدیں پھر پچھتایا اور نادم ہوا کہ گھر ویران اور بال بچے دربدر ہوجائیں گے۔ اشد ضرورت میں مفتی اہل حدیث سے فتویٰ طلب کیا چنانچہ مفتی مذکور نے اس کو فتویٰ دیا کہ ایک ہی طلاق واقع ہوئی ہے زید نے رجوع کرلیا۔ اس پر بعض ایسے علماء نے جن کی یہ رائے تھی مفتی اہل حدیث پر انقطاع تعلقات کا فتویٰ دیا اور عوام میں اس امر کو مشہور کیا کہ یہ کافر ہے۔ آیا یہ فتویٰ صحیح ہے اور اس مسئلہ کی بناء پر مفتی اہل حدیث قابل مقاطعہ اور اخراج از مسجد ہے یا نہیں۔ نیز آیا حضرات آئمہ مقتدین آئمہ اربعہ میں سے بھی کوئی اس کا قائل تھا یا نہیں ؟ **الجواب** - انقطاع کا فتویٰ دینا صحیح ہے اور تکفیر کرنی صحیح نہیں۔ اور جمہور فقہاء کا یہ مذہب ہے کہ مجلس واحد میں ایک وقت میں تین طلاق دینے سے تین طلاق واقع ہوجاتی ہیں۔ اور بعض اہل ظاہر کا خلاف ہے جو معتبر نہیں ہے اور اس پر عمل کرنا جائز نہیں۔ نووی شرح صحیح مسلم میں ہے وقد اختلف العلماء فیمن قال لامرأته انت طالق ثلاثاً فقال الشافعی ومالک وابوحنیفة واحمد وجماهیر العلماء

من السلف والخلف يقع الثلاث وذهب طاؤس وبعض أهل الظاهر لا يقع بذلك إلا واحدة الخ۔ ان روایت سے معلوم ہوا کہ جمہور فقہاء و ائمہ مجتہدین کے نزدیک تین طلاق واقع ہوئی اور شامی میں اُن کے خلاف کو ضلال سے اور خلاف سے تعبیر فرمایا ہے وقد ثبت النقل عن اكثرهم صريحاً بايقاع الثلث ولم يظهر لهم مخالف فماذا بعد الحق الا الضلال الى ان قال فهو خلاف لا اختلاف الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

فرقہ قادریہ کے بعض احکام

سوال ۱۸۴۱ فرقہ قادریہ کے بعض حالات ذکر کیے جاتے ہیں ان کے لیے کیا حکم ہے:-
(۱) بلا واسطہ مرشد کامل کسی کو رسول [illegible] کو رستہ تعلیم و تلقین ہوئی ہے یا نہیں اور ایسا ہونا ممکن الوقوع ہے یا نہیں؟ (۲) بدون اجازت مرشد [illegible] حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] تلقین دینا عند الصوفیہ کے نزدیک جائز ہے یا نہیں؟

الجواب [illegible] خلاف ہے اور تجربہ اور مشاہدہ سے بھی ثابت ہے کہ کوئی فن بغیر معلم کے نہیں آتا۔ بالخصوص سلوک بغیر شیخ کامل کے اس کا طے ہونا عادۃً ممنوع ہے شیخ محی الدین ابن عربی جو امام فن ہیں اپنے رسالہ [illegible] میں تحریر فرماتے ہیں کہ اس طریق کی تحصیل بغیر شیخ معلم کے عادۃً ناممکن ہے، کوئی ولی اس سے مستثنیٰ نہیں، (ومن رام التفصيل فليراجع (رسالہ آداب الشیخ والمرید) اور مولانا جلال الدین رومی جو امام العارفین ہیں اس امر کی سخت تاکید فرماتے ہیں جن کے بعض اشعار یہ ہیں ؎

یار باید راہ را تنہا مرو ۔ بے قلاوز اندریں صحرا مرو
نفس نتواں کشت الا ظل پیر ۔ دامن آں نفس کش را سخت گیر

البتہ بطور خرق عادت کے کبھی کسی کو بلا واسطہ شیخ بھی بذریعہ روحانیت [illegible] سلوک طے ہو گیا۔ لیکن مولانا رومی اس کو بھی یہی فرماتے ہیں کہ درحقیقت بلا واسطہ پیر نہ تھا بلکہ یہاں بھی کسی کامل کی نظر و توجہ اور دعا اور ہمت نے ضرور کام کیا ہے۔ اگرچہ اس کو خبر نہ ہو فرماتے ہیں ؎ ہر کہ تنہا نادر ایں رہ را برید ۔ ہم بعون ہمت مرداں رسید

(۲) نادر طور پر جن حضرات کو بلا واسطہ شیخ حاصل ہوا جس کو طریقہ اویسیہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے ان لوگوں [illegible] طریق سلف صالحین سے یہ رہا ہے کہ وہ ارشاد و تعلیم [illegible] تلقین نہیں کرتے۔ اس لئے اگر کوئی شخص اس طرح خلاف سنت فیضیاب ہوا ہو تو اس کے لئے مسند ارشاد پر بیٹھنا اور تعلیم و تلقین کرنا مناسب نہیں۔

ذکر جہر کے متعلق معتدل فیصلہ اور عورتوں کے لئے ذکر جہری کی ممانعت!

سوال ۱۸۴۲ چونکہ عورت [illegible] ذکر میں جذب پیدا ہو جاتی ہے اور بلند آواز سے ذکر کرنے کی وجہ سے آواز دور تک جاتی ہے۔ اور بعض خواتین بیہوش ہو کر شور و شغب (بصدائے ہاہا ہو ہو) کرتی ہیں [illegible] ہو کر گرتی ہیں لہذا اس طریقہ جدید میں خصوصاً عورتوں کو ذکر جہری کی تعلیم دینا اہل شریعت و طریقت کے نزدیک جائز ہے یا نہیں؟

اگر خاوند مرزائی ہوگیا تو فوراً نکاح جاتا رہا

سوال ۴۷۸ - ایک مولوی صاحب نے اپنی لڑکی صغیرہ کا نکاح اپنے ایک رشتہ دار سے کردیا۔ کچھ عرصہ بعد زوج مرزائی ہوگیا، منکوحہ نے بعد بلوغت کے بعدالت میں فسخ نکاح کیلئے دعویٰ دائر کردیا ہے۔ آیا اس کا نکاح فسخ ہوگیا یا نہیں؟ **الجواب** - ان عقائد کی وجہ سے زید کافر و مرتد ہوگیا اور نکاح اُسکا مسماۃ ہندہ سے فسخ ہوگیا۔ خاوند کے مرتد ہوجانے سے فوراً بلا قضاء قاضی فسخ ہوجاتا ہے جیساکہ درمختار باب نکاح الکافر میں ہے وارتداد احدھما فسخ عاجل بلا قضاء الخ (قولہ بلا قضاء) ای بلا توقف علی قضاء القاضی وکذا بلا توقف علی مضی عدۃ فی المدخول بہا۔ کما فی البحر شامی ص۳۹۲ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

جس عورت کو زنا کا حمل ہو اُس کا نکاح جائز ہے

سوال ۴۷۹ - زید نے ہندہ سے ۷ ذیقعدہ ۱۳۴۵ھ کو نکاح کیا اور ۱۰ ربیع الثانی ۱۳۴۶ھ کو ہندہ کے بطن سے لڑکا پیدا ہوا۔ اس حساب سے نکاح ہونیکے بعد پانچ مہینہ آٹھ دن کی میعاد میں لڑکا پیدا ہوا اسکے بعد اہل محلہ میں ہل چل مچی کہ اس قدر جلدی لڑکا پیدا ہوا تو زید نے اہل محلہ کے چار آدمیوں کے سامنے اقرار کیا کہ ہندہ سے میرا ناجائز تعلق پہلے سے تھا اور جن لوگوں نے زید کا نکاح ہندہ سے پڑھوایا وہ جانتے تھے کہ ہندہ ناجائز نطفہ سے حاملہ ہے۔ باوجود جاننے کے حالت حمل میں نکاح پڑھا دیا۔ ایسی حالت میں یہ نکاح درست ہے یا نہیں؟ **الجواب** - حاملہ من الزنا کا نکاح بحالت حمل جائز ہے اور جس شخص کا حمل ہے اگر اُس سے نکاح ہو تو اس کو بحالتِ حمل وطی کرنا بھی جائز ہے جیساکہ اس صورت میں ہوا پس اس صورت میں نکاح زید کا ہندہ سے صحیح ہوگیا تھا۔ اور جن لوگوں نے باوجود علم حمل زنا کے نکاح کرایا اُن پر کچھ گناہ نہیں ہے۔ کیونکہ انھوں نے ایک جائز کام کیا۔ درمختار میں ہے وصح نکاح حبلی من زنا الخ۔ فقط۔

ایک مجلس میں بیک لفظ تین طلاق دے دی تو تینوں واقع ہوں گی!

سوال ۴۸۰ - زید حنفی المذہب نے اپنی بیوی ہندہ کو ایک مجلس میں بحالت غیظ و غضب و رنج میں بیک زبان تین طلاقیں دیدیں پھر پچھتایا اور نادم ہوا کہ گھر ویران اور بال بچے دربدر ہوجائیں گے۔ اشد ضرورت میں مفتی اہل حدیث سے فتویٰ طلب کیا چنانچہ مفتی مذکور نے اس کو فتویٰ دیا کہ ایک ہی طلاق واقع ہوئی ہے زید نے رجوع کرلیا۔ اس پر بعض ایسے علماء نے جن کی یہ رائے نہ تھی مفتی اہل حدیث پر انقطاع تعلقات کا فتویٰ دیا اور عوام میں اس امر کو مشہور کیا کہ یہ کافر ہے۔ آیا یہ فتویٰ صحیح ہے اور اس مسئلہ کی بناء پر مفتی اہل حدیث قابل مقاطعہ اور اخراج از مسجد ہے یا نہیں۔ نیز آیا حضرات آئمہ مقتدین آئمہ اربعہ میں سے بھی کوئی اس کا قائل تھا یا نہیں؟ **الجواب** - انقطاع کا فتویٰ دینا صحیح ہے اور تکفیر کرنی صحیح نہیں۔ اور جمہور فقہاء کا یہ مذہب ہے کہ مجلس واحد ایک وقت میں تین طلاق دینے سے تین طلاق واقع ہوجاتی ہیں۔ اور بعض اہل ظاہر کا خلاف ہے جو معتبر نہیں ہے اور اس پر عمل کرنا جائز نہیں، نووی شرح صحیح مسلم میں ہے وقد اختلف العلماء فیمن قال لامرأتہ انت طالق ثلثا فقال الشافعی ومالک وابوحنیفۃ واحمد وجماھیر العلماء

الجواب - مردوں کیلئے ذکر جہر میں علماء کا اختلاف ہے اور صحیح اور احوط و اعدل قول اس بارہ میں وہ ہے - جو صاحب فتاویٰ خیریہ نے فرمایا ہے کہ اس بارہ میں روایات حدیث مختلف ہیں - بعض سے ذکر جہر کی اولویت مفہوم ہوتی ہے اور بعض سے ذکر خفی کی لیکن تطبیق بین الروایات یہ ہے :- والجمع بینھما بان ذلک مختلف باختلاف الاشخاص والاحوال کما جمع بین الاحادیث الطالبة للجهر بالقرأة والطالبة للاسرار بها ولا یعارض خبر خیر الذکر الخفی لانه حیث خیف الریاء او تأذی المصلین والنیام - والجهر ذکر بعض اهل العلم انه افضل حیث خلا عما ذکر لانه اکثر عملا ولتعدی فائدته الی السامعین ویوقظ قلب الذاکر فیجمع همه الی الفکر ویصرف سمعه الیه ویطرد النوم ویزید النشاط - الخ (فتاویٰ خیریہ صفحہ ۲۷ ج ۲) ومثله فی ص ۶۱۷ ج ۵ من الشامی من کتاب الحظر والاباحة فی رد المحتار - یہ کل بحث مردوں کے ذکر میں تھی عورتوں کا ذکر جہر کرنا مطلقاً باتفاق ناجائز ہے اسی لئے عورت کو اذان وغیرہ کو شریعت نے جائز نہیں رکھا - نہایہ شرح ہدایہ میں ہے - والمرأة منھیة عن رفع الصوت؛ لان فی صوتها فتنة ولذا جعل النبی صلی اللہ علیہ وسلم التسبیح للرجل والتصفیق للنساء انتھی (من حواشی الھدایہ باب الاذان) - بالخصوص عورت کو اگر جذب کی کیفیت پیدا ہوئی جو کہ ذکر جہر کے خواص اکثریہ میں سے ہے تو اس پر جو مفاسد کشف ستر وغیرہ کے پیش آوینگے وہ مستقل گناہ ہونگے - فقط کتبہ (محمد شفیع غفرلہ)

توضیح کلام اہل اللہ فیما اہل بہ لغیر اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سوال ۴۸۳ - کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اس ریاست قرولی کے اندر ایک میلہ کیلا دیوی کا ہوتا ہے اور اہل ہنود وغیرہ اس میلہ میں کثرت سے شریک ہوتے ہیں - اس دیوی کے مندر کا ایک پجاری ہے جو چڑھاوا اس دیوی پر چڑھایا جاتا ہے وہ پجاری کا حق ہوتا ہے چونکہ اس دیوی کا انتظام ریاست کے تحت میں ہے - لہذا میلہ کا انتظام بھی ریاست کی طرف سے ہوتا ہے اور ہمیشہ سے یہ عمل ہے کہ ہر سال پندرہ روز میلے کے ایام کا جو چڑھاوا ہوتا ہے وہ حق راج ہوتا ہے اور نقد وغیرہ جملہ سامان کو ملازمان راج سنبھال لیتے ہیں جس کو تمام لوگ جو چڑھانے والے ہیں خوب جانتے ہیں اور وہ اپنے چڑھاوے کو ریاست

کے حوالہ کر جاتے ہیں۔ علاوہ نقد زیور وغیرہ کے بکرے اور بھینسے بھی چڑھائے جاتے ہیں جو لوگ چاہتے ہیں وہ
اُسی وقت اپنے بکروں کی یا بھینسوں کی اُسی مندر پر تلوار سے گردن اُڑا دیتے ہیں۔ اور جو نہیں چاہتے وہ اپنے بکروں
کا کان کاٹ کر حوالہ ملازمان راج کر دیتے ہیں ایسے جانوروں کو متعلقان ریاست بذریعہ ٹھیکہ لے لیتے ہیں جب
میلہ ختم ہو جاتا ہے تو وہ جانور جو کان کاٹ کر چھوڑے گئے اُن کو ریاست کی طرف سے فروخت کر دیا جاتا ہے اور
کچھ جانور بطور انعام ملازمان راج کو تقسیم کر دیئے جاتے ہیں۔ اس تقسیم میں مسلمان ملازمین بھی شامل ہیں اُن کو
وہ بکرے ملتے ہیں۔ اور قصابان کبھی ان کو خرید لیتے ہیں۔ اور ذبح کر کے گوشت فروخت کرتے ہیں۔ اس مسئلہ پر مابین
زید و بکر نزاع ہے۔ زید کہتا ہے کہ یہ جانور جو راج کے حوالہ ہوئے ہیں ان کا ذبیحہ اور بعد ذبح ان کا گوشت کھانا
حرام ہے اور یہ ما اہل بہ لغیر اللہ میں داخل ہے جیسا کہ ذکر ہیں زید تفسیر بیضاوی شریف کی عبارت پیش کرتا ہے
وما اہل بہ لغیر اللہ ای رفع بہ الصوت عند ذبحہ للصنم والاہلال اصلہ رؤیۃ الہلال یقال اہل الہلال
واہللتہ لکن لما جرت العادۃ ان یرفع الصوت بالتکبیر اذا رأی سمی ذلک اہلالا ثم قیل لرفع الصوت
وان کان بغیرہ ص۳۳ مطبوعہ مجتبائی اور اسی کتاب کے حاشیہ پر [illegible] مقام لغیر اللہ
بدلیل قولہ تعالیٰ وما ذبح علی النصب بینہما علی ان المقصود بالحظ [illegible] المشرکون [illegible]
ہذہ الامور ولیس المراد تخصیص لغیر کیف وخصوص السبب لا ینافی عموم اللفظ کما بین فی الاصول فکل
حیوان نوی علیہ بغیر اسم اللہ فہو حرام وان ذبح باسم اللہ تعالیٰ حیث اجمع العلماء لو ان مسلماً ذبح ذبیحۃ
وقصد بذبحہ التقرب الی غیر اللہ صار مرتدا وذبیحتہ ذبیحۃ مرتد۔ زید کہتا ہے کہ دلائل مذکورۃ الصدر
ان گوشت بریدہ بکروں اور بھینسوں کی حرمت کے لئے کافی ہیں۔ اور یہ گوشت بریدہ بکرے وما اہل بہ لغیر اللہ میں داخل ہیں
بکر کا قول ہے کہ دلائل مذکورہ سے اس قسم کے آزاد شدہ بکرے وما اہل بہ لغیر اللہ میں داخل نہیں ہیں۔ بلکہ بحیرہ اور سائبہ
میں داخل ہیں۔ اس واسطے کہ عبارت بیضاوی شریف اور اس کے حاشیہ سے صاف ظاہر ہے کہ اہل سے مراد
وہ جانور ہیں جو وقت ذبح غیر اللہ کے نام پر پکار کر اسی وقت ذبح کر دیا جاوے اور یہاں ایسا نہیں ہوتا بلکہ انکو
رہا کر دیا جاتا ہے۔ ذبح نہیں کیا جاتا۔ یوں ہی تقرب الی غیر اللہ صادق نہیں آتا۔ دوسری دلیل یہ پیش کرتا ہے۔
والاہلال لان العرب کانوا یسمون الاوثان عند الذبح ویرفعون اصواتہم بذکرہا ومنہ استہلال الصبی
فمعنی قولہ وما اہل بہ لغیر اللہ یعنی ما ذبح للاصنام وہو قول مجاہد وضحاک وقتادہ۔ قال الربیع بن
انس وابن زید یعنی ما ذکر علیہ غیر اسم اللہ وہذا القول اولیٰ لانہ اشد مطابقۃ للفظ قال العلماء
لو ان مسلماً ذبح ذبیحۃ وقصد بذبحہ التقرب الی غیر اللہ صار مرتدا وذبیحتہ ذبیحۃ مرتد
وہذا الحکم غیر ذبائح اہل الکتاب ما ذبحہ اہل الکتاب دیکھو تفسیر کبیر ص[illegible] مطبع حسینیہ مصری۔

اور اُن کی حرمت صرف بوجہ مِلکِ غیر ہونے کے ہے کہ وہ مالک کی مِلک سے خارج نہیں ہوئی۔ اگر کسی کو اُنکے ذبح کرنے اور کھانے کی اجازت دیدے تو وہ حلال ہیں۔ اور ایسی گایوں کی اولاد بھی مالک کی ہوتی ہے۔ پس اِن گایوں کی یا اُن کی اولاد کو بلا اجازت مالک کے کھانا حلال نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ محمد کفایت اللہ دہلی۔
الجواب صحیح۔ علیٰ ما قال مولانا کفایت اللہ سلمہٗ۔ اشرف علی۔

اس لئے عرض ہے کہ جواب صاف اور مع حوالہ کے تحریر فرمایا جاوے۔؟

الجواب

حامداً و مصلیاً اما بعد۔ تقرب الی غیر اللہ کے لئے کسی جاندار کو نامزد کرنے کی تین صورتیں ہیں۔ اوّل یہ کہ کسی جانور کو غیر اللہ کے تقرب کے لئے ذبح کیا جاوے اور بوقت ذبح اُسی کا نام اُس پر لیا جائے یہ صورت باتفاق و باجماع حرام ہے اور یہ جانور میتہ ہے اس کے کسی جزو سے انتفاع جائز نہیں۔ اور آیۃ کریمہ وما اُہل لغیر اللہ میں اس کا داخل ہونا متفق علیہ اور مجمع علیہ ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ کسی جانور کو تقرب الی غیر اللہ کے لئے ذبح کیا جائے یعنی اُس کا خون بہانے سے غیر اللہ کا تقرب مقصود ہو۔ لیکن بوقت ذبح اُس پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا جائے یہ صورت بھی باتفاق فقہاء حرام اور مذبوحہ بحکم میتہ ہے۔ مگر تخریج دلیل میں کچھ اختلاف ہے بعض حضرات مفسرین و فقہاء نے اس کو بھی ما اُہل لغیر اللہ کا مدلول صریح قرار دیا ہے جیسا کہ حواشی بیضاوی کی عبارت مندرجہ سوال میں مذکور ہے نیز درمختار کتاب الذبائح میں ہے (ذبح لقدوم الامیر ونحوہ) کواحد من العظماء (یحرم) لانہ اُہل بہ لغیر اللہ (ولو) وصلیۃ (ذکر اسم اللہ تعالیٰ) الخ واقرہ الشامی ص۲۱۴ج۵ اور بعض حضرات نے اس کو آیت ما اُہل بغیر اللہ کا مدلول صریح تو نہیں بنایا کیونکہ اس میں بحیثیت عربیت تکلف ہے مگر اشتراک علت (یعنی تقرب الی غیر اللہ) کی وجہ سے اس کو بھی ما اُہل بہ لغیر اللہ کے ساتھ ملحق کر کے حرام قرار دیا ہے اور احقر کے نزدیک یہی اسلم و احوط ہے۔ نیز اس صورت کی حرمت کے لئے ایک دوسری مستقل آیت بھی شاہد ہے یعنی آیت کریمہ وما ذبح علی النصب کیونکہ عطف کی وجہ سے ظاہر یہی ہے کہ ما اُہل بہ لغیر اللہ اور ما ذبح علی النصب دو متغائر صورتیں ہیں۔ پس ما اُہل بہ لغیر اللہ تو وہ ہے جس پر غیر اللہ کا نام بوقت ذبح پکارا جائے اور ما ذبح علی النصب وہ ہے جو نصب کی تعظیم و تکریم کے لئے ذبح کیا جائے خواہ اس پر نام کسی .... غیر اللہ کا ذکر نہ کریں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ ہی کا نام ذکر کریں۔ الغرض یہ صورت ثانیہ اوّل تو اشتراک علت یعنی ذبح لغیر اللہ اور تقرب الی غیر اللہ کی وجہ سے ما اُہل بہ لغیر اللہ کی ساتھ حکماً ملحق ہے۔ دوسرے آیت ما ذبح علی النصب کا بھی مدلول ہے۔ اس لئے یہ بھی حرام ہے اور ایسے مذبوح کا کھانا وغیرہ بھی حرام ہے۔ تیسری صورت یہ ہے کہ کسی جانور کو تقرب الی غیر اللہ اور تعظیم غیر اللہ کے لئے چھوڑ دیا جائے۔ نہ اس سے کام لیں اور نہ اس کے ذبح کرنے کا قصد ہو۔ یہ جانور نہ اُہل بہ لغیر اللہ اور ما ذبح علی النصب میں داخل نہیں بلکہ

اس قسم کے جانوروں کو بحیرہ سائبہ وغیرہ کہا جاتا ہے۔ اور ظاہر ان کا سبب ہے کہ یہ فعل تو بنص قرآن حرام ہے لقولہ تعالیٰ ما جعل اللہ من بحیرۃ ولا سائبۃ۔ الآیہ۔ اور یہ بھی متفق علیہ ہے کہ اس فعل سے یہ جانور اپنے مالک کی ملک سے خارج نہیں ہوتا۔ لیکن یہ بات محل غور و تامل ہے کہ اگر مالک خود اس جانور کو بیع کردے یا ہبہ کردے اور ذبح کرنے کی اجازت دیدے تو دوسروں کے لئے اس کا کھانا اور اس سے نفع اٹھانا جائز ہے یا نہیں، سو اس خاص جزئیہ کے تحت تو فقہاء حنفیہ کی کوئی تصریح نظر سے نہیں گذری۔ لیکن تعظیم غیر اللہ کے لئے جو نذر یا منت مانی جائے اس کے حرام و ناجائز ہونیکی تصریحات نہایت واضح طور پر کتب فقہ میں موجود ہیں۔ اور بظاہر بحیرہ، سائبہ اور منذور لغیر اللہ میں کوئی فرق معلوم نہیں ہوتا کہ قصد تقرب الی غیر اللہ اور تعظیم غیر اللہ دونوں میں موجود ہے پس جس طرح وہ شیرینی وغیرہ جو کسی غیر اللہ کی نذر مانی جاوے حرام و ناجائز ہے اسی طرح یہ جانور جس کو غیر اللہ کے نام پر چھوڑ دیا گیا ہے اور قصد اس کے ذبح کرنے کا نہیں ہے وہ بھی حرام ہونا چاہئے۔ لیکن اگر مالک اپنی نیت تعظیم غیر اللہ سے توبہ کرے تو یہ حرمت رفع ہو جاوے گی۔ اور اس کا کھانا اس کے لئے بھی جائز ہوگا اور اس کی اجازت سے دوسروں کے لئے بھی جائز ہو جاوے گا۔ الغرض اس صورت میں جانور کے حلال ہونے کے لئے دو شرطیں ہیں۔ اول یہ کہ مالک اپنی سابقہ نیت سے توبہ کرے، دوسرے یہ کہ اسکے کھانے وغیرہ کی اجازت دے۔ والدلیل علی ما قلنا ھذہ العبارات۔ فی صوم البحر عن الشیخ قاسم فی شرح الدرر واما النذر الذی ینذرہ اکثر العوام علی ما ھو مشاھد کان یکون لانسان غائب او مریض او لہ حاجۃ ضروریۃ فیأتی بعض الصلحاء فیجعل سترہ علی راسہ فیقول یا سیدی فلان ان رد غائبی او عوفی مریضی او قضیت حاجتی فلک من الذھب کذا او من الفضۃ کذا او من الطعام کذا او من الماء کذا او من الشمع کذا او من الزیت کذا فھذا النذر باطل بالاجماع لوجوہ منھا انہ نذر للمخلوق والنذر للمخلوق لا یجوز (الی قولہ) ومنھا ان المنذور لہ میت والمیت لا یملک ومنھا انہ ظن ان المیت یتصرف فی الامور دون اللہ تعالیٰ واعتقاد ذلک کفر (ثم قال بعد ذلک بأسطر) ولا جرم علی حرمۃ النذر للمخلوق ولا ینعقد ولا تشتغل الذمۃ بہ ولانہ حرام بل سحت ولا یجوز لخادم الشیخ اخذہ ولا اکلہ ولا التصرف فیہ بوجہ من الوجوہ الا ان یکون فقیرا ولہ عیال فقراء عاجزون عن الکسب وھم مضطرون فیأخذونہ علی سبیل الصدقۃ المبتدأۃ فاخذہ ایضا مکروہ ما لم یقصد بہ الناذر التقرب الی اللہ تعالیٰ وصرفہ الی الفقراء ویقطع النظر عن نذر الشیخ۔ فاذا علمت ھذا فما یؤخذ من الدراھم والشمع والزیت وغیرھا وینقل الی ضرائح الاولیاء تقربا الیھم فحرام باجماع المسلمین ما لم یقصدوا بصرفھا للفقراء الاحیاء قولا واحدا۔ (البحر الرائق قبیل باب الاعتکاف من الصوم ج ۲ ص ۲۹۸) منقول از فتاوی امدادیہ من کتاب الصوم ج ۲ ص ۱۸

[illegible] جو کہ خود سوال میں مذکور ہے اس سے معلوم [illegible] قول مختار یہ ہے [illegible] بحیرہ [illegible] جانوروں میں ضروری نہیں [illegible] غیر اللہ [illegible] میں [illegible]۔

اس عبارت میں تصریح ہے کہ جو چیز غیر اللہ کی تعظیم و تقرب کیلئے نذر کر دی جائے (عام اس سے کہ جاندار ہو یا بے جان) وہ سحت و حرام ہے۔ جب تک نذر کرنے والا بھی اس نذر سے توبہ نہ کرے اُس وقت تک کسی شخص کے اُس کا کھانا یا اس کو کسی کام میں لانا جائز نہیں اگرچہ مالک اجازت بھی دیدے۔

خلاصہ یہ ہے ـــــ!

کہ غیر اللہ کی تعظیم و تقرب کیلئے کسی جانور وغیرہ کو نامزد کرنے کی تینوں صورتیں اپنے فعل کے اعتبار سے تو بالاتفاق حرام و ناجائز ہیں۔ اور اس جانور کے حرام ہونے میں یہ تفصیل ہے کہ پہلی دونوں صورتیں جنمیں غیر اللہ کیلئے خون بہانا مقصود ہوتا ہے ان میں تو یہ جانور بھی باتفاق حرام ہے اور تیسری صورت جس میں غیر اللہ کیلئے جان لینا مقصود نہیں۔ بلکہ صرف اُن کے نام پر چھوڑنا مقصود ہے جیسے اکثر ہندو اپنے تبرا یا گنگا وغیرہ کے نام پر چھوڑتے ہیں۔ یا بعض مسلمان اولیاء اللہ کی قبروں پر سانڈ، مانکر چھوڑ دیتے ہیں جیسے شیخ سدو کا بکرا وغیرہ۔ اسکے متعلق صراحۃً فقہاء حنفیہ کے کلام میں کوئی تصریح نظر سے نہیں گذری، اسی لئے علماء کا اس میں اختلاف ہے بعض حضرات اس کو اپنی اصل پر رکھکر جائز قرار دیتے ہیں اور جواز کے لئے صرف اجازت مالک کو کافی سمجھتے ہیں اور بعض حضرات اس کو بھی نذر لغیر اللہ کی ساتھ ملحق سمجھکر حرام قرار دیتے ہیں۔ اور بحیثیت دلیل یہی[1] راجح معلوم ہوتا ہے کیونکہ منذور لغیر اللہ، اور سائبہ وغیرہ میں کوئی وجہ فرق کی معلوم نہیں ہوتی۔ اس لئے اس بارہ میں احتیاط ہی لازم ہے واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔ کتبہ احقر محمد شفیع غفرلہ خادم دار الافتاء دار العلوم دیوبند۔ ۲۹ ربیع الاول ۵۴ھ

مسئلۂ مذکورہ کے متعلق

حکیم الامت سیدی حضرت مولانا اشرف علی صاحب دامت برکاتہم کی تحقیق:

اس مسئلہ میں تیسری صورت پر احقر نے محض قواعد سے لکھدیا تھا اسلئے پورا اطمینان نہ تھا۔ بنا بریں حضرت ممدوح کی خدمت میں عریضہ بغرض استصواب بھیجا۔ یہ خط مع جواب کے بلفظہ درج ذیل ہے۔ اور اُسکے بعد مسئلہ کا آخری فیصلہ لکھا گیا ہے ـــــ (محمد شفیع غفرلہ)

بحضرت سیدی و سندی کہفی و معتمدی وسیلۃ یومی و غدی متعنا اللہ تعالیٰ بطول بقائہ بالخیر۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ بعد تمنائے زیارت و آداب نیازمندانہ گذارش ہے کہ یہ ناکارہ غلام بیس روز تک بیمار رہنے کے بعد الحمد للہ اب تندرست ہے۔ مگر نقاہت اور بالخصوص ضعف دماغ بہت ہے۔ ذرا سا

[1] بعد کی تحریر جو عنقریب درج ہے اس سے معلوم ہوگا کہ اس قول سے رجوع ہوگیا ہے اور راجح قول اول ہے۔ ۱۲ منہ

دماغی کام کرنے سے گھنٹوں تک اثر رہتا ہے مدرسہ کا کام آہستہ آہستہ شروع کردیا ہے۔ دعا کی ضرورت ہے۔

ایک فتویٰ ریاست قرولی کا دربارہ سائبہ بحیرہ وغیرہ یہاں آیا ہوا ہے جس پر حضرت والا کی بھی تصدیق ہے۔ غالباً تصدیق کی نقل میں تو غلطی نہیں ہے کیونکہ بیان القرآن جدید کے حاشیہ میں بھی حضرت نے اسی صورت کو ترجیح دی ہے اور کچھ یاد ہے کہ زبانی بھی حضرت سے چند جملے احقر نے سُنے تھے۔ مگر اس میں ایک کھٹک اُسی وقت سے چلی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ صورتِ ثالثہ جسمیں اراقت دم لغیر اللہ مقصود نہیں۔ مگر نذر لغیر اللہ کی حد میں تو داخل ہے پھر اور منذور بغیر اللہ کی حرمت پر صاحب بحر نے عبارتِ ذیل میں اجماع مسلمین نقل کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسے جانور کی حلّت کیلئے صرف اذن مالک کافی نہیں بلکہ مالک کا اپنی نذر سے رجوع کرنا بھی ضروری ہے۔ ہاں اگر سائبہ وغیرہ جانوروں اور منذور لغیر اللہ میں کوئی فرق ہو تو بیشک یہ شبہ رفع ہوسکتا ہے مگر مجھے ان دونوں میں کوئی فارق معلوم نہیں ہوا کہ اصل علت تقرب الی غیر اللہ ہے سو وہ دونوں میں یکساں ہے۔ صرف صورت بحیرہ سائبہ میں صیغہ نذر کا نہیں ہے۔ اگر ہو سکے تو اس پر نظر فرما کر اس کا حل فرما دیا جاوے تاکہ اشکال رفع ہو اور اس کا جواب بھی روانہ کردیا جاوے۔ والسّلام۔

ناکارہ غلام شفیع غفرلہ از دیوبند۔ یکم ربیع الثانی سنہ ھ

جواب از حضرت ممدوح دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ یہ سبکو معلوم ہے کہ میری نہ نظر وسیع ہے نہ فکر عمیق ہے مگر اس امید پر لکھدیا کہ شاید اس سے کوئی مفید بات نکال کر جواب لکھدیں۔ باقی دعا کرتا ہوں۔

الجواب۔ اس مسئلہ کے متعلق میری رائے پر تین دور گذرے ہیں ایک زید کی موافقت کا اور میں نے تفسیر میں اسی کو اختیار کیا ہے دوسرا تردد کا تفسیر کی جلد ثالث کے منہیہ میں اس تردد کو ظاہر کیا ہے۔ تیسرا بکر کی موافقت میں اور امداد الفتاویٰ کے فتویٰ منقولہ سوال میں اسی کا حکم کیا ہے جو کہ تفسیر سے زماناً متاخر ہے۔ پس اخیر رائے یہی ہے اور پہلی دونوں رائیں مرجوع عنہ ہیں جس کا مقتضی یہ ہے کہ سوائب ما اہل بغیر اللہ میں داخل نہیں کیونکہ ناذر کا مقصد اُن کا ذبح نہیں پس اُنکی حرمت کسی دوسرے عارض سے ہوگی جسکے ارتفاع سے حرمت اکل بعد الذبح مرتفع ہوجائیگی۔ چنانچہ بکثرت مفسرین نے آیۃ یاایہا الناس کلوا مما فی الارض حلالاً طیبا کا سبب نزول اسی تحریم سوائب کو لکھا ہے اور آیتہ سے حلت کا اثبات اور اس حرمت کی نفی کی ہے اور بعض نے جو دوسرا سبب نزول لکھا ہے۔ اُنھوں نے بھی اس حلت کی نفی اور حرمت کا اثبات نہیں کیا تو مسئلہ متفق علیہا ہوگیا۔ البتہ میری تحقیق میں ما اہل بہ لغیر اللہ میں ایک دوسرا عموم ہے یعنی منذور بہ لغیر اللہ غیر حیوان کو بھی حکم حرمت کا شامل ہے مگر اس تفصیل سے کہ حیوان کی حرمت تو مدلول نص بلا واسطہ ہے۔ لان الآیات وردت قطعاً فی الحیوانات اور غیر حیوان کی حرمت مدلول بالواسطہ ہے لاشتراک العلۃ وھی نیۃ التقرب الی المخلوق بکر کا فتویٰ اسی قیاس پر مبنی ہے باقی آپ نے جو خلجان لکھا ہے اس کا جواب قواعد سے یہ ہے کہ منذور بہ لغیر اللہ میں وہ تصرف جسمیں تقرب ہے ناذر کی

غرض باطل کی حرام ہے لان اعانۃ الحرام حرام اور جس تصرف میں ابطال ہے غرض ناذر کا وہ جائز ہے۔ پس ما اہل بہ لغیر اللہ کے ذبح و تناول میں وہ تقریر ہے اُسکی غرض اراقۂ دم کی اسلئے حرام ہے اور سوائب کے ذبح و تناول میں ابطال ہے اُس کی غرض کا اسلئے حرام نہیں اور بحر کی جزئیات میں جو مذہب ہے انتقاع بالفاظ تناول وغیرہ یہ سب تقریر ہے غرض ناذر کی اسلئے حرام ہے اس سے فرق نکل آیا سوائب کے تناول میں اور منذور للقبید کے تناول میں۔ واللہ اعلم۔

کتبہ اشرف علی۔ ۲۴ ربیع الثانی ۴۷ھ

قول مختار سیدی حضرت حکیم الامت دامت برکاتہم کی تحقیق مذکور سے متن و ربہ لغیر اللہ جواز قبیل حیوانات نہ ہوں جیسے شیرینی پھول وغیرہ انہیں اور سوائب و بحائر میں فرق واضح ہو گیا کہ قسم اول میں ان چیزوں کا استعمال کرنا نذر کرنیوالے کی غرض باطل کی تکمیل اور اُسکی اعانت ہے اسلئے اسکی حرمت جو آیت ما اہل لغیر اللہ سے باشتراک علت ثابت تھی بحالہا قائم رہی۔ جیسا کہ صاحب بحر الرائق وغیرہم کے فتوے میں مصرح ہے۔ اور قسم دوم یعنی سوائب و بحائر میں ان کے ذبح کرنے اور کھانے میں نذر باطل کرنیوالے کی غرض کا ابطال ہے۔ اور نہ کھانے میں اُس کی تکمیل اسلئے اسکے ذبح کرنے اور کھانے کی فی نفسہ اجازت دی گئی۔ اب حلت کیلئے صرف اجازت مالک کی ضرورت رہ گئی۔ جب مالک نے فروخت کر دیا یا بدون معاوضہ کسی کو ہبہ کر دیا تو کھانا اُس کا جائز ہو گیا۔ الغرض اب مختار احقر کے نزدیک بھی وہی فتویٰ ہے جو مفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی اور حضرت مولانا تھانوی دامت برکاتہم کا سوال میں نقل کیا گیا ہے۔ یعنی تیسری صورت میں صرف اجازت مالک جواز کے لئے کافی ہے اسلئے —!

صورت مندرجہ سوال میں جو جانور کان کاٹ کر یا مالک نے ملازمان راج یا مندر میں رہنے والے خود موہنت کے حوالہ کر دیئے وہ اسی تیسری صورت میں داخل ہیں اُنکا فروخت کرنا اور خریدنا پھر ذبح کر کے کھانا سب جائز ہیں۔ واللہ المستعان وعلیہ التکلان وبیدہ العصمۃ والصواب وھو اعلم بالحق فی کل باب۔ کتبہ محمد شفیع

ڈسٹرکٹ بورڈ کی ممبری کیلئے ووٹ کس کو دیا جاوے

سوال ۴۸۴۔ دو شخص ممبری ڈسٹرکٹ بورڈ کے واسطے کھڑے ہوئے ہیں……… ……… اور قاعدہ ہے کہ جسکے ووٹ زیادہ ہوتے ہیں ممبر ہو جاتا ہے۔ لہذا اب ان دونوں نے اپنی اپنی کوشش کر رکھی ہے کہ ہم کو زیادہ ووٹ ملیں۔ ان میں ایک شخص مسجدوں کے نذر روپیہ پیش کرتا ہے جیسی جس جگہ ضرورت ہے مثلاً کسی مسجد میں سقاوہ کی ضرورت ہے وہاں سقایہ اور کہیں کچھ خرچ ہو۔ لہذا یہ روپیہ مسجدوں میں لگانا جائز ہے یا نہیں؟۔ اور یہ بھی سنا جاتا ہے کہ اُس شخص کے یہاں کوئی جائداد وقف ہے اگر یہ روپیہ اُس جائداد موقوفہ کا ہو تو اس کے لگانے میں کیا خرابی ہے۔ عوام کا خیال ہے کہ یہ روپیہ ووٹران کے خوش کرنے کی غرض سے دیا جاتا ہے۔ مگر وہ شخص یہ کہتا ہے کہ یہ روپیہ میں اللہ کے واسطے دیتا ہوں۔ ووٹ کی قیمت نہیں ہے اگر ووٹ کی قیمت ہوتی تو فرداً فرداً ہر ووٹر کو دست بدست دیجاتی ہے۔ مسجد کی ضرورت کا ہے جو مال مساجد مذکورہ

عرضیہ پر صرف کرتا ہوں اور اس کا بیان ہے کہ اگر مجھ کو تیتیس [illegible] سہام و بہ و نہٹور و نگینہ و [illegible] و دیوبند سے تصدیق کرلی جاوے۔ **الجواب**۔ اس روپیہ کا مساجد و مدارس میں صرف کرنا تو بلاشبہ جائز و درست ہے اگر جائداد موقوفہ کا ہے تب تو ظاہر ہی ہے اور اگر یہ اپنی ذات سے محض مسلمان ووٹروں کو خوش کرنے کے لئے بھی دیتا ہے۔ تب بھی روپیہ مساجد میں لگانا بلاشبہ جائز ہے۔ گو اس صورت میں دینے والے کو ثواب نہ ہوگا۔ باقی رہا یہ سوال کہ ایسے شخص کو ووٹ دیا جاوے یا نہیں۔ اس کا فیصلہ تنہا اتنی بات سے نہیں ہو سکتا کہ مسجد میں روپیہ خرچ کرے۔ بلکہ ان دونوں میں سے اس شخص کو ترجیح دینی چاہئے۔ جو رائے دینے والے (ووٹر) کے نزدیک زیادہ دیندار نیک ہو۔ اور زیادہ سمجھدار اور معاملہ فہم اور ممبری کو بہ نسبت دوسرے کے اچھی طرح انجام دیتا ہو یعنی رفاہ عام کا زیادہ خیال رکھنے والا ہو۔ اور لوگوں پر ظلم نہ کرتا ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

ایضاً انتخاب ممبران کے متعلق سوال جواب

سوال ۸۵۴۔ اگر کسی ڈسٹرکٹ بورڈ کے ایک امیدوار ایک نہایت دیانتدار آدمی ہے اور نمازی بھی ہے اور مسجد میں جب جو کام ہو بلا تفریق کسی دوسرے کے جس چیز کی مسجد میں ضرورت ہوتی ہے اس کو پورا کر دیتا ہے۔ اور صاف طور پر کہتا ہے کہ میں جو روپیہ صرف کرتا ہوں جائداد موقوفہ کا ہے جس کو میں صرف کرتا ہوں کسی ووٹر کے خوش کرنے کے لئے نہیں کرتا ہوں اور نہ کسی ووٹر پر احسان ہے۔ اور ایک دوسرا بھی امیدوار ہے کہ جس نے ایک مرتبہ یہ کہہ دیا کہ اگر میں کامیاب الکشن میں ہوگیا تو دو روپیہ کل حلقہ کی مسجدوں میں صرف کروں گا اور پھر نہیں کیا۔ اور پھر وہ اسی شخص کے مقابلہ پر کھڑا ہوگیا جو دینی کاموں میں روپیہ صرف کرتا رہتا ہے۔ ان دونوں میں ترجیح کس کو دی جائے۔ **الجواب**۔ اس صورت میں ظاہر ہے۔ بیان سائل ترجیح اس شخص کو ہے جس نے مساجد میں لوجہ اللہ روپیہ لگایا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم　کتبہ مسعود احمد عفی اللہ عنہ

جواب صحیح ہے۔ بہرحال ترجیح اس شخص کو دینی چاہئے جو دیندار ہو اور دین کے کاموں میں حصہ لیتا ہو، بشرطیکہ معاملات میں بھی لوگوں پر ظلم نہ کرتا ہو۔ اور ممبری کے حقیقی فرائض اور ذمہ داریوں کا احساس رکھتا ہو کیونکہ ووٹ دینا درحقیقت اس کی شہادت دینا ہے کہ یہ شخص ہمارے نزدیک مسلمانوں کی نمائندہ ہونے کی اہلیت رکھتا ہے اور نمائندگی کی اہلیت کیلئے دیندار ہونا بھی شرط اور معاملہ فہم قوم کا بہی خواہ ہونا اور اپنی بات کو مناسب انداز سے مجلس میں پیش کرنے کی قابلیت بھی شرط ہے۔ جس شخص میں یہ دونوں وصف جمع ہوں اسی کو ووٹ دینا چاہئے

ووٹ دینے کیلئے کوئی معاوضہ لینا درست نہیں

سوال ۸۶۴۔ ڈسٹرکٹ بورڈ ضلع بجنور کی ممبری کے واسطے دو امیدوار مسلم طبقہ سے حلقہ چھاؤنی سے کھڑے ہوئے ہیں۔ اور یہ دو امیدوار باہر کے باشندے ہیں۔ یعنی قصبہ چھاؤنی کے رہنے والے ہیں۔ ان میں سے ایک [illegible] خاندانی اور شریف ہے اور ہر ایک بڑی کوشش کر رہا ہے۔ ایک امیدوار یہ کہتا ہے۔ ووٹران کو اپنے [illegible] ووٹ دینے کے واسطے یہ الفاظ کہتا ہے کہ یا تو تم لوگ مجھ سے فی ووٹ کے

زید کے دو تین بچے بھی پیدا ہوئے ہیں۔ اب وہ عورت حاملہ تھی۔ زید نے بکر سے طلاق لے لی۔ طلاق کے بعد فوراً ہی ایک مولوی صاحب نے زید سے نکاح پڑھوا دیا۔ ایا یہ نکاح زید کا درست ہے یا نہیں۔ ناکح اور مفتی دونوں گنہگار ہوئے یا نہیں کیونکہ بلا عدت طلاق پڑھوا دیا۔ **الجواب۔** منکوحہ عورت کا حمل ثابت النسب ہوتا ہے اُس کو حاملہ من الزنا کہنا غلطی اور جہالت ہے اور جبکہ منکوحہ حاملہ کو طلاق دیجاوے تو عدت اُسکی وضع حمل ہوتی ہے۔ پس اس صورت میں مطلقہ بکر پر عدت لازم ہے جو وضع حمل ہے اسلئے جو نکاح مطلقہ مذکورہ کا بعد طلاق فوراً زید سے کیا گیا وہ نکاح باطل اور کالعدم ہے اور نکاح خواں اور مفتی کو اگر واقعہ معلوم تھا تو دونوں فاسق اور سخت گنہگار ہوئے انکو چاہئے کہ توبہ کریں اور اس نکاح کے عدم جواز کا اعلان کریں بعد عدت یعنی بعد وضع حمل پھر نکاح کیا جاوے۔ درمختار میں ہے۔ وقد اکتفوا بقیام الفراش بلا دخول کتزوج المغربی بمشرقیۃ بینہما سنۃ الخ۔ فقط

جبرئیل علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُستاد تھے یا محض مبلغ و واسطہ

سوال ۹۰۴ - حدیث بخاری شریف میں سورۂ اقرأ کے بارہ میں جو واقعہ ہے کہ جبرئیل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں وحی لیکر تشریف لائے اور کہا کہ پڑھو اقرأ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں قاری نہیں ہوں پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مجھے فرشتے نے پکڑ کر بھینچ لیا اور بڑے زور سے دبایا پھر چھوڑ دیا اسطرح تین مرتبہ کیا پھر تیسری بار مجھ کو پکڑا اور بہت زور سے بھینچا اور پھر چھوڑ دیا اور کہا کہ پڑھو اقرأ باسم ربک الذی خلق پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھ لیا۔ اس واقعہ میں احقر کی عقل ناقص سے یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ تین مرتبہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کے بھینچنے اور پھر تیسری مرتبہ بھینچنے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اقرار پڑھنا کیا وجہ تھی۔ اور اس سے یہ بھی مغالطہ پیدا ہوتا ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تعلیم دی۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم شاگرد اور حضرت جبرئیل علیہ السلام اُستاد ہوئے۔ حالانکہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اشرف الانبیاء۔ اشرف المخلوقات اور فرشتوں کے سردار ہیں۔ ایسی صورت میں رشتہ شاگرد اور اُستاد کا ہونا کیونکر ممکن ہے۔ اسلئے ملتمس ہوں۔ جواب نہایت مدلل عقلی و نقلی ہوں اُنسے مشرح طور پر عاجز کو مطلع فرماویں؟

الجواب۔ نصوص شرعیہ قطعیہ سے ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خود حق تبارک و تعالیٰ نے تعلیم دی ہے اور آپکا مربی و معلم براہ راست و بلاواسطہ قدرت ہے۔ جبرئیل علیہ السلام درمیان میں محض واسطہ تبلیغ ہیں جیسے بڑی جماعتوں میں دور کے مقتدی جو امام کی آواز نہیں سنتے مکبرین کی آواز سنکر رکوع سجدہ کرتے ہیں۔ تو ان کو یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ لوگ ان مکبرین کے مقتدی ہیں اور مکبر ان کے امام ہیں بلکہ امام سب کا وہی ایک امام ہوتا ہے اور مکبر لوگ محض امام کی آواز یہاں تک پہنچاتے ہیں یا جس طرح کوئی اُستاد کسی مسئلہ کا حل ڈاک میں بھیجدے تو چٹھی رساں جو اُسکو پہنچانے والا ہے اس کو اُستاد و معلم نہیں کہتے بلکہ معلم اصل اُستاد ہی کو کہا جاتا ہے حق تعالیٰ کی حکمت غامضہ کے اقتضار سے بعض اوقات یہی پسند کیا گیا کہ کلام بواسطہ جبرئیل علیہ السلام کیا جائے۔ اگرچہ بعض اوقات میں بلا واسطہ کلام سے بھی مشرف فرمایا گیا ہے۔ جیسا کہ لیلۃ المعراج میں تو دونوں صورتوں میں درحقیقت مربی و معلم خود حق تبارک و تعالیٰ اور جبرئیل علیہ السلام محض مبلغ الفاظ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کو الفاظ بدلنے کا

اختیار نہ تھا۔ اور اگر خود معلّم ہوتے تو معلّم کو سب اختیار رہتا ہے کہ اپنے شاگرد کو جس عنوان سے چاہے سمجھائے اس سے معلوم ہوا ہوگا جس طرح چٹھی رساں محض مبلّغ ہوتا ہے کہ لفافہ خط میں اس کو تصرف کرنے کا کوئی حق نہیں ہوتا۔ اسی طرح حضرت جبرئیل علیہ السلام محض مبلّغ اور سفیر اور قاصد کا درجہ رکھتے تھے۔ اور دلیل اس کی خود آیات سورہ علق ہیں کہ لفظ اقراء کے ساتھ یہ بھی مذکور ہے باسم ربّک جس سے ارشارہ ہے اس کی طرف کہ حق تعالیٰ آپ کا تربیت کرنے والا ہے وہی آپ کو تعلیم دیگا۔ وبمثلہ صرح الآلوسی فی تفسیرہ روح المعانی حیث قال والتعرض لعنوان الربوبیۃ المنبئۃ عن التربیۃ والتبلیغ الی الکمال اللائق شیئاً فشیئاً مع الاضافۃ الی ضمیرہ صلی اللہ علیہ وسلم للاشعار بتبلیغہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الغایۃ القاصیۃ من الکمالات البشریۃ بانزال الوحی المتواتر (روح جلد ۳۰ صفحہ ۱۸۱) نیز پھر اسی مضمون کا تتمہ اور پوری توضیح اسکے بعد کی آیات میں اس طرح فرمائی گئی ہے۔ اقراء وربّک الاکرم الذی علّم بالقلم علّم الانسان ما لم یعلم۔ جس میں خود حضرت حق کو معلّم ظاہر کرکے بتلا دیا گیا ہے کہ حق تعالیٰ ہی آپ کو تعلیم دینگے اور درحقیقت یہ آیت جواب ہے اس بات کا جو ابتداء وحی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی۔ کہ میں قاری نہیں تو اس پر فرمایا گیا کہ اگرچہ اصل سے قاری نہیں مگر آپ کا رب ایسا اکرم ہے۔ کہ وہ جس طرح لکھے پڑھوں کو تعلیم بذریعہ قلم دیتا ہے۔ اسی طرح بلا واسطہ قلم وکتابت بھی تعلیم دے سکتا ہے۔ اسی وجہ سے اوّل علّم بالقلم فرمایا اور پھر علّم الانسان ما لم یعلم ارشاد ہوا جس کا حاصل یہ تھا کہ آپ اگرچہ بالذات قاری نہیں لیکن اللہ کے نام پڑھئے کہ وہ آپ کو قاری بنا دیگا تفسیر روح المعانی میں اسی مضمون کو اس طرح بیان فرمایا ہے فکما علم سبحانہ القاری بواسطۃ الکتابۃ بالقلم یعلمک بدونہ وحقیقۃ الکرم اعطاء ما ینبغی لا لغرض (الی قولہ) والاشعار بانہ تعالیٰ یعلمہ علیہ الصلوٰۃ والسلام من العلوم مالا یحیط بہ العقول مالا یخفی (روح جلد ۳۰ صفحہ ۱۸۲) یہی راز ہے کہ جبتک جبرئیل علیہ السلام فقط اتنا لفظ کہتے رہے اقرا، تو جواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ما انا بقاری فرماتے رہے تین مرتبہ ایسا ہی ہوا اور جب یہ لفظ کہے اقراء باسم ربّک الذی الآیۃ تو فوراً پڑھنے لگے اور جبرئیل علیہ السلام کا دبانا یہ بھی بامر الٰہی تھا خود جبرئیل کا فعل نہ تھا اسلئے معلوم ہوا کہ معلّم و اُستاذ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جبرئیل علیہ السلام نہیں بلکہ آپ کی تعلیم کا تکفل خود حضرت حق جل وعلا نے کیا ہے۔ ولنعم ما قال العارف الجامیؒ ؎ ای لوح خوان ما اوحیٰ ؛ نقش غریب سلا لہ طہٰ ؛ فیض ام الکتاب پرورشش ؛ لقب امی خدا ازل کردش۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم باحوال خیر خلقہ وصفوۃ رسلہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ کتبہ بندہ محمد شفیع غفرلہ۔

نکاح فضولی یا موقوف میں وطی وخلوت ہوجاوے تو اس کے متعلقہ احکام

سوال ۴۹۱ ۔ کسی صغیرہ نابالغہ کا نکاح اُسکے ولی اقرب کے بغیر اجازت ولی غیر اقرب دیدے۔ بعدہٗ ولی اقرب جو اس موضع میں موجود تھا اس کو اس نکاح کی مطلقاً خبر نہ تھی اور نہ وہ اس مجلس نکاح میں حاضر تھا۔ بعد اطلاع نکاح اعتراض کرے اور اپنی نارضامندی کے باعث

چند روز کے بعد اُس نکاح کو فسخ کردے۔ پس اگر اس درمیان میں وطی یا خلوت پائی جائے درانحالیکہ صغیرہ مانند قوطار شلہا کے ہے اور ناکح ایک مرد نوجوان عاقل و بالغ تو بعد فسخ نکاح شوہر پر ادائے مہر واجب ہوگا یا نہ۔ اور صغیرہ کا ولی مہر کا مطالبہ زوج سے کرسکتا ہے یا نہیں۔ اگر زوج ادائے مہر سے انکار کرے بالکل مہر دینے پر راضی نہ ہو تو ولی بعض مہر پر فیصلہ کرسکتا ہے یا نہیں اور ولی کو اس قسم کا تصرف در مال صغیرہ جائز ہے یا نہیں۔ اگر اس موقع میں زوج وطی کا انکار کرے اور عورت اقرار کرے تو کس کا قول معتبر سمجھا جائے گا۔ ناکح نے وقت نکاح ہبۃً یا عادۃً از قسم زیورات و لباس منکوحہ کو دیا تھا جس کو وہ اُس وقت یعنی قبل از ادائے دین مہر واپس مانگے تو یہ چیزیں واپس کی جاسکتی ہیں یا نہیں۔ ان سب صورتوں میں از روئے شرع کیا احکام ہیں، جواب مدلل بعبارات کتب فقہیہ ارشاد فرمائیں۔؟

الجواب۔ قال الشامی فی نکاح الفاسد وحکم الدخول فی النکاح الموقوف کالدخول فی الفاسد فیسقط الحد و یثبت النسب و یجب الاقل من المسمی و من المهر المثل الخ۔ (شامی مجتبائی ج۲ ص۳۰۰) و ایضاً فی الشامیہ فی موضع اٰخر المراهق اذا تزوج بلا اذن ولیہ امرأۃ (الی قولہ) وعلیہ المهر لو مکرهۃ او صغیرۃ ولو بامرها الخ (شامی مجتبائی ج۲ ص۳۶۹)۔ وقال فی الدر المختار ولابی الصغیرۃ المطالبۃ بالمهر انتهٰی واقرہ الشامی ج۲ ص۳۷۵۔ قال فی الدر المختار وصح حطها لکلہ یعنی المهر او بعضہ انتهٰی قال الشامی وقید بحطها لان حط ابیها غیر صحیح لو صغیرۃ ولو کبیرۃ توقف علی اجازتها۔ ولابد من رضاها الخ (شامی باب المهر ج۲ ص۳۳۸) وقال فی الدر المختار ولو افترقا فقالت بعد الدخول وقال الزوج قبل الدخول فالقول لها لانکارها سقوط نصف المهر۔ صورت مسئولہ میں جو نکاح ولی ابعد نے بغیر اجازت ولی اقرب کے کیا ہے۔ یہ نکاح ولی اقرب کی اجازت پر موقوف تھا۔ اور جب ولی اقرب نے خبر پاکر اُس کو فسخ کرادیا تو یہ نکاح فسخ اور باطل ہوگیا۔ (کذا فی الدر المختار باب الولی) اُس سے خاوند کے ذمہ مہر واجب ہوگیا مگر اس تفصیل کے ساتھ کہ یہ دیکھا جائے گا کہ اس عورت کا مہر بوقت عقد کیا مقرر کیا گیا تھا اور اُس کا مہر مثل کیا ہے ان دونوں میں سے جو کم ہو وہ واجب ہوگا۔ اگر مہر مثل کم ہو تو وہ اور اگر مہر مقررہ کم ہو تو وہ۔ لیکن بہر صورت جو نسا واجب ہوگا وہ پورا واجب ہوگا تنصیف نہ ہوگی۔ جیسا کہ عبارت مندرجہ بالا ۱ سے ثابت ہوتا ہے۔ اور لڑکی کے والد کو مطالبۂ مہر کا حق ہے۔ جیسا کہ عبارت مندرجہ بالا ۱ سے ثابت ہوتا ہے۔ اور لڑکی کے والد کو مطالبۂ مہر کا حق ہے جیسا کہ عبارت مندرجہ ۲ سے ثابت ہوا۔ لیکن لڑکی کے والد کو مہر واجب الادا سے کم کردینے کا حق نہیں جیسا کہ عبارت مندرجہ ۳ سے ظاہر ہوا۔ اور اگر خاوند وطی کا منکر ہے تو اگر خلوت صحیحہ کا اقرار کرتا ہے تب تو ظاہر ہے کہ خلوت کا حکم بھی اس بارہ میں مثل وطی ہے لہٰذا کوئی اختلاف ہی نہ رہا۔ مہر کامل بتفصیل مذکور واجب ہوگا۔ اور اگر خاوند خلوت کا بھی منکر ہے تو اس بارہ میں لڑکی کا قول حلف کے ساتھ اعتبار کرلیا جائے گا۔ جیسا کہ عبارت ۴ سے ثابت ہوا۔ اور جو اشیاء خاوند نے اس لڑکی کو دی تھی۔ اُس میں اپنے اپنے ملک کا رواج معتبر ہے۔ اگر رواج یہ ہے کہ یہ چیزیں بطور مہر معجل کے عورت کی ملک میں کردی جاتی ہیں

یا ویسے ہی بدیۃً دیجاتی ہیں تو لڑکی کی ملک ہوگئی۔ اُس کا واپس کرنا جائز نہیں۔ اور اگر رواج یہ ہے کہ یہ چیزیں بطور عاریت کے عورت کے استعمال میں رکھی جاتی ہیں مالک ان کا خاوند ہی سمجھا جاتا ہے تو پھر یہ خاوند کی ملک ہیں۔ انکو بوقت تفریق خاوند واپس لے سکتا ہے ہمارے یہاں کا عرف رواج بھی عاریت کی صورت کا ہے۔ آپ اپنے رواج کے موافق فیصلہ کر سکتے ہیں۔ (والدلیل علی ما قلنا ما صرح بہ فی الدر المختار والشامیۃ فی کتاب الھبۃ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صواب	الجواب صواب بلا ریب	الجواب صحیح
بندہ محمد ابراہیم عفی عنہ	نبیہ حسن عفا اللہ عنہ	محمد رسول خاں عفا عنہ

> گاؤں میں جواز جمعہ کیلئے یہ حیلہ کہ اس بہانہ سے لوگ نماز پڑھ لیتے ہیں یا وعظ سن لیتے ہیں قابل التفات نہیں

سوال ۴۹۲ ۔ موضع کھیڑہ کی آبادی مع ہندو مسلم عـــ۱۲۷۴ آدمی کی ہے نصف مسلمان اور نصف ہندو ہیں۔ پانچ دکانیں پرچون اور حلوائی کی ہیں جن پر نمک مرچ وغیرہ بھی مل سکتا ہے۔ اور بزاز پنساری کی کوئی دوکان نہیں نہ ضروریات دستیاب ہوتی ہیں اور دو مسجد اور عیدگاہ ہے جو عرصہ ۲۳ سال سے ایک ویران مسجد کی بنائی ہے وہیں نماز عیدین اس میں ....پڑھتے ہیں۔ اور یہ بھی سُنا جاتا ہے کہ یہ موضع کسی وقت بڑا شہر تھا۔ بعض جگہ سرائے کے نام سے مشہور ہیں اور اب سوائے نام کے کوئی نشان باقی نہیں بلکہ وہاں............................ .... پر کاشت ہوتی ہے۔ اور عرف میں بھی قریہ صغیرہ کہا جاتا ہے اور موضع مذکور سے جانب شمال موضع بنوڑہ بفاصلہ سوا میل واقع ہے جو قریہ کبیرہ ہے وہاں پر نماز جمعہ و عیدین پڑھی جاتی ہے اور جنوبی شرقی گوشہ میں موضع ڈھانسری فاصلہ یکمیل پر آباد ہے جو قریہ مستقلہ ہے اور مردم شماری پندرہ سو آدمیوں کی ہے چوتھائی مسلمان باقی ہندو اور ہر ایک موضع میں کھیڑی و ڈھانسری کی اذان کی آواز دوسرے میں پہنچ جاتی ہے تو اس صورت میں ہر دو موضع واحد کے حکم میں ہو سکتے ہیں یا نہیں پہلے جمعہ ہوا کرتا تھا مولوی محمد فاروق صاحب کھیڑی نے بالجبر نماز جمعہ بند کرا دی ہے۔ لیکن پھر دو ماہ ہوئے کہ مولوی صاحب موصوف نے پھر نماز پڑھتی ہے موضع مذکور میں اور کہتے ہیں کہ جمعہ کی وجہ سے نمازی زیادہ ہو جاتے ہیں اور یہ بھی سُنا جاتا ہے کہ مولوی صاحب موصوف نے کچھ روپیہ بطور رشوت لے لیا ہے۔ اُمید ہے کہ جواب سے مطلع کریں گے آیا ان دونوں موضعوں میں جب کہ بزاز اور پنساری کوئی موجود نہیں نماز جمعہ جائز ہے یا نہیں۔ عند الحنفیہ ایسے موضع میں جمعہ جائز ہے یا نہیں۔؟

الجواب ۔ امام اعظم ابوحنیفہؒ کے مذہب پر نماز جمعہ شہروں اور قصبات ہی میں ادا ہو سکتی ہے اور ایسے بڑے گاؤں جو مثل قصبات کے ہوں اُن میں بھی جائز ہے۔ جیسا کہ علامہ شامی نے تصریح فرمائی ہے۔ اُس کے علاوہ چھوٹے گاؤں میں جمعہ ہرگز جائز نہیں اور کسی کا یہ کہنا بالکل صحیح نہیں دوگ اس بہانہ سے نماز پڑھ لیتے ہیں۔ مسلمان تو احکام شرعیہ کے مامور ہیں حدود مذہب کے اندر لوگوں کو نماز کیلئے جمع کرنا چاہئے اور اگر وہ کسی ایسی صورت سے جمع ہوں جو شرعاً جائز نہ ہو تو

ایسے اجتماع ہی سے کیا فائدہ ہے جب نماز جمعہ چھوٹے گاؤں میں ادا ہی نہ ہوگی تو پھر ایسی نماز کے لئے اگر جمع بھی ہو گئے اور پڑھ بھی لی تو کیا فائدہ۔ اسلئے مسلمانوں کو تو فتوے پر عمل کرنا چاہئے جس کی قسمت میں نماز اور عبادت لکھی ہے اور جس کو خدا کا خوف ہے وہ پھر بھی پڑھے گا اور جو بدقسمت نہ پڑھے تو اس کا فکر کسی کے ذمہ نہیں وہ اپنی قبر کا سامان کرے گا۔ دوسری بات یہ ہے کہ موضع کمہیڑہ اور ڈھالنسری دونوں علیحدہ علیحدہ گاؤں ہیں۔ ایک بستی کے حکم میں نہیں ہو سکتے۔ لہذا دونوں میں جمعہ جائز نہیں۔ اگرچہ موضع کمہیڑہ کسی وقت میں بڑا شہر تھا۔ لیکن اب تو حالت موجودہ کا اعتبار ہوگا۔ ان دونوں گاؤں میں جمعہ جائز نہیں۔ اور جو لوگ پڑھتے ہیں اُن کے ذمہ فریضۂ ظہر باقی رہتا ہے اگر ظہر ادا نہ کرینگے تو گنہگار رہیں گے اور جمعہ ادا کرنا بھی ایسے گاؤں میں خود گناہ ہے۔ کیونکہ جب ظہر کی نیت نہیں اور جمعہ واجب نہیں تو یہ نماز نفل ہوگی اور نفلوں کا جماعت سے ادا کرنا اور دن میں جہری قرأت کرنا ناجائز ہے۔ اور اگر کوئی بعد جمعہ پڑھکر احتیاط الظہر پڑھے تو یہ بھی ایسے گاؤں میں بالکل ناجائز ہے کیونکہ جمعہ تو ادا نہ ہوا اور احتیاط الظہر میں ظہر کی نیت مشکوک ہوتی ہے اسلئے ظہر بھی ادا نہ ہوگی۔ البتہ اگر کوئی یقینی طور پر یہی نیت کرے کہ فرض ظہر میرے ذمہ ہیں اور میں اس کو ادا کرتا ہوں تو نماز ظہر درست ہو جائے گی۔ لیکن ظہر سے پہلے جو جمعہ پڑھا ہے اُس کا گناہ اُس کے ذمہ باقی رہے گا۔ اور جب کہ جمعہ وہاں جائز نہیں تو تبلیغ عدم جواز کرتے رہنا ضروری ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ محمد شفیع

دیوالیہ کی امامت جائز ہے یا نہیں

سوال ۴۹۳۔ کیا دیوالیہ کی امامت درست ہے اسکے متعلق مفتی ریاض الدین صاحب نے تحریر کیا ہے کہ دیوالیہ کی امامت درست نہیں ہے؟ **الجواب**۔ جواب صحیح ہے بشرطیکہ یہ شخص ادائے دیون پر قدرت رکھتا ہو اور محض حقوق مارنے کیلئے دیوالیہ بنا ہو تو امامت اسکی درست نہیں۔ اور اگر فی الواقع یہ مفلس ہے اور کوشش میں لگا ہوا ہے۔ کہ کسی طرح دین ادا کرے تو پھر یہ شخص فاسق نہیں نماز اس کے پیچھے اس صورت میں درست ہے۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ۔

مزارات اولیاء وغیرہم پر جو قبے بنے ہوئے ہیں اُنکے انہدام کا حکم؛

سوال ۴۹۴۔ بناء علی القبر کی ممانعت تو احادیث میں موجود ہے اور امام صاحب ابوحنیفہ سے بھی روایت کراہت بناء علیہ موجود ہے غالباً امام صاحب نے بنی کو کراہت پر محمول فرمایا ہے۔ باقی رہا قبوں اور ابنیہ علی القبور کا گرانا تو ہم نے افواہاً سُنا ہے کہ ہمارے حضرات اساتذہ کرام دیوبندیہ فرماتے ہیں کہ قبوں اور مناروں کا بنانا تو منع آیا ہے لیکن اگر بن جائیں تو ان کے گرانے کا ثبوت کہیں نہیں آیا۔ اس پر کمترین کو شبہ ہے وہ یہ کہ شریعت کے قواعد اور ارشاد سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کام ناجائز وقوع میں آئے تو حتی الامکان اُس کے ازالہ کرنا چاہئے۔ دیوبندیہ کی اس میں کیا رائے ہے اور خصوصاً حضرت علامہ انور شاہ صاحب کی رائے اگر معلوم ہو تو اس سے بھی مطلع فرماویں؟ **الجواب**۔ مزارات پر قبے وغیرہ بنانا جس طرح ابتداءً ناجائز ہے اسی طرح اُن کا انقاء بھی ناجائز ہے بشرطیکہ ازالہ و انہدام قدرت میں ہو یہ افواہ جو آپ نے سُنی ہے کہ حضرات دیوبند بنا کو تو ناجائز کہتے ہیں مگر ابقاء کو ناجائز نہیں

کہتے۔ صحیح نہیں۔ ہاں اسکی اتنی اصل ضرور ہے کہ ہمارے حضرات اکابر عموماً اور حضرت الاستاذ مولانا محمد انور شاہ صاحب خصوصاً حسب قواعد فقہیہ اس حکم کو بھی شرط قدرت کے ساتھ مخصوص کرتے ہیں۔ اگر ایسے قبہجات کی قدرت ہو تو بالکل ڈھا دیا جائے اور قدرت نہ ہو تو ہدم کرکے فتنہ برپا کرنا مناسب نہیں اور ظاہر ہے کہ اس فعل کے کرنے سے کوئی شدید فتنہ مسلمانوں میں برپا نہ ہو جائے زمانہ قریب میں ابن سعود نے جو حجاز میں قبہجات گرائے اُن کا گرانا بھی اسی مصلحت شرعیہ کے ماتحت ہمارے اکابر نے پسند نہیں کیا کہ ایک ذرا سی منکر کے ازالہ کے لئے سینکڑوں منکرات میں تمام عالم اسلام مبتلا ہو گیا تمام دنیا کے مسلمانوں میں باہمی فتنہ و اختلاف اور جنگ و جدل پھیل گیا۔ ان فتن کی وجہ سے ہمارے اکابر کی رائے یہ ہے کہ اذا ابتلی المرأ ببلیتین فلیختر اھونھما پر عمل کیا جائے۔ اور جب مسلمانوں میں فتنہ کا اندیشہ ہو تو قبے وغیرہ باقی چھوڑنے کو بہ نسبت گرانے کے ترجیح ہے۔ الغرض یہ امر ایک خاص تفقہ کی بناء پر ہے جو اصول فقہیہ سے ثابت ہے نفس مسئلہ میں ہمارے حضرات کوئی خلاف نہیں اور یہ بعینہ ایسا ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بناء کعبہ کو جو قریش نے بناء ابراہیمی کے خلاف قائم کردی تھی باوجود دلی تمنا کے منہدم نہیں فرمایا کہ باعث مفسدہ تھا۔ یہ چیزیں ہیں جن پر اہل علم کو غور کرنا چاہیے محض چند روایات کو سامنے رکھکر فتوی جاری کرنا مناسب نہیں فقہاء کا قول ہے کہ من لم یعرف اھل زمانہ فھو جاھل اسی قسم کے مسائل کی نظائر اشباہ والنظائر میں بکثرت مل سکتی ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

باپ نے بیٹے کو عاق لکھدیا تو وہ ترکہ سے محروم نہ ہوگا

سوال ۴۹۵ - عبدالعزیز نے اپنے بیٹے رفیع الدین کی نافرمانی سے تنگ آکر آدمیوں کے سامنے بمقابلہ رفیع الدین اس طرح سے عاق کیا کہ آپ لوگ گواہ رہیں کہ میں نے اپنے بیٹے رفیع الدین کو عاق کیا اس طرح سے عبدالعزیز نے اپنی زبان سے نو مرتبہ کہا تو فرمایئے رفیع الدین عاق ہو گیا یا نہیں۔؟

الجواب - فقط زبانی یا تحریری کہدینے سے یا عاق نامہ لکھدینے سے رفیع الدین اپنے ترکۂ پدری سے محروم نہیں ہوا بلکہ اپنا پورا حصہ پانے کا مستحق ہے۔ البتہ اگر عبدالعزیز اپنی حیات اور صحت میں اپنا ترکہ خود اپنی رائے کے موافق اپنے باقی ورثہ یا احباب میں تقسیم کردیتا اور رفیع الدین کو محروم رکھتا تو اس کو پھر رفیع الدین کو نالش کا کوئی حق حاصل تھا لیکن جب اُس نے اپنی زندگی میں اپنا ترکہ تقسیم نہیں کیا تو بعد مرنے کے اس عاق کرنے کا کچھ اعتبار نہ ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

بدن پر داغ دیکر مرض کا علاج کرنا بلا ضرورت شدیدہ مکروہ ہے

سوال ۴۹۶ - ایک طریقہ علاج کا علاج بالکی بھی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اونٹوں کو داغ دینا حادیث سے بھی ثابت ہے معلوم نہیں کہ انسانوں میں مشروع ہے یا نہیں۔؟

الجواب - احادیث قولیہ اس بارہ میں مختلف ہیں بعض میں داغ دینے کی ممانعت وارد ہے اور بعض میں جواز اور فعلی حدیث میں صحیح یہی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود کبھی ایسا علاج نہیں کیا۔ کما صرح بہ الحافظ فی فتح الباری) اور توفیق بین الروایات یہ ہے کہ نہی تنزیہ پر محمول ہے اور جواز اپنی اصل پر۔ کما ذکرہ الامام القسطلانی فی المواھب فلفظہ حاصل الجمع ان الفعل یدل علی الجواز وعدم الفعل لا یدل علی المنع بل یدل علی

ان ترکہ ارجح من فعلہ ولذا وقع الثناء علی تارکہ واما النھی عنہ فاما علی سبیل الاختیار والتنزیہ واما فیما لا یتعین طریقاً الی الشفاء (مواھب لدنیہ ج ۲ ص ۱۶۶) اسی لئے فقہاء حنفیہ نے اس بارہ میں یہ اختیار فرمایا ہے۔ کہ یہ علاج فی نفسہ جائز ہے مگر بلا ضرورت شدیدہ خلاف اولیٰ ہے اور چہرہ پر اس کا عمل کرنا مکروہ ہے۔ قال فی العالمگیریہ ج ۴ ص ۲۳۶ کشوری۔ فی الباب الثامن عشر من الکراھیۃ ما نصہ ولا باس بکی الصبیان اذا کان لداء اصابھم وکذا لا باس بکی البھائم للعلامۃ کذا فی المحیط للسرخسی ویکرہ الکی فی الوجہ کذا فی الفتاویٰ العتابیۃ۔ انتھیٰ۔ فقط۔

شرائط اقرارنامہ کی خلاف ورزی پر عورت کا مطلقہ ہونا اور بچوں کی ولایت حق والد کیلئے ہونا

سوال ۷۹۴۔ ایک شخص نے بعد نکاح اقرارنامہ تحریر کیا ہے جو یہ ہے مظہر کی ساتھ اس کا عقد نکاح بدیں نہج ہوا ہے کہ اگر مظہر فرمانبرداری اور ملازمت خان صاحب موصوف میں بمقام مندار مدامی طور پر تادم زیست موجود رہے گا۔ تو یہی عقد نکاح بحال رہے گا۔ اور اگر برخلاف اس کے مظہر نافرمانی کرے یا ملازمت چھوڑ کر کہیں چلا جاوے تو اس صورت میں عند الشرع شریف نکاح منسوخ تصور ہوگا۔ یعنی منکوحہ ام سماۃ نوری کو طلاق ثلثہ مغلظہ واقع ہو جائے گی۔ اور وہ مظہر کی زوجیت سے خارج ہو کر ہمیشہ کے لئے مظہر پر طلاق ثلثہ حرام ہو جائے گی۔ اور جس قدر اولاد بطن منکوحہ دوم سے تولد ہوگی اس کا حق وراثت پدری اور ولدیت عقد نکاح میں مظہر کی جانب سے سردار محمد فاضل خان اور اُن کے اہل خانہ کو حاصل رہے گا۔ مظہر کو بغیر رضامندی خان صاحب موصوف کوئی حق حاصل نہ ہوگا۔؟

الجواب۔ اقرارنامہ منسلکہ اگر صحیح ہے اور واقعی ہے تو یہ شرعاً معتبر اور قابل عمل ہے لہذا مقر نے اگر شرائط مندرجہ اقرارنامہ کے خلاف کیا تو اس کی بیوی پر تین طلاقیں پڑ جائیں گی اور حرمت مغلظہ ثابت ہو جائے گی۔ (صرح بہ فی العالمگیریہ والشامیۃ من الطلاق بالکتابۃ) لیکن جو اولاد منکوحہ کے بطن سے پیدا ہوئی اُس کا ولی نکاح بحالت صغر سنی دراصل اُس کا باپ ہی ہوگا مگر چونکہ اُس نے اقرار کیا ہے۔ کہ میں اپنی ولایت سے درصورت خلاف ورزی اقرارنامہ کے کام نہ لوں گا لہذا اس کو اپنے وعدہ کی پابندی کرنی چاہئے اور بلا رضا سردار محمد فاضل اور اُن کے اہل خانہ کے کسی جگہ بحالت صغر سنی نکاح نہ کرنا چاہئے۔ لیکن اگر وہ نکاح کر دے گا تو نافذ ہو جائے گا کیونکہ اقرارنامہ کی رُو سے غایت یہ ہے کہ سردار محمد فاضل اور اس کے اہل خانہ کو منجانب والد وکیل نکاح قرار دیا جاوے۔ اور قاعدہ معروفہ یہ ہے۔ کہ وکیل بنانے کے بعد اگر خود موکل نکاح کر دے قبل نکاح وکیل تو یہ نکاح منعقد اور صحیح ہو جاتا ہے (صرح بہ فی عامۃ کتب الفقہ من الھدایۃ والشامی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسجد کے نیچے کرایہ کی دوکانیں بنانے کی شرطیں کیا ہیں؟

سوال ۷۹۸۔ میں ہنڈول ریاست جے پور میں گیا جہاں پر کہ ہندو مسلم کے مابین ایک مسجد کے متعلق جھگڑا تھا۔ موقع دیکھا۔ جس مسجد کے متعلق جھگڑا ہے مسلمان منجملہ دیگر امور یہ بھی چاہتے ہیں کہ اس مسجد کے دالان اور فرش کے بجائے دوکانات تعمیر کرلیں مسجد لب بازار ہے۔ لہذا دکانات بازار میں کھلیں گی اور اُن سے اچھا کرایہ وصول ہوگا جس سے مسجد اور مدرسہ مسجد کا خرچ چل سکے گا۔ دکانات کے

یعنی منزل دوم میں مسجد بنائیں۔ اس پر میرے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوا کہ آیا موجودہ مسجد کو بشکل دکانات مبدل کرنا یعنی اس سے مسجد ہی کا مالی مفاد مقصود ہو شرعاً جائز ہے یا نہیں۔ گویا جو سطح اب اداۓ نماز کے لئے مخصوص و وقف ہے آئندہ اس سطح پر نماز نہیں پڑھی جائے گی الا یہ کہ کوئی شخص جو اس میں رہتا ہو پڑھ لے، حالانکہ اس وقت بطریق اذن عام ہر شخص نماز پڑھ سکتا ہے وہ نماز ہی کے لئے ہے۔ آئندہ بجائے مسجد دکانات ہوں گی اور دکانات کے اوپر مسجد ہوگی جواب سے صحیح طور پر مطلع کیا جاوے؟ **الجواب** - مسجد کے نیچے دوکانیں چند شرائط کی ساتھ جائز ہیں جن میں سے پہلی شرط یہ ہے کہ بانی مسجد اول بنائے مسجد کے وقت یہ نیت کرے اور لوگوں میں ظاہر کردے یا تحریر لکھ دے کہ میں نے اتنی جگہ کو مسجد کے نیچے دکانیں بنانے کے لئے مخصوص کردیا ہے۔ اور دوسری شرط یہ ہے کہ دکانیں خاص مسجد کے مصارف کے لئے وقف کی جائیں۔ یہ شرط مفصلاً شامی و عالمگیری کتاب الوقف میں۔ نیز بحر الرائق کتاب الوقف احکام المساجد جلد خامس میں منفصل مذکور ہیں۔ صورت مرقومہ میں پہلی شرط مفقود ہے۔ اس لئے اب مسجد کے نیچے کرایہ کی دکانیں یا کسی کے رہنے کا مکان وغیرہ بنانا اگرچہ مصالح مسجد ہی کے متعلق ہو جائز نہیں۔ (کما صرح بہ فی البحر الرائق وغیرہ) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ۔

زوجہ کو فارسی میں کہا کہ من او را ہشتم یہ بحکم صریح طلاق ہے۔؟

سوال ۷۹۹ - چہ می فرمایند علمار دین دریں مسائل کہ شخصے چوں بوقت شام برائے بردن دخترش برمکان دامادش درآمدہ اجازت خواست و او گفت تا گفتگوئے ندل شخص فیصلہ نکردہ ہرآئینہ رفتنش اجازت نخواہم داد مادرش جہت بردنش اذن داد بدیں گونہ آں شخص شریعت اللہ و مجیب اللہ را گفت کہ مادرم را بگوید کہ زیورات من از وطلبیدہ مرا بدہند من او را نخواہم داشت بعدہٗ علی الصباح شریعت اللہ گفت کہ مادرم رگفتہ زیوراتِ من از و گرفتہ مرا بدہند من او را ہشتم۔ درصورت مرقومہ طلاق بحلف می گویند کہ ہرگز ہمائیت طلاق نبود بلکہ برائے ترسانیدن مادرمن کہ بلا اذن من زوجہ ام را بخانہ پدر داد بدیں گونہ او را ہشتم گفت ہرگاہ کہ ایں واقع نزد علماء دیوبار سید جماعت فتوی می دہند بر یک طلاق رجعی و دیگر بر طلاق بائن رائے خود مطلع کنند طلاق بائن واقع شود یا رجعی؟

الجواب - اصل اس باب میں یہ ہے کہ طلاق صریح و کنایہ کا مدار محض عرف پر ہے اس کے لئے الفاظ مقرر نہیں۔ اور جو الفاظ کتب فقہ میں مذکور ہیں وہ محض مثال کے طور پر ہیں اور ان میں عرف ہی پر مدار ہے اسی لئے جب کسی لفظ کے متعلق کسی ملک کا عرف بدل جائے گا تو حکم بھی بدل جائے گا۔ اسی لئے علماء متاخرین نے باب الکنایات میں لفظ حرام کے ماتحت ایک تحقیق نفیس کے بعد یہ طے کیا ہے کہ لفظ حرام اور سرحتک وغیرہ اگرچہ اصل سے کنایہ میں لیکن چونکہ عرب اور فارس کے عرف جدید میں یہ الفاظ عورت کے خطاب میں طلاق ہی کے لئے مخصوص ہو گئے ہیں اس لئے اب یہ بحکم کنایات محتاج نیت نہ رہے ولفظ و حلال اللہ علیہ حرام لا حاجۃ الی النیۃ علی الصحیح المفتی بہ للعرف و انہ یقع بہ البائن لانہ المتعارف ثم فرق بینہ و بین سرحتک فان سرحتک کنایۃ فی عرف الفرس غلب استعماله

فی الصریح فاذا قال رہا کردم ای سرحتک یقع بہ الرجعی مع ان اصلہ کنایۃ ایضاً (الی قولہ) وقد مر ان الصریح ما لا یستعمل الا فی الطلاق من ای لغۃ کانت الخ (شامی مجتبائی ج ۲ ص ۴۶۴)۔ اس فیصلہ کے بعد یہ بھی معلوم ہوگیا کہ صورتِ مسئولہ من اور بہشتم میں جو امام صاحب اور صاحبین کا اختلاف ہے دراصل وہ باب فقہ سے نہیں بلکہ تجربہ اور اختلاف معلومات پر مبنی ہے۔ امام صاحبؒ کو اس کا صریح ہونا متحقق نہیں ہوا اور صاحبین کو ہوگیا۔ اسی پر احکام کا اختلاف مبنی ہوگیا۔ جیسا کہ بدائع میں اس کی تصریح موجود ہے ونفظہ واما الطلاق بالفارسیۃ فقد روی عن ابی حنیفۃؒ انہ قال فی فارسی قال لامرأتہ بہشتم آں زن او قال آں زن بہشتم او قال بہشتم لا یکون ذلک طلاقاً الا ان ینوی بہ الطلاق لان معنی ھذا اللفظ خلیت وھو من الکنایات فکذا ھذا اللفظ الا ان ابا حنیفۃؒ فرق بین اللفظین من وجھین احدھما انہ قال اذا نوی الطلاق بقولہ خلیت یقع بائناً۔ واذا نوی الطلاق بھذا اللفظ یقع رجعیاً لان ھذا اللفظ محتمل ان یکون صریحاً فی لغتھم (الی قولہ) وقال ابو یوسف اذا قال بہشتم آں زن او قال آں زن بہشتم فھی طالق نوی الطلاق او لم ینو وتکون تطلیقۃ رجعیۃ لان ابا یوسف خالط العجم ودخل جرجان فعرف ان ھذا اللفظ فی لغتھم صریح (الی قولہ) وان نوی بائناً فبائن وان نوی ثلاثاً فثلاث انتھی۔ عبارات بدائع سے چند امور مستفاد ہوئے (۱) اختلاف صاحبین و امام صاحب دراصل اختلاف مذہب نہیں بلکہ اختلاف تجربہ پر موقوف ہے جیسا کہ عبارت خط کشیدہ ۲ و ۴ سے معلوم ہوتا ہے۔ اور بعینہ ایسا اختلاف ہے جیسے نکاح صابیہ کے بارہ میں واقع ہوا ہے۔ (۲) اس لفظ میں امام اور صاحبین کے نزدیک نیت شرط ہے۔ اور صاحبین کے نزدیک نہیں جیسا کہ خط کشیدہ عبارت ۲ و ۳ سے ظاہر ہے (۳) یہ بھی ثابت ہوا کہ یہ حکم صرف اسی جگہ اور اسی ملک کے لئے ہوگا جہاں کا یہ عرف ہے دوسری جگہوں میں اصل کنایہ کا حکم رکھے گا۔ جیسا کہ خط کشیدہ ۱ سے معلوم ہوا کیونکہ اس میں مسئلہ مذکورہ کے حکم کے ساتھ فارسی کی قید بھی مذکور ہے۔ علاوہ یہ ایک عقلی مسئلہ بھی ہے کہ جب عرف و رواج کی وجہ سے کنایہ کو صریح قرار دیا گیا ہے تو اسی جگہ کے لئے مخصوص ہوگا جس جگہ کا عرف ہو۔ اس لئے اب حاصل جواب یہ ہے کہ ہندوستان کے کسی خطہ میں (جہاں تک ہمیں معلوم ہے) رائج نہیں اس لئے ہمارے یہاں نیز صوبہ پنجاب و بنگال وغیرہ میں بھی یہ لفظ اپنی اصل پر کنایہ سمجھا جائے گا۔ اور موقوف بر نیت ہوگا۔ اور بعد نیت کے اس سے حسب قاعدہ طلاق بائنہ واقع ہوگی۔ البتہ ملک فارس و خراسان وغیرہ میں جہاں یہ لفظ طلاق صریح کے حکم میں ہے وہاں البتہ اس سے ایک طلاق رجعی بلا نیت کے بھی پڑ جائے گی اور اگر بینونت کرے گا تو بائنہ ہوجائے گی۔ کما ہو تصریح فتاویٰ قاضی خان۔ اور فتویٰ اس بارہ میں امام ابو یوسف کے قول پر ہوگا۔ جیسا کہ عبارت شامی باب الکنایات سے معلوم ہوا۔ تتمہ جواب طلاق صریح کی صحیح تعریف یہی ہے کہ جو ہوی کے خطاب میں طلاق کے سوا کسی معنی میں اطلاق نہ کی جائے۔ اس کے علاوہ دوسرے مواقع میں اگرچہ غیر طلاق میں بھی مستعمل ہو اور جو حضرات اس کو تسلیم نہیں کرتے۔ ان کا قول صحیح نہیں۔ کیونکہ ان کے قول پر تو پھر خود

لفظ طلاق بھی صریح نہ رہے گا۔ کیونکہ محاورات عرب میں ناقہ طالق بھی بولا جاتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ وہاں طلاق مراد نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح شامی کی عبارت مندرجہ بالا سے حرام اور سرحتک کا صریح ہونا معلوم ہوا حالانکہ باتفاق لفظ حرام جس وقت بیوی کے سوا کسی اور شخص یا اور چیز کے لئے بولا جائے تو طلاق کے معنے نہیں ہوتے۔ اسی طرح تسریح کا لفظ بھی غیر طلاق کے لئے جبکہ خطاب لنساء نہ ہو استعمال کیا جاتا ہے اس سے ثابت ہوا کہ صریح بننے کے لئے یہ شرط نہیں کہ وہ علاوہ خطاب لنساء کے بھی کبھی غیر طلاق میں مستعمل نہ ہو۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع عفی عنہ

تصور شیخ جائز ہے یا نہیں

سوال ۵۰۰ - تصور شیخ و استاذ و تصور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم جائز ہے یا نہیں، یعنی حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت و شکل کا ذہن میں تصور کرنا اور دھیان میں لانا اُن اوصاف حسنہ کیساتھ جو احادیث صحیحہ میں آپ کے شکل و شباہت کو بیان کیا گیا ہے۔ اسی طرح پیر استاذ و شیخ وغیرہم کا تصور کرنا جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب - اگر تصور سے مطلق تصور متعارف مراد ہے تو بلاشبہ جائز ہے اس کے جواز میں شبہ کی کوئی وجہ نہیں اور اگر اس سے مراد تصور شیخ مصطلح صوفیہ ہے تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ صوفیائے کرام کے نزدیک اس نام سے دو چیزیں موسوم ہوتی ہیں۔ ایک شغل خاص ہے جس کو اُن کی اصطلاح میں شغل رابطہ بھی کہتے ہیں اور دوسرے محض تصور جو کوئی خاص شغل نہیں۔ صورت ثانیہ بھی بلا تکلف جائز اور نافع ہے اور حقیقت اس کی یہ ہے کہ بوقت ذکر جو وساوس و خطرات قلب پر ہجوم کرتے ہیں ان کے دفع کرنے کے لئے مختلف صورتیں ہیں منتہی لوگوں کے لئے تو علاج یہ ہے کہ مذکور کی طرف توجہ کو زیادہ کر دے اور سالک متوسط کیلئے یہ ہے کہ ذکر کی طرف قلب کی توجہ زیادہ کر دے۔ اور مبتدی کی توجہ چونکہ ان دونوں کی طرف دشوار ہوتی ہے اس لئے اس کے واسطے تصور شیخ کو نافع سمجھا گیا کہ وہ محسوس بھی ہے اور محبوب بھی اس کا خیال جلدی جم جاتا ہے اور خیال جمنے سے خطرات مندفع ہو جاتے ہیں مگر بعد اندفاع پھر اس تصور کو نہیں جماتے کیونکہ اشتغال بغیر المقصود مخل بالمقصود ہے بہرحال دفع خطرات کا ایک علاج ہے جو مبتدیوں کے لئے مشائخ نے تجویز کیا ہے اور تجربہ سے نافع ثابت ہوا ہے اور شریعت میں کوئی وجہ اس کی ممانعت کی نہیں، اس لئے یہ بلاشبہ جائز ہے باقی رہی صورت اولیٰ جس کو شغل رابطہ کہتے ہیں اُس کی اصلی حقیقت اگرچہ جائز ہے مگر عوام حقیقت کو نہیں سمجھتے اور طرح طرح کے معاصی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ بلکہ شرک کا شبہ ہونے لگتا ہے اس لئے عوام کو اس کا ترک ہی بہتر ہے کیونکہ اُسکے نفع سے زیادہ اُس میں نقصانات پیدا ہو جاتے ہیں اسی بناء پر اُس کی حقیقت کا بیان کرنا بھی فضول ہے۔ اور زیادہ حاجت ہو تو کسی محقق سے زبانی سمجھ لیجئے یا رسالہ التکشف حصہ دوم صفحہ ۳ دیکھ لیا جاوے۔ اور اس کو بھی پھر کسی عالم سے سمجھ لیا جاوے۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

کتبہ بندہ محمد شفیع غفرلہٗ

بانی مسجد کو حق نہیں کہ کسی کو بلا وجہ شرعی مسجد میں نماز پڑھنے سے منع کرے البتہ تولیت و امامت وغیرہ کے تقرر میں اس کا قول بعض صورتوں میں راجح ہے۔

سوال ۱۰۵ - زید نے عمر سے ایک قطعہ زمین برائے تعمیر مسجد طلب کی۔ عمر نے بذریعہ ایک وثیقہ ایک قطعہ زمین زید کو ہبہ کردی جس میں یہ الفاظ لکھدیئے کہ برائے تعمیر مسجد شریف یہ قطعہ زمین زید کو دیدی۔ ازاں بعد زید نے سعی کرکے مسجد تعمیر کرائی جس میں اہل محلّہ نے بھی حسب توفیق چندہ دیا۔ اب مسجد مکمل ہوگئی۔ اس میں زید نے نماز کی اجازت دی۔ اذان اور جماعت شروع ہوگئی۔ مدت سے لوگ نمازیں پڑھ رہے ہیں۔ مسجد کا راستہ کسی کی ملکیت میں نہیں علیحدہ ہے۔ پس اس مسجد کے متعلق تین سوال ہیں۔ (۱) کیا یہ مسجد وقف ہے تمام اہل محلہ نماز کے حقدار ہیں یا زید کی ملکیت ہے (۲) اگر تمام اہل محلّہ بالاتفاق ایک امام کو مقرر کریں اور زید دوسرے کو تو کس کی رائے کو ترجیح ہوگی۔ (۳) زید کہتے ہیں متولی مسجد ہوں اور مسجد کے نام پر چندہ لیکر گھر میں صرف کردے تو پھر بھی متولی ہوگا یا نہیں۔؟

الجواب بصورت مرقومہ بالا میں ۱ کے متعلق یہ جواب ہے کہ مسجد وقف تام ہوچکی اور زید کی ملکیت سے نکل گئی۔ اب اس میں تمام اہل محلہ کو نماز و اذان و جماعت کے حقوق حاصل ہیں زید کسی کو شرعاً نہیں روک سکتا اور اگر روکے تو من اظلم ممن منع مساجد اللّٰہ۔ الایہ کے وعید میں داخل ہوگا۔ کما قال فی الھدایہ وغیرہ اذا بنی مسجداً لم یزل ملکہ عنہ حتی یفرزہ عن ملکہ بطریقہ و یأذن للناس للصلوٰۃ فیہ و اذا صلی فیہ واحد زال عند ابی حنیفۃ عن ملکہ۔ ہدایہ ص ۶۲۳ کتاب الوقف وھکذا فی الدر المختار و غیرھما من کتب الحنفیہ ھذا۔

(۳) سوال سے معلوم اور ثابت ہوتا ہے کہ زید بانی مسجد نے حق تولیت اپنے لئے محفوظ رکھا ہے اور وہ متولی مسجد ہے فقہاء کرام رحمہم اللّٰہ تعالیٰ نے تصریح کردی ہے کہ بغیر نزاع بانی مسجد یہ نصب کردہ امام اولیٰ ہے اور درصورت نزاع مابین متولی اور قوم اس فریق کا امام مقرر کرنا اولیٰ ہے جس کا انتخاب کردہ امام اصلح اور افضل ہو۔ کما قال وان تنازع البانی فی نصب الامام والمؤذن مع اھل المحلۃ فان کان من اختارہ اھل المحلۃ اولیٰ من الذی اختارہ البانی فاختیار اھل المحلہ اولیٰ لان ضررہ و نفعہ عائد الیھم کذا فی البزازیہ والخلاصۃ کبیری ص ۵۷۱

اسی طرح علامہ ابن نجیم اپنے فتاویٰ بحر الرائق شرح کنز الدقائق میں فرماتے ہیں۔ تنازع اھل المحلۃ والبانی فی عمارتہ او نصب المؤذن او الامام فالاصح ان البانی اولیٰ بہ الا ان یرید القوم ما ھو اصلح منہ بحر الرائق جلد خامس ص ۲۴۹ و فی الدر المختار البانی للمسجد اولیٰ من القوم بنصب الامام والمؤذن فی المختار الا اذا عین القوم اصلح ممن عینہ البانی الخ و زاد علیہ الشامی بقولہ لان منفعۃ ذلک ترجع الیھم (شامی جلد ثالث ص ۶۰۲) و فی فتح القدیر ص ۷۱ جلد خامس ولما نصب الامام والمؤذن فقال ابو نصر فلاھل المحلۃ ولیس للبانی احق منھم بذلک قال ابوبکر الاسکاف البانی احق بنصبھما من غیرہ کالعمارۃ قال الفقیہ وبہ ناخذ الا ان یرید اماماً و مؤذناً والقوم یریدون الاصلح فلھم ان یفعلوا ذالک کذا فی النوازل انتھیٰ۔

جواب ۲۳ وقف کنندہ مسجد اگر تولیت اپنے لئے رکھے اور بعد میں معلوم اور ثابت ہو جاوے کہ یہ مال مسجد میں خیانت کرتا ہے تو اُسے معزول کر دینا چاہیئے۔ کما قال فی الهدایۃ ولو ان الواقف شرط الولایۃ لنفسہ وکان الواقف غیر مامون علی الوقف فللقاضی ان ینزعہا من یدہ۔ (هدایہ ص ۲۳ج ۲) وهکذا فی کتب الحنفیۃ ودفاتر النعمانیۃ هذا ما سنح لی۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم۔ کتبہ محب الحق مانسہروی بقلم خود۔ للہ در المجیب حیث اوضح الحق واتم الحجۃ فالجواب فی المسائل الثلثۃ عندنا صحیح لا ریب فیہ بندہ محمد شفیع عفرلہ۔

نابینا کی امامت بلا کراہت جائز ہے بدو شرط | سوال ۵۰۲۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ملک بنگال میں حافظ بینا اور نابینا لوگ بغرض پڑھنے تراویح وختم پڑھنے قرآن شریف جانتے ہیں اور آمدنی کو بھی مدنظر رکھتے ہیں۔ ایک نابینا حافظ کو بینا حافظ نے یہ کہا کہ نابینا کے پیچھے نماز تراویح پڑھنا درست نہیں اور جو حافظ بغرض آمدنی تراویح پڑھاتے ہیں۔ اُن کے پیچھے نماز تراویح جائز ہے یا نہیں۔؟ الجواب۔ نابینا حافظ اگر مسئلہ مسائل جانتا ہو اور نجاسات سے بچنے کا اہتمام کرتا ہو تو اس کے پیچھے نماز بلا کراہت درست ہے۔ فرض وواجب بھی، اور تراویح تو بدرجہ اولی۔ بالخصوص ایسے لوگوں سے جو اُجرت لیکر قرآن شریف تراویح میں سُناتے ہیں، نابینا حافظ کی امامت بہت بہتر ہے۔ کذا فی الدر المختار والشامی۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ،

اقامة العرف مقام النبوة

سقوط بعض الحق بالسکوت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سوال ۵۰۳[1]۔ ہمارے اضلاع میں اسوقت سے پچاس برس پہلے مہر لینے کو عیب سمجھتے تھے نہ عورت مانگتی تھی نہ اس کے ورثہ اور اسوقت کا عرف دونوں امر کو محتمل تھا معافی کو بھی اور عدم اخذ کی ایسی غالب عادت کو بھی کہ عفو کی حاجت ہی نہ سمجھی جاتی ہو اب اگر مدیون مہر کا تو کہ اس کے ورثہ میں تقسیم ہو گیا ہو تو کیا اس زمانہ کے مہر کا عورت کے ورثہ کو دینا ورثہ مدیون کے ذمہ واجب ہو گا۔ اور اگر کوئی خود نہ دے تو کیا عورت کے ورثہ کو

[1] سوال سیدی وسندی حضرت حکیم الامت تھانوی دامت برکاتہم کا ہے جو آپکو خود اپنے والد ماجد کی وفات کے بعد اُنکی ازواج کے مہر ادا کرنیکے متعلق پیدا ہوا تھا اور حضرت ممدوح کی عادت ہے کہ اپنے معاملہ میں خود اپنے فتوے اور رائے پر عمل نہیں فرماتے بلکہ دوسروں سے استفتاء کر کے عمل کرتے ہیں احقر کے اس جواب کے بعد حضرت ممدوح نے فرمایا کہ خود تو احتیاط و تقویٰ اختیار کیا اور والد مرحوم کی جانب ازواج کے ورثہ کو دور دور تک تلاش کر کے سب کے حقوق ادا [illegible] فرمائے اور دوسرے لوگوں سے فرمایا کہ آپ دوسری جانب پر بھی عمل کرسکتے ہیں کیونکہ فتوے میں گنجائش ہے ۲۔

مطالبہ کا حق ہے دلائل شرعیہ کی ساتھ بیان فرمایا جائے۔؟ **الجواب**۔ کوئی صریح جزئیہ باوجود تلاش کے اس بارہ میں نفیاً و اثباتاً نہیں ملا۔ لامحالہ قواعد کلیہ کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت ہوئی۔ اور قواعد پر نظر کرنے سے اس مسئلہ میں چند قواعد باہم متعارض نظر آئے اسلئے ترجیح میں غور کرنیکی ضرورت ہے (۱) اشباہ نظائر میں بضمن قواعد کلیہ قاعدہ ثالثہ یہ قرار دیا ہے۔ الیقین لا یزول بالشک اور اُسکو مدلل و مفصل بیان فرمایا ہے اور جو افراد اس قاعدہ سے مستثنیٰ کئے ان میں مسئلہ زیر بحث کو نہیں لکھا۔ (۲) اور بارہواں قاعدہ انہیں قواعد میں یہ لکھا ہے۔ لاینسب الی ساکت قول (مصری ج۱ ص۱۸۴) وقال فیہ فلو رای اجنبیاً یبیع مالہ فسکت ونہیہ لم یکن توکیلا و بسکوتہ ولو رای القاضی الصبی والمعتوہ او عبدھما یبیع و یشتری فسکت لا یکون اذناً فی التجارۃ (الی اخر ما فیہ من النظائر) (۳) وفی القضاء من الاشباہ ان الحق لا یسقط بتقادم الزمان وفی تکملۃ رد المحتار للشامی ج۱ ص۵۳ ان من القضاء الباطل القضاء بسقوط الحق بمضی سنین لکن ما فی المبسوط لا یخالفہ فانہ لیس فیہ قضاء بالسقوط انما فیہ عدم سماعہا۔ انتہیٰ وفیہ ایضاً ان عدم سماع الدعویٰ بعد مضی ثلاثین سنۃ او بعد الاطلاع علی التصرف لیس مبنیا علی بطلان الحق فی ذلک وانما ھو مجرد منع للقضاۃ عن سماع الدعویٰ مع بقاء الحق لصاحبہ حتی لو اقر بہ الخصم یلزمہ ولو کان ذلک حکما ببطلانہ لم یلزمہ (الی قولہ) ثم رایت التصریح بما نقلناہ فی البحر (تکملہ رد المحتار ج۱ ص۴۵۴) (۴) وقال فی الاشباہ بضمن القاعدۃ الثالثۃ ومنہا لو ثبت علیہ دین باقرار او بینۃ فادعی الاداء او الابراء فالقول للدائن لان الاصل العدم (ج۱ ص۹۴)
اب مسئلہ زیر بحث میں دین مہر کا بذمہ شوہر عائد ہونا یقینی ہے اور ادا کرنا یا معاف کرنا بظاہر مشکوک اسلئے بقاعدہ ۱ دین مہر ذمہ سے ساقط نہیں ہوا۔ اور جب تک کوئی شہادت معاف کرنیکی نہ ملے شوہر کی طرف معافی کو بوجہ قاعدہ ۲ و ۴ منسوب نہیں کیا جا سکتا۔ اور عورت کا اپنی زندگی میں اور اسکے بعد عورت کے ورثہ کا مطالبہ نہ کرنا اور تقسیم ترکہ کے وقت مزاحمت نہ کرنا اگرچہ بلا عذر بھی ہو اُسکے حق کو دیانۃً ساقط نہیں کرتا۔ کما صرح بہ فی کتاب الدعوی من العالمگیریہ۔ اگرچہ قضاءً اُس کا دعویٰ نہ سُنا جائیگا خواہ اس پر کتنی ہی مدت گذر جائے جیسا کہ قاعدہ ۳ سے مفصلاً معلوم ہوا۔ قواعد مذکورہ سے یہ معلوم ہوا کہ صورت مذکورہ میں دین مہر ثابت فی الذمہ مانا جائیگا۔ ساقط اور معاف سمجھنے کی کوئی ضرورت نہیں اور جب دین مہر بذمہ متوفی ثابت ہوا تو وفات کے وقت اُس کا تعلق ترکہ متوفی سے ہو گیا۔ اب اگر دین مستغرق ہے یعنی عورت کے مہر سے کم یا برابر ہے تو متوفی کے وارثوں کی ملک میں اُس وقت تک منتقل ہی نہ ہوگا۔ جبتک کہ وارث دین مہر کو اپنے مال سے ادا نہ کریں اور ان کے تصرفات اگر وہ اس ترکہ میں کریں شرعاً نافذ نہ ہونگے۔ اور اگر دین مہر مستغرق نہیں بلکہ دین مہر ادا کرنیکے بعد کچھ ترکہ بچتا ہے تو ترکہ قبل ادائے دین وارثوں کی ملک میں منتقل ہو جائیگا۔ بشرطیکہ وہ ادائے دین کے ضامن بنیں۔ بہر دو صورت دین مہر کی

ذمہ داری صورت مسئولہ میں وارثوں کے ذمہ عائد ہوگئی۔ وذلک لما فی الاشباہ من القول فی الملک قال ما نصہ (یعنی الدین) لا یمنع ملک الوارث للترکۃ ان لم یکن مستغرقاً ویمنعہ ان کان مستغرقاً (اشباہ مصری ص۲۴۲ ج۲) وقال قبل ذلک ولا ینفذ بیع الوارث الترکۃ المستغرقۃ بالدین وانما یبیعہ القاضی قال الحموی فی حاشیتہ یعنی ان بیعہ موقوف علی رضی الغرماء ثم فی الاشباہ الا ان ملک الوارث بطریق الخلافۃ عن المیت فهو قائم مقامہ کانہ حیٌّ فیرد المبیع بعیب ویرد علیہ (الی قولہ) ویصح اثبات دین المیت علیہ (اشباہ القول فی الملک ص۲۲۵ ج۲) قواعد مذکورہ اور تقریر مذکورہ کا حاصل تو یہ ہوا کہ صورت مسئولہ میں دین مہر بذمہ ورثہ باقی ہے اور ورثہ مدیون کے ذمہ اس کا ادا کرنا ورثہ عورت کی طرف دیانۃً واجب ہے۔ لیکن وہ ادا نہ کرے یا اقرار نہ کرے تو قضاءً ورثہ کو دعوی کا حق باقی نہیں رہا کیونکہ اول تو بوقت قسمت ترکہ ان کا مزاحمت ومطالبہ (باوجود علم کے) نہ کرنا اور ثانیاً مدت مدید پندرہ سال یا زائد کا گذرنا دونوں سماع دعوی کے حق کو ساقط کرنے والے ہیں۔

لیکن!

اس کے مقابلہ میں بعض دوسرے قواعد فقہیہ سے اس کے خلاف ثابت ہوتا ہے وہی ہذا۔

(۱) قال فی الاشباہ بضمن القاعدۃ الثالثۃ الاصل براءۃ الذمۃ ولذا لم یقبل فی شغلها شاهد واحد (الی قولہ) الا ان تشغل الذمۃ بالاصل فلا یبرأ الا بیقین (الی قولہ) والمراد بہ غالب الظن ثم قال فی تفریعات هذه القاعدۃ وههنا فروع لم ارها الآن۔ الاول لو کان علیہ دین وشک فی قدرہ ینبغی لزوم اخراج القدر المتیقن (قال الحموی فی حاشیتہ قولہ ینبغی تبین الظاهر انہ لیس علی سبیل الوجوب وانما هو تورع لان الاصل براءۃ الذمۃ وفی البزازیہ من القضاء ذکر فیما یدعی علیہ ینبغی ان یرضی الخصم ولا یحلف احترازاً عن الوقوع فی الحرام وان ابی خصمہ الا حلفہ ان اکبر رأیہ ان المدعی محق لا یحلف وان کان اکبر رأیہ انہ مبطل ساغ لہ الحلف انتہی (اشباہ مصری قاعدہ ثالثہ ص۹۲ ج۱) (۲) وفی القاعدۃ السادسۃ من الاشباہ واعلم ان اعتبار العادۃ والعرف ترجع الیہ فی الفقہ فی مسائل کثیرۃ حتی جعلوا ذلک اصلاً فقالوا فی الاصول فی باب ما تترک بہ الحقیقۃ تترک الحقیقۃ بدلالۃ الاستعمال والعادۃ کذا ذکر فخر الاسلام (اشباہ مصری ص۱۴۳) ثم قال فی الظهیریۃ المعروف عرفاً کالمشروط شرطاً ثم فی تفریعات هذه القاعدۃ تناول الثمار الساقطۃ قال الحموی بعد تفصیلہ والبحث علیہ۔ قال بعضهم لا بأس بہ ما لم یعلم النہی صریحاً او دلالۃ وعلیہ الاعتماد (الی قولہ) فان کانت من الثمار التی تبقی لا یسعہ الاخذ الا ان یعلم الاذن وان کانت من الثمار التی لا تبقی اتفقوا علی انہ یسعہ ان یأخذ ما لم یعلم النہی۔ (۳) وفی هبۃ الشامی ولو وهب الدین من الغریم لا یفتقر الی القبول ثم ذکر فیہ خلافاً کما فی البحر وغیرہ ثم قال ودخل الحق الاول [illegible] فی [illegible] التصریح بانہ

غیر لازم (شامی کتاب الہبۃ) وفی الدر المختار ہبۃ الدین ممن علیہ الدین تتم من غیر قبول (۴) قال فی الدر المختار
من الہبۃ وضعوا ہدایا الختان بین یدی صبی فما یصلح له کثیاب الصبیان فالہدیۃ له والا فان المہدی
من اقرباء الاب او معارفہ فللاب او من معارف الام فللام قال ہذا للصبی اولا ولو قال اہدیت للاب او للام
فالقول له وکذا زفاف البنت خلاصۃ وبہذا صرح الشامی فیما یقال له فی الہندیۃ (نوتہ) ولفظہ فی الفتاوی
الخیریۃ سئل فیما یرسلہ الشخص الی غیرہ فی الاعراس ونحوہا ہل یکون حکمہ حکم القرض فیلزمہ الوفاء بہ
ام لا. اجاب ان کان العرف بانہم یدفعونہ علی وجہ الہبۃ ولا ینظرون فی ذلک الی اعطاء البدل فحکمہ
حکم الہبۃ فی سائر احکامہ وفی تکملۃ الشامی اذا کان بین الرجلین مباسطۃ جاز التصرف فی مالہ بغیر اذنہ
بقدر ما لا یحرج فیہ ج۴ ص۲۳) انتہی قلت والدلیل علیہ قولہ تعالیٰ او من بیوت صدیقکم او ما ملکتم مفاتحہ الآیۃ
وفی ہبۃ الشامی ولذا قال اصحابنا لو وضع مالہ فی طریق لیکون ملکا للرافع جاز انتہی (ج۴ ص۵۲۲) وفی آخر الجزء
الرابع من الشامی ج۵) انتہب دراہم او سکرا کرسی العروس وباعہا یحل ان کانت وضعت للنہب ویقاس علیہ
شمع الاعراس والموالد۔ انتہی (۵) ومن القواعد المشہورۃ الثابتۃ من الکتاب والسنۃ والمسلمۃ بین
الفقہاء ان امر المسلمین محمول علی الصلاح وقد فرع الفقہاء تفریعات کثیرۃ علی ہذا الاصل۔

قاعدہ ۱ اور اُس کی تفریعات سے معلوم ہوا کہ اگر کسی شخص کے ذمہ دَین ہو اور اُس کا ادا کرنا یقیناً معلوم
نہ ہو تو دیکھا جائے کہ اگر ادا نہ کرنے کا ظن غالب ہے تب تو اُس کا ادا کرنا ترکہ یا لینے والے وارثوں کے ذمہ واجب ہوگا۔
اور اگر ظن غالب یہ ہے کہ ادا کر چکا ہے یا معاف کرا چکا ہے تو پھر نہ اُسکے ذمہ واجب ہے اور نہ اُسکے بعد وارثوں کے
ذمہ۔ اور اگر ظن غالب کسی طرف نہیں بلکہ شک ہے تب بھی واجب فی الذمہ نہ مانا جائیگا۔ البتہ تقویٰ کا تقاضی
یہ ہوگا کہ اگر ورثہ دائن مطالبہ کریں تو اُن کو راضی کر دیا جائے۔ اور از روئے فتویٰ اسکی بھی ضرورت نہیں۔ اب دیکھنا
یہ ہے کہ ظن غالب صورت مذکورہ میں کیا ہے۔

قاعدہ ۲ کی رو سے ہمارے بلاد کی رسم و رواج کے موافق یہ ظن غالب کیا جا سکتا ہے کہ خاوند نے مہر معاف
کرا لیا ہوگا۔ یا عورت نے خود معاف کر دیا ہوگا۔ اور اگر زبانی صریح معافی کے الفاظ بھی نہ کہے ہوں تب بھی یہ ظن
اس بنا پر ہو سکتا ہے کہ ہبہ اور ابراء بھی محض تعامل و تعارف سے بغیر صریح ایجاب و قبول کے بیع تعاطی کی
طرح درست ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ قاعدہ ۳ اور جزئیہ نمبر ۳ سابقہ مندرجہ ۲ سے اور دیگر جزئیات مندرجہ کے
سے صراحۃً مستفاد ہوتا ہے کہ عرفاً جس صورت کو ہبہ ابراء قرار دیا جائے وہ شرعاً بھی اسی طرح معتبر ہو جائے
گی خواہ الفاظ ایجاب و قبول میں سے صرف ایجاب ہو قبول نہ ہو جیسا قاعدہ ۳ میں مذکور ہے یا دونوں نہ ہوں
جیسا کہ نمبر ۳ سابقہ اور جزئیات [illegible] معلوم ہوا کہ اگر [illegible] جب کسی کیلئے کہا گیا اور [illegible]

حق سمجھا جاتا ہو یہاں بھی بمقابلہ تصریح زبانی کے عرف و رواج راجح ہو کر اُسی دوسرے کا حق سمجھا جائیگا جیسا کہ
سے وضعوا ھذا یا الختان بین یدی الصبی سے مستفاد ہوتا ہے۔

صورت سوال میں بیان کیا گیا ہے کہ اُس وقت کا عرف دوام کو محتمل تھا معافی کو بھی اور عدم اخذ کی عادت کی بناء
پر معافی کی حاجت نہ ہونیکو بھی۔ تقریر مذکور سے معلوم ہوا کہ ان دونوں احتمال پر دَین مہر کا وجوب بذمہ مدیون باقی
نہیں رہتا۔ کیونکہ احتمال اول پر تو تصریح ابرا متحقق ہے اور احتمال ثانی پر عرفاً و عادۃً ابرا ہو گیا۔ اگرچہ عرفی ابراء کی
صریح ابرا کی جائز نہیں ورجانب معافی اور برأت ذمہ کیلئے امور ذیل بھی مؤید ہیں:۔

(الف) قاعدہ مذکورہ ہے کہ جب کوئی ثبوت حق کا مدعی موجود نہیں اور عرف و رواج سے معافی کا احتمال ہو سکتا ہے
اور مدیون نے اُس دَین کے متعلق کوئی وصیت بھی نہیں کی تو مدیون متوفی کی ساتھ ہم حسن ظن کرنے پر مامور ہیں اور
لہذا اسی احتمال کو ترجیح ہوگی کہ یا وہ ادا کر چکا ہے یا وہ معاف کرا چکا ہے (ب) مدیون مہر کے بعد جب ترکہ ورثہ
نے تقسیم کر لیا اور تصرفات کرتے رہے اور بیوی کو یا اُسکے وارثوں کو اس کا علم بھی ہوا اور اپنے دَین کا مطالبہ کرنے
میں کوئی مانع بھی نہ تھا اور باوجود اسکے مطالبہ نہیں کیا تو اگرچہ محض عدم مطالبہ سے دیانۃً سقوط حق نہیں ہوتا جیسا
کہ اوپر مفصل لکھا جا چکا ہے لیکن اسمیں شبہ نہیں کہ یہ عدم مطالبہ اُس احتمال معافی کی تقویت کا قوی ثبوت اور ابراء
کا قرینہ ضروری ہے اور قضاءً جو اس کے دعوی کو اس صورت میں ساقط کر دیا جاتا ہے اسکی بھی وجہ یہی ہے کہ اب شبہ
جانب مخالفت کا قوی ہو گیا۔ چنانچہ علامہ شامی فرماتے ہیں۔ فی تحقیق عدم سماع الدعوی بعد ثلاثین سنۃ لان
ترکھا (یعنی الدعوی) ھذہ المدۃ مع التمکن یدل علی عدم الحق ظاہراً کما فی المبسوط اذا کان المدعی ناظراً منصفاً
عن تصرف المدعی علیہ الی ان مات المدعی علیہ لم تسمع دعواہ علی ورثتہ کما مر عن الخلاصۃ (شامی ص۵۴۳)
(ج) اگر غور کیا جائے تو یہ سوال صرف دَین مہر کے ساتھ مخصوص نہیں رہتا بلکہ تمام معاملات بیع و شراء میں بھی (اگر
قاعدہ عرف و رواج سے قطع نظر کی جائے) تو یہی سوال قائم ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اگر وارثوں نے اپنے مورث کو کوئی
جائداد وغیرہ خریدتے ہوئے دیکھا یا دوسرے معاملات میں قرار کرتے دیکھا اور اُس کا اُن کو اقرار ہے بوقت عقد اس کی
قیمت کے واجب فی الذمہ ہونیکا بھی اقرار ہے لیکن ادا کرنیکا انکو علم نہیں تو بعد وفات مدیون اگر صاحب معاملہ مطالبہ
نہ کریں تو ورثہ کے ذمہ کسی کے نزدیک واجب نہیں کہ وہ ساری دنیا میں تمام اُن لوگوں سے جن جن سے معاملہ کرتے
دیکھا تھا پوچھتے پھریں کہ تمہارا کچھ دَین میت کے ذمہ واجب ہے یا نہیں اور محض اس احتمال پر کہ شاید ادا نہ کیا ہو بغیر کسی
حجت کے اُس کا ادا کرنا اپنے ذمہ ضروری سمجھیں بلکہ علاوہ مہر کے دوسرے معاملات میں بداہۃً واتفاقاً اُسی قاعدہ علیٰ
یعنی الاصل براءۃ الذمۃ پر عمل کیا جاتا ہے اور جبتک کوئی دعوی نہ کرے یہی سمجھا جاتا ہے کہ متوفی ادا کر چکا ہے
دَین مہر اور دوسرے معاملات میں گرچہ یہ فرق موجود ہے کہ دوسرے معاملات میں عادت عامہ کے موافق ادائے حقوق

مرنے تک موٴخر اپنے اختیار سے نہیں کیا جاتا بخلاف مہر موٴجل کے کہ اسکے حلول کا وقت ہی وقت فرقت یا موت ہے لیکن تاہم جسطرح دوسرے معاملات میں عرف ادا کرنیکا ہے اسی طرح دَین مہر میں عرف معاف کرنے اور کرانیکا ہے خواہ احتیاً یا بطور اصطلاح مذکور مثل بیع تعاطی کے۔ (د) بعینہ صورت زیر بحث میں اگر یہ فیصلہ کیا جائے کہ دین مہر بذمہ ورثہ مدیون منتقل ہوگا اور ورثہ کے ذمہ واجب ہوگا کہ ورثہ دائن کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر پہنچائیں تو ایک حرج عظیم اور بلوائے عامہ ہوجائیگا جس کے عہدہ سے بری ہونا شاید بڑے بڑے اتقیاء کو دشوار ہوجائے عوام کا تو کہنا کیا۔ اور اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ عام مسلمانوں کی تفسیق کرنی پڑے گی۔ کیونکہ شاید کوئی شخص بجز اس قسم کے حق سے بری نظر نہ آئیگا۔ اور منجملہ قواعد فقہیہ کے ایک بدیہی مسلمات میں سے ہے۔ المشقة تجلب التیسیر (ذکرها فی الاشباہ)۔ (ہ) بعینہ صورت زیر بحث کی ایک نظیر محدث الہند جامع الکمالات حضرت شاہ عبدالعزیز کی خدمت میں پیش کی گئی تھی اور حضرت موصوف نے بھی امور مذکورالصدر پر نظر فرماکر یہی فیصلہ فرمایا تھا کہ اس جیسے مسائل میں حسب قواعد عرفیہ سکوت کو بھی قائم مقام سقوط کے اور عدم مطالبہ کو قائم مقام ابراء کے قرار دیا جائیگا۔ یہ سوال وجواب فتاویٰ عزیزیہ جلد دوم ص ۱۲۸ سے ص ۱۳۴ تک مفصل مذکور ہے جن میں سے ابحاث متعلقہ مندرجہ ذیل ہیں:۔

سوال۔ ترک طلب حصہ خود از جانب اخوات از برادران عینی وعلاتی خویشتن وترک دعویٰ حصہ خود از طرف عصبات واخوات اعمامی درصورت نبودن ابن العم در ترکہ موروث از ضیاع وعقار مملوکة الرقبة کہ ستفتاء در انست نہ کہ اراضی معاشیہ کہ تقسیم آن مفوض برائے حکام ووالی ملک است ہرچند کہ آمیزم عدم جریان حجت وجریان درحق اولاد پسری کہ در برابر پدر خود فوت نمودہ باشد۔ پس جمیع امور درمیان شرفائے اکثرے از بلاد ہندوستان کہ درایشان علماء دین دار بودہ اند عرف متعارف است ودر کتب فقہ مسطور است العرف غیر معتبر فی المنصوص علیہ قال فی الظہیریة وکان محمد بن الفضل یقول السرة الی موضع نبات الشعر من العانة لیست بعورة لتعامل العمال فی الابداء عن ذلک الموضع عند العمل وفی المنع عن العادة الظاہرة نوع حرج وهذا ضعیف وبعید لان التعامل بخلاف النص لا یعتبر انتہی۔ پس اجرائے امور مذکورہ درمیان شرفاء وعلماء این بلاد تا کہ وجہے شرعی نداشتہ باشد نہایت موجب قباحت وشناعت بر علماء این دیار است کہ در خانہ ایشان این عرف جاریست چیست حکم اللہ؟ **جواب**۔ نایافتن بنات حصہ خود را در ترکہ پدر باوجود بنات در حصول واراضی مملوکة الرقبة صورت خود با از جہت نیست کہ بہ تبعیة ملت کفار ہندوستان کہ بنات را حصہ نمی دہند مسلمانان ہم برخلاف آیۂ مواریث العیاذ باللہ منہ این امر را اختیار نمودہ اند کیف اگر چنین بودے باوجود نبودن بنات عصبات یافتند کہ ہنود ہندوستان دختر را در ہیچ صورت نمی دہند اگر پسر نباشد عصبات می گیرند بلکہ جہتش اینست کہ چون اخوات اہل اسلام رسم ورواج ہندوان دیدند وشنیدند از فرط محبت کہ خواہش ابا برادران مے باشد ترک حصہ خود نمودہ از رضائے خود نہ گرفتہ اند وکلمات نفی از دعویٰ واستقاط حق خود از ابتدا

تا الیوم ہم بر زبان دارند و بالاتفاق میگویند کہ بریدہ زبان خواہرے کہ از برادر خود دعوی حصہ بر زبان آرد و ایں کلمہ بر زبان ہندی
تمام اخوات شرفائے ایں دیار مشہور و معروف شدہ است و بحد تواتر رسیدہ پس ایں امر کہ عرف متعارفہ و عادت مستمرہ
گردیدہ است خلاف منصوص نیست۔ فی الاشباہ والنظائر ذکر الامام المعروف بخواہر زادہ ان الحق للوصی لا حق
الوارث قبل القسمة غير متأكد يحتمل السقوط بالاسقاط انتہیٰ۔ دعوی ایں احسان کہ از طرف شتہ برائے اخوات
بعمل آمدہ است مواسات بسیار از طرف برادران خصوص در ولادت فرزندان و شادی فرزندان اخوات موافق رسوم
مشہورہ معروف برائے اخوات مقررہ معمول است و در ادائے آں حقوق ہرگز برادران لا بقدر مقدور جائے عذر و انکار
باقی نیست بلکہ کلمات تذکارے ایشاں را نہایت موجب سرور و انبساط خاطر می دانند پس اگر کسے غور کند و ایں
معنی محمول بر رضائے بالعوض نماید ممکن است کہ از کتب فقہ صورت آں نیز استخراج کند و اگر احدے از اخوات بر برادر
دعوی حصہ خود نمودہ است برادران با او مصالحہ نمودہ اند و در اراضی نمودہ اند و ایں معنی بسیار کمتر و نادر است آنست
و بر نادر حکمے تواں کرد زیرا کہ یعتبر العادة اذا غلبت و نادرة کما صرح در کتاب سرقہ در مواہب الرحمن مسطور است
کہ در جواب قول امام یوسف در اجرائے حد بر شخصے کہ با سلاح برائے قطع طریق در مصر یا در قریہ یا در میان دو قریہ بیرون آید
قال بعض المتاخرين ان ابا حنيفة اجاب بذلك بناء على عادة اهل زمانه فان الناس في المصر فيما بين القرى يحملون
السلاح مع انفسهم فليتحقق بذلك دفع قاصد الطريق ولو تحقق كان نادرا فلا مبنى للحكم عليه ہمچنیں سمیات
ہم کہ اکثر برادران اعمامی ہستند از اخوات اعمامی خویش در صورت نبودن ابن العم حصہ خود را از اخوات اعمامی گرفتہ
اند و اسقاط حق خود نمودہ اند بلکہ ایں را قبیح پنداشتہ اند کہ ما خود حصہ پدر خود را گرفتہ از حصہ عم خود ہم از بنات عم خویش بگیریم
و ایں تغافل ہم رسم و رواج ایں دیار گردیدہ ہمیں و ہر ہندہ استمرار دارد۔ و ظاہر است کہ ایں معنی مخالف با فراجیت نیست
الا اگر دعوی نمایند ممانعت بکسے نمی رسد بلکہ منع نمی نمایند تاہم باقی ماند صورت مسئلہ دیگر آں این است کہ اکثر موافق معتد
سکوت ورزیدہ و کلمات دعوی و اسقاط را ہیچ کس از زبان او نشنیدہ و ترکہ پدر خود را در قبض و تصرف برادران خواہر و برادر ہر دو
فوت نمودند و اولاد خواہر علاقی از اولاد برادر دعوی حصہ مادر خود یا جدہ خود نمایند و اولاد پسر جواب میدہند کہ اخوات بموجب
رسم و رواج عرف متعارف ایں بلاد حصہ را نہ گرفتہ اند و ترک حق نمودند و ہمیں سبب دادن حصہ را با اولاد خواہر قبول نمی نمایند
پس اجرائے عرف متعارف مذکور در یں صورت اعتبار دارد پس مے گویم کہ جواب صورت مسئلہ مذکورہ در ذیل جواب صورت
چہارم بر آید و معلوم گردد و منتظر باید بود و تامل باید نمود و جواب از صورت چہارم این است کہ رسم و رواج درمیان شرفائے ایں
دیار این است کہ اولاد محجوب المیراث را مورث محروم نمی نماید مثلاً شخصے دو پسر دارد یک پسر و زوجہ و اولاد اگر آں پسر
روبروئے پدر فوت کرد رسم و رواج این است کہ در حین حیات خود اموال و املاک خود را تقسیم میکنند بمقتضائے غیرت
و شرافت زوجہ و اولاد پسر متوفی را محروم و محجوب نمی نمایند و چہ بسا املاک خود است مگر کہ خود تجویز خود تقسیم میکنند تا برآں

کہ ایں رسم و رواج خلاف شریعت نیست چگونہ ایں رسم درمیان شرفاء ایں دیار جاری نباشد زیراکہ نساء اراذل از غیرت شرافت از نکاح دیگر اجتناب آرند و صبر و شکیب دریں باب از لوازم شرافت شمارند اگر مورث آنہا و اولاد آنہا را محروم گرداند تکفل ایشاں کدام کس کند و عفت و عصمت ایشاں چگونہ برجا ماند و تکفل و غمخواری الارامل و ایتام از خصائل جلیلہ اہل اسلام است الساعی علی الارملۃ والمسکین الحدیث بلکہ ایں رسم را شرفاء ایں دیار رواج دادہ از جملہ خصائل بنی نوع انسان است شعر و قصیدہ ابی طالب عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبل از بعثت آنجناب کہ در مدح آنجناب انشا نمودہ در صحیح بخاری مذکور است بایں صفت توصیف فرمودہ گفت ؎

وابیض یستسقی الغمام بوجہہ ٭ ثمال الیتامی عصمۃ للارامل ٭ و اگر احیاناً کسے از مورثان روبروئے خود تقسیم مملوکات خود نہ کرد زوجہ و اولاد پسر متوفی بحکایت و کتابت محروم ہم نہ نمود دریں صورت ہم بعد از فوت پدر اولاد پسر محجوب حصہ خود را میگیرند اگر پسر دوم یا اولاد پسر دوم انکار نمایند و بمنازعت پیش آیند اعیان آں بلدہ اتفاق نمودہ موافق رسم عرف متعارف کہ مورثان او بروئے جاری داشتہ اند اولاد پسر متوفی را حصہ میدہانند و در تمام شرفاء ایں دیار کہ اکثر سکانان ایشاں علمائے دین دار گزشتہ اند خانہ بخانہ ہمیں تعامل و تعارف موسوم است و سکوت مورث را موافق معتاد بمنزلہ تقسیم و اعطائے مورث میدانند چراکہ در بعضے مقام بعضے از مورثان کہ روبروئے خود تقسیم نہ کردہ فوت نمودہ است خود بر حصہ مورث محجوب المیراث خود موافق رسم و رواج آں بلدہ متصرف بودہ است پس سکوت بمنزلہ اشتراط اعطاء و تقسیم است، قال فی الاشباہ وان ما يعرف علی ان المعروف کالمشروط لو جہز الاب بنتہ جہازا ودفعہ الیہا ثم ادعی انہ عاریۃ ولا بینۃ ففیہ اختلاف والفتوی انہ کان العرف مستمرا ان الاب یدفع ذلک الجہاز ملکا لا عاریۃ لم یقبل قولہ فان کان العرف مشترکا فالقول للاب کذا فی شرح منظومۃ ابن وہبان وقال قاضیخان وعندنا ان الاب ان کان من کرام الناس و اشرافہم لم یقبل قولہ وان کان من اوساط الناس کان القول قولہ وما تحلی فی والکبری للقاضی ان القول للزوج بعد موتہا وعلی الاب البینۃ لان الظاہر شاہد للزوج کمن دفع ثوبا الی القصار لیقصرہ ولم یذکر الاجر فانہ یحمل علی الاجارۃ بشہادۃ الظاہر پس ازینجا مفہوم میشود کہ سکوت بشہادت تعامل فیما بین اعیان آں بلدہ قائم مقام تقسیم و اعطاء خواہد بود واللہ اعلم بالصواب

اگر کسے گوید کہ سکوت بنات را بر رضائے اسقاط حق بنات بموجب تعامل متعارف محمول نمودہ خلاف منصوص پشمانند وجہ دارد مگر در صورت دعوی اولاد محجوب المیراث حمل ایں معنی مشکل است چراکہ طلب ایشاں اگر بطریق وراثت است وراثت کجا است و اگر بطریق توہب است شروط ہبہ مفقود است پس اجرائے ایں تعامل در حق اولاد محجوب در صورت سکوت مورث توافق با شریعت دشوار است پس جواب ایں است حقیقۃً حال در اجرائے ایں تعارف ایں است کہ اولاد محجوب المیراث جواب میدہند کہ ہرگاہ مورث ما و تمام اعیان ایں بلدہ بموجب رسم و رواج مستمرہ بر حصہ محجوب المیراث متصرف بودہ اند پس سکوت او را بر رضائے او کہ حصہ ما را گو از ما روبروئے خود از ملکیت خود بر آوردہ فوت کردہ است اگر محمول نہ نمایند قطع نظر ازیں کہ موجب طعن بر مورث از خروج او از

عادت مستمرہ فیما بین برادری است این ہر بیت تنف بعدۃ مجوب المیراث است دست بردار نشوند این رسم مروج را بالکل موقوف سازند و اعیان آں بلدہ نیز این معنی نپسندند و میگویند کہ بنائی موجب خرچ کثیرہ و قوع مفاد عت و اختلال در انتظام امور کہ از ابتدا تا الیوم فیما بین ہم جاری ست ساری مت میشود متعارف است کہ مورث رو بروئے خود خواہ بہ تحریر خط خواہ بتقریر فیما بین الناس اقرار میکند و ہبہ میکند چنانچہ این پسر من بعد من مالک متروکہ من است اولاد پسر متوفی من ہم مالک حصہ خود مستند بعد من حصہ خود ہا ابرابر چنانچہ رسم است متصرف باشند و حجت را و برائے خود تحریر یا تقریر برخلاف میسازد پس سکوت یکے از انہا بسیار کمتر و نادر است معمول برہمین متعارف خواہد بود اگر کسے گوید کہ اینجا ارث لبولئے ورثہ از اسباب ملکیت ضروریہ است بعد از فوت مورث تحریر و تقریر مذکور در رفع حجت و ثبوت توہب مفید نخواہد شد پس جواب این است کہ تحریر و تقریر مورث را در توہب او برائے اولاد معتبر داشتہ اند و قول فقہا را کہ اذا وہب الاب للطفل تتم بالعقد درین مقام تمام دانستہ اند خصوص در اراضی مملوکۃ الرقبہ خراجیہ کہ اقبائش در اختیار حکام است تحریر مورث در توہب آں برائے اولاد آں کافی خواہد بود و این است وجہ توافق عرف با شرع کہ رسم و رواج ہندوستان است واللہ اعلم بالصواب۔

امور مذکورہ الصدر کی بنا پر حکم مسئلہ یہ معلوم ہوا کہ صورت مذکورہ میں اُس زمانہ کا دین مہر بذمہ ورثہ واجب نہیں۔ اور نہ ورثہ کو حق مطالبہ حاصل ہے یہاں تک تقریر مذکور سے یہ بات معلوم ہوئی کہ از روئے قواعد صورت زیر بحث میں دونوں جانب فتویٰ دینے کی گنجائش ہے یعنی وجوب مہر فی ذمۃ الورثۃ اور سقوط من الذمہ ب علمائے محققین اپنی تحری سے جس جانب کو ترجیح دیں قابل عمل ہوگی۔ اور انشاء اللہ مواخذہ اخروی نہ ہوگا۔ لیکن احوط و متحقق اس بارہ میں وہ قول معلوم ہوتا ہے جو شامی و نظائر سے قسم ثانی علامہ میں نقل ہوا ہے کہ اسکو ورثہ کی تحری اور ظن غالب پر چھوڑا جائے اگر انکو عرف و رواج یا قرائن خاصہ سے اس کا ظن غالب ہو کہ مدیون مہر نے مہر ادا کر دیا یا معاف کرا لیا ہے تب تو اُنکے ذمہ ادائے مہر واجب نہیں اور اگر ورثہ زوجہ مطالبہ بھی کریں اور اُن کو حلف دینے پر اصرار کریں تو ورثہ اپنے بری ہونے پر حلف بھی کر سکتے ہیں۔ اور اگر ظن غالب یہ ہے کہ مہر ادا نہیں کیا اور نہ خود عورت نے معاف کیا ہے تو اُنکے ذمہ ادا کرنا واجب ہے اور اگر ظن غالب کسی جانب نہ ہو شک رہے تب بھی اُنکے ذمہ واجب نہیں مگر اولیٰ یہ ہے کہ صورت شک میں اپنے فریق ثانی کو کچھ دیکر یا اور کسی طرح راضی کر لے اور ورثہ کو مطالبہ کا حق اُسوقت تک نہیں جبتک کوئی حجت اسکی پیش نہ کریں کہ عورت نے مہر نہ لیا ہے اور نہ معاف کیا۔ اور نہ معافی کرنے پر راضی تھی۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ اللّٰہم ہذا الجہد وعلیک التکلان ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ کتبہ احقر محمد شفیع غفرلہٗ۔ للہ در المجیب صاحب فیما اجاب محمد اعزاز علی غفرلہٗ مدرس دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح :۔

(محمد رسول خاں عفا اللہ عنہ)

القول القریب

اجابۃ الاذان بین یدی الخطیب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سوال ۵۰۴ - ہمارے یہاں بعض علمائے اذانِ ثانی کی اجابت اور دعائے وسیلہ پڑھنے کے متعلق اختلاف کرتے ہیں اور اذان کی اجابت اور دعائے وسیلہ کو پڑھنا دونوں کو بلا کراہت جائز و مسنون بتاتے ہیں۔ اور اسنادا بین بخاری باب ما یجیب الامام علی المنبر اذا سمع النداء سے ایک حدیث پیش کرتے ہیں جس کے آخری الفاظ یہ ہیں۔ کہ یا ایہا الناس انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی ہذا المجلس حین اذن المؤذن یقول ما سمعتم منی من مقالتی۔ نیز کتب فقہیہ میں سے بحر الرائق و طحطاوی وغیرہ سے نقوش پیش کرتے ہیں۔ بحر الرائق میں ہے قال بعضہم انما کان یکرہ ما کان من کلام الناس واما التسبیح ونحوہ فلا وقال بعضہم کل ذلک مکروہ والاول اصح۔ اور طحطاوی میں حدیث بالا کو نقل کرکے بہت زیادہ کلام کیا ہے اور عدم اجابت کے متعلق جو حدیث اذا خرج الامام فلا صلوٰۃ ولا کلام کو کتب فقہ میں نقل کی جاتی ہے اس کے متعلق کہتے ہیں کہ یہ حدیث نہیں بلکہ زہری کا قول ہے یہ حدیث بالا کا معارض نہیں ہو سکتا۔ چونکہ حدیث مذکورہ اور عبارات فقہیہ بالا سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اجابت اذان ثانی اصح قول کے مطابق جائز بلکہ مسنون ہے لہٰذا بعض کتب فقہ میں جو لا یجیب اتفاقاً الخ کی عبارات منقول ہے۔ وہ صحیح نہیں۔ چنانچہ مولانا عبد الحی مرحوم نے ہدایہ کے حاشیہ میں تصریح کی ہے۔ اب دریافت طلب یہ ہے کہ اجابت و عدم اجابت میں کونسا قول صحیح اور مؤید بادلائل شرعیہ ہے۔ کسی قدر وضاحت کے ساتھ مدلل تحریر فرمائیں؟ (۲) نیز صلوٰۃ خمسہ کی طرح وتر کی نماز قضا ہو جانے سے کفارہ و فدیہ آتا ہے یا نہیں۔ بعض کہتے ہیں وتر کی نماز کا کفارہ و فدیہ نہیں آتا۔ اس میں صحیح قول کیا ہے۔ با حوالہ تحریر فرمائیں؟

الجواب (۱) فی عالمگیری المتون من الہدایۃ وغیرہا اذا خرج الامام یوم الجمعۃ ترک الناس الصلوٰۃ والکلام حتی یفرغ من خطبتہ (ہدایہ ص ۱۵۳ ج ۱) (۲) فی جمعۃ الطحطاوی علی المراقی - وفی البحر عن العنایۃ والنہایۃ اختلاف المشائخ علی قول الامام فی الکلام قبل الخطبۃ فقیل انما یکرہ ما کان من جنس کلام الناس اما التسبیح ونحوہ فلا وقیل ذلک مکروہ والاول اصح ومن ثم قال فی البرہان وخروجہ قاطع للکلام ای کلام الناس عند الامام اھ فعلم بہذا انہ لا خلاف بینہم فی جواز غیر الدنیوی علی الاصح (طحطاوی علی المراقی ص ۲۸۲) ومثلہ عند الطحطاوی علی الدر المختار باب الاذان (ص ۱۸۸ ج ۱)

(۳) - وفی جمعة الدر المختار وقال لا بأس بالکلام قبل الخطبة وبعدها - واذا جلس عند الثانی (الخلاف فی کلام یتعلق بالآخرة اما غیره فیکره اجماعاً) نہ قلت واقره الشامی (از شامی ص۷۶۸ ج۱ باب الجمعة) - وقال الطحطاوی علی الدر هذا الحل لقولین والاصح کمافی العنایة والنهایة انه لا یکره (طحطاوی علی الدر باب الجمعة ص۳۴۷ ج۱)۔

(۴) وفی اذان الدر المختار قال (ای فی النهر) وینبغی ان لا یجیب بلسانه اتفاقاً فی الاذان بین یدی الخطیب وان یجیب بقدمه اتفاقاً فی الاذان الاول یوم الجمعة اهـ واقره الشامی (ص۳۹۶ ج۱)۔

(۵) وفی حاشیة البحر للشامی قال فی النهر اقول ینبغی ان لا تجب باللسان اتفاقاً علی قول الامام فی الاذان بین یدی الخطیب وان تجب بالقدم اتفاقاً فی الاذان الاول من الجمعة (بحر ص۲۷۳ ج۱)۔

(۶) وفی نصب الرایه للزیلعی قال علیه السلام اذا خرج الامام فلا صلوٰة ولا کلام قلت غریب مرفوعاً قال البیهقی رفعه وهو وهم فاحش انما هو من کلام الزهری انتهی - ورواه مالک فی المؤطا عن الزهری وعن مالک رواه محمد بن حسن فی مؤطاه - واخرج ابن ابی شیبة فی مصنفه عن علی وابن عباس وابن عمرؓ انهم کانوا یکرهون الصلوٰة والکلام بعد خروج الامام (نصب الرایه ص۳۱۶ ج۱)۔

(۷) وفی مبسوط شمس الائمة السرخسی ص۲۹ ج۲ لحدیث ابن مسعود وابن عباسؓ موقوفاً علیهما ومرفوعاً اذا خرج الامام فلا صلوٰة ولا کلام۔

عبارات مندرجہ بالا سے واضح ہوا کہ امام کے منبر پر آنیکے بعد خطبہ شروع ہونے سے پہلے صلوٰۃ وکلام کے جواز وعدم جواز میں امام اعظم اور صاحبین میں اختلاف ہے۔ امام اعظم ناجائز فرماتے ہیں اور صاحبین جائز۔ جیسا کہ عبارات ہدایہ وغیرہ سے واضح ہے۔ اور عامہ متون حنفیہ میں حسب قاعدہ امام اعظمؒ کے قول کو اختیار کیا ہے۔ اور وہی مفتی بہ ہے (لعدم سبب العدول عنہ)

پھر مشائخ حنفیہ کا امام اعظمؒ کے کلام کی شرح میں اختلاف ہے۔ بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ وہ کلام جو خروج امام کے ساتھ ممنوع ہو جاتا ہے اس سے مراد مطلق کلام نہیں بلکہ صرف کلام الناس یعنی دنیوی کلام ہے اور اسی میں اختلاف ہے کہ امام صاحب ناجائز فرماتے ہیں اور صاحبین جائز۔ اور دینی کلام جیسے تسبیح تہلیل یا اجابت اذان وغیرہ وہ بالاتفاق جائز ہے اس میں اختلاف نہیں جیسا کہ عبارت طحطاوی سے میں مذکور ہے۔ اور دوسرے مشائخ نے اس کے برعکس کلام کو اپنے ظاہر کے موافق مطلق رکھا ہے اور حاصل اختلاف یہ قرار دیا ہے کہ دنیوی کلام تو بالاتفاق ناجائز ہے۔ اختلاف صرف دینی کلام یعنی تسبیح تہلیل وغیرہ میں ہے۔ اسی کو امام صاحب ناجائز فرماتے ہیں۔ اور صاحبین جائز۔ جیسا کہ عبارت درمختار سے میں مصرح ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ امام اعظم کے مذہب اذا خرج الامام فلا صلوٰۃ ولا کلام۔ کی شرح میں مشائخ حنفیہ

القول القریب

اجابۃ الاذان بین یدی الخطیب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سوال ۵۰۴ - ہمارے یہاں بعض علمائے اذانِ ثانی کی اجابت اور دعائے وسیلہ پڑھنے کے متعلق اختلاف کرتے ہیں اور اذان کی اجابت اور دعائے وسیلہ کو پڑھنا دونوں کو بلا کراہت جائز و مسنون بتاتے ہیں۔ اور اسنادًا ہیں بخاری باب یجیب الامام علی المنبر اذا سمع النداء سے ایک حدیث پیش کرتے ہیں جس کے اخیری الفاظ یہ ہیں۔ کہ یا ایہا الناس انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی ہذا المجلس حین اذن المؤذن یقول ما سمعتم منی من مقالتی۔ نیز کتب فقہیہ میں سے بحر الرائق وطحطاوی وغیرہ سے نقوش پیش کرتے ہیں۔ بحر الرائق میں ہے قال بعضہم انما کان یکرہ ما کان من کلام الناس واما التسبیح ونحوہ فلا وقال بعضہم کل ذلک مکروہ والاول اصح۔ اور طحطاوی میں حدیث بالا کو نقل کر کے بہت زیادہ کلام کیا ہے اور عدم اجابت کے متعلق جو حدیث اذا خرج الامام فلا صلوٰۃ ولا کلام کو کتب فقہ میں نقل کی جاتی ہے اس کے متعلق کہتے ہیں کہ یہ حدیث نہیں بلکہ زہری کا قول ہے یہ حدیث بالا کا معارض نہیں ہو سکتا۔ چونکہ حدیث مذکورہ اور عبارات فقہیہ بالا سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اجابت اذان ثانی اصح قول کے مطابق جائز بلکہ مسنون ہے۔ لہٰذا بعض کتب فقہ میں جو لا یجیب اتفاقاً الخ کی عبارات منقول ہے۔ وہ صحیح نہیں۔ چنانچہ مولانا عبدالحی مرحوم نے ہدایہ کے حاشیہ میں تصریح کی ہے۔ اب دریافت طلب یہ ہے کہ اجابت و عدم اجابت میں کونسا قول صحیح اور مؤید با دلائل شرعیہ ہے۔ کسی قدر وضاحت کے ساتھ مدلل تحریر فرمائیں؟ (۲) نیز صلوٰۃ خمسہ کی طرح وتر کی نماز قضا ہو جانے سے کفارہ و فدیہ آتا ہے یا نہیں۔ بعض کہتے ہیں وتر کی نماز کا کفارہ و فدیہ نہیں آتا۔ اس میں صحیح قول کیا ہے۔ با حوالہ تحریر فرمائیں۔؟

الجواب (۱) فی عامۃ المتون من الہدایۃ وغیرہا اذا خرج الامام یوم الجمعۃ ترک الناس الصلوٰۃ والکلام حتی یفرغ من خطبتہ (ہدایہ صفحہ ۱۵۳ ج ۱) (۲) فی جمعۃ الطحطاوی علی المراقی۔ وفی البحر عن العنایۃ والنہایۃ اختلف المشائخ علی قول الامام فی الکلام قبل الخطبۃ فقیل انما یکرہ ما کان من جنس کلام الناس اما التسبیح ونحوہ فلا وقیل ذلک مکروہ والاول اصح ومن ثم قال فی البرہان وخروجہ قاطع للکلام ای کلام الناس عند الامام اھ فعلم بہذا انہ لا خلاف بینہم فی جواز غیر الدنیوی علی الاصح (طحطاوی علی المراقی صفحہ ۲۸۲) ومثلہ عند الطحطاوی علی الدر المختار باب الاذان (صفحہ ۱۸۸ ج ۱)

(۳)۔ وفی جمعۃ الدر المختار قال لا بأس بالکلام قبل خطبۃ وبعدھا۔ واذا جلس عند الثانی (الخلاف فی کلام یتعلق بالآخرۃ اما غیرہ فیکرہ اجماعاً الخ قلت واقرہ الشامی (از شامی ص۷۶۸ ج۱ کتاب الجمعۃ)۔ وقال الطحطاوی علی ھذا الحمل لقولین والاصح کمافی العنایۃ والنہایۃ انہ لا یکرہ (طحطاوی علی الدرباب الجمعۃ ص۳۴۶ ج۱)۔

(۴) وفی اذان الدر المختار قال (ای فی النہر) وینبغی ان لا یجیب بلسانہ اتفاقاً فی الاذان بین یدی الخطیب وان یجیب بقلبہ اتفاقاً فی الاذان الاول یوم الجمعۃ اھ واقرہ الشامی (ص۲۹۰ ج۱)۔

(۵) وفی حاشیۃ البحر للشامی قال فی النہر اقول ینبغی ان لا تجیب باللسان اتفاقاً علی قول الامام فی الاذان بین یدی الخطیب وان تجیب بالقدم اتفاقاً فی الاذان الاول من الجمعۃ (بحر ص۲۷۳ ج۱)۔

(۶) وفی نصب الرایہ للزیلعی قال علیہ السلام اذا خرج الامام فلا صلوٰۃ ولا کلام قلت غریب مرفوعاً قال البیہقی رفعہ وھم فاحش انما ھو من کلام الزہری انتھی۔ ورواہ مالک فی الموطاء عن الزہری وعن مالک رواہ محمد بن حسن فی موطاء۔ واخرج ابن ابی شیبۃ فی مصنفہ عن علیؓ وابن عباس وابن عمرؓ انھم کانوا یکرھون الصلوٰۃ والکلام بعد خروج الامام (نصب الرایہ ص۲۱ ج۱)۔

(۷) وفی مبسوط شمس الائمۃ السرخسی ج۲ ص۲۹ لحدیث ابن مسعود وابن عباسؓ موقوفاً علیھما ومرفوعاً اذا خرج الامام فلا صلوٰۃ ولا کلام۔

عبارات مندرجہ بالا سے واضح ہوا کہ امام کے منبر پر آنیکے بعد خطبہ شروع ہونے سے پہلے صلوٰۃ وکلام کے جواز وعدم جواز میں امام اعظم اور صاحبین میں اختلاف ہے۔ امام اعظم ناجائز فرماتے ہیں اور صاحبین جائز۔ جیسا کہ عبارات ہدایہ وغیرہ سے واضح ہے۔ اور عامہ متون حنفیہ میں حسب قاعدہ امام اعظمؒ کے قول کو اختیار کیا ہے۔ اور وہی مفتی بہ ہے (لعدم سبب العدول عنہ)

پھر مشائخ حنفیہ کا امام اعظمؒ کے کلام کی شرح میں اختلاف ہے۔ بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ وہ کلام جو خروج امام کے ساتھ ممنوع ہوجاتا ہے اس سے مراد مطلق کلام نہیں بلکہ صرف کلام الناس یعنی دنیوی کلام ہے اور اسی میں اختلاف ہے کہ امام صاحب ناجائز فرماتے ہیں اور صاحبین جائز۔ اور دینی کلام جیسے تسبیح تہلیل یا اجابت اذان وغیرہ وہ باتفاق جائز ہے اس میں اختلاف نہیں جیسا کہ عبارت طحطاوی سے بیں مذکور ہے۔ اور دوسرے مشائخ نے اس کے برعکس کلام کو اپنے ظاہر کے موافق مطلق رکھا ہے اور حاصل اختلاف یہ قرار دیا ہے کہ دنیوی کلام تو باتفاق ناجائز ہے۔ اختلاف صرف دینی کلام یعنی تسبیح تہلیل وغیرہ میں ہے۔ اسی کو امام صاحب ناجائز فرماتے ہیں۔ اور صاحبین جائز۔ جیسا کہ عبارت درمختار ۳ میں مصرح ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ امام اعظم کے مذہب اذا خرج الامام فلا صلوٰۃ ولا کلام۔ کی شرح میں مشائخ حنفیہ

مختلف ہیں۔ بعض حضرات اس کو کلام دنیوی کے ساتھ مخصوص و مقید فرماتے ہیں۔ کما عند الطحطاوی۔ والنہایہ والعنایہ۔ اور بعض حضرات ظاہر کے موافق اُس کو مطلق رکھتے ہیں۔ کما عند الدر المختار والشامی وغیرھم۔

اسی اختلاف پر یہ اختلاف مبنی ہے کہ جمعہ کی اذان ثانی کا جواب دینا جائز ہے یا نہیں۔ جو حضرات ممانعت کو صرف کلام دنیوی کے ساتھ مقید کرتے ہیں وہ اجازت دیتے ہیں۔ کما سنل الطحطاوی فی باب الاذان ص۱۸۹ اور جو ظاہر کلام کے موافق مطلق رکھتے ہیں وہ منع کرتے ہیں۔ کما فی رد المحتار عن الدر المختار و روایۃ النہر ص۔

ہمارے اساتذہ و اکابر نے امام صاحب کے کلام کا مطلب در مختار و شامی وغیرہ کے مطابق یہی قرار دیا ہے کہ مطلقاً کلام کو ممنوع سمجھا جاوے اور اجابت اذان کو بھی اُسمیں داخل کیا جاوے وجوہ ترجیح مختصراً یہ ہیں۔

اول یہ کہ کلام مطلق ہے اُس کو مقید کرنے کے لئے کوئی قرینہ کلام امام میں موجود نہیں۔

دوسرے احوط بھی یہی ہے کیونکہ اجابت اذان باللسان واجب تو باتفاق نہیں ہے۔ زیادہ سے زیادہ مستحب ہے۔ اب جو شخص اذان ثانی کا جواب زبان سے دیتا ہے اُس نے بعض مشائخ کے نزدیک مستحب پر عمل کیا اور بعض کے نزدیک ایک ممنوع کا ارتکاب کیا۔ ایسے مشتبہ موقع میں ترک ہی میں احتیاط معلوم ہوتی ہے۔

تیسرے یہ مذہب امام اعظمؒ کا مؤید بالحدیث والآثار بھی ہے۔ حدیث پر اگرچہ بعض حضرات نے یہ جرح کی ہے کہ وہ مرفوع نہیں بلکہ زہری کا قول ہے۔ لیکن شمس الائمہ سرخسی کی عبارت سے واضح ہوگیا کہ یہ حدیث مرفوعاً بھی منقول ہے اور موقوفاً بھی۔ اور دونوں میں کوئی تعارض نہیں۔ اور زیلعی نے بھی مرفوع کو غریب کہکر اشارہ کر دیا ہے کہ رفع فی الجملہ ثابت ہے۔

نیز نصب الرایہ میں یہی مذہب فقہاء صحابہ حضرت علی۔ ابن عباس۔ ابن عمرؓ کا اور مبسوط میں عبداللہ ابن مسعودؓ کا نقل کیا گیا ہے۔ وکفی بھم قدوۃ۔

خلاصہ یہ ہے کہ اذان ثانی کا جواب دینا بعض حنفیہ کے نزدیک مستحب ہے بعض کے نزدیک ممنوع و مکروہ اس لئے احتیاط اسی میں ہے کہ ترک کیا جاوے۔

تنبیہ:۔ البتہ اختلاف روایاتِ حدیث اور اختلافِ مشائخ کا یہ اثر ضرور ہے کہ یہ کراہت تحریمی نہیں بلکہ تنزیہی ہے جیساکہ درمختار اور نہر کے الفاظ لاینبغی سے معلوم ہوتا ہے۔

تنبیہ دوم:۔ کتب فقہ میں جولا یجیب اتفاقاً منقول ہے درحقیقت اس کی نقل میں کچھ تصحیف ہوگئی۔ یہ عبارت درمختار میں بحوالہ نہر نقل کی گئی ہے اور نہر کے الفاظ . . . . . لا تجب ہیں لا یجیب نہیں۔ کیونکہ نہر میں یہ کلام اس سلسلہ میں آیا ہے کہ اجابتِ اذان واجب ہے یا نہیں۔ اسی بحث میں فرمایا ہے کہ اذان ثانی کی اجابت باللسان تو باتفاق واجب نہیں اور بالقدم باتفاق واجب ہے۔ بقیہ اذانوں میں اختلاف ہے پھر

او تجب سے او یجیب یا تو عمل کی غلطی سے پیدا ہوگیا اور یا اس بنار پر کہ او تجب پر تفریع کرکے صاحب درمختار نے یہ مسئلہ نکالا کہ ینبغی ان او یجیب۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) قال فی الدر المختار۔ من الفوائت ذو مات وعلیہ صلوات فائتۃ واوصی بالکفارۃ یعطی لکل صلوٰۃ نصف صاع من بر کالفطرۃ وکذا حکم الوتر انتہی (قال الشامی لانہ (ای الوتر) فرض عملی عندہ خلافاً لہما ط (شامی ص ۲۳ ج ۱) عبارت مرقومہ سے معلوم ہوا کہ وتر کا بھی فدیہ دینا امام صاحب کے نزدیک واجب ہے (اور یہی قول مفتی بہ ہے) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ کتبہ احقر محمد شفیع غفرلہٗ۔

فاحشہ عورت تائب ہوجائے تو پہلی حرام کمائی کو کیا کرے کیا مسجد میں لگ سکتی ہے

سوال ۵۰۵ - ہندہ ایک رقاصہ مغنیہ ہندو عورت تھی جس کا پیشہ کسب حرام سے کمائی کرنے اور گانے بجانے کا تھا۔ اب چند روز سے اسلام کی خوبیاں اُسکی دل میں جاگزیں ہوئی اور وہ معترف باسلام ہوگئی اور ایک مسلمان مرد سے شادی کرکے پاکدامنی سے گذر کرنا چاہتی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ اس کی پہلی کمائی کا روپیہ جو اس کے پاس ہے اور جائداد اور مکان اُس کو کسی کار خیر میں صدقہ کردے یا اپنے تصرف میں لاسکتی ہے یا نہیں۔؟ **الجواب** - شامی میں ہے فی المنتقی او اخذ نائحۃ او صاحبۃ طبل او زمر اکتسبت مالا رد تہ علی اربابہ ان علموا والا تتصدق بہ الخ شامی مصری ج ۵ ص ۳۵ باب الاجارۃ الفاسدہ۔ اِس روایت سے معلوم ہوا کہ اس قسم کی ناجائز کمائی کا یہ حکم ہے کہ وہ اصل مالک کو واپس دیجائے اور اگر مالک یا اُس کے وارث معلوم نہ ہوں تو فقراء اور مساکین پر صدقہ کیا جائے۔ اسلئے مدارس کے غریب طلباء کو دینا جائز ہوگا۔ اور مسجد کے امام اور مؤذن بھی اگر غریب ہوں تو اُن کو لوجہ اللہ بطور صدقہ دینا جائز ہوگا تنخواہ میں دینا اُن کو بھی جائز نہیں۔ اِسی طرح مسجد میں لگانا بہر حال مکروہ ہے۔ شامی میں ہے۔ قال تاج الشریعۃ اما لو انفق فی ذلک مالا خبیثاً او مالا سببہ الخبیث والطیب فیکرہ لان اللہ تعالیٰ لا یقبل الا الطیب فیکرہ تلویث بیتہ بما لا یقبلہ ھ شرنبلالیہ۔ شامی جلد اوّل ص ۶۵۸ مصری۔ اور اگر مسجد میں ضرورت ہو تو وہاں صرف کرنے کا حیلہ یہ ہے کہ کسی مسکین غریب کو وہ مال دیکر اُس کو مالک بنا دیا جائے پھر وہ مسکین اپنی طرف سے مسجد میں خرچ کرسکتا ہے فقط

شوہر زوجہ کے حقوق نان نفقہ وغیرہ ادا نہ کرے تو عورت کیلئے رہائی کی صورت

سوال ۵۰۶ - ہندہ کا خاوند نہ نان نفقہ دیتا ہے اور نہ خبر ہندہ کی لیتا ہے بلکہ اُس نے نکاح ثانی کرلیا ہے۔ ایسی مجبوری کی صورت میں ہندہ نکاح ثانی کرسکتی ہے۔ اور ہندہ کو اُس کا خاوند یہ بھی کہہ گیا تھا کہ ہندہ مجھ سے کسی قسم کی امید مت رکھنا۔ اور ایسا اِس لفظ سے بھی طلاق ہوجاتی ہے یا نہیں۔؟ **الجواب** - اگر واقعات مذکورہ صحیح ہیں تو ان لفظوں سے جو خاوند نے کہے ہیں طلاق تو نہیں پڑتی۔ لیکن چونکہ عورت کو نان نفقہ نہیں دیا جاتا اور وہ مجبور ہے اسلئے اُسکو فسخ نکاح کرانے کا اختیار ہے جس کی صورت یہ ہے کہ کسی مسلمان حاکم کی عدالت سے فسخ نکاح کا حکم حاصل

کرے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو دیندار مسلمانوں کی ایک پنچائت جمع کرے جس میں کوئی معاملہ شناس عالم بھی شریک ہو اس پنچائت کا صدر عورت کے خاوند کو اطلاع دے کہ یا تو تم نان نفقہ کے کفیل ہو اور اپنی بیوی کے حقوق زوجیت ادا کرو ورنہ طلاق دو۔ اور اگر تم دونوں میں سے کچھ نہ کرو گے تو تمہارا نکاح فسخ کردیا جائے گا۔ اس پر خاوند کوئی جانب قبول کرے تو بہتر اور اگر کوئی جواب نہ دے یا دونوں صورتوں سے انکار کرے تو سرپنچ (صدر) کو شرعاً اختیار ہوگا۔ کہ ان دونوں میں تفریق کا حکم کردے اور یہی حکم شرعاً طلاق کا قائم مقام ہو جائے گا جس کے بعد تین حیض عدت کے گذار کر لڑکی کو نکاح ثانی کا حسب منشاء اختیار کامل حاصل ہو جائے گا۔ وھذا فی الاصل مذھب الامام مالک الا انہ افتی بہ علماؤنا الحنفیۃ لمساس الضرورۃ ولا سیما ببلادنا الھندیہ وقد قال الشامی فی باب العنۃ ومثلہ فی البحر فی ھذہ المباحث ان القاضی ان قضی بفسخ النکاح نفذ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

لڑکی کے ولی اگر شوہر سے کچھ روپیہ اپنے لئے لینا چاہیں تو یہ رشوت ہے

سوال ۵۰۷ - بروقت نکاح یا قبل و بعد نکاح کسی کنواری بالغ یا نابالغ لڑکی یا بیوہ عورت کے جو اس کے عزیز و اقارب یا متعلقین اس کے ہونے والے شوہر یا عزیز و اقارب یا متعلقین سے روپیہ لیکر اپنے نفس کیلئے جیسا کہ آجکل دستور ہے۔ کہ لیکر شادی کرنی جاوے یا کرادی جاوے تو یہ نکاح جائز ہوگا یا نہیں۔؟ **الجواب** - عورت کے خویش و اقربا جو کچھ رقم اپنے لئے لیکر نکاح کرتے ہیں یہ رشوت ہے حکم مسئلہ کا یہ ہے کہ یہ نکاح تو صحیح و منعقد ہوگیا۔ لیکن رقم لینا اور دینا جائز نہیں۔ اور اگر دیدی ہے تو شوہر کو حق ہے کہ بعد نکاح واپس لیلے۔ کما ذکرہ الشامی فی باب المھر۔ اخذ اھل المرأۃ شیئاً عند التسلیم فللزوج ان یستردہ لانہ رشوۃ (شامی ص ۳۷۷ ج ۲)۔ کتبہ احقر محمد شفیع غفرلہ۔

درزی نے دوسرے شخص کی بچی ہوئی کترنیں کسی کے کپڑے میں لگادی تو اس کا پہننا جائز ہے یا نہیں؟

سوال ۵۰۸ - زید کی بنڈی درزی کو سینے کیلئے دی اور اس کی اجرت بھی ٹھیرادی گئی تھی۔ درزی نے بغل اور گلے کی جگہ دوسری چھینٹ کی کتر علاوہ اس کے جو اس کو دی گئی تھی بوجہ کمی کپڑا بلا اجازت لگادی اور سلائی مقررہ کے علاوہ ایک آنہ کا طالب ہے اور درزی نے جو مزید کپڑا اس میں لگایا اس میں شک بلکہ یقین ہے کہ اس کی ملک نہیں جو کپڑا بچ جاتا ہے وہ اسکے پاس رہتا ہے اسی میں سے لگائی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ اس بنڈی میں جو مزید کپڑا لگایا ہے اس سے نماز بھی ہو جاتی ہے یا نہیں۔؟ **الجواب** - معمولی چھوٹی کترنیں جو مالک پارچہ خود بھی چھوڑ دیتے ہیں اور ان کے لیجانے کا اہتمام نہیں کرتے اگر درزی وہ کترنیں کسی کے کپڑے میں لگادے تو اس کو پہننا جائز ہے بالخصوص جب کہ درزی یہ بھی کہے کہ یہ میری خریدی ہوئی ہیں۔ تو اگر یہ شخص فاسق بین الفسق نہیں ہے تو شرعاً اس کا قول معتبر ہے پہننے والے پر اس کا کوئی وبال نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ احقر محمد شفیع غفرلہ۔

مسجد کا گرم پانی گھر لیجا کر وضو میں استعمال کرنا بھی جائز نہیں۔؟

سوال ۵۰۹ - اگر کوئی متولی مسجد سے گرم پانی اپنے گھر لیجا کر وضو کرے یا بیوی بچوں

کی وضو کیلئے لیجاوے تو جائز ہے یا نہیں؟ **الجواب**۔ اپنے گھر یا مسجد سے باہر کسی دوسری جگہ لیجانا درست نہیں اگر مسجد ہی وضو کیلئے لیجاوے۔ بیوی بچوں کی وضو کیلئے لیجانا بدرجۂ اولیٰ ناجائز ہوگا۔ وذلك لما عرف فی عامة الکتب من اتباع شرائط الواقف۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ کتبہ احقر محمد شفیع غفرلہ۔

مسجد سے نکلنے کے وقت بایاں پیر پہلے نکالیں مگر جوتہ پہلے بائیں پیر میں نہ پہنیں

سوال ۵۱۰۔ مسجد سے نکلتے وقت اگر بایاں پیر نکال دیا جائے اور جوتہ بھی بائیں پیر میں پہلے پہنا جائے گا۔ اور داہنے پیر میں جوتہ پہلے پہننے کا اہتمام کیا جاوے تو مسجد سے بایاں پیر پہلے نہیں نکل سکتا۔ ایسی صورت میں کونسا عمل ہو؟ **الجواب** پہلے بایاں پیر نکالکر جوتہ کے اوپر یا زمین پر پاؤں رکھ لیں۔ بایاں جوتہ نہ پہنیں پھر داہنا پیر نکالکر داہنا جوتہ پہن لیں اس کے بعد بایاں جوتہ پہنیں اس طرح دونوں سنتیں ادا ہو جاتی ہیں۔ یہی افضل ہے۔ فقط

کفارۂ قسم میں ایک ہی شخص کو دس روز کھانا دیا جاوے تو جائز ہے

سوال ۵۱۱۔ کفارہ قسم کا فدیہ اگر ایک ہی شخص کو دس یوم دونوں وقت کھلایا جاوے یا بقدر اس کی خوراک کے گھر بھیجا جایا کرے جائز ہے یا نہیں جواب سے مطلع فرمائیں؟ **الجواب**۔ ایک ہی شخص کو دس روز تک دونوں وقت بٹھا کر پیٹ بھر کر کھلانا تو کافی ہے۔ لیکن گھر بھیجنا بقدر خوراک کے جب کافی ہو سکتا ہے جبکہ اس سے کہدیا جائے کہ اگر تمہاری بھوک باقی رہے تو اور منگا لینا اور جو بھوک سے بچ جائے تو واپس کر دینا۔ پھر آپ کو اختیار ہوگا کہ واپس شدہ کو اسی کے پاس چھوڑ دیں یا نہیں۔ کذا فی عامة کتب الفقہ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ احقر محمد شفیع غفرلہ۔

لڑکا جب پندرہ برس کا ہو گیا تو شرعاً بالغ ہے اگرچہ آثار بلوغ پیدا نہ ہوں

سوال ۵۱۲۔ لڑکا کہ جس کی عمر ۱۸ یا ۱۹ سال کے قریب ہو قد بڑھنے کی وجہ سے چھوٹا معلوم ہوتا ہو اور کوئی ظاہری علامت بلوغیت جیسے ڈاڑھی بھی نہ معلوم ہوتی ہو وہ بالغ کے حکم میں ہے یا نہیں؟ **الجواب**۔ ایسا لڑکا پندرہ سال گذرتے ہی بالغ کے حکم میں ہے تمام احکام بالغ کے نافذ ہو جائیں گے۔ کذا فی کتاب الحجر من الدر المختار۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ احقر محمد شفیع غفرلہ۔

مردانہ جوتہ عورت کیلئے اور زنانہ مرد کیلئے جائز نہیں اور جو مشترک طور پر دونوں میں مستعمل ہوں وہ دونوں کیلئے جائز ہے

سوال ۵۱۳۔ دہلی کا کامدار جوتہ جس کی ایڑی کھڑی اور کلکتہ کا سلیپر جس میں ایڑی کھڑی نہیں ہوتی جائز ہے یا نہیں۔ دہلی والا جوتہ جس کا ذکر کیا گیا عورتیں بھی پہنتی ہیں، اسکو مرد پہن سکتا ہے یا نہیں؟ **الجواب**۔ جو جوتہ کسی شہر کے عرف میں عورتوں کی ساتھ مخصوص ہو وہ مردوں کو پہننا جائز نہیں اور جو مردوں کا مخصوص سمجھا جاتا ہو وہ عورتوں کیلئے جائز نہیں۔ اور جو دونوں میں برابر رائج ہوں وہ دونوں کے لئے جائز ہے پس سلیپر دونوں کیلئے جائز ہوا اور جو کامدار جوتہ خاص عورتیں پہنتی ہیں اور مرد بہت کم پہنتے ہیں اس کا پہننا مرد کیلئے جائز نہیں۔ حدیث میں ہے لعن اللہ المتشبھٰت من الرجال بالنساء ومن النساء بالرجال۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ احقر محمد شفیع غفرلہ۔

مظلومین کشمیر کیلئے جتھے بناکر جانا اور گرفتار ہونا

سوال ۵۱۴۔ کشمیر کے مظلومین کے لئے جتھے بناکر جانا اور وہاں قید ہوجانا جائز ہے یا نہ؟

الجواب۔ مظلوم مسلمانوں کی جس چیز سے اعانت ہوتی ہو وہ بلاشبہ جائز ہے ہر شخص کو بقدر استطاعت اُس میں حصہ لینا چاہیئے۔ لیکن رسمی صورتیں جیسے جتھے بناکر جانا وغیرہ اُن کے متعلق عقلاء خود ہی فیصلہ کرسکتے ہیں کہ اس طریق سے مظلومین کشمیر کی امداد ہوتی ہے یا نہیں اگر امداد یقینی یا مظنون ہو تو جائز ہے۔ ورنہ موہوم امداد کے لئے مسلمانوں کی بڑی جماعت کو یقینی تشویشات و مصائب میں ڈالنا عقل کا کام نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

چہلم وغیرہ میں جو کھانا میت کو ایصال ثواب کیلئے پکایا جائے اُسکا کھانا اغنیاء کیلئے جائز نہیں

سوال ۵۱۵۔ میت کا کھانا (چہلم یا چہارم) جائز ہے یا نہیں۔ اگر جائز ہے تو کس کیلئے اور کس کے نزدیک، یہ جو عام رواج ہے کہ میت کا کھانا تمام برادری اور جملہ دوست واحباب کھاتے ہیں۔ کیسا ہے۔ اگر جائز ہے تو قرآن وحدیث سے بیان فرمادیں۔؟ **الجواب** میت کے ایصال ثواب کیلئے جو کھانا پکایا جاوے وہ فقراء اور مساکین کا حق ہے اغنیاء کو کھانا جائز نہیں ہے وعن عبداللہ بن عمرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تحل الصدقۃ لغنی ولا لذی مرۃ سوی۔ رواہ الترمذی وابوداؤد والدارمی ورواہ احمد والنسائی وابن ماجۃ عن ابی ھریرۃ (مشکوٰۃ)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

محرم تعزیہ داری۔ نوحہ ماتم وغیرہ کا حکم

سوال ۵۱۶۔ محرم کرنا۔ تعزیہ اور شبیہ علم نکالنا اور یہ سمجھنا کہ اس سے غیر مسلم مرعوب ہوں گے (کیونکہ اس میں تلوار وغیرہ چلانے کا موقع ہاتھ آتا ہے) اور مرثیہ پڑھنا اور باجہ بجانا یا کچھ چڑھاوا چڑھانا اور اس کا کھانا۔ اور فرض کربلا پر تعزیہ کے ساتھ جانا اور شربت پینا اور پلانا اور سمجھنا کہ ثواب ہوگا یا عشرہ محرم میں کسی طرح کا کوئی غم کرنا مثلاً پان وغیرہ نہ کھانا کیسا ہے۔ اگر جائز ہے تو کس حد تک ورنہ عدم جواز کی کیا وجہ ہے۔؟ **الجواب**۔ یہ جملہ امور بدعت اور ممنوع ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کل محدثۃ بدعۃ وکل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار اور دوسری حدیث میں ہے۔ من احدث فی امرنا ھذا مالیس منہ فھو رد الحدیث او کما قال صلی اللہ علیہ وسلم۔ درمختار میں ہے۔ ان المباح یصیر مکروھا وحراما الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

اولیاء کے مزارات پر چادر وغیرہ چڑھانا

سوال ۵۱۷۔ اولیاؤں کے مزاروں پر چادریں چڑھانا یا پھولوں کے ہار اور مٹھائیاں چڑھانا۔ یا قبروں کا بوسہ لینا۔ یا چراغ جلانا۔ یا صاحب مزار کو وسیلہ ٹھہرانا۔ اور یوں دعاء کرنا کہ یا اللہ اس مزار کی برکت سے یا اس کے طفیل میں میرا فلاں کام ہوجائے جائز ہے یا ناجائز۔ اگر جائز ہے تو کس حد تک اور کیا دلیل ہے۔ قرآن وحدیث سے بیان فرمادیں۔ ورنہ ناجائز ہونے کی دلیل بیان کریں۔؟ **الجواب**۔ یہ جملہ امور شنیع بدعت اور حرام ہیں اور صاحب مزار کو وسیلہ بناکر دعاء کرنا بھی مجمع میں نہیں چاہیئے کما قال الشامی وحجۃ ایہام اللفظ مالا یجوز کاف فی المنع۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

مسجد میں نقش ونگار بنانا اور نقشہ کعبہ لگانا

سوال ۵۱۸۔ غیر ذی روح مثلاً مکہ معظمہ یا جنت البقیع یا کربلائے معلیٰ

یا تاج محل آگرہ وغیرہ کا نقشہ مکانوں میں بالخصوص مسجدوں میں زینت کیلئے اس طرح لٹکانا کہ مصلے کے سامنے پڑے یا مسجدوں کو پھولوں اور کتبہ اور طغریٰ وغیرہ سے آراستہ کرنا جائز یا نہ۔ اگر جائز ہے تو کیا دلیل ہے، ورنہ عدم جواز کی کافی وجہ بیان فرمائی جائے؟ **الجواب**۔ مال وقف سے یہ امور کرنا ناجائز ہے اور حرام ہے اور اگر کوئی شخص محراب اور جدار قبلہ میں اپنے مال حلال سے کرے تو مکروہ تنزیہی ہے درمختار میں ہے۔ ولا باس بنقشہ خلا محرابہ فانہ یکرہ لانہ یلہی المصلی ویکرہ التکلف بدقائق النقوش ونحوہا خصوصًا فی جدار القبلۃ الخ۔ لو بمالہ الحلال الخ۔ فقط واللہ اعلم

جواب صحیح ہے۔ اگر نقشہ جات مذکورہ کربلا وغیرہ اپنے ذاتی مکان میں لگائے تو بلا کراہت جائز ہے اگرچہ نماز میں سامنے بھی ہوں۔ بشرطیکہ پرستش وعبادت کی صورت پیدا نہ ہو اور اگر کسی وقت یہ احتمال ہو جائے اگر تو پھر یہ صورت بھی ممنوع ہو جائے گی۔ چنانچہ ملا علی قاری نے شرح مشکوٰۃ میں آفتاب یا دیگر ایسی اشیاء جنکی پرستش بعض کفار کرتے ہیں ان چیزوں کی تصویر نماز کے سامنے رکھنے کو مکروہ لکھا ہے۔ اگرچہ یہ چیزیں ذی روح نہ ہوں۔ بغرض جن چیزوں کی لوگوں میں پرستش ہوتی ہے انکی تصویر نماز کے سامنے رکھنا مکروہ ہے۔ اگرچہ ذی روح نہ ہو۔ فقط واللہ اعلم۔
کتبہ محمد شفیع عفرلہٗ

رفع الجور
فی حکم
الیمین المؤبد والفور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یمین فور و مؤبد کی تعریف تفصیل دربارہ طلاق

سوال ۵۱۹۔ زید اور اُس کی بیوی میں ناچاقی تھی۔ بیوی کے ماموں نے اُس کو اپنے گھر روک لیا تاآنکہ زید اقرارنامہ اس مضمون کا لکھے کہ اُس کو کوئی تکلیف نہ دیگا۔ اور جب اُس کا ماموں بلائے گا تو بھیجدے گا۔ انکار نہ کرے گا اور درصورت انکار طلاق بائنہ واقع ہو جائیگی۔ الفاظ اقرارنامہ یہ تھے۔ میں اس کو (اپنی زوجہ کو) اس شرط پر لیجانا چاہتا ہوں کہ جس وقت اس کے ماموں مسمی عبدالحکیم اس کے بلانے کا نوٹس مجھ کو دیں گے میں اندر میعاد ایک ماہ کے اپنی زوجہ کو اُسکے ماموں کے مکان پر پہنچا دوں گا اور انکار نہ کرونگا اور اگر اس صورت میں نہ بھیجوں اور بھیجنے سے انکار کروں تو اسی انکار سے میری زوجہ پر طلاق بائن واقع ہو جائیگی اس پر زوجہ کا ماموں بھیجنے کیلئے آمادہ ہو گیا مگر زید نے کہا کہ زیور بھی ساتھ ہونا چاہیئے۔ زیور چونکہ اُسکے رشتہ داروں میں دبرہ دون تھا اس لئے زید نے کہا کہ جب زیور آوے گا اُسوقت لیجاؤں گا۔ اس وقت خوشی سے چھوڑ گیا پھر دوبارہ آیا۔ ماموں بھیجنے کیلئے پھر طیار ہو گیا۔ لیکن اور زیور اُس وقت تک نہ آیا تھا اُسوقت بھی چھوڑ گیا۔ اور اس ملاقات میں یہ لفظ کہے کہ اگر میں اس کو دوروں تو میری طرف سے جواب ہے۔ تیسری مرتبہ پھر آیا تو ماموں کو خلاف اقرار تکالیف کا شبہ ہوا۔ اسلئے بھیجنے سے انکار کر دیا۔ اُسوقت زید نے یہ الفاظ کہے کہ بھیجو نہ بھیجو تم کو اختیار ہے

اور وہ میری تحریر ۲۷ فروری ۲۹ء کی جو تم نے لکھائی وہ میں نے اسی روز کے لئے لکھی تھی آج سے وہ میری تحریر کالعدم ہوگئی۔ کیونکہ اُس روز میری ساتھ نہیں بھیجا۔ اس کے بعد لڑکی خود کچھ مصلحت سوچکر زید کے گھر چلی گئی زید نے اُس کو مجبور کیا معافی مہر کا کاغذ لکھدے اور زیورات میرے حوالے کردے۔ ماموں نے بلانے کا نوٹس دیا تو لکھا کہ میں معہ بیوی کے شاہجہاں پور میں ہوں بیمار ہوں۔ اس لئے پہنچا نہیں سکتا تم خود لے جاؤ۔ ماموں وہاں پہنچا تو بھیجنے سے انکار کیا تا آنکہ وہ وصولیابی مہر کا کاغذ نہ لکھے اور زیورات نہ دے تو کیا صورتِ مسئولہ میں طلاق بوجہ انکار کے پڑگئی یا نہیں۔؟

خلاصہ جواب از تھانہ بھون۔ طلاق نہیں پڑی کیونکہ زید کی تحریر بطور یمین فور کے تھی جو اسی وقت پہنچانے کے ساتھ مخصوص تھی اور اُس وقت لڑکی نہیں گئی اسلئے کالعدم ہوگئی۔

خلاصہ جواب از سہارنپور۔ یمین فور کا کوئی قرینہ نہیں لیکن جس شرط پر طلاق کو معلق کیا گیا تھا وہ شرط نہیں پائی گئی۔ لہذا عدم وقوع طلاق بوجہ عدم وقوع شرط اس صورت پر ظاہر ہے خلاصہ یہ کہ شرط کا وجود مسلّم نہیں

جواب از دارالعلوم۔ زید کے اقرار نامہ مندرجہ سوال میں دو کلام زیر بحث ہیں ایک پہلا اقرار نامہ تحریری اور دوسرا زبانی۔ لیکن زبانی اقرار کے الفاظ یہ ہیں (اگر میں مانوں تو میری طرف سے جواب ہے) اسمیں لفظ جواب اولاً تو کنایہ طلاق نہیں کیونکہ کنایہ ہونے کیلئے تین شرطیں جو علامہ شامی نے مفصل لکھی ہیں اُس میں موجود نہیں۔ اور اگر بالفرض اُس کو کنایہ بھی قرار دیں جب بھی نیّت پر موقوف ہوگا اور نیت طلاق نہ ہونا زوج نے خود ظاہر کردیا ہے اسلئے اس زبانی تعلیق و اقرار سے کچھ اثر معاملہ پر نہیں پڑتا اس کی بحث کی حاجت نہیں۔ اب قابل غور صرف تحریری اقرار نامہ ہے جس کے الفاظ مندرجہ ذیل مدار کلام ہیں۔ میں اِس کو (یعنی اپنی زوجہ کو) اس شرط پر بھیجنا چاہتا ہوں کہ جسوقت اس سے ماموں مسمی عبدالحکیم اس کے بلانے کا نوٹس مجھ کو دیں گے تو اندر میعاد ایک ماہ کے اپنی زوجہ کو اس کے ماموں کے مکان پر پہنچادوں گا۔ اور انکار نہ کروں گا۔ اور اگر اس صورت میں نہ بھیجوں اور بھیجنے سے انکار کروں تو اس انکار سے میری زوجہ پر طلاق بائنہ واقع ہوجائے گی۔

یہ تحریر بظاہر دو مستقل کلام پر مشتمل ہے ایک شروع سے (اس کا انکار نہ کروں گا) تک اور دوسرا (اور اگر اس صورت میں نہ بھیجوں) سے آخر تک۔ پہلا کلام اپنے لفظی دلالت سے ایک وعدہ کی شکل رکھتا ہے اور دوسرا تعلیق کی (جیسا کہ جناب مفتی صاحب سہارنپور نے تحریر فرمایا ہے) لیکن غور کرنے سے یوں معلوم ہوتا ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم کہ دوسرا کلام بھی پہلے ہی کلام پر مرتب ہے اور تقدیر کلام بطور اقتضاء النص کے یہ ماننی پڑے گی کہ اگر اس کے ماموں نے میری زوجہ کو میری ساتھ بھیجدیا تو میں اُس کے بلانے پر انکار نہ کروں گا اور اگر کروں گا تو انکار سے طلاق بائنہ پڑجائے گی۔ لہذا جملہ ثانیہ جملہ اولیٰ سے بالکل جدا نہیں بلکہ جو جملہ شرط بدر اقتضاء کے مقدر مانا گیا ہے وہ پہلے ہی

کلام کا فائدہ اور نتیجہ ہے۔ لہٰذا اب زیر غور صرف یہ تعلیق ہے کہ (اگر اس کے ماموں نے اسکو میرے یہاں بھیجدیا تو پھر اُس کے بلانے پر میرا انکار کرنا طلاق بائنہ ہوگی) اس میں حکم مسئلہ اور وقوع وعدم وقوع طلاق اس پر موقوف ہے کہ اس کلام کو یمین مؤبد قرار دیا جائے یا یمین فور۔ اور پھر یہ کہ شرط کا وقوع ہوا یا نہیں۔

لیکن یمین فور کے شرائط و فوائد پر نظر ڈالنے اور حالات و مقالات مندرجہ سوال کو مطالعہ کرنے سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ یہ یمین فور نہیں بلکہ یمین مؤبد ہے بچند وجوہ۔

(۱) یمین فور کیلئے یہ شرط ہے کہ پہلے سے کسی خاص وقتی فعل کی طیاری یا تذکرہ ہو اُسی خاص موقت فعل سے متعلق یمین منعقد کی جائے جس کی مقدار بھی شامی نے بحوالہ سغدی ایک ساعت نقل کی ہے ولفظہ سئل السغدی بماذا یقدر الفور قال بساعة (شامی استنبولی جلد ۳ ص ۱۱۵) وفی البدائع من الایمان ودلالة الحال تدل علی تقیید الشرط بالفور بان خرج جوابا لکلام او بناء علی امر۔

لیکن صورت مذکورہ میں خاص اُسی وقت کے لیجانے کی بحث نہ خاوند کی طرف سے تھی اور نہ اقرار زوجہ کی طرف سے بلکہ گفتگو مطلق بھیجنے اور بلانے میں تھی۔ اقربائے زوجہ قطعاً بھیجنے سے منکر تھے تا آنکہ شرائط مندرجہ اور خاوند ہی بھیجنے کیلئے گفتگو کر رہا تھا جس پر اقرار نامہ لکھا گیا۔ جیسا کہ سوال کے الفاظ مندرجہ ذیل سے معلوم ہوتا ہے:۔

زید کے گھر بھیجنے سے قطعاً انکار کر دیا اس وقت تک ہم ہرگز تمہارے سپرد نہیں کر سکتے۔ زید نے اعتراف کرتے ہوئے کہا کہ میں آئندہ اس پر کوئی بے جا تشدد نہیں کروں گا۔ آئندہ کسی تشدد سے پیش آؤں تو تم اپنی لڑکی کو بلا لینا اور پھر نہ بھیجنا۔ اس پر لڑکی کے اولیاء بھیجنے کیلئے طیار ہو گئے کہ تم یہ تحریر دیدو۔

اس تمام گفتگو اور جانبین کے مکالمہ میں کسی ایک جگہ بھی اس بات کا ذکر نہیں کہ خاص اسی وقت لیجانے کی بحث ہے یا طیاری ہے۔ (۲) اگر بحث اسی وقت لیجانے کی ہوتی تو زید اس کو اسی وقت لیجاتا۔ اور بصورت نہ لیجانے کے اُسی وقت کہتا کہ میری تحریر بوجہ عدم شرط کے منسوخ و منعدم ہوگئی۔ لیکن بخلاف اس کے زید نے اُسکو خوشی وہیں چھوڑ دیا۔ اور اس وقت نہ جانے یا لیجانے کو خلاف شرط نہ سمجھا۔ اور دوسری مرتبہ بھی اسی طرح چھوڑ کر چلا گیا۔ اُس وقت بھی اُسکے کسی فعل یا قول سے یہ معلوم نہ ہوا کہ اُس کا اقرار نامہ کسی خاص دفعہ کے بھیجنے یا لیجانے کے متعلق تھا اور وہ منعقد ہونے کی وجہ سے اقرار نامہ منسوخ ہو گیا۔ بلکہ اسکے خلاف تیسری مرتبہ میں اُس نے خود یہ تصریح کی کہ آج سے وہ میری تحریر ختم ہو گی جس سے معلوم ہوا کہ آجتک وہ اس تحریر کو قائم مانتا تھا۔

(۳)۔ اگر یہ کہا جائے کہ بحث بھیجنے میں تھی نہ کہ لیجانے میں یعنی زید کی غرض یہ تھی کہ لیجانے میں حارج نہ ہو تو اس میں بھی وہی بحث ہے کہ اول تو یہ کلام بھی یمین مؤبد کا مقتضی ہے کوئی قرینہ یمین فور کا موجود نہیں جس سے معلوم ہو کہ تم اس خاص وقت میں لیجانے سے حارج نہ ہو گے تو تعلیق طلاق معتبر ہو گی اور اگر [illegible] یہ تسلیم بھی ہو

جائے کہ اس کی غرض خاص اُسی وقت کے متعلق تھی کہ اس خاص وقت کے بھیجنے میں حارج نہ ہوں اور اس تقدیر پر یہ یمین فور ہوگئی۔ لیکن اس شرط کے تحقق میں کوئی شبہ نہ رہا کیونکہ اقرباء اس وجہ سے بھیجنے میں اس مرتبہ حارج نہیں ہوئے لہٰذا پھر بھی تحریر طلاق کالعدم نہ ہوئی بلکہ اُس طرح باقی رہی۔ الغرض اولاً یمین فور نہیں۔ ثانیاً اگر فور بھی تسلیم ہو تو تحقق شرط علی الفور ہو چکا لہٰذا جزاء معلق ثابت وقت رہے گی اور زید کے کالعدم کہنے سے کالعدم نہ ہو گی۔

(۴) زید کے تمام حالات و واقعات کے مجموعہ کو دیکھکر یمین فور کا کوئی قرینہ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ خاص اسی وقت لیجانے کے لئے تحریر لکھ رہا تھا۔ زائد سے زائد یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ آجکل دو چار یوم ہفتہ عشرہ کے اندر لیجانا چاہتا تھا اور اُسی کی بحث تھی چونکہ اقرباء زوجہ نے اس کے اس مقصد کے خلاف نہیں کیا اسلئے یہ خوشی سے چھوڑ کر چلا گیا اور جب کہ خاص اُسی وقت لیجانے کی نیت اور گفتگو نہ تھی بلکہ ایام معدودہ کی نیت مستفاد ہوتی ہے تو یہ اُس صورت میں داخل ہو گیا جس کو شامی نے بین الفور والابد کے عنوان سے لکھا ہے اور اُسی کی تائید عبارت بدائع سے ہوتی ہے ولو قال لها ان خرجت عن هذه الدار على الفور او فى هذا اليوم فانت طالق بطل اعتبار الفور لانه ذكر ما يدل على انه ما اراد به الخرجة المقصود اليها وانما اراد الخروج المطلق عن الدار فى اليوم الخ بدائع جلد ۳ ص ۱۳۔ ولو قال ان تغديت وهى بين الفور والابد كاليوم او لغد لم يصدق اصلا الخ (شامی ج ۲ ص ۱۱۱)۔

(۵) زید کے تیسری مرتبہ میں یہ الفاظ کہنا کیونکہ اُس روز میری ساتھ نہیں بھیجا الخ اگرچہ کذب ہی ہے لیکن اسکا صاف اقرار ہے کہ خروج معین موقت پر کلام نہ تھا۔ بلکہ ایک معین دن کے بھیجنے پر بحث تھی جس کو کہ عبارت بدائع کی تصریح الیوم اور شامی کی تصریح کالیوم اوالغد نے بالکل رد کر دیا کہ یہ صورت یمین فور کی نہیں بلکہ بین الفور والابد ہے جو حکماً یمین مؤبدہ میں داخل ہے۔ بناءً علیہ حالات اور قرائن مذکورہ سے ثابت ہوا کہ اولاً یہ یمین یمینِ فور نہ تھی بلکہ یمین مؤبدہ تھی۔ لہٰذا اب زید کا اپنی تحریر کو کالعدم کہنا شرعاً معتبر نہیں۔ ثانیاً اگر بالفرض یمین فور بھی تسلیم کیا جائے تو شرط فور تحقق ہو چکی یعنی اقرباء زوجہ مانع نہیں ہوئے اس صورت پر بھی تعلیق طلاق بحالہٖ قائم ہے۔

الغرض ہر دو صورت تعلیق طلاق بحالہٖ قائم تھی جس کی رُو سے زید کے ذمہ ضروری تھا کہ جس وقت زوجہ کا ماموں نوٹس دے اُس کو خود پہنچادے۔ کیونکہ اقرارنامہ میں پہنچا دینے کے الفاظ ہیں بھیجدینے کے نہیں۔ لیکن زید نے اسکے خلاف پہنچانے سے بھی انکار کیا اور جب ماموں شاہجہانپور پہنچا تو بھیجنے سے بھی انکار کیا جس کے الفاظ مندرجہ سوال یہ ہیں:۔ لڑکی کے مہر کی رجسٹری کرادو کہ یہ ہم نے وصول پایا اور وہ چاروں عدد منگا دو۔ ان شرطوں کے بغیر پورے ہوئے ہم ہرگز نہیں بھیجیں گے۔ چونکہ یہ شرطیں کرنا پہلے اقرارنامہ کے خلاف تھا اس لئے ان شرائط کی ساتھ مشروط کرنا درحقیقت ارسال موعود مشروط سے انکار کرنا ہے۔ اس لئے مسماۃ مذکورہ پر ایک طلاق بائنہ واقع ہوگئی فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ کتبہٗ احقر محمد شفیع غفرلہٗ۔

الجواب صحیح۔ حسین احمد غفرلہٗ۔ الجواب صحیح محمد اعزاز علی غفرلہٗ۔ مدرس دارالعلوم دیوبند۔ الجواب صحیح بندہ اصغر حسین عفا اللہ عنہ۔ الجواب صواب بندہ محمد ابراہیم غفرلہٗ۔ الجواب صواب۔ نبیہ حسن عفا اللہ عنہ۔

(**ف**) یہ فتویٰ شعبان ۵۳ھ میں لکھا گیا تھا نظر ثانی کے وقت مجھے اس میں تردد ہوگیا کہ یہ کلام یمین فور ہے یا نہیں۔ لیکن چونکہ مدار جواب یمین فور ہونے پر نہیں اسلئے پوری تقریر کو بطور بحث کے باقی رکھا لیا۔ بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ

موروثی مکان و زمین کا حکم

سوال ۵۲۰۔ زید نے ایک کہنہ مکان ایک ہندو سے خریدا اور حسب قانون انگریزی رجسٹری کرالیا۔ کچھ عرصہ کے بعد مکان کا تمام اسباب اُٹھا لیا اور دیواریں منہدم ہوگئیں وہ زمین ایک تودہ بن گئی۔ البتہ بعض جگہ بنیاد کا کچھ حصہ نمودار ہوگیا۔ اس کے بعد زید نے وہ مکان بنوانا چاہا اور میونسپلٹی سے تعمیر کی اجازت کی درخواست کی۔ مگر میونسپلٹی نے جواب دیا کہ زمین زمیندار کی ہے اور زمیندار عذر کرتے ہیں اس لئے درخواست نامنظور کی گئی تب زید نے زمیندار کو راضی کرنا چاہا۔ زمینداروں نے کہا کہ جب مکان گر گیا اور تمام اسباب و ملبہ اُٹھا لیا گیا تو واجب الارض کی رُو سے آپ کا کوئی حق نہ رہا اور بیعنامہ رجسٹری شدہ کا معاملہ ختم ہوگیا۔ اب سوالات یہ ہیں:۔

(۱) اس صورت میں اس زمین پر زید کی ملک بوقت اُسکے وفات کے قائم تھی یا زائل ہوچکی؟ (۲) حامد نے اپنے باپ کی ملک پر قبضہ حاصل کیا یا زمینداروں کی چیز پر زبردستی قبضہ کیا۔ (۳) اب اس زمین کا مستحق صرف حامد ہوگا۔ یا بقاعدہ فرائض زید کے تمام ورثہ میں منقسم ہوگی؟ (۴) شرعی حیثیت سے واجب الارض معتبر ہے یا نہیں؟

الجواب۔ واجب الارض کا قانون ظاہر ہے کہ بحیثیت قانون تو شرعاً معتبر ہو ہی نہیں سکتا۔ کہ سراسر احکام قرآن و حدیث کے خلاف ہے۔ البتہ باہمی تراضی اور معاہدہ سے ہوسکتا ہے سو جن لوگوں نے اول یہ معاہدہ کیا تھا اُن کے حق میں معتبر ہوگیا (بشرطیکہ اُس کی کوئی دفعہ شرعاً حرام نہ ہو) بعد کے لوگوں پر اُن کا معاہدہ کوئی حجت نہیں جب تک کہ وہ خود اس معاہدہ کو برضا تسلیم نہ کریں تو اب مدار حکم یہ ہے کہ موجودہ حالت میں زمیندار اور رعیت میں یہ معاہدہ مسلّمہ ہے یا نہیں۔ یعنی جس وقت زمیندار کسی کو کوئی مکان یا زمین دیتا ہے اُس وقت صراحتہً یہ کہا جاتا ہے یا عادۃً سمجھا جاتا ہے کہ یہ زمین حسب قاعدہ مقررہ قانون واجب الارض کے بطور سکونت دی جاتی ہے بیع نہیں ہے۔ یا اس کے خلاف اصل زمین کا بیعنامہ سمجھا جاتا ہے اور لکھا جاتا ہے۔ پہلی صورت میں بوجہ رضا طرفین قانون واجب الارض اس بارہ میں واجب العمل ہوجائیگا اور اس معاملہ کو شرعی اصطلاح میں اجارہ کہا جائے گا۔ اگرچہ بوجہ جہالت کے اجارہ فاسد ہوگا۔ اور دوسری صورت میں قانون واجب الارض پر عمل ضروری نہ ہوگا۔ ایک زمین خریدار کی ملک ہوگی اور اُس کو ہر قسم کا اختیار ہوگا زمیندار کو اُس میں کچھ دخل نہ رہے گا۔ اور ان دونوں صورتوں میں سے ایک کی تعیین یا بیعنامہ کے الفاظ دیکھنے سے ہوسکتی ہے اور یا مقامی عرف و رواج سے پس اگر تحریر بیعنامہ کے الفاظ بیع ہی پر دلالت کرتے ہیں اور اسمیں واپسی زمین کی کوئی قید نہیں۔ اور نہ عادۃً یہ واپسی ضروری سمجھی جاتی ہے تب تو زید اس زمین کا مالک ہوگیا۔ زمینداروں کا اس پر

تغلب ظلم تھا حامد نے جو زبردستی قبضہ کیا یہ اپنا آبائی حق وصول کیا، اس کا مستحق تنہا حامد نہ ہوگا بلکہ زید کے تمام ورثہ حسب حصص شرعیہ وارث ہوں گے۔ البتہ جس قدر روپیہ حامد کا اس زمین کے قبضہ میں لانے پر خرچ ہوا ہے اس کو حسب حصہ سب وارثوں پر تقسیم کر کے ان سے وصول کر سکتا ہے۔ کذا یعرف من القواعد الفقہیۃ و عامۃ الکتب فقط

کسی شخص نے کسی کے پاس امانت رکھی پھر واپس نہ آیا تو اس کو کیا کیا جاوے؟

سوال ۵۲۱ - ایک شخص نے جو کہ میرے یہاں بوجہ مراسم کے کرایہ مکان دے گیا کہ جب میں لوٹوں مکان کرایہ پر لوں گا اور یہ میرا صندوق ہے۔ اس کے اشیاء کی حفاظت کرنا اس میں معاہدہ کیا ہے۔ اس کو عرصہ بارہ سال کا ہو گیا۔ تو میں کیا کروں نہ وہ منگاتا ہے۔ صندوق میں دیمک لگ گئی۔ **الجواب** - سوال سے معلوم ہوا کہ کسی شخص نے آپکے پاس صندوق امانت رکھا تھا اور بارہ برس گذر چکے ہیں وہ لینے نہیں آیا۔ حکم شرعی اس کا یہ ہے کہ اگر آپ کو اس شخص کا پتہ معلوم ہے اور وہ زندہ ہے تو اس کو، ورنہ اس کے ورثہ کو اطلاع دیں کہ تمہارا صندوق ہمارے پاس محفوظ ہے آکر لیجاؤ یا منگا لو ورنہ ہم خود بذریعہ ریلوے بھیجدیں گے۔ وہ نہ منگائیں تو بذریعہ ریلوے پارسل کر کے بھیجدیا جائے۔ اب اگر نہ وصول کریں تو وہ ذمہ دار ہوں گے آپ سبکدوش ہو جائیں گے۔ اور اگر کچھ بھی معلوم نہ ہو تو یہ مال بحکم لقطہ ہے جس کا حکم شرعی یہ ہے کہ خواہ اپنی زندگی تک آپ انتظار کریں۔ اور وصیت کر دیں کہ میرے بعد اگر صاحب مال نہ آئے تو صدقہ کر دیا جائے اور یا خود اپنے سامنے ہی صدقہ کر دیں۔ لیکن صدقہ کرنیکے بعد اگر صاحب صندوق آگیا تو اس کو اختیار ہوگا کہ آپ سے قیمت صندوق وغیرہ وصول کرے اور ثواب صدقہ آپکی طرف منتقل ہو جائے۔ کذا فی الھدایۃ والدر المختار۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ احقر محمد شفیع غفرلہ۔

ٹینس فٹ بال وغیرہ کھیلنے کا حکم

سوال ۵۲۲ - لہو و لعب ممنوعہ میں کس قسم کے کھیل داخل ہیں لہو لعب جسکی ممانعت شریعت میں آئی ہے اس کی شناخت کیا ہے۔ انگریزی کھیل مثلاً ٹینس فٹ بال کرکٹ اور اسی قسم کے دوسرے کھیل کھیلنا کیسا ہے؟ **الجواب** - قال فی الدر المختار من الکراہیۃ وکرہ کل لھو لقولہ علیہ السلام کل لھو المسلم حرام الا ثلثۃ ملاعبۃ اھلہ وتادیبہ لفرسہ ومناضلۃ بقوسہ۔ وقال الشامی ای کل لعب وعبث الی قولہ والاطلاق شامل لنفس الفعل واستماعہ کالرقص والسخریۃ والتصفیق وضرب الاوتار من الطنبور والبربط والرباب والقانون والمزمار والصنج والبوق فانہا کلہا مکروہ وھذہ لانہا زی الکفار۔ الخ (شامی ص ۲۷۵ مصری ج ۵) وفی القہستانی عن الملتقط من لعب بالصولجان یرید الفروسیۃ یجوز وعن الجواہر قد جاء الاثر فی رخصۃ المصارعۃ لتحصیل القدرۃ علی المقاتلۃ دون التلہی فانہ مکروہ (شامی کتاب الحظر والاباحۃ ص ۲۸۱ ج ۵) وفی الدر المختار والمصارعۃ لیست ببدعۃ الا للتلہی فتکرہ وفی الشامی اقول قدمنا عن القہستانی جواز اللعب بالصولجان وھو الکرۃ للفروسیۃ وفی جواز المسابقۃ بالطیر عندنا نظر وکذا فی جواز معرفۃ ما فی الید واللعب بالخاتم فانہ لھو مجرد (شامی ج ۵ ص ۲۸۲)

احادیث جو اس بارہ میں وارد ہوئی ہیں اسی طرح عبارات فقہیہ مندرجہ بالا سے کھیل کے بارہ میں تفصیلات ذیل مستفاد ہوئی۔ (الف) وہ کھیل جس سے دینی یا دنیوی کوئی معتد بہ فائدہ مقصود نہ ہو وہ ناجائز ہے اور وہی حدیث کا مصداق ہے

لڑکی کی ملک کر دیتا ہے اور لڑکی ہی کی مملوک سمجھے جاتے ہیں اور خاوند یا سسرال والے جو زیور چڑھاتے ہیں وہ خاوند ہی کی ملک رہتے ہیں۔ عورت اس کا استعمال عاریۃً کرتی ہے اسی لئے تصرفات بیع وغیرہ کا اختیار نہیں ہوتا تو جس جگہ یہی عرف ہو وہاں دولہا کی جانب سے جو زیورات چڑھائے گئے تھے وہ دولہا کی ملک اور انکی میراث ہوں گے۔ کذا ذکرہ الشامی فی کتاب الھبۃ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

ایک عیسائی کے مرنے ۴۳۵ برس کے بعد نعش کے صحیح سالم برآمد ہونے کی خبر پر استعجاب اور شبہات اور اُن کا جواب

سوال ۵۳۰ ۔ اخبار ٹائمز آف انڈیا مورخہ ۳ دسمبر ۱۹۵۲ء میں یہ لڑائی ہندوستان کا واقعہ اس طرح شائع ہوا ہے کہ سینٹ فرانسس زیوئیر کوئی عیسائی مبلغ ہندوستان تشریف لائے تھے مقام پرتگیزی میں فوت ہو گئے اور اس کی قبر کھلوا کر دیکھی گئی تو نعش اب تک بجنسہ محفوظ ہے۔ نعش کی موجودہ تصویر بھی اخبار مذکور میں دی گئی ہے۔ اب استفسار طلب امر یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی جانب سے صرف مقربان الٰہ علیہم السلام و حضرت مسلم کی نعش ہی سالہا سال تک محفوظ رہنے کا وعدہ ہے اور آپ کے بھی ہو جانے کا علم تمام زمانہ کو بخوبی ظاہر ہو جاتا ہے کہ بعد انہوں نے عیسائی مبلغ کی نعش (۴۲۱) سال تک محفوظ رہنے کے بحاظ نشانات خرق کیا وجہ ہو سکتی ہیں اس کا جواب واضح اور مجمل سے معلوم ہو گئی ضرورت ہے۔ بعض انگریزی والا طبقہ شک سے کہتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام اور بعض اولیاء کی نعشیں بھی اس قسم سے صحیح سالم رہنے کا کیا مطلب ہے؟

الجواب ۔ عیسائی مبلغ کی نعش کا واقعہ اخبار میں دیکھ کر اور اس پر بعض روشن خیال مسلمانوں کی استعجاب دیکھ کر حیرت ہوئی کہ اس زمانہ میں روشن خیالی کے زمانہ میں بھی بعض لوگ سطحی بنیاد خیالات سے عقائد حقہ اسلامیہ کا مقابلہ کیا جاتا ہے اور نہ صرف مقابلہ بلکہ اس کا یہ اثر لیا جاتا ہے کہ عقائد میں شبہات پیدا ہونے لگتے ہیں۔ (معاذ اللہ) اس کے متعلق ایک اصولی بات یہ ہے کہ اس قسم کی عجوبہ بتاریخ پر کسی مذہب کی حقانیت وصدق کی بنیاد قائم نہیں کی جا سکتی ورنہ موجودہ سائنس کی ایجادات عجیبہ کچھ کم نہیں، ہندو جوگیوں میں اس قسم کی عجائب نظیریں بے شمار ملیں گی۔ اسلئے اگر تمام اعتراضات اور سوالات کو ختم کر کے اس کی روایت پر ایمان لایا جاوے۔ اور بالفرض یہ بھی تسلیم کر لیا جائے کہ آج تک اس کا اس وقت تک صحیح وسالم رہنا اس کے اعزاز واکرام ہی کیلئے ہے، تعذیب ورسوائی کیلئے نہیں تو ان سب امور کو تسلیم کر لینے کے بعد بھی یہ کہاں سے ثابت ہوا کہ اس کا مذہب حق تھا اور یہ اعزاز اس کی حقانیت کی بناء ہے کیونکہ اس کا بالفرض اعزاز واکرام ہی قرار دیں تب بھی یہ ایک دنیوی اعزاز ہوا جو بعض کفار کو بھی نصیب ہو سکتا ہے اور یہ دنیا سے ہال اگر دخول جنت اور نعیم آخرت میں کسی کافر کو دیکھا جاتا تو البتہ اس کی کچھ گنجائش تھی کہ اس کا مذہب حق نہ ہونے کے باوجود یہ شخص نعیم آخرت کا مستحق ہوا۔ الغرض اگر تمام دنیاوی احتمالات وسوالات کو ختم کر کے جو ہم نے لکھا ہے اسکو بعینہٖ قبول کر لیں جب بھی اس کو عیسائی مبلغ کی حقانیت کے ثبوت کی دلیل کہنا مقتضیٔ عقل وقانون

اسی سلسلہ میں ایک شخص کو دیکھا گیا کہ اُس کا بدن بالکل صحیح و سالم ہے اور نوجوان معلوم ہوتا ہے اور اپنے ہاتھ کو دانتوں سے کاٹ رہا ہے (کتاب الروح ص١١٠)

اس قسم کے بہت سے واقعات کتاب الروح میں حافظ حدیث ابن قیم نے سند کیساتھ نقل کرنے کے بعد فرمایا ہے وهذه الاخبار وغيرها واضعاف اضعافها مما لا يتسع له الكتاب مما اراده الله تعالى لبعض عباده من عذاب القبر ونعيمه عيانا (کتاب الروح ص٨١) اسی طرح شیخ جلال الدین سیوطی نے شرح الصدور میں اس قسم کے بہت سے واقعات ذکر کئے گئے ہیں۔ ان واقعات سے یہ ثابت ہو گیا کہ بعد الموت کسی شخص کے جسم کا بدستور سالم رہنا اور بشکل زندہ اسکے بدن میں خون ہونا بلکہ بدن کا ہلنا اور بولنا اور بعض کام کرنا یہ سب چیزیں اُسکی مقبولیت و افضلیت کی دلیل نہیں ہو سکتیں بلکہ فساق و فجار بلکہ اور کفار مبتلائے عذاب کو بھی یہ چیزیں پیش آسکتی ہیں، بلکہ عالم برزخ کے حالات و معاملات ہر شخص کیساتھ بالکل جدا ہیں کسی کو حق تعالیٰ نے کسی حال میں رکھا ہے اور کسی کو کسی حال میں۔ امام العارفین محدث ہند حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی قدس سرہ العزیز نے حجۃ اللہ البالغہ صفحہ [illegible] میں اسی مضمون کو بہت ہی محققانہ انداز میں تحریر فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اہل قبور خواہ عذاب میں ہوں یا راحت میں ان کے احوال بالکل جدا جدا ہیں سب کیلئے کوئی ایک خاص قاعدہ نہیں کہ سب کے بدن باقی رہتے یا سب کا مٹی ہو جائے اسی طرح ارواح موتیٰ کے حالات بھی بہت مختلف ہیں، اسی سلسلہ میں تحریر فرمایا ہے کہ روح انسانی بحالت حیوٰۃ جبکہ قالب کی ساتھ مقید ہوتی ہے تو بوجہ قید بدن اور خواہش نفسانیہ کے غلبہ اُس کا اصلی رنگ اور طبعی حال ظاہر نہیں ہوتا پھر جب موت کے ساتھ قید بدن سے آزاد ہو جاتی ہے تو اس کا اصلی رنگ نکھر جاتا ہے اور جو روح ملکیت کی کیفیات غالب رکھتی ہے، وہ ملائکہ کی ساتھ اور جو خباثت شیاطین اپنے اندر رکھتی ہے وہ شیاطین کے ساتھ ملحق ہو جاتی ہے، اور اسکی ایسی مثال ہے جیسے کوئی مخنث کہ جبتک وہ نابالغ رہتا ہے اس کا حال صحیح معلوم نہیں ہوتا، بلوغ کے بعد اُسکے تانیث اور صنف اناث میں ملجانے سے اُسکی جبلی حالت کا پتہ لگتا ہے، الغرض بعض ارواح خبیثہ جن کی طبیعتیں خباثت اور گناہوں کے ساتھ زیادہ ملوث ہوتی ہیں، بعض اُن میں سے بعد الموت شیاطین کے ساتھ ملحق ہو جاتی ہیں اور جس طرح شیاطین مختلف اجساد و اشکال میں ظاہر ہو سکتے ہیں اسی طرح یہ بھی ہو سکتے ہیں اس لئے اگر عیسائی مبلغ کا واقعہ بالفرض صحیح مان لیا جاوے تو یہ اُس کی ادنیٰ فضیلت وحقانیت کا ثبوت بھی نہیں دیتا کہ جس سے کسی عقلمند کو شبہ کی گنجائش ہو۔ آبتک جو کچھ عرض کیا وہ محض واقعہ کو صحیح تسلیم کرنے کی تقدیر پر تھا، اور ظاہر تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ سرے سے اُس کی بنیاد ہی صحیح نہیں جیسا کہ [illegible] الصف [illegible] اخباروں کی [illegible] اخبار کا جو حال [illegible] ہمارے سامنے آتا ہے اور [illegible] دیکھتے [illegible] کسی [illegible] کے

واقعہ کی تصدیق محض ٹائمز کے بیان پر کیسے نقل تقویٰ کر سکتی ہے، وہ تو یہی ظاہر ہے کہ اس نے جیسی سنی
کہانی تو اس نے نقل کیا ہو گا۔ ثانیاً اگر واقعہ بھی صحیح ہو اور خود ایڈیٹر ٹائمز نے بنا بہ مشاہدہ یہ واقعہ لکھا ہو تو ٹائمز کے
پاس اس کا کیا ثبوت ہے کہ یہ لاش اُس عیسائی مبلغ کی ہے جو آج سے (۱۲۲۰) سال پہلے [illegible] اگر یہ کہا جاوے
کہ اس جگہ قبر اس عیسائی کی تھی تو اس کا ثبوت بھی آسان نہیں کہ اُس کی قبر یہیں تھی بعض روایات صحیحہ کی بنا پر
ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام دنیا میں تشریف لائے ہیں جن میں سے [illegible] عیسائی اور یہودی بھی انبیاء
مانتے ہیں۔ اُن کی قبروں کے نشان کا تو آج تک کہیں [illegible] بجز معدودے چند کے پتہ نہیں آتا۔ اور جتنے مزارات
مشہور موجود ہیں اُن میں بھی شدید اختلافات ہیں۔ کسی عیسائی مبلغ کی قبر کا ایسا اہتمام اور پھر چار سو برس کے
مسلسل بذریعہ تواتر اس کے گواہ رہے ہوں مشکل ہے۔ روزمرہ کا تجربہ جو آنکھوں کے سامنے ہے یہ ہے کہ لوگ
تھوڑے ہی عرصہ کے بعد اپنے بڑے بڑے [illegible] با تعظیم بزرگوں کی قبر کا نشان ڈھونڈتے پھرتے ہیں۔ پھر محض تخمینہ
سے مٹی ڈال کر قبر بنا دی جاتی ہے اور باقی دو ہاتھ کا فاصلہ ہو جاتا، صدیوں کے عرصہ میں بالکل قرین قیاس ہے
اس لئے کسی طرح یہ یقین نہیں کیا جا سکتا کہ یہ اُسی مبلغ کی لاش ہے۔ الغرض یہ واقعہ سرے سے اس قابل
نہیں کہ کوئی مسلمان اس پر استعجاب کرے یا اس کے لئے کسی شبہ کا سبب بن جائے۔ یہ مسلمانوں کی نہایت کمزوری
ہے کہ ایسے واقعات سے کوئی اثر لیں۔ یا اُن پر کسی عقیدے کی بنیاد قائم کریں۔ اللّٰھم مصرف القلوب صرف
قلوبنا الی طاعتک۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ کتبہ الاحقر محمد شفیع غفرلہ۔

نصف النہار کے وقت نماز جنازہ کا حکم

سوال (۵۳۱) نماز جنازہ ٹھیک بارہ بجے دن کے پڑھنا کیسا ہے
دیگر کیا مذکور الصدر نماز میں کوئی زوال کا وقت قرار دیا جاتا ہے۔ قسم ثانی سوال کا جواب احادیث نبویہ سے
و معتبر فقہ کتب حنفی کے حوالجات سے سرفراز فرماویں۔ **الجواب**۔ اگر جنازہ عین نصف النہار سے پہلے آیا ہو
تو عین نصف النہار کے وقت نماز جنازہ درست نہیں۔ حدیث میں ہے۔ نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم الی قولہ والا نقبر فیہن موتانا (کذا فی الہدایہ) لیکن نصف النہار کا وقت معمولی ہے اور
مختلف شہروں میں [illegible] جو جنتریوں سے معلوم ہو سکتا ہے بارہ بجے کی کوئی تخصیص
نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ کتبہ احقر محمد شفیع غفرلہ۔

حنفی کی نماز غیر حنفی کے پیچھے

سوال (۵۳۲) اگر مذہب حنفیہ [illegible] ماموں میں سے کسی امام [illegible] کیا
شخص حنفی نہ ہو، بلکہ [illegible] خلاف قرأت نہیں پڑھتا ہو [illegible] شخص کی امامت ہمارے حنفی المذہب
میں درست ہے۔ جبکہ [illegible] قرأت [illegible] احادیث نبویہ و معتبر
کتب حنفیہ سے اس مسئلہ کی سند درکار ہے۔ [illegible] حنفی امام ایسا نہ ملے کہ جو قرآن مجید کے

ایک واقعۂ طلاق پر فتویٰ اور تحریری شہادت کا حکم

سوال ۵۳۶ - ایک شخص نے اپنی عورت کو طلاق بائن دی اور شہادت ناکافی ہے آیا طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ **الجواب**: مسل مرسلہ دیکھی اور مسئلہ پر مکرر غور کیا۔ اس معاملہ میں دو باتیں جدا جدا سمجھنا چاہئیں۔ ایک فتویٰ جو سوال سائل پر مرتب ہوتا ہے دوسرے فیصلہ جو واقعات اور شہادت پر مبنی ہوتا ہے۔ اگر واقعات مندرجہ سوال صحیح ہیں تو فتویٰ اب بھی وہی ہے جو پہلے دیوبند سے جا چکا ہے کہ صورت مرقومہ میں طلاق پڑ گئی، لیکن فیصلہ جو واقعات و شہادات پر مبنی ہے وہ اس طرح غائبانہ نہیں ہو سکتا۔ اور نہ تحریری شہادتوں کو دیکھکر ہم کوئی شرعی فیصلہ صادر کر سکتے ہیں بلکہ فیصلہ وہی کر سکتا ہے جس کو حکم مسلمہ فریقین قرار دیا گیا ہے اور جنہوں نے شہادتیں سنی ہیں مولانا محمد اعظم صاحب نے چونکہ شہادتیں خود سنی ہیں اور انہوں نے ناقابل اعتبار سمجھا ہے انکو مزید معلومات گواہان کے متعلق پہنچی ہوں گی جس پر ناقابل اعتبار قرار دیا ہے ورنہ محمد عابد حسین صاحب اور شیخ محمد ابراہیم صاحب اور بھورے خاں صاحب کے بیانات میں جو الفاظ لکھے گئے ہیں اُن سے طلاق کا ثبوت صاف ہوتا ہے بشرطیکہ یہ سب موقع کے گواہ ہوں اور جیسا کہ بیانات سے ظاہراً معلوم ہوتا ہے انہوں نے الفاظ مندرجہ بیانات خود سُنے ہیں محض دوسروں سے سنی سُنائی باتیں نہ ہوں۔ لیکن ہمارے اس کہنے سے معاملہ پر کوئی اثر نہیں پڑ سکتا۔ جب تک حکم مسلمہ فریقین جس نے شہادت سنی ہے وہ نظر ثانی کرکے اپنے فیصلہ میں ترمیم نہ کرے۔ اور اس صورت میں کہ حکم نے فیصلہ مسماۃ کے خلاف دیدیا ہے، اور وہ دفعۃً اپنے شوہر کی منکوحہ قرار دی گئی ہے، اگر مسماۃ کا یہ بیان واقعی ہے کہ شوہر نامرد و عنین ہے تو اس کے لئے فسخ نکاح کی دوسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ کسی مسلمان حاکم کی عدالت میں اس کا ثبوت دے کہ وہ عنین ہے اور تفریق کی درخواست کرے تو حاکم اس شخص کو ایک سال کی مہلت علاج کرنے کیلئے دیگا۔ سال بھر میں اگر یہ تندرست ہو گیا اور ایک مرتبہ بھی جماع کر لیا تو بہتر ورنہ سال بھر کے بعد عورت دوبارہ اسی حاکم کے یہاں درخواست فسخ نکاح کی پیش کرے، یہ حاکم اسوقت تفریق کا حکم کردے تو شرعاً یہی حکم طلاق کا قائم مقام ہو جائے گا، اور بعد عدت مسماۃ کو عقد ثانی کا حق ہوگا کذا فی الہدایہ وغیرہا۔ فقط

خاوند کے انتقال کے بعد زوجہ کا یہ کہنا کہ فلاں مکان میرے خاوند نے مہر میں دیدیا تھا

سوال ۵۳۷ - اگر کوئی عورت اپنے خاوند کے انتقال کے بعد یہ کہے کہ فلاں مکان میرے خاوند نے میرے مہر میں دیدیا تھا اور کوئی معاہدہ یا کوئی تحریر مکان کے متعلق اُس کے خاوند کی طرف سے نہیں ہو تو اُس عورت کا قول مکان کے متعلق شرعاً درست ہے یا نہ؟ **الجواب**: اگر خاوند کے باقی ورثہ اس کو تسلیم کریں تو معتبر ہوگا، ورنہ شہادت کے بغیر معتبر نہ ہوگا۔ ہاں اگر زوجہ نے شہادت شرعیہ پیش کردی تو ورثہ کو بھی تسلیم کرنا پڑے گا۔ اور شہادت نہ ہونے کی صورت میں خاص مکان کی مالک تو زوجہ نہ ہوگی۔ لیکن اس کو حق ہوگا کہ خاوند کے ورثہ پر دعویٰ کرے کہ ان کے مہر ادا کر دیا مکان اس کے

شوہر سے مجھے دور رکھنا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ احقر محمد شفیع غفرلہٗ ۱۱ شعبان سنہ ھ

جبری تعلیم کی وجہ سے مکاتب قرآن کو بند کرنے یا رکاوٹ پیدا کرنے کا حکم:

سوال ۵۳۸ ۔ قرآن پاک کا حفظ کرنا ضروری ہے یا نہیں اور ناظرہ پڑھنا ضروری ہے یا نہیں۔ اور یہ دونوں امور دینیہ میں سے ہیں یا نہیں ان میں رکاوٹ پیدا کرنا مداخلت فی الدین میں داخل ہے یا نہیں جیسا کہ جبریہ تعلیم کے عملہ دستے کرتے ہیں کہ مکتبوں کو بند کرتے ہیں یا لڑکوں کو مکتبوں سے بجبر اٹھا کر اسکول میں لیجاتے ہیں حالانکہ قانون جبریہ تعلیم کی دفعہ (۸) فقرہ (۲) میں صاف لکھا ہے کہ بچے کو مذہبی وجوہ کی بنا پر اسکول کمیٹی نے مستثنیٰ کردیا ہو باوجود اس گنجائش کے مسلم ممبر عملہ اور مسلم ممبران بچے کو جو قرآن پاک کی ناظرہ یا حفظ کی تعلیم پاتا ہو مستثنیٰ نہ کریں تو شریعت کا حکم ان کے بارہ میں کیا ہے؟

الجواب ۔ قرآن مسلمانوں کیلئے مدار ایمان و اسلام ہے اور ایمان و اسلام ان کیلئے مدار بقاء و حیات جو شخص تعلیم قرآن میں کسی قسم کی رکاوٹ پیدا کرتا ہے وہ درحقیقت مسلمانوں کا بلکہ خود اسلام کا دشمن ہے اُن کی دینی ترقی کے ساتھ دنیوی فلاح کو بھی مٹانا چاہتا ہے۔ قرآن کا پڑھنا اور پڑھانا حفظ و ناظرہ سب ایسے فرائض ہیں کہ مسلمانوں سے کسی حال ساقط نہیں ہوسکتے اور یہ محض شیطانی دھوکا ہے کہ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ بچے جبکہ قرآن کو سمجھتے ہی نہیں تو پڑھنے سے کیا فائدہ۔ ان لوگوں نے دراصل قرآن کی حقیقت کو سمجھا ہی نہیں۔ قرآن مجید کو انھوں نے ایک قصوں یا تاریخ کی کتاب سمجھا ہے کہ جب کوئی اس کو نہ سمجھے تو پڑھنے سے کیا فائدہ۔ حالانکہ قرآن تو وہ نسخہ شفا ہے کہ جس کا سمجھ کر استعمال کرنا تو مفید ہے ہی بلا سمجھے اس کا پڑھنا اور وظیفہ بنانا بھی موجب ثواب ہے۔ اور حدیث کی تصریح کے مطابق ہر ایک حرف پر دس دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ خواہ سمجھکر پڑھے یا بلا سمجھے جیسا کہ احادیث صحیحہ میں اسکی تصریح خود زبان نبوت سے ہوچکی (کما فی الترغیب والترہیب للمنذری) بلکہ پڑھنے سے بھی آگے محض دیکھنا بھی ثواب رکھتا ہے جیسا کہ حدیث میں ہے۔ النظر فی القرآن عبادۃ اور اگر یہ خیال ہو کہ قرآن کو چھوڑکر تعلیم جدید حاصل کرنے سے مسلمانوں کی دنیوی ترقی ہوگی تو اولاً تو سمجھنا چاہئے کہ اگر بالفرض ایسا ہو بھی گیا تو ہم اس ترقی کو لیکر کیا کریں گے جو اسلام اور قرآن کو چھوڑکر ہو۔ کیونکہ وہ ترقی درحقیقت مسلمانوں کی یا اسلام کی ترقی نہ ہوگی بلکہ سودیسی انگریزوں کی اور مسلمان صورت نصاریٰ کی ہوگی۔ بلکہ مسلمان صورت کہنا بھی شاید صحیح نہ ہو یہاں نام مسلمانی ہوگا۔ اکبر مرحوم نے خوب لکھا ہے

نہ نماز ہے نہ روزہ نہ زکوٰۃ ہے نہ حج ہے ٭ تو پھر اسکا کیا کریں گے کوئی جنٹ کوئی جج ہے

دوسرے یہ بھی سمجھ رکھنا چاہئے کہ ہر مرض کا ایک نسخہ سے علاج نہیں ہوا کرتا بلکہ ہر شخص کا مزاج و طبیعت جدا ہے ہر شخص کی صحت و قوت جیسے جدا جدا ہے اسی طرح اقوام دنیا کا حال بھی اشخاص کی طرح مختلف ہے جیسے ایک دوا ایک مرض میں ایک شخص کیلئے مفید ہوتی ہے اور دوسرے کیلئے اسی مرض میں مضر

باطل ہوجائیں گے۔ اور پھر نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں۔ اگر جائز ہے تو کس طرح؟ (۲) یہ جو فقہ کا مسئلہ ہے کہ تعلیق کیلئے اسلام شرط نہیں اس کا کیا مطلب ہے؟ (۳) مذکورہ علا میں اگر زید نے بعد ارتداد بھی فعل مقسم علیہ کا ارتکاب کیا ہو یا نہ کیا ہو دونوں صورتوں پر کیا اثر و فرق ہوگا۔ (۴) نکاح فضولی کیسے ہوتا ہے اسکی صورت ارشاد ہو اور یہ کہ اسکے علاوہ اور بھی کوئی صورت نکاح کی ہے؟ (۵) کیا ارتداد سے تعلیق سابق باطل ہوجاتی ہے اور اس کا کوئی اثر نہیں رہتا۔ مع حوالہ کے ارشاد ہو؟ **الجواب** (۱و۲)۔ جس شخص نے زید کو مرتد ہونے کا مشورہ دیا اس کیلئے سخت وعید وارد ہوئی ہے اس کے لئے خوف کفر ہے اس سے یہ بہتر تھا کہ زید تمام عمر بلا شادی رہتا۔ اسکے علاوہ جواز نکاح کی دوسری جائز تدبیر بھی تھی۔ وہ یہ کہ زید کا نکاح فضولی کردیتا اور زید اجازت بالقول نہ دیتا بلکہ اجازت بالفعل دیتا تب بھی نکاح جائز ہوجاتا۔ درمختار میں ہے حلف لا یتزوج فزوجہ فضولی فاجاز بالقول حنث وبالفعل لا یحنث باب ما خانیہ (۳) بحالت موجودہ ہندوستان میں ارتداد کے بعد تجدید ایمان کرکے اگر فعل مقسم علیہ کا ارتکاب کرے گا تو نکاح پر کچھ اثر نہ ہوگا بلکہ اس کو نکاح کرنا جائز ہوگا۔ کیونکہ ارتداد سے تعلیق باطل ہوگئی۔ کما قال فی الدرالمختار باب التعلیق ولکن ابطل ملحاقہ مرتداً بدارالحرب الخ۔ (۴) فضولی وہ ہے کہ نہ وکیل ہو نہ اصیل۔ اور وہ خود بخود کسی کا نکاح کردے (۵) اس کا جواب ۳ میں گذرچکا۔ فقط

| چماروں کو مسلمانوں کے کنوئیں سے پانی بھرنے کا حکم ؟

سوال ۵۴۰۔ ایک کنواں ہے جس سے ایک ماہ پیشتر صرف ہندو مسلمان سکھ پانی بھرتے تھے اسکے ایک گھاٹ سے اب چمار دراہ والے پانی بھرنے لگ گئے ہیں اس کنوئیں سے مسلمانوں کو پانی بھرنا جائز ہے یا نہیں۔ اگر اس کا جواب نفی میں ہے چمار جن کو پبلک کنوؤں سے پانی بھرنے کا قانونا حق حاصل ہے اور جس کی بابت پنچائت ہائیکورٹ کا فیصلہ موجود ہے۔ ان پر حق کا استعمال کرکے عام کنوؤں سے پانی بھریں تو مسلمان کیا کریں۔ آیا بائیکاٹ کریں؟ **الجواب**۔ پبلک کنوؤں پر جہاں قانوناً چمار وغیرہ اقوام پانی بھرنے کا حق رکھتے ہیں اور بھرتے ہیں۔ بضرورت مسلمانوں کو پانی بھرنا جائز ہے۔ البتہ جو کنوئیں اپنے مملوکہ ہیں اور قبضہ میں ہیں ان پر احتیاط یہی ہے۔ کہ چماروں کو پانی بھرنے کی اجازت نہ دینی چاہئے۔ ھذا ھو مقتضاء القواعد الفقہیۃ الشرعیۃ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

| ایک وقف اور اسکی شرائط کی تحقیق

سوال ۵۴۱۔ ایک شخص نے اپنی جائداد جو کہ بیس روپیہ ماہوار کی آمدنی کی تھی وقف کی اور یہ شرط لگائی کہ میری اولاد میں سے جس کی آمدنی صد روپیہ ماہوار سے کم کی ہو وہ اس میں سے پانچ روپیہ ماہوار لے سکتی ہے اور زوجہ کے لئے علیحدہ مکان بشارہ روپیہ ماہوار آمدنی کا ہبہ کردیا۔ آیا یہ شرط درست ہے یا نہیں۔ اور یہ شخص اس شرط کی وجہ سے گنہگار تو نہیں ہے؟ **الجواب**۔ شرائط وقف سب صحیح و درست ہیں۔ اس میں کسی قسم کا شرعی نقص معلوم نہیں ہوتا۔ اور جبکہ دوسرے وارثوں کی طرح بیوی کے حق کی بھی رعایت کرلیگئی ہے

تو وہ خدشہ بھی جاتا رہا جس کی طرف حضرت والا برکاتہم نے ارشاد فرمایا ہے۔ اور قطع میراث کی وعید جو حدیث ابن ماجہ میں مذکور ہے وہ اولاً قصد اضرار پر محمول ہے۔ ثانیاً صورت زیر بحث میں بالکلیہ قطع بھی متحقق نہیں کیونکہ جو فائدہ وارث کو میراث سے پہنچ سکتا تھا، وہ ایک حد تک اب بھی پہنچ جائے گا۔ اور مافوق الثلث کے صدقہ کرنے کی جو ممانعت حدیث حضرت سعد بن ابی وقاص میں مذکور ہے۔ وہ آخر وقت کے متعلق ہے جبکہ مرض موت کی حالت ہو۔ اور ورثہ کا حق مال مورث کے ساتھ متعلق ہو چکا ہو صحت میں اس کی ممانعت نہیں جبکہ اضرار ورثہ کا قصد نہ ہو کما یستفاد من کلام الشامی فی کتاب الہبۃ۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ کتبہ احقر محمد شفیع غفرلہٗ

کتے کی کھال کا حکم

سوال ۴۴۲۵ - کیا یہ مسئلہ صحیح ہے کہ انسان وخنزیر کی جلد کے سوائے جمیع جلود بعد از دباغت طاہر ہو جاتی ہیں اگر جواب اثبات ہے تو کیا اگر کتے کی کھال کو دباغت دی جائے تو طاہر ہوگی اور نماز درست ہوگی یا نہیں۔ اگر جواب نفی میں ہے تو اس کی کیا وجہ ہے کہ جملہ فقہاء نے کتے کو مستثنیٰ نہیں کیا۔ بینوا توجروا؟

الجواب - عامہ متون میں یہی مذکور ہے کہ خنزیر اور آدمی کی کھال کے سوا سب جانوروں کی کھالیں دباغت دینے سے پاک ہو جاتی ہیں اس کے عموم سے یہی مستفاد ہوتا ہے کہ کتے کی کھال بھی دباغت سے پاک ہو جاویگی اور یہی ظاہر الروایۃ ہو لیکن حضرت حسن کی روایت یہ ہو کہ کتے کی کھال بھی مثل خنزیر کے بعد دباغت کے پاک نہیں ہوتی اور اصل اس کی یہ ہو کہ کتے کے بارہ میں ائمہ مجتہدین کا اختلاف ہو امام شافعی اور حنفیہ میں سے صاحبین اسکو خنزیر کی طرح نجس العین فرماتے ہیں اور امام اعظمؒ کی ظاہر الروایۃ یہ ہو کہ نجس العین نہیں اور روایت حسن میں ان سے بھی دوسرے ائمہ کی ساتھ موافقت منقول ہو اسی لئے مشائخ حنفیہ کے فتاویٰ اور اختیارات اس بارہ میں مختلف ہیں، عامہ متون وشروح نے ظاہر روایت کو اختیار کیا ہے۔ اور قاضی خاں نے نجس العین ہونے کو ترجیح دی ہے اور اسی کو مبسوط شیخ الاسلام اور صاحب قنیہ نے اور ابو الیث نے اپنے فتاویٰ میں اختیار کیا ہے۔

قال فی البحر بعد نقل الاختلاف فی عموم قولہ فما دبغ فقد طہر الخ الا ان قیدہ بما یدبغ بناءً علی انہ لیس بنجس العین وقد اختلفت الروایات المبسوط فیہ الخ ثم قال وفی مبسوط شیخ الاسلام اما جلد الکلب فعن اصحابنا فیہ روایتان فی روایۃ یطہر بالدبغ وفی روایۃ لا یطہر وہو الظاہر بناءً علی مذہبنا المعقول واختار قاضی خان فی الفتاویٰ انہ نجس العین وفرع علیہ بناءً علیہ الخ۔ وہی ہے جسکو قاضی خان وغیرہ نے اختیار کیا ہے جبکہ قاضی خان اور وسیع وہ ہے جو ظاہر الروایۃ میں ہے یعنی طہارت اور نماز کے الخ نماز کے معاملہ میں احتیاط پر عمل ضروری ہے۔ فقط واللہ اعلم۔ کتبہ احقر محمد شفیع غفرلہٗ

میت والوں کی طرف سے لوگوں کی دعوت بدعت ہے

سوال ۴۴۳۵ - بعض علاقہ پنجاب میں یہ رواج ہے جیسا کہ اکثر جگہ میت ہو جاوے تو میت کے وارث جب میت کو دفن کر کے فارغ ہوتے ہیں تو تمام برادری کو خوب مرغن کھانا کھلاتے ہیں خواہ وارث میت غنی ہو یا فقیر اس کا کوئی خیال نہیں کرتے۔ بہت خرچ اور بہت سا خرچ کیا جاتا ہے اس کو بعض علماء حرام کہتے ہیں اور بعض جائز اور بعض مکروہ کہتے ہیں تو کس جانب اختیار کی جائے مدلل احادیث سے تحریر کیا جاوے؟

(تمام شد)

حاجت تصریح بایں قول نماند ولو قال مرا سوگند به طلاق است که شراب نخورم فشرب طلقت امرأته اذا لم یکن
حلف ولکن قال ذلک لدفع تعرض صاحبه لا یصدق قضاءً کذا فی الکافی والتجرید ولو قال مرا سوگند خانه است
فطلق امرأته ولم یشترط فیه نیت المرأة وهو الاصح عالمگیری کتاب الایمان باب ثانی قال لی حلف او قال لی
حلف بالطلاق ان لا افعل کذا ثم فعل طلقت وحنث وان کان کاذبا۔ بزازیه کتاب الایمان
فصل ثانی (فقط) مردے با زن خلع کرد وبد کان صک نویس آمد زن گفت که ہر سه طلاق بنویس وی ک شوی
را گفت که ہمچنیں است شوی گفت ہر سه بنویس یقع الثلث بحکم الاقرار جامع الفصولین الفصل الرابع
العشرون یعنی بایں اقرار ہر سه طلاق واقع خواہد شد حالانکه در وے اضافت صریحه نیست۔ محصل ایں مقاله آنکه در تطلیق
اضافت صریحه ضرور نیست بودنه واضافت معنویه لابدیه است وآں در لفظ مرا سوگند سه طلاق است ومرا سه
طلاق شرعی (و) مرا سه طلاق است) در عرف اہل کشمیر موجود است کدام کس است که نداند که اہل کشمیر را ازیں الفاظ
طلاق زن مراد می باشد عرف ایشاں بریں متواتر است که تکذیب آں ہمہ آئینه تکذیب نفس خود است پس در وقوع
طلاق ریب نباید آورد وہر روایتیکه موہم خلاف مقصود است مراد آں بتصریح شامی رقم گردید که عدم وقوع آں
وقت است که اراده طلاق زن نباشد ونه عرف جاری باشد واکنوں در ہمہ روایات تطبیق دست داد وشاید تحقیق
بر منصۂ شہود جلوه نمود ودر حلال وحرام امتیاز ہویدا شد والحمد لله علی ذلک آنچه که بسوئے عمادی منسوب کرده شده
است۔ لو قال مرا سه طلاق لا یقع شیء۔ پس شامی در جلد ثانی [illegible] صـ[illegible] تصریح کرده است که عهد ابو السعود
عمادی ایں عرف در بلاد وے شائع نبود وہم چنیں در فتاوی خیریه ونتیجه الخ نیز تصریح کرده است که در عهد ابو السعود
عمادی ایں عرف نبوده است۔ پس فتوی عمادی نیز بر عدم عرف [illegible] است بر خلاف ناحیه کشمیر که در [illegible] عرف حادث است
در جائیکه عرف فاشی شد طلاق بایں الفاظ دہند پس در وقوع طلاق شکے نیست چنانکه شامی در [illegible] تصریح کرده است
پس استدلال به عبارت عمادی غلط است [illegible] در ایں مسئله رساله جداگانه تصنیف کرده است والحال
بمقتضی حال بر طبع ایں ورقه اکتفا افتاد که مستغنی از نقل بالبسط وطول است والله الموفق۔
واذا کنت فی المدارک غرا ثم ابصرت حاذقا لا تمار واذا لم تر الهلال فسلم لاناس رأوه بالابصار

راقم محمد نور شاه کان الله له

الجواب صحیح
فقیر محمد حسین

الجواب صحیح
مدرسه حسینیه رشید احمد

بنده رشید احمد عفی عنه گنگوہی

الجواب صحیح
ابو محمد عبد الحق

ابو محمد عبد الحق مصنف تفسیر حقانی

درست است۔ مشتاق احمد مدرس مدرسه سرکاری ومدرس سابق لودھیانه۔

اقول وبه نستعین بجائیکه از الفاظ مذکوره طلاق زوجه مرادی شود ودر عرف زبان دیار مروجه ومعروف است

الجواب صحیح بندہ محمد قاسم عفی عنہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی۔ مہر مدرسہ امینیہ دہلی | مدرسہ امینیہ عربیہ اسلامیہ دہلی

محمد عبدالرحمن | محمد عبدالرحمن الراسخ لصدق القاسمی الدہلوی اعوذ الراسخ | احمد عبدالقادر | احمد عبدالقادر دہلوی عفی عنہ

اصاب من اجاب۔ محمد الدین احمد مدرس مدرسہ گلاؤٹھی۔

محمد عبدالرحمن ابو محمد دہلوی عفا اللہ عنہ المجیب۔ هو واللہ اعلم بالصواب | [illegible]

محمد عبدالسبحان عفی عنہ | احمد عبدالسبحان دہلوی۔ | [illegible] ۱۲۸۰ | مفتی دہلوی

اصاب من اجاب | محمد حفیظ الحق | مدرس مدرسہ امینیہ دہلی۔

اصاب [illegible] اسیر احمد علی معید گنگوہی معین المفتی دارالعلوم دیوبند۔

الحمدللہ این تحقیق و تطبیق انیق از افادات حضرت استاذ علامہ کشمیری قدس سرہ ہویدا گشت و این مسئلہ کہ از معضلات مسائل بود منقح شد و آنچہ از اجمال ببسبب کہ بیچ خفا نماند پس حق در و منحصر است و اعراض از و روا نے [illegible] اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ وجزاہ عنا وعن جمیع المسلمین خیر الجزاء۔

بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ

خادم دارالافتاء دارالعلوم دیوبند

(۱۴ر شعبان سنہ ۵۹ھ)

الجواب صحیح

مسعود احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی دارالعلوم دیوبند (۵۹ھ)

فہرست مضامین عزیز الفتاوی حصہ ششم

تمام شد